OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

1975

Call No. ۹۲۳۰۵ ا

Accession No. ۴۹۶

Author نپولین ا ایبٹ

496

Title نپولین اعظم

This book should be returned on or before the date last marked below.

۹۶ء

سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد دوم

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ سکول پیلی بھیت

و مترجم اورنگ زیب نے

جوزیف ایس-سی ایبٹ-کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو مین ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ مین طبع ہوئی

پبلشر ایم اے او-کالج بکڈپو-علی گڈھ-

فہرست مضامین

باب	مضمون	صفحہ
باب دہم	مصر کی مہم	۲
باب یازدہم	قاہرہ کو روانگی	۲۴
باب دوازدہم	ملک شام کی مہم	۵۸
باب سیزدہم	محاصرہ سے دست برداری	۹۴
باب چہاردہم	مصر سے مراجعت	۱۲۳
باب پانزدہم	ڈائرکٹری کا توڑ دیا جانا	۱۵۸
باب شانزدہم	کانسل کا تخت	۱۸۵
باب ہفدہم	صلح کی استدعا میں نپولین کا مراسلات بھیجنا	۲۲۰
باب ہیزدہم	فرسٹ کانسل کا دربار	۲۳۷
باب نوزدہم	کوہستان الپس کا عبور	۲۶۰
باب بستم	میرنگو	۲۷۷
باب بست ویکم	ہوہنلنڈن	۳۰۳
باب بست ودوم	انگلستان سے صلح	۳۳۲
باب بست وسیوم	قومی اصلاحیں	۳۶۵
باب بست وچہارم	نپولین کا تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا	۳۹۰
باب بست وپنجم	امینس کے صلحنامہ کی شکست	۴۲۹
باب بست وششم	بولون کا لشکرگاہ	۴۵۴

سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد دوم

جسکو سید محمد معین الدین صاحب شاہجہانپوری انگلش ٹیچر ڈسٹرکٹ اسکول پیلی بھیت
ومترجم اورنگ زیب نے
جو زلیف ایس سی۔ ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین سے اردو میں ترجمہ کیا
اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو
باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دہم

مصر کی مہم

نپولین کے خیالات طفلی ۔ انگلستان کے متعلق فیصلہ ۔ مصر ۔ نپولین کی دلیل ۔ اس کی عظیم الشان تیاری ۔ اپنے سپاہیوں کے نام اعلان ۔ کمشنران ٹولون[1] Toulon کو ہدایت ۔ جہاز میں سوار ہونا ۔ نپولین کی دلفریبی ۔ جزیرہ مالٹا[2] Malta کا مطیع ہونا ۔ امیر البحر نیلسن Nelson کی فوج بحری سے مقابلہ ۔ اسکندریہ[3] میں جہاز سے اترنا ۔ سپاہیونکے نام اعلان ۔

نپولین کی مہم مصر ایسی عظیم الشان مہم تھی کہ ویسی شاید کسی جاہ طلب انسان نے

---

[1] ٹولون فرانس کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہے ۱۲ مترجم

[2] مالٹا بحر روم میں ایک جزیرہ ہے ۱۲ مترجم

[3] اسکندریہ ملک مصر کا ایک مشہور شہر ہے ۱۲ مترجم

کبھی اختیار نہ کی ہوگی۔ جب نپولین برین میں منجملہ دیگر طلبار کے ایک طالب علم تھا اُس کا روشن خیال قدیم سورماؤں پر فریفتہ ہوگیا تھا جو روم اور یونان کے مشہور لوگوں میں ہوتے چلے آئے ہیں۔ جب نپولین تنہائی میں ٹہلا کرتا تھا اور غور و فکر میں ڈوبا ہوتا تھا تو اُنھیں ایامِ طفلی میں وہ مُبہم اور دُھندلا لیکن عظیم الشان خیال باندھا کرتا تھا کہ مشرق میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنا چاہیئے کہ وہ اُس سب کو جسکا قدیم و جدید تاریخ صفحہ ۸۲ میں تذکرہ ہے پست و ماند کر دے۔ اُس کی نگاہ خلیج فارس اور بحر ازرق کے ساحلوں پر اُسی طرح جیسے کہ وہ نقشوں میں کھینچے گئے ہیں پھرتی تھی۔ اور دریاے فرات۔ سندھ اور گنگ کے زبردست سیلابوں کے پیچھے پیچھے جاتی تھی۔ اور قوموں اور فرقوں کو دیکھتی تھی جن کی کروڑہا کروڑ تعداد و مردم شماری وحشیانہ شان و شوکت اور بت پرستی کی تاریکی کے ساتھ ایک فاتح کو بلا رہی تھی۔ اس حیرت انگیز لڑکے نے کہا "ایرانیوں نے تیمور لنگ[1] کا راستہ روک دیا تھا لیکن میں ایک دوسرا راستہ کھولونگا۔" ان طفلانہ خیالوں میں وہ اپنے کو ایک فاتح تصور کرتا جسمیں سکندر کا سا اقتدار تھا لیکن اُس کی سی بدکاری اور کمزوری نہ تھی۔ وہ ان وحشی بڑے ممالک میں جو یورپ والوں کی نگاہ سے بُعد کی تاریکی میں نہاں ہو رہے تھے شائستگی کے عزم و ثبات اور دادگستر حکومت قایم کرنے کے خیال باندھا کرتا تھا۔

جبکہ اٹلی کے میدانوں میں وہ آسٹریا کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف تھا تو مصر اور مشرق کے منصوبے جنگ کے شور و غل اور دھوئیں کے ساتھ مخلوط ہوتے تھے۔ آسٹریا کی فوجوں کی فراری میں جو نپولین کے تند حملوں کی تاب نہ لا کر بھاگتی

---

[1] تیمور لنگ دنیا کا عظیم الشان فاتح۔ تاتاری تھا۔ سمرقند پاے تخت۔ سنہ ۱۳۹۸ء میں محمود تغلق کے عہد میں ہندوستان پر بھی یورش کی تھی۔ دہلی کو خوب لوٹا اُجاڑا اور باشندوں کا قتل عام کیا تھا ۱۲ مترجم۔

تھیں اور فتح کے نعروں میں جو متواتر اُس کے سننے میں آتے رہتے تھے اور جو مجروحوں اور جاں بلبوں کی کراہوں سے ہمیشہ بلند تر ہوتے تھے نپولین بڑھتے ہوئے اظہار کے ساتھ دیکھتا تھا کہ قسمت کسی مشرقی تخت کی طرف اُس کی رہنمائی کر رہی ہے۔

جب اسٹریا کی فوجیں اٹلی سے نکال دی گئیں اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور مانٹی بیلو Montebella میں یورپ والے نپولین کے سامنے اظہارِ اطاعت کر رہے تھے تو اُس کا ہمیشہ کا پُرعزم دل نئے لطف کے ساتھ اپنے بچپن کے مقصد ہوس یعنی مشرق کی طرف متوجہ تھا۔ وہ اپنے چند رازدار دوستوں کے ساتھ اپنے عظیم الشان محل کے رمنہ میں اٹلی کی معتدل راتوں کو گھنٹوں ٹہلتا اور بڑی پُرشوق سرگرمی سے اُن مشرقی مشہور سلطنتوں کا جو ان ممالک پر سایہ افگن ہوئیں اور پھر برباد ہوئی تھیں ذکر کیا کرتا تھا۔ اُس نے کہا "یورپ میں بڑے پُرشکوہ کاموں کے کہاں موقعے ہیں اور سوائے مشرق کے بڑی بڑی سلطنتیں اور انقلاب کہیں نہیں پائے جاتے جہاں ساٹھ کروڑ آدمی آباد ہیں"۔

جب وہ لوٹ کر پیرس آیا تو تحسین و آفرین کے نعروں سے جن سے وہ گھرا ہوا تھا اُس کے کان پر جوں بھی نہ رینگتی تھی اُس کی ہوسِ بے پایاں ایسی تھی کہ اُس کی گزشتہ کارگذاریاں اُس کو ہیچ معلوم ہوتی تھیں۔ مشرقی شان و شوکت کے پُرشکوہ منصوبوں نے اُس کی نگاہِ باطن کو خیرہ کر دیا تھا۔

اُس نے کہا "پیرس میں لوگ کسی چیز کی یادگار کو زیادہ عرصہ تک قایم نہیں رکھتے۔ اگر میں بیکار رہا تو میرا سب کیا کرایا خاک میں ملجائیگا۔ اس بڑے شہر بابل (پیرس) میں ایک شخص کی شہرت دوسرے شخص کی شہرت کی جگہ چھین لیتی ہے۔ اگر سیر و تماشوں میں لوگوں نے تین مرتبہ اور مجھے دیکھ لیا تو بس پھر میرے دیکھنے کی اُنھیں آرزو نہ رہے گی۔ میرا عزم بالجزم ہے کہ میں پیرس میں نہ رہونگا۔ یہاں کوئی کام نہیں ہے

جسکا سرانجام کیا جاسے ہر شے یہاں گذرتی چلی جاتی ہے میری شان و عظمت میں زوال آرہا ہے۔ یورپ کا یہ ذرا سا گوشہ اس قابل نہیں ہے کہ میری شان و عظمت کی خامی کو پورا کرے۔ ہمکو ضرور بالضرور مشرق کو جانا چاہیئے۔ دنیا کے سب بڑے لوگوں نے شہرت وہیں حاصل کی ہے"

جب نپولین سے انگلستان کے مقابلہ میں فوجوں کی سپہ سالاری کی درخواست کی گئی اور چاہا گیا کہ ساحل کی جانچ پڑتال کرکے دیکھے کہ انگریزوں پر خود اُن کے جزیرہ میں حملہ کرنا ممکن و مناسب تھا یا نہیں تو اُس نے بیورین سے کہا "میں ساحل کا دورہ کرنے پر قطعی راضی ہوں اور اگر انگلستان پر حملہ کرنا بہت زیادہ خطرناک نظر آیا جیسا مجھے اندیشہ ہے کہ یہ حملہ خطرناک نظر آئیگا تو ہم یہی انگلستان پر حملہ کرنے والی فوج مشرق میں لے چلیں گے اور ہم مصر کو جائینگے"

اُس نے اُن تمام دقتوں پر جو انگلستان پر حملہ کرنے میں پیش آنے کو تھیں اور اُن ذریعوں پر جن سے وہ ان دقتوں کا مقابلہ کرسکتا تھا بڑی احتیاط سے غور کیا۔ اُس کی راے میں یہ مہم ایسی خطرناک تھی کہ اختیار نہیں کی جاسکتی تھی۔ اور اُس نے ڈائرکٹروں پر زور دیا کہ مصر کی مہم اختیار کی جاوسے اور اُس نے کہا "جس وقت مصر میں قدم جم گئے تو بحر روم ایک فرانسیسی جھیل ہوجائیگا۔ مصر میں جو غلامی کی رسم کی پھٹکار سے ضعیف ہوگئی ہے ہم نو آبادی قایم کرینگے اور یہ نو آبادی سینٹ ڈومنگو[1] St. Domingo کا کام دیگی۔ اور فرانسیسی اشیاے صنعت و حرفت کے لئے ہم افریقہ شام و عرب میں منڈیاں قایم کرینگے۔ مشرقی تجار کے قافلے قاہرہ میں جمع ہونگے اور ہندوستان کی تجارت کو ضرور راس امید[2] Cape of Good Hope

---

[1] وسطی امریکہ کے مشرق سمندر میں سینٹ ڈومنگو جزیرہ ہے ۱۲ مترجم

[2] راس امید افریقہ کے جنوبی حصہ میں ایک راس ہے ۱۲ مترجم

چھوڑ کر بحر احمر میں ہو کر جاری ہونا پڑیگا۔ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ کوچ کر کے ہم دریاے سندھ کو پار کر سکتے ہیں اور مظلوم و ناراض دیسی رعایا کو انگریز غاصبوں کے مقابلہ میں جوش دلا سکتے ہیں اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں ہم ویسی حکومت قایم کرینگے جو رعایا کے حقوق کی عزت کریگی اور اُن کے اغراض کو ترقی پہنچائیگی اور تمام لوگ ہم کو اس طرح پکارینگے جس طرح رہائی دینے والوں کو پکارتے ہیں۔ ملک شام کے عیسائی اور آرمینیا والے اپنے جھنڈوں کو متحد کر لینگے اور دنیا کی رو کا کو بدل دینگے۔" ایسی عالی شان تجویز تھی جس نے اس جاہ طلب دل کو جوش دلایا تھا

انگلستان نے بغیر کسی استحقاق کے پرتو کے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ اُس کے پورے مسلح سواروں نے اپنے گھوڑوں کے خونی سُموں سے بُزدل اور نہتے ہندوستانیوں کو روندا تھا۔ توپیں۔ جزایل اور سنگینیں صرف ایسی کارآمد دلائل تھیں جن سے انگلستان نے جملہ مخالفتوں کو چپ کیا تھا۔ گوروں نے اپنی ننگی تلواروں سے جن سے ہمیشہ خون ٹپکتا رہتا تھا صوبجات کو جن میں بے شمار آدمی بستے تھے مغلوب کیا تھا۔ پندرہ ہزار میل کے چکردار راستے سے جو راس امید کے گرد ہو کر واقع تھا لنڈن اور لیورپول کے تجارتی جہازوں کے بیڑے کلکتہ اور بمبئی کو آتے تھے اور اُسی بمبئی کے راستہ سے ہندوستان کی دولت انگلستان کو بھی چلی جاتی تھی۔

نپولین کی یہ محبت تھی کہ وہ بے ضرر مشرقی قوموں کے ساتھ جنگ ناحق کرنیکو نہیں جا رہا تھا بلکہ وہ مظلوم رعایا کا شریک تھا اور اپنے مشترکہ دشمن (انگلستان) کے مقابلہ میں تلوار کھینچ رہا تھا اور وہ اُن کو زبردست غاصبوں سے رہائی دلانے اور آزادی کے نہایت گرانبہا حقوق عنایت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مصر کو وہ تاراج کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اُس کو خوش حال بنانے کو علام کرنے

کے لئے نہیں بلکہ آزاد کرنے کی غرض سے۔ مشرق کی دولت سے اپنے کو امیر بنانے کے مدعا سے نہیں بلکہ مغربی مرفہ الحالی اور اعلی شائستگی اُس کے ساحلوں کو منتقل کرنے کی تمنا سے روانہ ہوا کسی دوسرے جاہ طلب فاتح کے پاس کبھی ان سے بڑھکر قابل تحسین دلایل نہیں ہوئی ہیں۔ انگلستان کو جس نگاہ سے وہ ہندوستان اور چین کو دیکھتا ہے خاموش رہنا چاہیئے اور گورنمنٹ امریکہ (کناڈا) جس توجہ سے وہ امریکہ کے قدیم باشندوں کی جان بلبی کے وقت کی کراہوں کو سنتی ہے اور جن قدیم باشندوں کو اس گورنمنٹ نے اُن کے طفلی کے جنگلوں اور اُن کے آبا و اجداد کے غاروں سے نکال باہر کیا ہے نپولین پر کس منہ سے اعتراض کر سکتی ہے نپولین بھی بشریت کی کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ لیکن انگلستان اور امریکہ کے صفحہ ۸۳ مورخوں کو یہ دعا منہ سے نکالنا زیبا نہیں ہے کہ ”خدایا تیرا شکر ہے کہ ہم اس بوناپارٹ کی طرح نہیں ہیں“

مصر جس کی گذشتہ عظمتوں کی یادگاریں شائستہ دنیا کو حیرت و تحسین پر مجبور کرتی ہیں صدیوں تک تاریکی اور فراموشی میں دفن رہنے کے بعد پھر آہستہ آہستہ روشنی میں اُبھر رہا ہے اور بے شک و شبہہ اُس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ آخرکار وہ علم و محنت کے نہایت ہی بڑے مرکزوں میں سے ایک مرکز ہوگا بحر روم اُس کے شمال میں موجزن ہے اور اس سمندر نے مصر کی تجارت کے لئے یوروپ کے جملہ خوش حال شہر کھول رکھے ہیں اور بحر احمر اُس کے مشرقی ساحل پر ہندوستان اور چین کی دولت کا مینہ برسا رہا ہے۔ اور افریقہ کے نامعلوم اندرونی حصوں سے دریائے نیل موجیں مارتا ہوا آتا ہے اور نہ ختم ہونے والی اندرونی تجارت کے لئے جو نامعلوم قوموں اور باشندوں سے کی جا سکتی ہے ایک شاہراہ بناتا ہے۔

اس ملک مصر میں دریائے[1] نیل کی تمام وادی زیریں شامل ہے جس کا عرض ساحل بحر روم پر اکیسو بیس میل کے قریب ہے۔ یہ وادی جو تخمیناً چھ سو میل طول میں ہے جنوب کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جیسے کہ جنوب میں اُس پر ریگستان کا ہجوم ہوتا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا عرض صرف چھ میل رہجاتا ہے۔ سالانہ سیلابوں سے جو دریائے نیل میں آیا کرتے ہیں مصر کی زمین میں حیرت انگیز زرخیزی آجاتی ہے ملک حبش کے پہاڑوں کی شدید بارشیں ان سیلابوں کا باعث ہوتی ہیں خود مصر میں کبھی پانی نہیں برستا یعنی صدیاں گذرجاتی ہیں اور ایک چھینٹا نہیں پڑتا ٹالمیز[2] کے زمانہ حکومت میں مصر کی مردم شماری دو کروڑ کے قریب اندازہ کی گئی تھی لیکن خودسر بادشاہوں کی سختیوں سے آبادی گھٹ گئی اور اُس فرانس کی یورش کے وقت مصر میں پچیس لاکھ آدمی آباد تھے۔

مصر کے باشندے چار درجوں میں تقسیم تھے۔ اول کاپٹس جو قدیم مصریوں کی اولاد ہیں اور اُن کی تعداد دو لاکھ تھی۔ یہ نہایت ہی ذلیل غلامی کی حالت میں تھے۔ آبادی کا بڑا حصہ یعنی بیس لاکھ کے قریب عرب تھے جو نیم وحشی تھے اور ان کو ان کی قسمت آزمائی اور محنت سے ان کے خود سر اور ظالم حاکموں نے روک دیا تھا۔ ٹرک یعنی جینی زری جو پورے دو لاکھ تھے۔ اور یہی لوگ بے اصول ظالم۔ عیاش۔ غاصبوں کی استمراری فوج تھے۔ ان غاصب حاکموں نے خلاف رعایا کو۔ دُرّے۔ سیف اور زردوسے[3] کی ہیبت سے نہایت ہی ذلیل غلامانہ حالت

---

[1] دریائے نیل وکٹوریا نیانزا جھیل سے نکل کر یہ عظیم الشان دریا آخر مصر میں پہونچتا ہے اور چار ہزار میل کے طولانی فاصلہ کو طے کر کے بحر روم میں جا گرا ہے ۱۲۔ مترجم

[2] ٹالمی نام کے مصر میں یونانی بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں ان میں سے پہلے بادشاہ کا سنہ ۲۸۳ قبل حضرت مسیح کے انتقال ہوا۔ ۱۲۔ مترجم

[3] یہاں دستور تھا کہ ردوسے سے پھانسی دیجاتی تھی ۱۲ مترجم

میں رکھ چھوڑا تھا۔ بارہ ہزار مملوک سواروں کی جماعت تھی۔ یہ متکبر۔ قوی۔ اور ناخدا ترس جابر تھے۔ ہر سوار کی خدمت میں دو نفر رہتے تھے۔ چوبیس ۲۴ بے[1] تھے جن میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ یا چھ سو مملوک تھے اور ان حیرت انگیز سواروں پر یہ حکومت کرتے تھے دو خاص بے۔ نے مصر کی حکومت کو باہم تقسیم کر رکھا تھا۔

مصر میں خود سر حکومت قدیم تھی۔ ان مغرور حاکموں کی عیاشی اور بدکاری نے رعایا کو مایوسانہ حالت سے پیس ڈالا تھا۔ مشرقی طرز کی عیش و عشرت پسندی ان پاشاؤں کا خمیر تھی۔ اور ذلیل فریب دادہ رعایا کے کچے جھونپڑوں کو گداگری اور بدبختی نے بدنما کر دیا تھا۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ مصر کی ایسی رعایا کے سامنے اُس کے حامی اور خیرخواہ کی طرح پہونچکر اُس کو اپنے جھنڈے کا شریک کر لے۔ مملوکوں کو مغلوب کرے۔ اور ایسی حکومت قایم کرے جو مصر میں شائستہ زندگی کے تمام علوم و فنون کو زندہ کر دے۔ اور ان فیض رسانیوں سے وہ شہرت حاصل کرے جس سے تمام مشرق میں اُس کا نام روشن ہو جائے اور پھر ان مغلوب قوموں کے ساتھ جو اُس کو اپنا رہائی دینے والا تصور کریں انگریزی طاقت پر ہندوستان میں حملہ آور ہو اور اس سے اس سمندر کی ملکہ (انگلستان) کو تسلیم کرنا پڑے کہ ہاں خشکی پر بھی ایک ایسی طاقت ہے جو اُس تک پہونچکر اُس کو نیچا دکھا سکتی ہے۔ یہ تجویز اپنی شان کے اعتبار سے بڑی عظیم الشان تھی۔ لیکن مشیت ایزدی نہ تھی کہ وہ پوری ہو۔

آخر کار ڈائرکٹروں نے نپولین کی دلیلوں سے مجبور ہو کر اور نیز اُس رشک و حسد کی وجہ سے جو اُس کی روزافزوں ہردلعزیزی سے اُن کو پیدا ہوا تھا اور اس خواہش سے بھی کہ نپولین فرانس سے علحدہ ہو جائے مصر کی یورش پر اپنی رضامندی

---

[1] بے۔ یعنی پاشا ۱۲ مترجم

ظاہر کردی لیکن اس معاملہ کو حد درجہ پوشیدہ رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ کیونکہ اگر انگلستان کو وہ سمت معلوم ہو جاتی جہاں اُس پر حملہ ہونے کو تھا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی لا فتح بحری فوج سے فرانسیسیوں کے بیڑے کو روک دیتا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مملوکوں کو نہایت ہی شدید مقابلہ پر آمادہ کر دیتا اور اس طرح مہم مصر کے راستہ میں بہت سی دشواریاں بڑھ جاتیں۔ چنانچہ جملہ مباحثے دروازہ بند کر کے ہوا کرتے تھے اور ساری تجویز نہایت ہی مخفی حالت میں رکھی گئی تھی۔

فوجی ترتیب کے متعلق دنیا کی تاریخ میں دیکھا جاتا تھا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ عالموں فاضلوں اور صناعوں نے اُس میں ایسی نمایاں شرکت کی۔ یہ تجویز ہوا کہ نپولین کے ہمراہ چالیس ہزار آدمی جاویں جن میں سے چند افسر۔ علوم لطیفہ کے ماہر۔ انجنیر۔ جغرافیہ داں اور صناع نپولین خود انتخاب کرے۔ چنانچہ اب نپولین نے نہایت ہی حیرت انگیز عزم و محنت سے اپنی تجاویز کی تکمیل شروع کی۔ برقی سرعت سے حکم کے بعد حکم صادر ہوتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ نہ اُسے دن میں آرام تھا نہ رات میں وہ سوتا تھا۔ ہر چیز کی دیکھ بھال خود کرتا تھا اور بڑی پھرتی سے ہر ہر مقام کو جاتا تھا۔ علماء سے خط و کتابت کرتا تھا۔ جنرلوں سے مشورے کرتا تھا۔ روپیہ فراہم کرتا تھا۔ جہاز جمع کرتا تھا۔ اور رسد کے ذخیرے اکٹھا کرتا تھا۔ اُس کے محیط اور نہ تھکنے والے دماغ نے ذرا ذرا سی چیز کا انتظام کر لیا۔

ایک شخص نے جس سے سرانجام کار میں کچھ توقف ہو گیا تھا نپولین سے یہ عذر پیش کیا "جناب ہم تمام دن تو کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کے سوا بھلا اور ہم کیا کر سکتے ہیں" اس پر نپولین نے جواب دیا "کیا آپ کے پاس رات نہیں ہے"؟ ایک اور شخص سے نپولین نے کہا "حضرت ذرا جلدی کیجئے۔ یاد رکھیے کہ دنیا چھ دن میں ہی بنی تھی سوا اسے وقت کے آپ اور ہر شے مجھ سے طلب کر سکتے ہیں

اور یہ وقت ہی ایسی چیز ہے جو میرے پاس نہیں ہے ''

پس نپولین نے اپنے عزم و ہمت صدہا شخصوں میں پیوست کر دئے تھے۔ اور ایسی تیزی کے ساتھ کام ہونے لگا کہ جس پر یقین نہیں آتا۔ اُس نے فوج و رسد فراہم ہونے کے چار مقام تجویز کئے یعنی ٹولون Toulon جنیوا Genoa اجیشو Ajaccio اور سویٹا ویکا Civita Vecchia اُس نے چار سو پچاس جہازوں کو مخفی خدمات کے متعلق فرانس اور اٹلی میں بار برداری کے لئے کرایہ کیا۔ اور اُن کو کوچ کے مقامات پر جمع کیا۔ اور اُس نے اٹلی کی نامور افواج کے تقسیم ہو جانے کے متعلق فوری احکام صادر کئے کہ وہ جینوا اور ٹولون کو چلی جاویں۔ اُس نے انسانی صنعت و حرفت کے متعلق ایسے ایسے ہوشیار لوگ جمع کئے جو یورپ میں میسر آسکتے تھے اُس نے شہر روم Rome کے پروپگینڈا Propaganda کے کالج سے مختلف مشرقی زبانوں کے چھاپے کے حروف اور چھاپنے والوں کی ایک جماعت ساتھ لی۔ اور فلسفہ اور ریاضی کے نہایت ہی مکمل آلے جمع کئے۔ بڑے بڑے مشہور شخص اگرچہ وہ نہیں جانتے تھے کہ نپولین انھیں کہاں لے جائیگا اس نوجوان جنرل کی قسمت میں شریک ہونے کی تمنائیں کرتے تھے۔ جب ایسے بڑے بڑے سامانوں کے ساتھ تیاریاں ہوئیں تو بھلا کیونکر ممکن تھا کہ یورپ کا خیال اُن کی طرف متوجہ نہوتا۔

طرح طرح کی مختلف افواہیں اڑتی تھیں۔ سب اسی ٹوہ میں تھے کہ نپولین کہاں جاتا ہے۔ کچھ کہتے تھے بحر اسود کو جاتا ہے ہندوستان کو جاتا ہے بعض کہتے تھے خاکنائے[1] سوئز میں نہر کاٹنے جاتا ہے۔ دوسرے کہتے تھے

---

[1] خاکنائے سوئز پہلے یہ خاکنائے افریقہ اور عرب کو ملاتی تھی لیکن سنہ ۱۸۶۹ء میں اُس کو نہر کر دیا گیا اور اب یہ بحر روم اور بحر احمر کو ملاتی ہے ۱۲ مترجم

نہیں آئرلینڈ[1] کو جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے تھے دریائے[2] ٹمیس کو جاتا ہے یہاں تک کہ جنرل کلیبر کو بھی یہی خیال تھا کہ نپولین انگلستان جا رہا ہے اور چونکہ اُس کو یقین تھا کہ نپولین پر کوئی فتح نہیں پا سکتا ہے وہ کہنے لگا "اگر دریائے ٹمیس کے دہانہ میں آتشی جہاز داخل کرنا تو اُس پر کلیبر ہی کو مامور کرنا اور دیکھ لیتا کہ کلیبر کیا کرتا ہے"۔ دربار انگلستان نہایت ہی پریشان تھا۔ اُس کو صاف نظر آ رہا تھا کہ ایک طوفان جمع ہو رہا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ اس طوفان کا نزلہ کہاں گریگا۔ بڑی حیرت خیز کوشش سے ایک زبردست بیڑہ بحر روم میں فراہم کیا گیا اور لارڈ نلسن کی ماتحتی میں دے کر ہدایت کی گئی کہ بحر روم میں وہ گشت کرے اور فرانسیسیوں کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہے۔

۹۔ مئی ۱۷۹۸ء کو اپنی اٹلی کی مہم سے واپسی کے پانچ ماہ بعد اٹلی کی مہم سے بھی زیادہ عظیم الشان مہم کی جملہ تیاریاں کر لینے کے بعد کہ ویسی مہم شاید ہی کسی نے اختیار کی ہو نپولین ٹولون میں داخل ہوا۔ جوزیفائن اُس کے ہمراہ تھی کیونکہ نپولین کی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کی دلفریبی سے لطف اٹھائے۔ چونکہ وہ اپنی شان و شہرت کا حد سے زیادہ دلدادہ تھا۔ جوزیفائن کے ساتھ بھی اُس کے عشق و محبت کا قریب یہی حال تھا۔ شاید اس فرانسیسی بیڑہ سے جو اب مصر کو جانے کے لئے تیار تھا زیادہ شان و شکوہ کا کوئی دوسرا بیڑہ سطح سمندر پر پیشتر کبھی نہ تیرا تھا۔ یہ بیڑہ اب اپنے افسر اعلیٰ کا منتظر تھا۔ اس میں ۳۰ (تیس) جنگی کلاں جہاز اور ۷۲ (بہتر) چھوٹے ہلکے جہاز تھے اور چار سو پچاس بار برداری کے جہاز تھے۔ اس پر چھیالیس ہزار جنگی سپاہ تھی۔ سو علما تھے جن کے ساتھ جملہ آلات علوم و فنون

---

[1] آئرلینڈ۔ انگلستان سے مغرب میں جزیرہ ہے۔ ۱۲ مترجم

[2] دریائے ٹمیس انگلستان کا دریا ہے جس پر شہر لندن واقع ہے ۱۲ مترجم

لئے جا رہے تھے جن کے معاونہ میں وہ اپنے علوم و فنون یورپ کو لانے والے تھے جن کی قدیمی یادگاروں سے خوشہ چینی کی جا سکتی تھی۔ اٹلی کی کار آزمودہ فوج اپنے جنرل کا استقبال کرنے کو صف بستہ کھڑی تھی۔ اور بڑے پُرجوش نعروں سے اُس نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ لیکن مزہ یہ تھا کہ فوج کے افسروں میں سے یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جائینگے۔ نپولین نے حسب ذیل اعلان سے اُن میں جوش کی روح پھونکدی۔

" اے شیر مردو۔ اُن افواج کا جو انگلستان کے مقابل کام کرینگی۔ تم ایک بازو ہو۔ تم نے میدانوں شہروں اور پہاڑوں میں تو جنگ کی ہے لیکن سمندر پر جنگ کرنا تم کو باقی ہے۔ رومی افواج نے جن کے تم مقلد ہو لیکن ابھی اُن کے برابر نہیں ہوسے ہو۔ باری باری سے تری میں اور زاما[لہ] کے میدان میں کارتھیج والوں کے مقابلہ میں جنگ کی تھی۔ اُن کے جھنڈوں کو فتح نے کبھی نہیں چھوڑا کیونکہ اُنھوں نے۔ دلیری۔ اتحاد۔ اور استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا۔ اے سپاہیو یورپ کی آنکھیں تمھاری جانب اُٹھی ہوئی ہیں۔ تمھیں بڑے بڑے کام کرنا ہیں اور بڑی بڑی لڑائیاں لڑنا ہیں۔ خطرات اور ماندگیوں کا مقابلہ کرنا ہے تم اپنے ملک کی سرسبزی۔ انسان کی بہبودی اور خود اپنی شان و شوکت کے متعلق اُس سے زیادہ کام کرنے کو ہو جتنے کہ اب تک تم کر چکے ہو" اس طرح اس مہم کی شان تو ظاہر کر دی گئی لیکن اسی کے ساتھ وہ پردۂ راز میں مخفی رکھی گئی۔

ڈائرکٹروں کی خودسر کارروائیوں پر نپولین نے چند مرتبہ اظہار نارضامندی کیا تھا۔ اور خفیہ وہ بڑا زور دیکر کہتا تھا کہ " مخالفین سرکار کے تشدد اور خودسری سے

[لہ] زآما اور کارتھیج شمالی آفریقہ کے صوبہ الجزائر کے دو قدیم شہر تھے۔ رومیوں کے زمانہ میں تاریخی مقام رہے ہیں۔ ۱۲ مترجم

بے مجھے بڑا خطرہ ہے۔" وہ کہتا تھا "ڈائرکٹر بہت عرصہ تک اپنی ڈائرکٹری پر قایم نہیں رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قوم کے خیال کو وہ بالکل نہیں جانتے ہیں"، لکھا ہے کہ نپولین کی نکتہ چینیوں سے ڈائرکٹر اسقدر تنگ آ گئے تھے کہ اُنھوں نے بڑے اصرار سے نپولین کی گرفتاری کی فکر کی اور فوشے Fouche سے اس بارہ میں درخواست کی۔ اس پُرتزویر وزیر صیغۂ پولیس نے جواب دیا کہ "نپولین ایسا شخص نہیں ہے جو گرفتار کیا جا سکے اور نہ فوشے وہ آدمی ہے جو اُس کا گرفتار کرنا اپنے ذمہ لے گا"

جب بیورین نے نپولین سے پوچھا "کیا واقعی مہم مصر اختیار کرنے کا آپ کا ارادہ ہے اور وہاں قسمت آزمائی کیجیے گا۔" تو اُس نے جواب دیا "ہاں بیشک قصد ہے۔ کیونکہ اگر میں فرانس میں رہا تو مجھے لازمی ہو جائیگا کہ اس ذلیل ڈائرکٹری کو اُلٹ دوں اور خود بادشاہ ہو جاؤں۔ لیکن ابھی ہمیں اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔ سیب ابھی پکے نہیں ہیں میری شہرت تو ہو گئی ہے لیکن ابھی وقت نہیں آیا ہے کیونکہ پہلے مجھے چاہیے ہے کہ اپنی مہمات کی شہرت سے ان ڈائرکٹروں کی آنکھیں چوندھیا دوں۔" جہاز پر سوار ہونے سے قبل اُس کی آخر کارروائی یہ تھی کہ اُس نے ٹولون کی فوجی کمیشن کے نام ایک رحم دل اعلان بھیجا جس کا یہ منشاء تھا کہ ڈائرکٹروں کے ایک ظالمانہ فرمان کی یہ کمیشن تعمیل تو کرے لیکن نرمی سے۔ ڈائرکٹروں کا یہ فرمان آوارہ وطن لوگوں کی بابت تھا۔ نپولین نے اس کمیشن کو فہمایش کی۔ "اے شرفا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب بوڑھے مردوں اور عورتوں کو جو آوارہ وطن ہوں تمھارے سامنے قانوناً پیش کیا جاوے تو تم علانیہ کہدینا کہ حالتِ جنگ میں بھی فرانس کے لوگ اپنے دشمنوں کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ وہ سپاہی نامرد ہے جو ایسے شخص کے سزا کے حکم پر دستخط کر دے جو ہتھیار اُٹھانے کے قابل نہیں ہے۔" شاید فرانس میں

کوئی دوسرا ایسا شخص نہوگا جو موجودہ گورنمنٹ فرانس کے اس ظالمانہ حکم کے خلاف مقابلہ کرنے کی جرأت کرتا۔ نپولین کی اس رحم دل مداخلت سے لوگوں کے دلوں میں اُس کی طرف سے اور زیادہ گنجایش ہوگئی۔ اور اُس کی ناموری کے سہرہ میں شہرت کا ایک پھول اور اضافہ ہوگیا۔

ٹھیک اُس وقت جبکہ بحر روم کی نیلگوں موجوں پر آفتاب طلوع ہو رہا تھا ۱۹ مئی ۱۷۹۸ء کو بیڑہ نے لنگر اُٹھایا۔ نپولین مع یوجین کے اوریئنٹ Orient جہاز پر جس پر ایک سو بیس توپیں چڑھی ہوئی تھیں سوار ہوا عجب پُرشکوہ صبح تھی اور آفتاب بے نقاب سحاب اس سے زیادہ شاندار منظر پر کبھی نہ چمکا ہوگا۔ یہ بڑا بیڑہ نیم دائرہ میں اٹھارہ میل سے کم پھیلا ہوا نہ تھا۔ لکھا ہوا ہے کہ نپولین اور جوزیفائن کا اُس وقت ایک دوسرے سے رخصت ہونا عجب دردانگیز منظر تھا۔ وہ بہت چاہتی تھی کہ نپولین کے ساتھ جائے لیکن نپولین کو خیال تھا کہ بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئنگی جن کو عورت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جوزیفائن ایک بالاخانہ پر کھڑی زار و قطار رو رو کر ہوا میں ہاتھ سے رومال ہلا رہی تھی۔ اور جاتے ہوئے جہازوں کو ٹکٹکی باندھے ہوئے جیسے کہ اُن کے بادبان دوری کی وجہ سے چھوٹے ہوتے جاتے تھے دیکھ رہی تھی حتی کہ افق میں پھر وہ نگاہ سے غائب ہوگئے۔ یہ بیڑہ پہلے جینوآ کو گیا اور وہاں سے اجیشیو کو پہونچا اور سیوٹیا ویکا کو گیا۔ کہ جملہ سامان جو اُن بندرگاہوں میں فراہم کیا گیا تھا ساتھ لے لے۔ پھر تمامی بیڑہ کو بڑی تیزی سے مالٹا روانہ ہونے کا اشارہ کیا گیا۔

جس وقت بیڑہ ملک اٹلی کے کنارے کنارے جارہا تھا نپولین اوریئنٹ کے عرشہ پر کھڑا تھا اور اُس نے دور افق میں کوہ آلپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں دیکھیں۔ اُس نے دوربین منگائی اور اپنی مہمات کے منظر کو بڑی نگاہ

شوق سے دیکھا اور کہا: "جس وقت میں اٹلی کو دیکھتا ہوں مجھے جوش آجاتا ہے۔ انھیں پہاڑوں کے سامنے وہ میدان ہیں جہاں میں نے فرانسیسی فوج سے فتوحات حاصل کی ہیں۔ اب میں مشرق کو جاتا ہوں اور وہی فوجیں میرے ساتھ ہیں۔ فتح میں کوئی شک نہیں ہے"۔

نپولین کی زندہ دلی۔ طباعی۔ اور گفتگو کی فصاحت پر سب فریفتہ تھے۔ چونکہ وہ قدیم واقعات تاریخ کا پورا ماہر تھا۔ ہر ایک جزیرہ۔ خلیج۔ راس اُس کو پرانے بہادرانہ واقعات کو یاد دلاتا تھا۔ اگر موسم اچھا رہتا تو نپولین تمام دن جہاز کے عرشہ پر رہتا اور اُس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا جو اس کی فصیح اور شاعرانہ گفتگو سے کبھی سیر نہوتے تھے۔ جملہ مضامین پر وہ یکساں لیاقت سے گفتگو کرتا تھا۔ اور نامور فلسفی لوگ جو مختلف علوم کے ماہر تھے حیرت میں تھے کہ اُس کو ہر مضمون پر اسقدر عبور تھا وہ کبھی اداس یا بشاش نہوتا تھا۔ ساکت اور خیال میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مختلف جہازوں سے بڑے بڑے ممتاز عالم اور افسر باری باری سے اُس کے ساتھ کھانا کھانے کو بلائے جاتے تھے اور اُن سے گفتگو کرنے میں وہ حیرت انگیز سلیقہ شعاری کا اظہار کرتا تھا۔ اور نہ غلطی کرنے والے ہنر سے ان لوگوں کی لیاقتوں کا اندازہ کرتا تھا اور اس طرح اپنے کو مختلف وقتوں کے وقت میں جو پیش آنے کو تھیں مناسب کام کرنے والے آدمیوں کے انتخاب کے لئے تیار کرتا تھا۔

نپولین کی لیاقت اور ذکاوت کسی اور بات میں اسقدر نہیں دیکھی گئی ہے جتنی کہ اُس کے برق وش کسی شخص میں خاص عرق لیاقت شناخت کر لینے میں دیکھی گئی ہے۔ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا جاتا تھا۔ مذہبی تحقیقات کتب خوانی اور فلسفیانہ مباحثوں میں وقت جلد جلد گذرتا چلا جاتا تھا۔ نپولین کا قاعدہ تھا کہ کیسے ہی رواروی کے کوچ و مراحل میں کیوں نہو وہ ایک پورا کتب خانہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

جس وقت گاڑی میں فوج کے مرحلہ سے مرحلہ کو جاتا تھا وہ اپنے وقت کے لمحوں کو علم حاصل کرنے سے ترقی دیتا تھا۔ جس کے حاصل کرنے میں اُس نے بے انداز خواہش ظاہر کی سب لفظوں کی اُس کی رائے میں کوئی حقیقت نہ تھی البتہ خیالات کی بڑی وقعت تھی۔ کارنامے۔ تاریخیں۔ تمدن۔ فلسفی۔ اور دوسرے علوم کے رسالے وہ گویا گھول کے پی جاتا تھا۔ جھوٹے قصوں یعنی سب درجہ کے ناولوں اور افسانوں سے اُسے اسقدر نفرت تھی کہ اُن کے نام سے گویا اُسے غصہ آجاتا تھا۔ اگر کوئی اس قسم کی کتاب پڑھتا ہوتا یا اُس کے سامنے لاتا تو اُس کو برداشت نہ کرسکتا تھا۔ جب وہ شاہنشاہ تھا اور اپنے محل کے ایک کمرہ میں سے جارہا تھا اُس نے دیکھا کہ ایک مصاحب لیڈی کے ہاتھ میں ایک ناول تھا۔ نپولین نے لیڈی کے ہاتھ سے ناول لے کر اُس لیڈی کے ایسے مخربِ اخلاق کتاب بینی سے تضیع اوقات کرنے پر بہت سخت لکچر دیا اور کتاب کو آگ میں ڈالدیا۔ جب کبھی اُس کو دو ایک لمحے جی بہلانے کو ملجاتے تو وہ ریاضی کی کتابوں سے جی بہلاتا اور اُس سے اُس کو تفریح ہوتی۔

طعامِ شب کے وقت کے لئے کوئی مفید مضمون مباحثہ کے واسطے ہمیشہ منتخب کیا جاتا تھا۔ ہنسی مذاق یا فحش باتوں کا جو مے نوشی کے بعد واقع ہوتی ہیں نپولین کو ذوق نہ تھا اور صرف اُس کی موجودگی اس قسم کی لغویات کے بند کردینے کو کافی ہوتی تھی اس وقت وہ صرف ۲۸ برس کا جوان تھا لیکن چھیالیس ہزار فوج پر اور دوسرے آدمیوں پر جو بیڑہ سے متعلق تھے اُس کی برتری کے وہ سکے بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کو اُس کے خلاف وہم بھی نہوتا تھا۔ باوجودیکہ نپولین کو اپنی فوقیت کا پورا علم تھا لیکن نہ اس میں کوئی شان تکبر تھی نہ تمکنت تھی اور جب بڑے بڑے آدمی اُس کے سامنے اظہار اطاعت کرتے تھے تو اُس کو ذرا بھی گھبراہٹ یا پریشانی نہوتی تھی۔ مباحثہ کے واسطے خود نپولین مضمون مقرر کرتا تھا۔ یہ مضامین۔ تاریخ روایاتِ قدیمہ۔ اور طبیعات

پر ہوتے تھے۔ چند سوالوں کے یہ نمونے ہیں یعنی۔ کیا سیارے آباد ہیں؟ دنیا کی کیا عمر ہے۔ زمین آگ سے برباد ہوگی یا پانی سے۔ دین اسلام اور مذہب مسیحی میں کیا کیا متقابل خوبیاں ہیں؟ منجملہ دیگر سوالات کے بعض بعض سوال ایسے ہوتے تھے جو اوپر لکھے گئے۔ اور ان میں اس نوجوان جنرل کو مزہ آتا تھا۔

چونکہ جہازوں میں کثرت سے آدمی تھے اور بہت سے لوگ دریائی نقل وحرکت کے عادی نہ تھے تو بسا اوقات آدمی پانی میں گر پڑتے تھے۔ میدان قتال میں تو نپولین خونریزی کو بڑے استقلال سے دیکھ سکتا تھا اور بے خوف وہراس دھاووں کے حکم دیتا تھا باوجودیکہ جانتا کہ ہزاروں کا وارا نیارا ہوگا لیکن جب کوئی شخص سمندر میں گر پڑتا تھا اور جان کا خطرہ ہوتا تھا تو نپولین کی ہمدردی کا کوئی پایان نہیں ہوتا تھا اور جب تک وہ آدمی پانی سے نکال نہ لیا جاتا اُس کو چین نہ پڑتا اور جو شخص ایسے حادثہ کے وقت بڑی دلیری اور سرگرمی ظاہر کرتے نپولین سے بڑے بڑے انعام پاتے۔ ایک مرتبہ رات میں ایک آواز سنی گئی جیسے کوئی پانی میں گر پڑتا ہے۔ اس سے تمام دو ہزار آدمیوں میں جو جہاز پر سوار تھے تلاطم برپا ہوگیا اور یہ خبر سب میں پہنچ گئی۔ نپولین فوراً جہاز کے عرشہ پر آموجود ہوا۔ جہاز روک دیا گیا اور کشتیاں نیچے اتاری گئیں۔ لیکن بڑی جستجو اور محنت کے بعد معلوم ہوا کہ ایک بڑا ٹکڑا گوشت کا رسی کے پھندہ سے نکل کر پانی میں گر پڑا تھا اور یہ دھماکا اُسی کا تھا۔ نپولین نے حکم دیا کہ اس جد وجہد کے صلہ میں معمول سے زیادہ انعام دیا جائے کیونکہ ممکن تھا کہ یہ آدمی ہوتا اور اس موقع پر جو جد وجہد کی گئی وہ اُس کوشش وسعی سے کم نہ تھی جو آدمی کے نکالنے میں کی جاتی ہے۔

۱۶- جون ۱۷۹۸ء کی صبح کو۔ ۲۷ روز سفر کرنے کے بعد مالٹا کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں اور اس مشہور جزیرہ کی فصیلیں جو ٹولون سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر تھا افق میں آفتاب کی۔ نگاہ کو خیرہ کر دینے والی۔ کرنوں سے اُبھرتی ہوئی نظر آئیں

فرانس چھوڑنے سے قبل ہی نپولین نے مالٹا کے نائٹ لوگوں سے ساز کر لیا تھا کہ جزیرہ فوراً فرانسیسیوں کے حوالے کر دیا جائیگا۔ چونکہ یہ نائٹ جانتے تھے کہ جزیرہ خود مختار نہیں رہ سکتا تھا پس انھوں نے یہی پسند کیا کہ بجائے کسی دوسری طاقت کی فرمانبرداری کرنے کے وہ فرانس ہی کی اطاعت قبول کرلیں۔ نپولین نے کہا کہ "مالٹا تو میں (۸۶) اُسی وقت لے چکا تھا جبکہ میں مانٹوا میں تھا" اس بے گذر جزیرہ کو بہ زور فتح کرنے میں بڑے طویل محاصرہ اور زر خطیر کے صرفہ کی ضرورت ہوتی اور کثرت سے جانیں تلف ہوتیں۔ پس طرفین سے یہ ثابت کرنے کو کہ مقابلہ کیا گیا چند گولے چلے اور فوراً جزیرہ والوں نے اطاعت قبول کرلی اور اُن بُرجوں پر سہ رنگا جھنڈا بڑے فخر سے لہرانے لگا جنھوں نے ہر شئے کے فتح کر لینے والے ترکوں کی پوری طاقت کا سالہاے ماضی میں مقابلہ کیا تھا۔

جب مالٹا کی فصیلوں اور برجوں کے استحکام اور عظمت پر جن پر صدیوں کے علوم۔ محنت اور دولت صرف ہوئے تھے غور کیا گیا تو حیرت ہو گئی۔ جنرل کیفرلی Caffarelli نے نپولین سے کہا "خوب ہوا ہمارے لئے پھاٹک کھول دینے کو کوئی شخص اندر موجود تھا کیونکہ اگر یہ مقام خالی بھی پڑا ہوتا تو ہم کو اندر جانے کا راستہ پیدا کرنے میں سخت وقت کا سامنا کرنا پڑتا" مالٹا کے نائٹ جن کی بسراون کے خطاب کی پرانی شہرت پر ہوتی تھی اور عیش پسند ہو رہے تھے مالٹا کے سنگین میناروں اور برجوں کے عوض میں نپولین سے زر لینے اور فرانس و اٹلی میں سرسبز میدانوں کے درمیان محلات قبول کر لینے پر راضی ہو گئے۔ دنیا کے سب سے زیادہ وسیع اور محفوظ بندرگاہوں میں سے مالٹا کا بھی بندرگاہ تھا یعنی یہ بندرگاہ اتنا بڑا تھا کہ فرانسیسیوں کا یہ بڑا بیڑہ بہ آرام اُس میں لنگر انداز ہو گیا اور اوسط پانی پر تیرہ ہاتھا اور گھاٹ کے نیچے عمیق پانی موجود تھا۔

اب نپولین مالٹا میں نئی بستی قایم کرنے اور اُس کی حفاظت کا بندوبست کرنے میں مصروف ہوا۔ بے شمار باڑیوں پر توپیں چڑھوادیں اور مالٹا میں حفاظت کے لئے تین ہزار سپاہ چھوڑی۔ جملہ ترک جو محبس میں مقید تھے رہا کردئیے اور اُن سے بڑی مہربانی کا برتاؤ کیا پھر اُن کو تمام جہازوں پر منتشر کردیا کہ فرانسیسیوں سے ربطِ دوستی پیدا ہوجائے۔ اور وہ فرانسیسیوں کی طرف سے مشرقی مسلمانوں پر اخلاقی اثر ڈالیں۔ نپولین نے پرانے مشاق مدبر کی طرح جزیرہ کے میونسپل انتظام کو ترتیب دیا اور جملہ کارروائیاں ایک ہفتہ سے کم میں سرانجام کرکے بیڑہ کا لنگر اُٹھایا مالٹا کے بہت سے نائٹ فتحمند جنرل کے ہمراہ ہوگئے اور بڑے اظہار اطاعت سے فوج میں عہدے قبول کئے۔

تمام فرانسیسی فوج جس کو ہروقت انگریزی بیڑہ سے مُٹھ بھیڑ ہونے کا کھٹکا تھا جنگ کے واسطے تیار رہتی تھی اگرچہ نپولین اپنے مقصد یعنی مصر سے دوسری طرف متوجہ ہوا تاہم اُس کو انگریزوں سے مقابلہ کرنے میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہر بڑے جہاز پر اُس نے پانسو چیدہ آدمی تعینات کئے تھے کہ توپوں پر کام کرنے کی مشق کریں اُس نے تمام بیڑہ کو ہدایت کردی تھی کہ اگر مقابلہ ہو تو سب کا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے یعنی فوراً غنیم کے جہازوں میں گھس کر بڑی دلیری سے انگریزی جہازوں پر چڑھ جائیں نیلسن نے یہ دیکھ کر کہ فرانسیسی بیڑہ نے بندرگاہ سے کوچ کردیا بڑی کوشش سے اُس کی جستجو شروع کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ نیلسن کو قطعی نہ معلوم تھا کہ یہ بیڑا کہاں جائیگا پس حیران تھا کہ خود کس سمت جاوے۔ خود فرانسیسی بیڑہ پر سوائے دوچار شخصوں کے کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جارہے ہیں اور جب رفتہ رفتہ بیڑہ ساحل افریقہ کے قریب پہونچا تو راز کھُلا۔ اب پُر مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور ہر شخص کو یہی آرزو تھی کہ افریقہ کے ساحل کی پہلی جھلک وہ ہی دیکھے۔ اور بیڑا Orient کے وسیع

کمروں میں نپولین راتوں میں افسروں اور اہل فن کو جمع کیا کرتا تھا اور مصر کی افادہ گاہوں کے متعلق بحث کرتا تھا۔

ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ انگریزی اور فرانسیسی بیڑوں میں صرف پندرہ میل کا فصل تھا یعنی اتنے قریب تھے کہ نیلسن کے جہاز کی توپ کی آواز فرانسیسیوں نے سُنی لیکن رات اندھیری تھی اور کُہر پڑ رہا تھا اور دونوں بیڑے بغیر مٹ بھیڑ کے نکل گئے

بیالیس دن کے سفر کے بعد یکم جولائی ۱۷۹۸ء کو جہاں تک نگاہ جاتی تھی مصر کے ریتیلے ساحل جو فرانس سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر تھے افق میں دور تک پھیلے ہوئے نظر آتے تھے اور جیسے کہ نرم ہوا کے ساتھ جہاز قریب پہونچے اسکندریہ کے مینار کلی اوپٹرا Cleopatra اور پامپی کے ستون ریتیلی پہاڑیوں کے اوپر نظر آنے لگے اور مشرق کی حیرت افزا عظمت پر فرانسیسیوں کے دلوں میں شوق کو تحریک ہوئی۔ بیڑہ ایک کھاڑی میں جو اسکندریہ کے بندرگاہ سے قریب تھا پہونچا ابھی صرف دو ہی دن ہوئے تھے کہ فرانسیسیوں کی تلاش میں نیلسن اسی مقام سے ہو کر گذرا تھا۔ اور یہاں کسی کو نہ دیکھ کر ہیلسپانٹ[1] کے دہانہ کو چلا گیا تھا۔

اب شام تھی اور تیز ہوا چلنے لگی تھی۔ باوجودیکہ ایسے تموج میں ساحل پر اترنا خطرناک تھا لیکن نپولین نے حکم دیا کہ ایک لمحہ ضائع نہ کیا جاوے پس جہازوں سے اُترنا شروع کیا اور تمام شب بڑی تیزی سے اوتار ہوتا رہا بہت سی کشتیاں دلدل میں پھنس گئیں لیکن ایسے حادثات سے کچھ اندیشہ نہ کیا گیا اور کام اُسی طرح جاری رہا گھوڑوں کے اُتارنے میں عجب لطف آیا۔ جہاز سے اٹھا کر گھوڑے پانی میں اُتار دئیے جاتے تھے اور اُن کے گلوں میں صرف ایک باگ ڈور چھوڑ دی گئی تھی۔ وہ کثرت سے جہازوں کے گرد تیر رہے تھے اور پریشان تھے کہ کدھر جاویں اب

---

[1] ہیلسپانٹ۔ آبنائے ہے جو بحر مارمورا کا جنوبی حصہ ہے۔ ۱۲ مترجم

چھ گھوڑوں کی باگ ڈوریں پکڑی گئیں اور اُن کو کنارے کی طرف لے چلے۔ ان گھوڑوں کو دیکھ کر باقی جملہ گھوڑے اپنی عقل حیوانی سے ان کے پیچھے ہو لئے اور جلد ایک بہت بڑا گروہ تیر کر کنارے کی طرف چلنے لگا اور جہازوں سے لے کر کنارہ تک گھوڑے ہی گھوڑے نظر آنے لگے جب یہ گھوڑے کنارے پر پہونچے اُن کی باگ ڈوریں پکڑ لی گئیں اور سواروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ صبح کے قریب ہوا کی شدت میں کچھ کمی ہوئی اور طلوع آفتاب سے قبل سواروں۔ پیدلوں اور توپخانوں کی ایک متکبر فوج صف بستہ ہو کر اپنے جنرل کا انتظار کرنے لگی۔

جس وقت فرانسیسی جہازوں سے اُتر رہے تھے اُسی وقت دور سے ایک جہاز کا مستول نظر آیا اور یہ خیال کیا گیا کہ انگریزی جہاز ہے۔ نپولین نے کہا۔ (۸۷)
”ہائے قسمت اس وقت تو میرا ساتھ چھوڑے جاتی ہے میں تجھ سے ایک ذرا سی مہلت مانگتا ہوں“ لیکن جلد یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ جہاز بھی فرانسیسی تھا اور بیڑہ سے شریک ہونے کو آرہا تھا ابھی جہازوں سے اُترنا ختم نہ ہوا تھا کہ نپولین تین ہزار فوج سے اسکندریہ پر چڑھ دوڑا۔ اس فوج کو اُس نے ابھی ترتیب دیا تھا۔ اسکندریہ یہاں سے بہت قریب تھا اور نپولین نے ارادہ کر لیا تھا کہ ترکوں کی تیاری سے قبل شہر پر حملہ کرے۔ نپولین سے بڑھ کر وقت کی قدر دوسرا نہ جانتا تھا۔ اُس نے ایک اسکول کا ملاحظہ کرتے وقت طلبا سے کہا تھا اے میرے نوعمر دوستو آئندہ زندگی کے لئے وقت کا ایک گھنٹہ بدبختی کا اتفاق ہو سکتا ہے“ اور اسی مشہور مقولہ پر اُس کا عمل تھا۔

کنارہ پر اُترتے ہی نپولین نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیا۔

”اے مردو۔ اب تم ایسی فتوحات حاصل کرنے کو ہو جو دنیا کی شائستگی اور تجارت کے متعلق بے اندازہ نتیجوں سے پُر ہونگی تم انگلستان کو ایسا سخت صدمہ

پہونچاؤ گے جیسا صدمہ مرگ سے قبل اُس نے کبھی برداشت نہ کیا ہوگا۔ وہ لوگ جن میں ہمیں اب رہنا ہے مسلمان ہیں اُن کے مذہب کا پہلا اصولِ ایمان یہ ہے لا الہ الا اللہ محمدالرسول اللہ۔ خبردار خبردار اُن کے خلاف مُنہ سے کچھ نہ نکالنا۔ اُن سے وہی برتاؤ کرنا جو تم نے اٹلی والوں اور یہود سے کیا ہے اُن کے مفتیوں اور اماموں کی وہی آبرو کرنا جو تم اپنے پادریوں اور یہودیوں کے مقتدایان مذہب کی کرتے ہو۔ رومیوں کی فوج نے بھی سب مذہبوں کی حفاظت کی تھی۔ یہاں تم ایسے رسم ورواج دیکھو گے جن میں یورپ کے رسم ورواج سے زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اُن رسوم کی جو قرآن کے موافق عمل میں لائے جاتے ہیں ویسی ہی تعظیم کرنا جو تم زبور اور انجیل کے رسوم کی کرتے ہو اُن کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ یہاں عورتوں سے وہ قاعدے نہیں برتے جاتے ہیں جیسے ہم لوگوں میں برتے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ملک میں جو عورت کی بے حرمتی کرتا ہے شیطان ہے۔ غارتگری سے دولتمند دو ہی چار ہوتے ہیں لیکن اس حرکت سے فوج کی آبرو اُتر جاتی ہے۔ فوج کے امدادی ذریعے گھٹ جاتے ہیں اور ایسے ایسے لوگ دشمن بنجاتے ہیں جن کا خیرخواہ رہنا حد درجہ ضروری تھا۔”

باب یازدہم

قاہرہ کو روانگی

صفحہ ۸۷

نپولین کی طرف سے ترکوں کے خیالات۔ مصریوں کے نام اعلان شائع کرنا۔ نپولین کے مذہبی خیالات۔ اسکندریہ میں جانفشانی کرنا۔ امیرالبحر برویز Brouys کے نام حکم۔ ریگستان میں مسافت۔ مملوک سوار۔ دریائے نیل کو دیکھکر فوج کا خوش ہونا۔ مملوکوں کا پس پا ہونا۔ شیخ عرب قاہرہ۔ مراد بے کا حملہ۔ قاہرہ میں داخل ہونا۔ مصریوں کا اظہار محبت جنگ نیل۔ میڈیم برویز کے نام پُراثر تعزیت نامہ۔

ابھی سپیدۂ صبح کا آغاز بھی نہوا تھا کہ نپولین اپنی پُرجوش فوج کے ساتھ اُس شہر پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا جو سکندر کے نام سے آباد ہوا تھا اور جس نے سکندر کی معرکہ آرائیاں دیکھی تھیں۔ نپولین کا قصد تھا کہ اپنے پہلے حملہ کی بیباکی اور شدت سے ترکوں کو یہ یقین دلاوے کہ فرانسیسیوں پر کوئی فتح نہیں پا سکتا۔ مملوک فصیلوں پر جلد جمع ہوگئے اور بندوقوں۔ توپوں اور نعروں سے فرانسیسی حملہ آوروں کا

مقابلہ کیا۔ لیکن فرانسیسی زینے لگا کر سیلاب کی طرح فصیلوں پر چڑھ گئے اور جو کوئی سامنے آیا صاف کر دیا۔ جنگ کے نتیجہ میں کوئی دیر نہ لگی اور فرانسیسی سہ رنگا علم فخر سے اسکندریہ پر لہرانے لگا۔ مالٹا کے ترکی غلام جو نپولین کی شان و شوکت پر اُسی طرح فریفتہ ہو گئے تھے جیسے ہر شخص جو اُس کو دیکھتا تھا فریفتہ ہو جایا کرتا تھا تمام اسکندریہ میں منتشر ہو گئے اور شہر والوں اور فرانسیسیوں میں دوستی پیدا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ چونکہ فرانسیسی فوج نے بھی اپنے جنرل کے سے مصلحت آمیز ملکی اصول اختیار کر لئے تھے اور خلاف قانون ظلم و تعدی سے اجتناب کیا تھا پس غلام رعایا کو اپنے رحم و انصاف و فیاضی سے دنگ کر دیا اور اُس نہایت ہی غیر قابلِ برداشت اور پیس ڈالنے والے خودسر حکومت کے دباؤ سے آزاد کیا اور عدل و ہمسری کے قوانین قایم کئے۔ اب عرب اور کاپٹس[1] دونوں حیرت میں ڈوبے ہوئے نپولین کی مدحت طرازیاں کر رہے تھے مشرق کے لئے نپولین انوکھا فاتح تھا۔ یعنی وہ قیدِ غلامی سے آزاد کرتا تھا۔ خوشحال کرتا تھا اُن کی عورتوں کی حرمت کی گئی۔ مال کو کوئی نقصان نہ پہونچایا گیا اور اُن کی جانیں ظلم سے محفوظ کی گئیں اور ہر طریقہ سے اُن کی بہبودی کی کوشش کی گئی۔ اور اُس میں بیا ترقی دی گئی۔ مصر میں اُس دن سے زیادہ خوش حالی کا کوئی دن نہ ہوا تھا جیسا کہ وہ دن تھا جبکہ نپولین نے مصر میں قدم رکھا تھا جہاں تک نگاہِ بشر کام کر سکتی ہے نپولین کی تجویزوں کی تکمیل مشرق کے لئے سب سے بڑی ممکن برکت ہوئی ہوتی اس کے بعد نپولین نے اُن اعلانوں میں سے ایک اعلان شایع کیا جو اُس کی مہمات حربی کی طرح اُس کی ذکاوت کے شاہد ہیں:-

" اے مصر کے لوگو۔ ہمارے دشمن تم سے کہیں گے کہ میں تمہارے مذہب کی تخریب کو آیا ہوں۔ کبھی ہرگز اُن کی بات کا یقین نہ کرنا۔ اُن سے کہدینا کہ میں اسلئے

---

[1] قوم کا نام۔ ۱۲ مترجم

آیا ہوں کہ تمھارے حقوق کو بحال کروں اور اُن لوگوں کو جنھوں نے تمھارے حقوق بلا استحقاق چھین لئے ہیں گوشمالی دوں اور اصل دین محمدی کو تازہ کروں۔ اُن بدخواہوں سے تم کہدو کہ مملوکوں سے زیادہ میں خدا۔ رسول اور قرآن کی عزت کرتا ہوں۔ اُن سے کہدو کہ خدا کی نظر میں سب برابر ہیں اور جو چیزیں انسان میں امتیاز کا باعث ہیں وہ عقل ادراک اور نیکوکاری ہیں۔ اب وہ کونسی نیکوکاریاں ہیں جو مملوکوں کو ممتاز کرتی ہیں اور جنھوں نے مملوکوں کو جملہ زندگی کے لطف چھین لینے کا مستحق بنایا ہے۔ اگر ملک مصر اُن کا خرمن گاہ ہے تو وہ دستاویز ٹھیکہ جو مملوکوں نے خدا کی درگاہ سے حاصل کی ہے دکھائیں جس کے ذریعہ سے اُنھوں نے مصر پر قبضہ کیا ہے۔ کیا مصر میں کہیں کوئی خوبصورت ریاست ہے؟ اگر ہے تو بس وہ مملوکوں کے باوا کی ہے! یا مصر میں کوئی حسین لونڈی اور اچھا گھوڑا۔ عمدہ مکان ہے؟ اگر ہے تو وہ سب مملوکوں کے دادا کا ہے۔ لیکن خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اُس نے قضا و قدر میں لکھدیا ہے کہ مملوکوں کی حکومت ایک دن ختم ہوجائیگی۔ خوشا حال اُن کا جو ہمارے شریک ہونگے اور اُن کی دولت اور اُن کے مناصب میں ترقی ہوگی۔ خوش قسمت ہیں وہ جو علیحدہ رہیں گے اور اُن کو مہلت ملیگی کہ وہ ہم کو پہچانیں اور پھر وہ ہماری فوجوں کے ساتھ صف بستہ ہوکر کھڑے ہونگے۔ لیکن بڑی خرابی ہے اُس کی جو مملوکوں کی طرفداری کرے گا اور اُن کی طرف سے مسلح ہوگا اور ہمارے خلاف لڑے گا۔ اُس کے لئے کوئی امید نہیں اور وہ برباد ہوگا۔"

فوج کے ایک افسر نے لکھا "کہ اے پیرس کے لوگو جو اپنی عقل پر مغرور ہو۔ تم نپولین کے اس اسلامی اعلان پر بے ساختہ ہنس پڑو گے۔ لیکن نپولین ایسا نہیں ہے جس پر تمھاری طعنہ زنی سے اثر ہو۔ اس اعلان نے حیرت انگیز

اثر کیا ہے۔ عربوں نے جو مملوکوں کے قدرتی دشمن ہیں جس وقت یہ اعلان پڑھا ہمارے تیس آدمی جو اُنھوں نے قید کر لئے تھے ہمارے پاس واپس بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ مملوکوں کے خلاف وہ ہماری ہر طرح خدمت کرنے کو حاضر ہیں“

نپولین کے چال چلن میں یہ پرلطف خصوصیت تھی کہ جملہ مذاہب کی وہ اسلئے وقعت کرتا تھا کہ وہ اُن کو انسان کے دماغ کی ضروریات تصور کرتا تھا۔ اُس نے اپنے کو کبھی اجازت نہ دی کہ مذہبی جوش کی ذلیل سے ذلیل بیہودگیوں کا حقارت سے مذکور زبان پر لاتا۔ مسیحی مذہب اُس کے سامنے اُسی صورت میں پیش ہوا تھا جیسا کہ پوپ صاحب کی گرجا نے ظاہر کیا تھا۔ انجیل شریف کے اخلاقی مقولوں اور اصولوں کی وہ نہایت گہری حیرت آمیز مداحی کرتا تھا اور ایک پکے زاہد اور دیندار ہونے کی خواہش ظاہر کیا کرتا تھا۔

لیکن جیسا پوپ صاحب اور راہب اور پادری لوگ ہر بات کو وحی سماوی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے نپولین اس سب کو تسلیم نہ کر سکا پوپ صاحب کے روحانی اقتدار کو اُس نے ایک نہایت زبردست اثر کا ذریعہ تسلیم کیا اور یہ تسلیم کر کے اُس نے اُس کی سچے جی سے عزت کی اور اُس کا ادب کیا اور اُس سے رفاقت کی جستجو کی۔ اُس نے ہر ایک اثر پر جو انسان کے دل پر قابو پا سکتا تھا اختیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہی حال اُس کے نزدیک مسلمانوں کا تھا وہ اُن کے مذہب کو بڑی پُرجلال طاقت کا ایک عنصر خیال کرتا تھا۔ اُس کے گرد فلسفی اور جنرل ہر وضع مذہب کو نگاہِ تحقیر سے دیکھتے تھے لیکن نپولین جس پر اعلیٰ ترین فلسفہ کا اثر تھا سب مذہبوں کو نگاہِ عظمت سے دیکھتا تھا۔

ریوولیوشن[1] Revolution کے زمانہ سے فرانس میں کسی قسم کا مذہب

---

[1] انقلاب عظیم۔ مترجم

باقی نہ تھا اور لوگوں کے دلوں سے خدا کے وجود کا خیال تک مٹ گیا تھا۔ فرانسیسی سپاہی نرے حیوان تھے جن میں بہت سی اعلیٰ اور بہت سی زبون طبیعی تحریکیں موجود تھیں۔ اپنے محبوب جنرل کے حکم پر وہ ایک مذہب کو بھی اختیار کر لینے پر اُسی طرح مستعد تھے جس طرح وہ کسی باٹری پر ہلہ کر دینے کو تیار تھے۔ چونکہ مصر میں نپولین نے مذکورۂ بالا طریقہ اختیار کیا تھا اس پر ریاکاری کا الزام لگایا گیا۔ اُس نے مابعد کہا ہے "میں نے کسی اسلامی اصول کی پیروی نہیں کی۔ میں نے کبھی مساجد میں عبادت نہیں کی۔ نہ میں نے شراب سے اجتناب کیا اور نہ میرا ختنہ ہوا۔ مینے صرف یہی کہا تھا کہ میں مسلمانوں کا خیرخواہ ہوں اور اُن کے پیغمبر کی عزت کرتا ہوں اور بات سچ تھی اور میں اُن کے رسول کی اب بھی عزت کرتا ہوں۔"

اسکندریہ میں نپولین صرف چھ دن رہا اور ان ایام میں اُس نے اُس عزم و ہمت اور جفاکشی سے کام کیا کہ سب کو حیرت ہوگئی۔ یعنی اُس نے انصاف کے قوانین ترتیب دیئے۔ پولیس کا انتظام کیا اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں پر غور کیا اور جس وقت شہر میں یہ سب قایم ہوا اُسی وقت مصوّر صنّاع اور انجنیر کام میں مصروف ہوگئے۔ اور مغربی وضع پست و ذلیل اسکندریہ میں پیوست ہوگئی۔

بندرگاہ کو ترقی دینے کے لئے فوراً تیاریاں ہونے لگیں۔ فصیلوں کی مرمت ہوئی کارخانے قایم ہوئے۔ کوٹھیاں تعمیر ہوئیں۔ اسکولوں کی بنیادیں ڈالی گئیں اور قدیم یادگاروں کی تحقیقات شروع ہوئی۔ سربرآوردہ شہریوں کے ہاتھ میں ملک کا انتظام دیا گیا جن کو نپولین کی عدل گستر اور عاقلانہ حکمت عملی کے ترقی دینے میں دلچسپی تھی۔ اُس دن سے۔ ذلت۔ جہالت۔ افلاس۔ ظلم و مصائب کی نصف صدی اب مصر پر گذر چکی ہے۔

اگر نپولین اپنی تجاویز میں کامیاب ہوجاتا تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ مصر

بھی ایک شائستہ اور زرریز ملک ہوگیا ہوتا۔ اور مشرق اور مغرب کی تجارت سے مالامال ہوجاتا اور دریائے نیل کے سبزہ زاروں اور راستوں میں خوبصورت اور شائستہ دیہات موجود ہوگئے ہوتے۔ اور ملک ملک کے سامانِ عیش سے لدے ہوئے و خالی جہاز اُس کی زبردست امواج پر چلتے ہوتے اور بحرِ احمر کے ساحل جو اب اس قدر سنسان اور ویران پڑے ہیں خوش وقت محنتی لوگوں کی آوازوں سے گونجتے ہوتے اور ان ساحلوں کے جنگل کی لکڑی سے جہاز بنتے اور سمندر میں پڑتے اور خوشحال اور مالامال شہر بستے ہوتے جہاں اب خانہ بدوش بدّو کو ویران اور اجاڑ ساحل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ ان سب امیدوں کا مایوسی کے ساتھ خاتمہ ہو لیکن یہ یقینی ہے کہ جب تک نپولین مصر میں رہا تمام ملک کو وہ تحریک رہی جو صدیوں پیشتر سے معلوم بھی نہ تھی۔ عقلِ انسانی اُس سے بڑھ کر معاملات کی تجویز نہیں کرسکتی جیسا نپولین نے تجویز کیا تھا۔ یعنی قسمت آزمائی پر آمادہ کرنا۔ محنتی لوگوں کو ولولہ دلانا۔ اور ملک کی آمدنی کے ذریعوں کو ترتیب دینا۔

اسکندریہ کے حملہ میں تیس فرانسیسی سپاہی کام آئے تھے۔ نپولین نے فوراً اُسی خیال کے موافق جو اُس کے دل میں بڑی بڑی باتوں کے متعلق موجود رہتا تھا اُن کو پامپی کے ستون کی جڑ میں دفن کرایا اور اُن کے نام اس یادگار پر کندہ کرادیئے۔ اور اُن کی یاد اب صدیوں تک قایم رہیگی۔ اُن کی تجہیز و تکفین میں تمام فوج شریک ہوئی۔ صفوں میں جوش پھیل گیا اور فرانسیسی سپاہی جو نام آوری کے شہابِ ثاقب کی ضیا سے چوندھیائے ہوئے تھے اور اپنے ان مقتول ساتھیوں کی شہرت کو لازوال خیال کرتے تھے اُن کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔ نپولین سے بڑھ کر کسی فاتح نے نہ سمجھا کہ انسانی فطرت کے بجھتے ہوئے عزم و ہمت کے فتیلہ کو اُکسانے کے لئے کون سے تاروں پر مضراب

لگانا چاہیئے۔

اسکندریہ میں جنرل کلیبر کی ماتحتی میں جو اسکندریہ کے حملہ میں زخمی ہو گیا تھا تین ہزار سپاہ چھوڑ کر نپولین بقیہ فوج کے ساتھ ریگستان طے کرکے قاہرہ پہونچنے کو روانہ ہوا بیڑہ محفوظ مقام میں نہ تھا اور نپولین نے امیر البحر بروئز کو تاکیدی حکم دیا کہ جس وقت فوج کنارے پر اُتر جائے فوراً وہ خلیج ابوکر کو چھوڑ کر خلیج اسکندریہ کو روانہ ہو جائے اور اگر بڑے جہازوں کو اُس میں جگہ نہ ملے تو بہ تعجیل تمام جزیرہ کرفیو کو چلا جائے لیکن چونکہ امیر البحر بروئز نے نپولین کے ایسے حکم کی تعمیل میں تغافل کیا جس پر نپولین نے بڑا زور دیا تھا ایسا حادثہ پیش آیا جس سے ساری مہم کا ستیاناس ہو گیا۔

نپولین نے بہت سے جہاز۔ رسد۔ توپوں۔ گولہ بارود اور دیگر سامان سے بھروا کر بحر روم کے کنارے کنارے دریائے نیل کی مغربی شاخ کو روانہ کر دیئے تھے اور حکم دے دیا تھا کہ یہ سب جہاز دریا کی دھار پر چڑھ کر اُس مقام پر جا پہونچیں جہاں فوج ریگستان طے کرکے دریائے نیل پر ان سے ملے گی اور پھر فوج اور یہ جہاز ساتھ ساتھ کوچ کرکے پچاس میل دریا کی دھار پر چڑھ کر قاہرہ جا پہونچینگی۔ فوج کو ساٹھ میل کا ریگستان طے کرنا تھا جو حد درجہ ویران تھا اور جہاں کسی قسم کا سامان آرام میسر نہ آسکتا تھا۔ جلتی ہوئی ریگ پر خوفناک تیز دھوپ پڑتی تھی اور کوئی درخت یا گھاس کا تنکا آنکھ کو خوش نہ کرتا تھا۔ اور اس ریگستانی جلتی ہوئی راہ میں پانی کا کوئی چشمہ بھی نہ بہتا تھا۔ کہیں کہیں اس بے نشان راہ میں کھاری پانی کے چاہات تھے جن پر کاروانوں کا گذر ہوتا تھا لیکن ان کھاری کنوؤں کو بھی عربوں نے یا تو پاٹ دیا تھا یا زہر آلود کر دیا تھا۔

۶- جولائی ۱۷۹۸ء کو طلوع آفتاب سے قبل ریگ رواں کے ناپیدا کنار

میدان پر فوج نے کوچ شروع کیا۔ کوئی جاندار سوائے چند عرب سواروں کے نظر نہ آتا تھا جو اُفق میں نظر آتے اور پھر غائب ہو جاتے تھے یا ریگ کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپ کر گم کردہ راہ لوگوں کو جو صفوں سے علیحدہ ہو جاتے تھے یا بیماری اور ماندگی سے پیچھے رہ جاتے تھے قتل کر ڈالتے تھے۔ ریگستان عبور کرنے میں بے انداز مصیبت کے چار دن صرف ہوئے۔ سپاہیوں کی عادت آرام و آسایش کی تھی؛ ور اٹلی کی افراط اور وادیوں میں اُن کا قیام ہو چکا تھا۔ پس وہ حد درجہ بے دل ہو گئے حتےٰ کہ افسروں تک کا قدم ثبات ڈگنے لگا۔ اور لانس اور مرات نے مایوسی کی انتہائی حالت میں اپنی اپنی ٹوپیاں زمین پر دے ماریں اور اُن کو پیروں سے رُوند ڈالا۔ بہت سے لوگ پیچھے رہ گئے اور اس لمبی مسافت ویران میں مر گئے لیکن گھنے کالم ساعت بہ ساعت۔ بھوکے۔ حواس باختہ۔ مصیبت جھیلے ہوئے بڑھتے چلے گئے اور اُن کے بے سایہ سروں پر تیز دھوپ برابر پڑ رہی تھی اور دھکتی ہوئی ریت نے اُن کے پُر آبلہ پاؤں کو جھلسا دیا تھا۔ اس مہم کو شروع کرتے وقت نپولین نے ہر سپاہی کو سات ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب ان سپاہیوں نے اپنے گرد ریگ کا صحرائے ناپیدا کنار دیکھا تو اُنھوں نے ازراہ ظرافت نپولین کی کفایت شعاری پر کہ اُس نے صرف سات ایکڑ کا وعدہ کیا تھا یوں کہا۔

” یہ نوجوان دغا باز ہم کو اُتنے ایکڑ دینے کا وعدہ کر سکتا تھا جتنا ہمارا جی چاہتا اور یقیناً اُس کی خوش نیتی کا ہم بے جا استعمال نہ کرتے۔ “

نپولین کے اُس انوکھے اختیار کو جو اُسے اپنی فوج پر حاصل تھا اس واقعہ سے بڑھ کر کوئی واقعہ حیرت انگیزی سے ثابت نہیں کرتا کہ ایسے تنگ

حالات میں بھی کسی نے اُس کے خلاف بات زبان سے باہر نہ نکالی۔ وہ فوج کے آگے آگے پیدل چلتا تھا اور مصیبت میں سب سے ادنی درجہ کا شریک تھا اسی کی طرح رات میں وہ ریگ پر لیٹ رہتا۔ ریگ ہی کا تکیہ ہوتا تھا اور خفیہ کسی قسم کی راحت نہ اُٹھاتا۔ وہ خود سپاہیوں کی طرح مٹروں پر بسر کرتا تھا جو سپاہیوں کو اس سفر میں دیئے جا سکتے تھے۔ رات میں وہ سب سے آخر سونے کو لیٹتا اور فجر کو جو شخص سب سے پہلے زمین سے اُٹھ کھڑا ہوتا تھا وہ نپولین ہی تھا۔ سپاہی اُس گورنمنٹ کو جس نے اُنھیں اس ویرانہ میں بھیجا تھا سخت وشنام دیتے تھے اور یہ دیکھکر کہ علم طبعیات کے ماہر قدیم اشیا کی تحقیقات کے لئے ٹھہر جاتے تھے سپاہی اُن پر اس مہم کے بانی ہونے کا الزام رکھنے لگے اور اُن پر بھونڈے فقرے چست کرنے لگے اور اس طرح اپنے جی کے پھپولے پھوڑتے تھے۔ یہ بات بھی دیکھی گئی کہ دوسرے تو پسینہ میں نہا جاتے تھے لیکن نپولین کی جبین پر ایک قطرہ بھی پسینہ کا نہ ہوتا تھا۔

اس بلاخیز کوچ میں نپولین کی زبان یا اُس کی چتون سے کوئی پریشانی یا ہراس ظاہر نہوا۔ ایک دن وہ افسروں کے ایک ایسے گروہ کے قریب پہنچا جو ناراض ہو گئے تھے اور ان افسروں سے اُس نے حسب ذیل کڑے لہجہ میں اس طرح کہا کہ اُن کے ہوش ٹھیک ہو گئے۔

"تمھاری زبان مفسدانہ ہے۔ ذرا ہوش سنبھال لینا۔ یہ دو گز کا ڈھینگ سا لمبا ڈیل تم کو دو گھنٹے کے اندر گولی مار دیئے جانے سے نہ بچائیگا۔"

ریگستان میں جبکہ ہر دل پر مایوسی اور اداسی قبضہ کر چکی تھی فوج کے سامنے چند میل پر ایک شفاف جھیل نظر آنے سے فوج میں نہایت ہی خوشی کا اظہار ہوا اُس کے صاف عمق میں دیہات اور کھجوروں کے جھنڈ نہایت خوبصورتی سے

معکوس ہو رہے تھے۔ پس اُس کے فرحت افزا پانی میں پھاند پڑنے کو ساری جھلسی ہوئی اور ہانپتی فوج بڑے اشتیاق کے ساتھ جھپٹی۔ ساعت کے بعد ساعت گزرتی چلی جاتی تھی لیکن فوج اُس جنت کے قریب جو اُن کے سامنے تھی نہ پہونچتی تھی۔ اور جب سپاہ نے دیکھا کہ یہ سب دھوکا تھا اور وہ ایک بے آب ریگستانی سراب کا پیچھا کر رہی تھی تو اُس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر نپولین اصل فوج سے ذرا آگے نکل گیا اور ایک یا دو افسر اُس کے ہمراہ تھے۔ عرب سواروں کے ایک غول نے جو ریگ کے ٹیلے کے پیچھے پوشیدہ تھا اُس کی حرکات کو غور سے دیکھا۔ لیکن ایسی حالت میں کہ نپولین بالکل اُن کے قبضہ میں تھا اُنھوں نے نہ معلوم کیوں اُسے کوئی گزند نہ پہونچایا۔ نپولین کو جلد معلوم ہو گیا کہ وہ کس خطرہ کی حالت میں تھا اور جلد وہ صحیح و سالم اپنی فوج میں واپس چلا آیا۔ اور اپنے سپاہیوں سے مُسکرا کر بڑے اطمینان سے کہا:۔

"لوح محفوظ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا جاؤں"۔

فرانسیسی فوج دریائے نیل کے جتنی قریب پہونچتی جاتی تھی مملوک سواروں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور اُن کے حملوں کی کثرت اور بے باکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اُن کا نظر آنا اور اُن کے حملہ کی تیزی بڑی موثر چیز تھی۔ ہر ایک صبا رفتار تازی گھوڑے پر سوار ہوتا تھا۔ اور طپنچہ۔ سیف۔ قرابین اور بھلکڑا سے مسلح ہوتا تھا۔ قرابین ایک چھوٹی سی بندوق تھی جس سے چھوٹی سی گولی نہایت ٹھیک نشانہ سے لگائی جاتی تھی اور یہ بھلکڑا یا شیر بچہ بھی چھوٹی نال کی بندوق تھی لیکن اس کا تیر یعنی سوراخ بہت بڑے مُنہ کا تھا اور اُس میں بہت سی گولیاں بھری اور بغیر نشانہ کے ماری جاتی تھیں۔ اور اس سے بہت نقصانِ جان ہوتا تھا۔ یہ خوفناک جنگجو سوار جو بچپن سے سواری کے عادی تھے لابیان خوبصورت قطاروں

میں نمودار ہوتے تھے اور ایک دم ریگ کے ٹیلوں کے پیچھے سے رنگا رنگ دستاریں باندھے۔ اُن کے طرّے ہلتے ہوئے پرچم ہاتھوں میں لئے زر دوزی وردیاں پہنے شہاب کی چمک دمک سے ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ اُن کا باہر نکلنا قابل دید منظر ہوتا تھا۔ وہ بگولہ باد کی طرح حملہ آور ہوتے تھے اور اپنے خوفناک نعروں سے ہوا کو چیرتے تھے اور اُس حالت میں کہ اُن کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوتے تھے وہ اپنی قرابنیں فرانسیسیوں پر جھونکتے تھے۔ پھر ایک دم رکتے تھے اور مڑکر ایسی خوبی اور چابکی سے واپس چلے جاتے تھے کہ اٹلی کی فوج کے بڑے اکمل سوار حیرت میں رہجاتے تھے۔

اِن پرّاں گلوں کے لئے یہ وسیع ریگستانی میدان نہایت ہی موزوں تھے ذراسی حرکت یا ہوا کی سنسناک سے گرد کا بادل اٹھ کھڑا ہوتا تھا جس سے آنکھیں بند ہوجاتی تھیں دم گھٹ جاتا تھا اور فرانسیسیوں کی سانس رک جاتی تھی لیکن بظاہر عرب سوار یا اُس کے رہوار کو کوئی ایذا نہوتی تھی اگر کوئی تھکا ہوا گم کردہ راہ شخص کشاں کشاں آگے بڑھتے ہوئے کالم کے پیچھے رہ جاتا تھا یا اگر کوئی فرانسیسی سپاہی جرات کرکے ان مملوکوں کے گستاخ حملوں کے وقت اُن کے تعاقب میں فوج سے علیحدہ ہوجاتا تو فوراً اور یقیناً طعمۂ اجل ہوجاتا تھا یعنی ایک وحشی غول گرد کے بادل میں نہاں دوسری دنیا کے آسیبوں کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑتا اور اُن کو اپنی تیز و مشتعل تلواروں سے کاٹ کر ٹکڑے کر دیتا اور پھر قبل اس کے کہ اُس پر بندوق چھتیائی جائے وہ ریگستان میں نظروں سے نہاں ہوجاتا تھا۔

پانچ دن کی بے اندازہ مصیبت کے بعد ریگستان کے رتیلے ٹیلوں میں دریائے نیل جس کی عرصہ سے چاہت ہو رہی تھی اور جس کے کنارہ پر نہایت ہی کثرت سے شادابی تھی نظر آیا۔ ہانپتے ہوئے سپاہیوں کو یہ منظر خواب

طلسم معلوم ہوا۔ اور صفوں سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے اور سب انتظام و ترتیب بالاے طاق گیا۔ تیس ہزار سپاہیوں کی کل فوج مع گھوڑوں اور اونٹوں کے شور مچاتی ہوئی آگے بڑھی اور انتہاے خوشی کے ساتھ پانی میں گھس پڑی۔ اور ایسی مسرت کے ساتھ جو قیاس میں نہیں آسکتی۔ اُنھوں نے ٹھنڈے تر و تازہ کرنے والے پانی میں مزے اڑانا شروع کئے۔ وہ پانی میں لوٹ لوٹ جاتے تھے اور وحشیانہ مسرت سے کھیلتے اور شور مچا رہے تھے۔ اور نتیجہ سے بے پروا وہ بار بار پانی پیتے تھے گویا اس خوش گوار پانی سے اُن کو کسی طرح سیری نہ ہوتی تھی۔

شور مسرت۔ اور جوش کا یہی حال تھا کہ دور فاصلہ پر گرد کا بادل نظر آیا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی گئی۔ قریب ایک ہزار مملوک سواروں کے جن میں سے ہر ایک برق رفتار عربی گھوڑے پر سوار تھا آسیب کی سرعت سے فرانسیسیوں کی طرف آتے ہوے معلوم ہوے۔ دھوپ میں اُن کی تلواریں جھلملا رہی تھیں اور اپنے خوفناک نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھائے ہوے تھے۔ طبل اور بگل سے خطرہ کا اعلان ہوا اور کار آزمودہ سپاہیوں نے جو گلوں کی طرح نہایت ہی کامل قواعد کے مشاق تھے دشمن سے مقابلہ کرنے کو مربعے بناے اور مربعوں کے زاویوں پر توپخانے قایم کر دیے اور ایک آن واحد میں ملوک اُن پر ہوا کے جھوکے کی طرح آ ٹوٹے۔ لیکن یہ جھوکا پہاڑ کے مقابلہ میں تھا۔ ایک صف کو بھی جنبش نہ ہوئی چھیدنے والی سنگینوں نے گھوڑوں کے سینہ کا مقابلہ کیا اور اس صدمہ سے گھوڑے گھوم گئے۔ اور توپوں اور بندوقوں کی آتش فشاں باڑھ نے سیکڑوں گھوڑوں اور سواروں کو خاک میں غلطاں پیچاں کر دیا۔ اور باقی ماندہ مملوک اپنے نہ رکنے والے گھوڑوں کو کاوے کراتی شہابہ کی تیزی کے ساتھ جس سے وہ آئے تھے۔ غائب ہو گئے۔

اب جہاز بھی نظر آنے لگے۔ اور معینہ موقعہ پر اُسی وقت جو نپولین نے مقرر کیا تھا آپہونچے یہ کوئی امر اتفاقیہ نہ تھا یہ اُس حیرت انگیز قوت دماغ اور وسیع واقفیت کا نتیجہ تھا جس نے نپولین کو دونوں خشکی اور تری کے راستوں کی دقتوں سے کافی آگاہ کرکے اُس سے ایسا حکم دلوایا تھا جس کی تعمیل ہو سکتی تھی اور ہوئی۔ نپولین کے جبرلون کا قول ہے کہ مصر کے ایک ہفتہ کے قیام میں نپولین مصر سے اس طرح واقف ہو گیا تھا گویا مصر اُس کا زاد بوم تھا۔"

ملک کی حالت بدلتے ہی فوج کے دل کی حالت بھی بدل گئی۔ سپاہی جو ہر کام میں مصروف ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے اپنی مصیبتوں کو بھول گئے اور اب ہر شئے کی افراط سے شادماں ہوکر انجیر اور کھجور کے درختوں کے نیچے ناچنے اور گانے لگے۔ میدان شاداب فصلوں سے لہلہا رہے تھے۔ کبوتروں کی کثرت تھی۔ فوج میں مزے دار تربوز اس کثرت سے آئے کہ خرچ نہ ہو سکے۔ لیکن دیہات غریب اور گندے تھے۔ اور مکانات کچے جھونپڑے تھے اور اب اُس نفرت کے بجائے جو ریگستان میں سپاہی بڑی شدت سے ظاہر کرتے تھے دل لگی اور خوشی ہونے لگی۔ دریائے نیل کے کنارے کنارے سات روز تک وہ بڑی مستعدی سے چلے گئے اور ملک کی شادابی پر اُن کو حیرت تھی۔ لیکن رعایا کی افلاس اور خواری پر اُن کو تاسف تھا۔ وہ کہنے لگے "قاہرہ جیسی کوئی چیز ہے ہی نہیں اور لٹل کارپوریل نے اپنے کو ایک بھولے بچہ کی طرح اس مصیبت خیز ملک میں قاہرہ جیسے شہر کی تلاش کے واسطے منتقل ہو جانے دیا ہے جس کا ریگستان کے سراب کی طرح کوئی وجود نہیں ہے۔"

کوچ کی حالت میں نپولین ایک اعرابی شیخ کے مکان پر ٹھہرا۔ مکان کے اندر کی گندگی اور افلاس سے نفرت پیدا ہوتی تھی۔ لیکن مالک مکان کے بابت

مشہور تھا کہ امیر آدمی ہے۔ نپولین اس شیخ سے بہ تلطف پیش آیا اور ایک ترجمان کے ذریعہ سے پوچھا کہ وہ اس تکلیف کی حالت میں کہ کوئی سامان راحت موجود نہیں ہے کیوں رہتا ہے اور شیخ کو یقین دلایا کہ صاف جواب دینے میں اُس کو کوئی گزند نہ پہونچیگا اس پر اس اعرابی شیخ نے جواب دیا کہ "چند سال ہوئے مینے اپنے مکان کی درستی کی تھی اور سامان مہیا کیا تھا۔ یہ خبر قاہرہ میں پہونچی اور ثابت ہوا کہ میں امیر آدمی ہوں اور مملوکوں نے مجھہ سے ایک کثیر رقم طلب کی اور پھر میرے یہاں تک دُرّے مارے کہ مینے مجبور ہوکر وہ رقم ادا کی۔ میرے تلوے دیکھئے جو اُس اذیت کے جو مینے سہی ہے گواہ ہیں۔ اُس وقت سے میں نہایت تنگ حالت میں رہتا ہوں اور اپنے گھر کو درست کرنے کا خیال نہیں کرتا۔" اس غریب کے درحقیقت ایسے دُرّے مارے گئے تھے کہ ساری عمر کے واسطے وہ لنگڑا ہوگیا تھا۔ مملوکوں کا ظلم اس حد کو پہونچا ہوا تھا۔ مصر والے اپنے ان بے رحم خداوندوں کے ایسے غلام تھے کہ ان ناخدا ترسوں کی خودسر مرضی کی تعمیل میں اپنی بیوی۔ بچے اور خود اپنے کو اُن کے حوالہ کر دینے پر مجبور تھے۔

فوج کے اردگرد مملوک سواروں کے بے شمار گروہ جو دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک سوار ہیں ہمیشہ منڈلاتے رہتے تھے اور اُن کے حملہ کے مقابلہ کو ہر وقت تیار رہنا بڑا ضروری تھا۔ جس صورت میں نپولین نے اپنی فوج کو ترتیب دیا تھا اُس صورت سے بڑھ کر کوئی دوسری صورت اس نئے طرز جنگ کے مقابلہ میں کارگر نہیں ہوسکتی تھی۔ یعنی اُس نے اپنی فوج کے پانچ مربعے بنائے تھے۔ مربع کا ہر ضلع چھہ صفوں کا تھا جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں۔ مربع کے زاویوں پر توپخانے رہتے تھے مربع کے اندر گرانڈیل بندوقچیوں کی کمپنیاں مربعوں کی صورت میں تھیں کہ حملہ کے موقع پر مدد دیں۔ جنرل اور ماہرین علوم کے غول اور

سامان مرکز میں رہتے تھے۔ یہ مربعے متحرک انبوہ تھے۔ کوچ کی حالت میں سب کا ایک جانب رخ رہتا تھا۔ دو ضلعے بازوؤں یعنی داہنے اور بائیں چلتے تھے اور جب اُن پر مملوکوں کے حملے ہوتے تھے تو وہ فوراً ٹھہر جاتے تھے اور چاروں سمت رخ پھیر لیتے تھے۔ سب سے باہر والی صفیں دو زانو ہو جاتی تھیں تاکہ پچھلے سپاہی اُن کے سروں پر سے بندوقیں چلا سکیں اور اس طرح ساری فوج چھیدنے والی سنگینوں کا زندہ قلعہ نظر آتی تھی۔

صفحہ ۹۱ جب وہ کسی مقام پر دھاوا کر کے اُس کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے تو پہلی تین صفیں مربع سے جدا ہو جاتی تھیں اور حملہ کرنے والا کالم بناتی تھیں اور دوسری تین صفیں پیچھے رہتی تھیں اور ہنوز مربع قایم رکھتی تھیں کہ حملہ کرنے والا کالم پھر اُن میں آملے۔ عرب سواروں کے حملہ کی طاقت کا ان مشعلہ فشاں قلعوں نے اس طرح مقابلہ کر رکھا تھا کہ اب دشمن کے حملوں کو فرانسیسی دل لگی خیال کرنے لگے تھے (ماہرین علوم کو جو فوج کے ساتھ تھے سواری کے لئے گدھے دیئے گئے تھے کہ اُن پر خود چڑھیں اور اپنے آلات علوم لادیں اور جیسے ہی کہ مملوک فاصلہ پر نظر آتے تھے تو قواعد کا آرڈر دیا جاتا تھا) "مربعے باندھو اور علما اور گدھوں کو بیچ میں لے لو" یہ آرڈر قہقہوں کے ساتھ صف بہ صف گونجتا تھا اور سپاہی ان گدھوں کو "نیم عالم" کہکر جی خوش کرتے تھے۔ اگرچہ سپاہیوں کو اپنے اس مذاق میں مزہ آتا تھا لیکن وہ ان میں سے بہت سے علما کی بڑی عزت کرتے تھے جو جنگ کے وقت بڑی شجاعت کا اظہار کرتے تھے سات دن کوچ کرنے کے بعد جن میں کثرت سے خونریز چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں فوج قاہرہ پہونچی۔

مراد بے نے یہاں قطعی جنگ کے واسطے اپنے مملوکوں کا ایک بڑا حصہ یعنی قریب دس ہزار کے جمع کر رکھا تھا اور اس قوی اور مغرور سواروں کی

جماعت کی مدد کو چوبیس ہزار پیدل فوج جو مضبوط مقامات پر مورچہ بند تھی فراہم کی گئی تھی۔ قاہرہ دریائے نیل کے سیدھے کنارے پر واقع تھا اور نپولین مغربی یعنی اسلئے کنارہ پر آرہا تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۷۹۸ء کو نپولین نے یہ یقین کرکے کہ قاہرہ قریب ہے اپنی فوج کو علی الصباح متحرک کردیا تھا اور عین اُس وقت جبکہ بے ابر آسمان میں آفتاب طلوع ہو رہا تھا سپاہیوں نے اپنے الٹے ہاتھ کی طرف قاہرہ کے مینار جو نکلتے ہوئے آفتاب کی ضو میں چمک رہے تھے دیکھے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو ریگستان کے کنارہ وہ رفیع الشان اہرام[1] مصر دیکھے جو بظاہر نہ ختم ہونے والے میدان میں پہاڑوں کی مانند بلند تھے۔

تمام فوج خود بخود رُک گئی اور بڑے استعجاب سے ان پرانی یادگاروں کو دیکھنے لگی نپولین کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار صفوں کے سامنے سے نکلا اُس نے باآواز بلند کہا” اے شیر مردو۔ **ان چوٹیوں سے چالیس صدیاں تمہارے کارہائے نمایاں کا انتظار کر رہی ہیں۔**

سپاہ کے جوش کا کوئی اندازہ نہ رہا تھا اور پُرجوش باجوں اور لہراتے ہوئے پرچموں کی چمک سے جوش میں آکر وہ دشمن سے مبارز ہونے کو جلد جلد آگے بڑھی اُس کے سامنے وہ تمام میدان جو اہرام کے قریب تھا مسلح آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ دس ہزار سواروں کے وحشیانہ سپاہ گری کے بے اندازہ شان و شوکت کے ساتھ جھلجھلاتے ہوئے اسلحہ۔ پروں کا ہلنا۔ اور صیقل کئے ہوئے فولاد اور سونے سے جگمگاتے ہوئے ہتھیار نہایت ہی ہیبت ناک منظر تھا۔ فرانسیسیوں نے بے وسواس اپنی جمعیت کو پانچ مربعوں میں تقسیم کرلیا اور آگے بڑھے۔ اس کے سوا فرانسیسیوں کو کوئی چارہ کار نہ تھا کہ مملوکوں کے مورچوں پر حملہ

---

[1] مصر میں نہایت پُرانے زمانہ کی مخروطی وضع کی ٹھوس عمارتیں ہیں جن کو مینار خیال کیا جاتا ہے ۱۲ مترجم

کریں جن کے عقب میں چوبیس ہزار زبردست فوج بندوقچیوں کی بندوقوں اور توپوں سے مسلح نپولین کی فوج پر مارا مار کرنے کو مستعد تھی اور دس ہزار سواروں کی قوی جماعت جو صبا رفتار تازی رہواروں پر سوار تھی حملہ کی منتظر کھڑی تھی کہ نپولین کی صفوں میں ذرا بھی درہمی برہمی ہونے پر اُس شدت سے جو خونریزی کی تحریک سے پیدا ہو سکتی تھی اُس کے مجروح اور پامال مربعوں میں گھس پڑے۔

نپولین کے لئے یہ نہایت سخت تردد کا ہنگام ہوگا۔ لیکن جیسے کہ وہ اپنے گھوڑے پر ایک مربع کے مرکز میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے اپنی دوربین سے بغور دیکھا کہ دشمن کی فوج کس طرح قایم ہے۔ اُس کے بشرہ سے ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ وہ بہت دیر تک بغور دیکھتا رہا۔ اُس کی تیز متجسس نگاہ نے دیکھ لیا کہ دشمن کی توپیں گاڑیوں پر چڑھی ہوئی نہ تھیں اور اس لئے وہ اُس رخ سے جس پر وہ قایم تھیں پھر نہ سکتی تھیں۔ کسی اور افسر نے اگرچہ اُن کے پاس بھی نپولین کے عمدہ دوربینیں تھیں یہ بات نہ دریافت کی۔ پس فوراً بغلی کوچ کر کے نپولین اپنی فوج کو اہرام کے داہنی جانب لے گیا کہ اُس کے مربعے دشمن کی توپوں کی زد سے الگ ہو جائیں اور وہ دشمن پر ایک پہلو سے حملہ کر سکے۔ مُراد بے نے جیسے ہی نپولین کا یہ موڑ دیکھا وہ فوراً اُس کے مطلب کو سمجھ گیا اور بڑی حربی فراست سے اُس نے اُسی وقت حملہ کر دینے کا عزم کیا۔

مغرور بے نے کہا کہ "اب تم دیکھو گے کہ ان کُتّوں کو میں کس طرح خیارِ تر کے مانند کاٹے ڈالتا ہوں"

واقع میں یہ بڑا خوفناک وقت تھا۔ دس ہزار سوار بڑی زرق برق وردیاں پہنے اور دنیا کے سب سے زیادہ صبا سرعت سمندوں پر سوار خوں چکاں مہمیزوں سے رہواروں کو گرم کر کے صاعقہ وش سرعت و صدمے کے ساتھ اپنے نعروں

سے آسمان سروں پر اُٹھا لئے اور اپنے توسنوں کے آہنی سموں کی گرج سے زمین کو دہلاتے ہوئے نپولین کی فوج پر جو الماس کے مثل کڑی تھی آپڑے۔ تاریخ حرب میں کوئی واقعہ اس حملہ سے بڑھ کر سنگین کبھی نہیں دیکھا گیا ہے۔ دس ہزار سواروں کی بہت بڑی جماعت ہوتی ہے ایسے ایسے سورما جو مدتوں سے خطروں کے خوگر ہو رہے تھے اس وقت کو بہت بڑا ہیبت ناک مرحلہ سمجھے۔ ایسے بڑے بحر الثلج کو روک لینا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا۔ نپولین کی صفوں میں سناٹا تھا اور کمان افسروں کی آواز کے سوا کوئی آواز نہ سنی جاتی تھی۔ چونکہ جوش کی رگوں کو اس وقت حد درجہ کی حرکت تھی ہر حکم کی حیرت انگیز تیزی اور صحت کے ساتھ تعمیل ہو رہی تھی۔ سپاہیوں نے سانسیں روک لی تھیں اور اپنی سنگینیں سامنے کئے دوش بدوش مملوکوں کے آنے کے منتظر تھے۔

جس وقت مملوک سوار زد میں آگئے تو توپخانوں نے جو زاویوں پر قائم تھے مملوکوں کی صفیں پھاڑنا شروع کر دیں اور بندوقچیوں نے اُن کے چہروں پر علی الاتصال گولیوں کی بوچھاروں سے بے رحم بربادی کا طوفان برپا کر دیا۔ صدہا گھوڑے اور سوار گولوں گولیوں کے صدمے سے ریگ پر غلطاں پیچاں ہو گئے اور فوراً ہزار ہا گھوڑوں کے آہنی سموں سے جو گرد اور دھوئیں میں پنہاں تھے پامال ہو کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔ لیکن نپولین کے مربعے اہرام مصر کی طرح جن کے قریب وہ لڑ رہے تھے مستحکم رہے۔ ایک سپاہی بھی صف سے جدا نہوا اور ایک میں بھی لغزش نہ آئی۔ بہادر مملوک اپنی مایوسی اور غیظ کے جوش میں بڑی بے پروائی سے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ اُنھوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑا اور پھر پیچھے ہٹایا کہ گھوڑوں کی دولتیوں سے زندہ آدمیوں کے خوفناک قلعہ کو توڑ ڈالیں اور اس طرح پر بھی صفوں کو توڑنے کے ناقابل ہو کر وہ اس قدر غیظ میں بھر گئے

کہ اپنے طمنچے اور قرابینیں فرانسیسیوں کے سروں پر پھینک مارے۔ زخمی مملوک زمین پر گھٹنوں کے بل چلتے تھے اور اپنی سیفوں سے اپنے نڈر دشمنوں کے پیروں پر وار کرتے تھے۔ مملوکوں نے فوق العادت شجاعت کا اظہار کیا اور یہی شجاعت صرف ایک نیکوکاری ہے جو مملوکوں میں پائی جاتی ہے۔

لیکن نپولین کی قواعد داں فوج کی متواتر آتش باری نے مملوکوں کی صفوں کو خالی کر دیا اور انجام کار وہ نہایت پریشانی سے اکھڑ کر بھاگے۔ مورچوں سے پیدل سپاہ سواروں کی ہزیمت دیکھ کر جس کو وہ لافتح خیال کرتی تھی اور نپولین کے نہ ٹوٹنے والے مربعوں سے لگاتار آتش فشانی شعلہ باری دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی اور سواروں کے ساتھ فرار میں شریک ہوئی۔ اب نپولین نے بڑی سختی سے تعاقب کیا اور اب بے حد پریشانی اور خونریزی کا منظر پیش آیا۔ یہ بڑا میدان فراریوں سے بھرا ہوا تھا۔ یعنی سوار پیدل سب بھاگ رہے تھے اور خوف سے بدحواس اپنے خطرناک دشمنوں سے پناہ کی جگہ ڈھونڈ رہے تھے۔ ہزاروں تو دریائے نیل میں پھاند پڑے اور تیر کر دوسرے کنارے پہونچنے کی کوشش کی لیکن گولیوں کی بوچھار سے جو تگرگ کے مثل اُن پر پڑ رہی تھیں دریا کا پانی خون سے لال ہو گیا تھا دوسرے مُنہہ اٹھائے بدحواسی سے ریگستان میں بھاگے۔

فتح مندوں نے اپنی معمولی چستی سے تعاقب کیا اور بھاگتے ہوئے دشمن کی گھنی صفوں میں توپوں اور بندوقوں کی نہایت خوفناک باڑھیں ماریں مملوکوں کو شکست فاش ہوئی جس میں سخت اتلاف جان ہوا۔ ابھی آفتاب نصف النہار تک نہ پہونچا تھا کہ مسلح مملوکوں کی سپاہ سے مطلع صاف ہو گیا اور جہاں تک نگاہ جاتی تھی میدان میں مقتول و مجروح نظر آتے تھے۔ تمام لشکر کا مالِ غنیمت جس میں مشرقی دولت شامل تھی فتحمندوں کے ہاتھ لگا۔ اور فرانسیسی سپاہی

اشرفیوں کی ہمیانیوں۔ عربی گھوڑوں۔ خوبصورت ہتھیاروں اور قیمتی شالوں سے مالامال ہوگئے۔ اپنی جسمانی آرائش پر مملوک بہت صرف کرتے تھے اور اپنے ہمراہ بہت زر نقد رکھا کرتے تھے۔ اس وقت ہر مملوک کے ساز و یراق اور زر نقد کی مقدار جو اُس کے پاس پایا گیا چھ ہزار فرانک سے لے کر دس ہزار فرانک تک تھی۔ علاوہ اُن کے جو جنگ میں مقتول ہوئے قریب ایک ہزار کے یہ زبردست سوار دریا میں ڈوب گئے۔ بہت دنوں تک فرانسیسی دریا سے مال غنیمت نکالتے رہے اور فرانسیسی کمپو افراط سے مالا مال ہو گیا اس سنگین لڑائی میں فرانسیسیوں کی جانب صرف ایک سو کے قریب مجروح و مقتول ہوئے اور غنیم کے دس ہزار سے زیادہ کام آئے۔ نپولین ان مملوکوں کی شجاعت کو نظر حیرت سے دیکھتا تھا اور اُس نے کہا " کاش ان مملوک رسالوں کو میں اپنے پیدل فرانسیسیوں کے ساتھ شامل کر سکتا تو پھر میں اپنے کو ہفت اقلیم کا مالک خیال کرتا۔"

اس جنگ کے بعد نپولین بلا مزاحمت مصر کا مالک ہو گیا۔ اور رات میں وہ مراد بے کے وہی ایوان میں شب باش ہوا۔ کوئی مشرقی زیب و زینت ایسی نہ تھی جو اس محل میں نہ ہو۔ فرانسیسی افسر بے شمار گاؤ تکیئے اور کمروں میں اعلیٰ اعلیٰ قالین اور ریشمین پردے جن میں سنہری جھالریں ٹکی ہوئی تھیں دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے تھے۔ ان مغرور خود سر حاکموں کی نفس پروری کی خاطر مصر والے بھیک مانگنے کے ہو گئے تھے۔ بہت سا رات کا حصہ اس عجیب و غریب محل کی دیکھ بھال میں صرف ہوا۔ باغ بہت وسیع اور نہایت شاندار تھا انگور خوشوں سے لدے ہوئے تھے اور ہزاروں سپاہیوں نے جو گلگشتوں اور درختوں کے سایہ میں آرام کر رہے انگوروں کی ساری فصل کی فصل اُجاڑ دی۔ مربعوں اور اچاروں کے مرتبانوں انواع و اقسام کی مٹھائیوں کو ہزاروں سپاہیوں کی سپاہ دہن چٹ کر گئی۔ ہزارہا قسم کی چھوٹی چھوٹی آرائش

کے سامان جو یورپ - ایشیا - اور افریقہ نے اس شاہی ایوان کی عیاشانہ زینت کی خاطر فراہم کئے تھے سپاہیوں کے جھولوں میں پہونچ گئے۔

اس جنگ نے جس کا نپولین نے **اہرام مصر کی جنگ** نام رکھا ہے - ایشیا اور افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور دور تک نپولین کی دھاک بٹھا دی - مغرور بے رحم - عیاش حاکموں کو مصر والے بد دعائیں دیا کرتے تھے۔ لیکن اُن کو لافتح خیال کرتے تھے مگر اب تو وہ کُہر کے مانند نپولین کی ذکاوت اور ہنر کے سامنے ایک ساعت میں ناپید ہو گئے قاہرہ کے آنے والے کاروانوں کے افریقہ کے اندرونی حصوں میں دور دور مشرقی مبالغہ کی آب و تاب کے ساتھ اس خوفناک رسالوں کی بربادی کے حال بیان کئے جنھوں نے عرصہ دراز سے مصر پر ظلم کر رکھا تھا اور جن کی حربی شجاعت سے دور دور کی قومیں کانپتی تھیں - نپولین کا نام یورپ کی طرح ایشیا - اور افریقہ میں بھی مشہور ہو گیا اسکندریہ کے ریگستان پر قدم رکھے ہوئے نپولین کو صرف تین ہفتے ہوئے تھے اور اب وہ مصر کا سلطان تھا۔ مصر والوں نے بھی اُس کا اُسی طرح خیر مقدم کیا جیسے رہائی دینے والے اور فیض رساں کا کرتے ہیں - آگ کی چادروں سے جو نپولین کی صفوں سے متواتر شعلہ فشاں ہوئی تھیں۔ مصر والوں پر ایسا اثر ہوا کہ اُنھوں نے نپولین کو **سلطان کبیر** کا خطاب دیا۔

سب مملوکوں کی مستورات قاہرہ میں رہ گئی تھیں - نپولین نے اُن کے ساتھ بڑے پاس و لحاظ کا برتاؤ کیا - اُس نے مرادبے کی ملکہ کے پاس یوجین کو بھیجکر یقین دلایا کہ وہ کچھ پریشان نہو اور اُس کی ہر طرح سے حفاظت کی جائیگی - نپولین نے اس ملکہ کا کل اسباب و سامان محفوظ رکھا اور ملکہ کی چند درخواستیں جو جو اُس نے نپولین کے سامنے پیش کیں اُس نے منظور کیں اور اس طرح نپولین سے جہاں تک ہو سکا اُس نے جنگ کی نہ ٹلنے والی مصائب کو کم کیا - نپولین کی نوازشوں سے

اس ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ اُس نے بڑے عزت و احترام کے ساتھ یوجین کی ضیافت
کی اور رخصت کے وقت اس کو بیش بہا الماس کی ایک انگشتری نذر دی ۔

قاہرہ میں تین لاکھ آدمی رہتے تھے لیکن شہری خوار و بے مروت اور خوفناک
تھے۔ شہر میں پریشانی پھیل رہی تھی کیونکہ مشرقی فاتح کے راستہ کی شناخت ہمیشہ
غارتگری۔ آتش زنی۔ اور خونریزی سے ہوئی ہے لیکن نپولین نے فوراً اپنی فوج کا ایک
دستہ بھیجکر انتظام کیا کہ شہر میں سب کو تسلی دی جاوے اور عوام کی لوٹ کھسوٹ سے
جان و مال محفوظ رکھے جاویں۔ تیسرے دن نپولین اپنی مظفر و منصور فوج کے آگے
آگے بڑے کروفر سے شہر میں داخل ہوا۔ اور مراد بے کے محل پر قبضہ کیا۔ حیرت انگیز
عزم و ہمت اور چستی سے اُس نے اس نومفتوح ملک کے بہترین مقاصد کی ترقی صفحہ ۹۳
میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دیا۔

نپولین کی نگاہ سے کوئی شئے نہ بچی۔ اُس نے مساجد۔ حرم سراؤں۔ مستورات
کی حالت۔ دیوانی اور دینی افادہ گاہوں۔ حالت زراعت۔ علوم و فنون اور مختصر
آنکہ ہر شئے پر جس میں ملک کی سرسبزی اور بہبودی مقصود تھی اپنی توجہ مبذول کی۔
وہ بااثر عرب لوگوں سے ملا اور اُن کو اپنی دوستی۔ اُن کے مذہب کی وقعت
اُن کے حقوق کی حفاظت اور مصر کو اُس کی قدیم شان و شوکت پر پہونچانے کے
اپنے مصمم ارادہ کا یقین دلایا۔ اُس نے مصر پر بادشاہت کرنے کے دعوی
سے انکار کیا۔ بلکہ ایسی حکومت کی تجویز کی جو خود ملک والوں کے ہاتھ میں ہو
نپولین لوگوں کے اعتماد اور اُن کی مداحیاں حاصل کرنے میں پورا کامیاب ہوا
اُس نے ایک کانگریس قایم کی جس میں قاہرہ کے بڑے نامور لوگ شریک ہوئے
تاکہ وہ قانون اور معدلت گستری کی تجویزیں قایم کریں۔ دیگر صوبجات میں بھی اسی
قسم کے جلسہ قایم ہوئے جو قاہرہ کی بڑی کانگریس میں اپنے وکلاء بھیجتے تھے۔

اُس نے مصر میں ایک مشہور انسٹیٹیوٹ (افادہ گاہ) قایم کیا جس سے مصر والے مغربی روشنی اور علوم سیکھیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کے بعض ممبروں کو اُس نے مصر کا صحیح نقشہ کھینچنے اور ملک کا حال لکھنے کا حکم دیا۔ بعض کو ملک کی پیداوار پر غور کرنے کو مامور کیا کہ آمدنی کے ذریعے جزرسی اور استقلال سے ترتیب پائیں۔ ایک فریق کو مصر کی قدیم کہنہ اور اوفتادہ عمارتوں کی تحقیقات کا حکم دیا کہ علم تاریخ پر ایک نئی روشنی پڑے۔ ایک اور گروہ کو لوگوں کے اخلاقی حال دریافت کرنے کی فہمایش کی کہ وہ اُن کی بہبودی کی مناسب تجویزیں۔ دستکاری۔ انہار۔ سڑکوں۔ کارخانوں اور دریاے نیل کے کنارے سرکاری عمارتوں کی تعمیر کے ذریعہ سے سوچیں۔

منجملہ دیگر امور کے جو نپولین نے اس انسٹیٹیوٹ کے سامنے پیش کئے حسب ذیل امور سے اُس کی وسیع تجویز کی شہادت ملتی ہے :" پن چکیوں اور پَوَن چکیوں کی سب سے بہتر ساخت کی تجویز کیجیے۔ ہاپ[ع۵] کے بجاے جو مصر میں نہیں ہوتا کوئی اور چیز دریافت کیجیے جو ہاپ کا کام دے۔ کہ بیر شراب تیار ہو۔ ایسے مقامات منتخب کیجیے جو انگور کی کاشت کے واسطے موزوں ہوں۔ سب سے اعلیٰ طریقوں کی جستجو کیجیے جن سے قاہرہ کے قلعہ میں پانی پہونچے۔ ریگستان میں ایسے مقام مناسب تجویز کیجیے جہاں کنوے تعمیر ہوں۔ دریاے نیل کے پانی کے ٹھنڈے اور صاف کرنے کے ذریعوں میں فکر کیجیے۔ کوئی ایسا مفید استعمال سوچیے جس میں قاہرہ اور مصر کے دوسرے قدیم شہروں کا کوڑا جس سے وہ اٹے پڑے ہیں کام آئے لے بارود بنانے کے لئے چیزیں فراہم کیجیے۔" یہ بات باور نہیں آتی کہ جب تک نپولین نے رواج نہیں دیا۔ مصر والوں کو پَوَن چکی۔ دستی آرہ اور ایک پہیہ کی گاڑی کا حال معلوم نہ تھا۔ انجینیر۔ نقشہ نویس۔ اور علم طبیعات کے ماہر فوراً مصر کے صوبوں

[ع۵] ہاپ ایک درخت ہے جس سے شراب بنتی ہے۔ ۱۲ مترجم

میں منتشر ہوگئے۔ اسکندریہ۔ روسیٹا۔ ڈومیٹا اور قاہرہ میں ایسا باریک آٹا پسنے لگا جیسا پیرس میں پس سکتا تھا۔ روٹی کے سرکاری گوداموں کی بدولت روٹی کی افراط ہوگئی۔ اسپتال قایم ہوگئے ہر مریض کو چارپائی دی گئی۔ شورہ بنانے اور بارود تیار کرنے کے کارخانے قایم ہوگئے۔ لوہا گلانے کا ایک کارخانہ قایم ہوا جس کی بھٹیوں کا شور ہوا میں گونجتا تھا اور قفل سازوں۔ اسلحہ بنانے والوں۔ قالین بافوں رسن سازوں۔ رودگروں اور گاڑیاں بنانے والوں کے لئے بڑی بڑی دکانیں قایم ہوئیں چاندی کی صراحیاں اور نقرئی ظروف تیار ہونے لگے۔ عربی اور فرنچ زبانوں کا ایک چھاپہ خانہ قایم ہوا اور حرفت کی شاخ میں بے حد جوش پیدا کردیا گیا نپولین کی وہ ذکاوت تھی جو کبھی نہ تھکتی تھی وہی سب باتوں کی ایجاد کرتی تھی اور وہی سب کی رہنمائی کرتی تھی۔

صدیوں کی بیکاری اور نحوست کے بعد یہ دن جو اب آئے تھے البتہ خوش نصیبی کے دن تھے۔ سڑکوں کی پیمایش ہوئی اور دو ایسی نہروں کے تخمینے ہوے جن میں جہاز چل سکیں۔ ایک تو قاہرہ کے قریب بحر احمر کو دریائے نیل سے جوڑنے والی تھی اور دوسری۔ خاکنائے سوئز Suez میں بحر احمر اور بحر روم کو ملانے والی تھی۔ ڈھائی کروڑ فرانک اور دو برس کی محنت اس عظیم الشان کام کو مکمل کرنے کے لئے درکار تھی۔ اور ہر سہ براعظموں کے لئے ست جگ شروع ہوجاتا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ اُن واقعات پر کفِ افسوس نہ ملے جائیں جنھوں نے ان سرسبز ممالک پر از سر نو افلاس اور وحشت کا بادل چھا دیا۔ ان عظیم الشان تجویزوں کی تکمیل دریائے نیل اور فرات کے کناروں پر وہی ازلبس درخشاں عزم و ہمت منتقل کردیتی جو اب دریائے اوہیو[۱] Ohio اور دریائے مسیسپی[۲] Mississippi

---

[۱-۲] یہ دونوں ممالک متحدہ امریکہ کے دریا ہیں ۱۲ مترجم۔

کے کناروں پر ممالک متحدہ امریکہ میں دیکھے جاتے ہیں۔ ٹیلرانڈ کا قول ہے "یہ احاطہ یقین سے باہر ہے کہ نپولین کتنے کاموں کی تکمیل کرنے کے لائق تھا۔ وہ ہر ایک شخص واحد سے زیادہ کام انجام دے سکتا تھا۔ یہ نہیں بلکہ ہر ایک چار آدمیوں سے زیادہ کام کر سکتا تھا جن کو میں نے دیکھا ہے اُس کی ذکاوت احاطہ خیال سے باہر ہے اُس کی جفاکشی۔ اُس کی ہمت۔ اُس کے کام کرنے کا سلیقہ۔ اور اُس کے منصوبے سے کوئی شئے بالاتر نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اُن سب آدمیوں سے زیادہ حیرت انگیز تھا جو مینے دیکھے بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ اُن سب آدمیوں سے زیادہ حیرت انگیز تھا جو میرے زمانہ یا بعد سے زمانوں میں ہوئے"۔ نپولین کے تمامی عزم و ہمت روحانی۔ ان بڑے عظیم الشان اور رفاہ عام کے کاموں میں مصروف تھے۔ عیاشی اُن کے سامنے کوئی ایسی صورت پیش نہیں کر سکتی تھی جس سے وہ لغزش میں آجائے۔ اُس کا قول تھا کہ عورتوں اور قماربازی کی طرف سے تو مجھ میں جذبات پیدا ہی نہیں کئے گئے۔ میں تو نرا مصالح ملکی کا بنا ہوا آدمی ہوں"

عربوں کو حیرت تھی کہ ایسا شخص جو توپخانوں کو استعمال کرتا ہو اور ایسا بے تعلق اور رحم دل ہو۔ مشرق میں تو ایسی فیض رسانی اور نفس کشی کبھی سننے میں بھی نہ آئی تھی عرب اس کا بھید سمجھتے ہی نہ تھے تو ہین سے اُن کی مستورات امن میں تھیں۔ اُن کے جان و مال کی حفاظت تھی۔ تیس ہزار فرانسیسیوں کی جماعت۔ مصروالوں کے آرام و آسایش اور بہبودی کے لئے محنت کر رہی تھی۔ عرب نپولین کو رسول کا خلف اور اللہ تعالیٰ کا محبوب کہتے تھے۔ انھوں نے اپنے خطبوں میں نپولین کی تعریف داخل کی تھی اور مسجدوں میں قرأت سے پڑھتے تھے۔ یعنی "وہ کون ہے جس نے کہ نصرت و ظفر کے محبوب کو سمندر کے خطرات اور اعدا کے غصہ سے حفاظت میں رکھا؟ وہ کون ہے جو شجاعانِ مغرب کو بحفاظت تمام دریائے نیل کے کناروں پر لایا؟ وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ مملوک اپنے رہواروں پر بھروسہ کرتے ہیں اور

پیدلوں کو جنگ کی صفوں میں آراستہ کرتے ہیں لیکن نصرت و ظفر کا محبوب مملوکوں کے سواروں اور پیادوں کو برباد کر چکا۔ جس طرح صبح کا کہر آفتاب کی شعاع کے سامنے ناپید ہو جاتا ہے اُسی طرح مملوکوں کی فوج شجاعانِ مغرب کے سامنے منتشر ہو گئی کیونکہ شجاعانِ مغرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنکھ کی پتلی کی طرح ہیں۔"

صفحہ ۹۴ نپولین اپنے تئیں ان لوگوں میں پیوند کرنے کے لئے اور اُن کے چال چلن سے اچھی طرح ماہر ہونے کی غرض سے اُن کے قومی جشنوں اور عام عبادتوں میں جایا کرتا تھا۔ اگرچہ اُس نے حکومت شیخوں کے ہاتھ میں دے رکھی تھی تاہم اُن کو سخت تاکید تھی کہ اپنے فیصلوں میں وہ حد درجہ کی بے تعلقی اور عدم طرفداری کو کام میں لائیں۔ ریگستان کے قزاقوں کا جو سرحد پر صدیوں سے غارتگری کرتے تھے نپولین نے بڑے زبردست ہاتھ سے استیصال کیا اور اُس کے باعزم عہدِ حکومت میں مصر کے اندر جان و مال اُسی طرح محفوظ تھے جیسے فرانس اور انگلستان میں تھے۔ مصر والوں میں فرانسیسی سپاہی نہایت ہر دلعزیز تھے وہ اُن کے مکانوں میں گھر والوں کے درمیان ملے جلے حقّے پیتے اور اُن کے امور خانہ داری میں مدد دیتے ہوئے نظر آتے تھے اور اُن کے بچوں سے کھیلتے تھے۔

ایک دن نپولین اپنے محل میں بیٹھا بہت سے شیخوں اور دوسرے ممتاز آدمیوں سے باتیں کر رہا تھا کہ اتنے میں اُس کے پاس خبر آئی کہ چند قزاقوں نے ایک غریب تنہا کاشتکار کو ہلاک کیا اور اُس کا گلّہ لے گئے۔

نپولین نے اپنے اسٹاف کے ایک افسر کو فوراً حکم دیا کہ "اچھا ابھی تین سو سوار اور دو سو اونٹ لے جاؤ اور قزاقوں کا تعاقب کرو اُن کو گرفتار کرو اور اس قتل کا بدلہ لو۔"

شیخوں میں سے ایک شیخ نے حقارت سے کہا "کیا وہ تیرا ابن عم تھا کہ اُس کی

موت پر تجھے اسقدر غصہ آگیا ہے۔"؟ ۔

نپولین نے جواب دیا" وہ ابن عم سے بھی بڑھ کر تھا۔ وہ اُن شخصوں میں سے ایک شخص تھا جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے مجھے سونپی ہے"

شیخ نے جواب دیا" عجب ہے! یہ تو اس طرح گفتگو کرتا ہے جیسے صاحب وحی کیا کرتے ہیں"

ترکی سرداروں نے چند مرتبہ اس نیت سے قاتل بھیجے کہ نپولین کو قتل کر ڈالیں لیکن مصر والوں نے حبّ اخوت سے اُس کی حفاظت کی اور ان تجویزوں سے نپولین کو موقعہ موقعہ سے آگاہ کیا۔ اور قاتلوں کو اپنی تجویزوں میں کامیابی نہوئی۔

انھیں حیرت زا کامیابیوں کی حالت میں فرانسیسی فوج پر ایک لا علاج، شدید اور اچانک حادثہ ہوا۔

امیر البحر بروئز جس کو نپولین سے بڑی الفت تھی پیشتر اس کے کہ نپولین کو اس کی قسمت پر چھوڑے یہ معلوم کرنے کے لئے بہت متردد تھا کہ آیا نپولین کا مصر میں قدم جم گیا یا نہیں اور اسی لیئے نپولین کی تاکید اور ہدایت کے خلاف خلیج ابو کر سے بیڑہ ہٹا لے اور جائے امن میں لیجانے میں اُس نے تساہل کیا۔ قاہرہ میں پہونچنے کے دوسرے روز مراسلات کے ذریعہ سے نپولین کو معلوم ہوا کہ بیڑہ ہنوز خلیج ابو کر ہی میں تھا اور دشمن کے حملوں کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خبر پر اُسے تعجب ہوا۔ اور اُس نے بہ تعجیل تمام ایک قاصد روانہ کیا کہ جا کر امیر البحر بروئز سے کہے کہ اُس کے اس تساہل پر نپولین سخت ناراض ہے اور بلا توقفِ ساعت یا تو وہ اسکندریہ کے بندرگاہ میں چلا جائے جہاں اُس کو امن ملیگا اور نہیں تو جزیرہ کرفیو کا راستہ لے۔ مگر یہ قاصد راستہ میں عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن یہ قاصد اگر مارا نہ جاتا تو بھی بیڑہ کی بربادی سے قبل نہ پہونچتا۔ اسی اثنا میں لارڈ نیلسن

کو معلوم ہوا کہ فرانسیسی مصر میں اُتر گئے ہیں اور وہ فرانسیسی بیڑہ کی جستجو میں اُلٹے پاؤں پھرا۔

یکم اگست ۱۷۹۸ء کی چھ بجے شام کو اہرامِ مصر کی جنگ کے دس دن بعد انگریزی پرشکوہ بیڑہ خلیج ابوکر میں داخل ہوا۔ اور اپنے شکار سے آ بھڑا۔ فرانسیسی بیڑہ میں پندرہ بڑے اور چار چھوٹے جہاز تھے اور ہلالی شکل میں جیسا سمندر کا ساحل نیم دائرہ کی صورت کا تھا کھڑے تھے۔ نیلسن کے حملہ کی تجویز میں ذکاوت کی جدّت اور سادگی تھی۔ پہلے ہی لمحہ سے فتح یقینی تھی۔ جیسے کہ نیلسن نے فرانسیسی بیڑہ کے مقامِ قیام کو دیکھا اُس نے عزم بالجزم کیا کہ اپنے کل جہازوں سے دشمن کے آدھے جہازوں کو آگے پیچھے سے گھیرے اور یہ وہی طریقہ تھا جس کو خشکی میں نپولین نے اسقدر کامیاب پایا تھا۔ نیلسن نے حکم دیا کہ اُس کے جملہ جہازوں میں سے آدھے جہاز تو فرانسیسیوں کے آدھے جہازوں کو پیچھے سے گھیریں اور آدھے سامنے رہیں اور اس طرح فرانسیسی ایک جہاز پر انگریزی دو جہازوں کی مار ہو گئی۔ باقی فرانسیسیوں کے جہاز ہوا کے رُخ کے خلاف کھڑے تھے اور اُن کا اپنے اجل رسیدہ دوستوں کی مدد کو آنا آسان نہ تھا۔

دریائے نیل کی جنگ

امیر البحر بروئز کو خیال تھا کہ وہ ساحل سے اسقدر ملحق کھڑا تھا کہ انگریزی جہاز اُس کے جہازوں کے عقب میں نہ آ سکتے تھے لیکن نیلسن نے فوراً طے کر لیا کہ جس مقام پر فرانسیسی جہاز کو جھولنے کی گنجایش تھی اُس کے جہاز کو کھڑے ہونے کی ضرور جگہ تھی۔ نیلسن کے کپتانوں میں سے ایک کپتان نے جبکہ اُسے حملہ کی تجویز سے آگاہی ہوئی فرطِ مسرت سے کہا کہ "اگر ہم کو فتح ہوئی تو دنیا کیا کہے گی؟" اس پر نیلسن نے جواب دیا "اس معاملہ میں اگر کی گنجایش نہیں۔ یہ امر تو یقینی ہے کہ ہماری فتح ہو گی۔ رہی یہ بات کہ اس قصہ کو بیان کرنے کے لئے کون باقی رہیگا یہ سوال ایک جدا سوال ہے۔"

فرانسیسی قابلِ تعریف شجاعت سے مبارز ہوئے۔ یہ نابرابر جنگ پندرہ گھنٹہ کامل ہوتی رہی یہاں تک کہ شبِ تار آ پہونچی۔ خلیج ابوکر آتش فشاں پہاڑ کی ایک

وسیع چادر نظر آرہا تھا جو گندھک کے تاریک سیاہ دھوئیں کے غلافوں میں لپٹا ہوا تھا۔ بحر اعظم میں اس سے خوفناک اور سنگین تر جنگ کبھی نہیں ہوئی۔ گیارہ بجے شب کو اورینٹ Orient جہاز میں آگ لگی۔ اس بڑے جلتے ہوئے جہاز سے دھوئیں کا بادل بڑے کالے غبارہ کے مثل آسمان میں چڑھ گیا۔ اور اس دھوئیں کے درمیان سے شعلوں نے یکایک بلند ہو کر بڑی چمک دمک سے افق کو روشن کر دیا۔ حتیٰ کہ اُس کا بڑا میگزین جس میں صدہا پیپے بارود تھی اوڑا اور ایسا مہیب صدمہ ہوا کہ جملہ جہاز بالکل کانپ گئے۔ توپوں کی متواتر گرج سے یہ آواز سبقت لے گئی۔ فریقین سناٹے میں آگئے توپخانوں نے اپنا کام بند کر دیا اور قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔ لیکن ایک لمحہ کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ موت اور بربادی رات کی خوشگوار تاریکی میں خلیج کے درمیان جشن اُڑا رہی تھی۔ ہزارہا عرب اس خوفناک تماشہ کے دیکھنے کو ساحل پر جمع تھے۔ تمام رات صبح کو۔ اور اس وقت بھی جبکہ آفتاب آسمان میں بہت بلند ہو چکا تھا متواتر جنگ ہوتی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ توپخانوں کی گرج میں کمی ہوئی اور فرانسیسی بیڑہ غارت ہو گیا۔ صرف چار جہاز بچے اور مالٹا کو راہی ہوئے لیکن انگریزی جہاز بھی اسقدر پاش پاش ہو گئے تھے کہ فراریوں کا تعاقب نہ کر سکے۔

امیر البحر برویز آغاز جنگ ہی میں مجروح ہو گیا تھا۔ لیکن وہ عرشہ سے نیچے نہیں (صفحہ ۹۵)
گیا اور اُس نے کہا "ایک امیر البحر کو زیبا ہے کہ فوج کو حکم دیتا رہے اور مرے۔ پھر اُس کے توپ کا ایک گولہ لگا، اور اس کے جسم کے پُرزے ہی پُرزے فقط دستیاب ہوئے۔ نیلسن Nelson کے سر میں بھی زخم آیا اور جب وہ نیچے جہاز کے تہ خانہ میں خون سے شرابور لیجایا گیا تو اُس نے بڑی فیاضی سے اُن بانجھیوں سے پہلے جو تہ خانہ میں اُس سے قبل مجروح لائے گئے تھے اپنا زخم

بندھوانے سے انکار کیا اگرچہ اس شدت سے خون بہ رہا تھا کہ نیلسن کی جان کا خطر تھا۔ اُس نے کہا "میں اپنے بہادر ساتھیوں کے بعد جب میری باری آئیگی اپنا زخم بندھواؤنگا"۔ نیلسن کو واثق یقین تھا کہ وہ جانبر نہو گا اور اُس نے پادری کو بلاکر کہا "لیڈی نیلسن سے میرا آخری سلام کہدیجیگا" جب ڈاکٹر نے آکر زخم دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوچھا زخم تھا۔

تمام کشتیاں اور بجرے جن کے ذریعہ سے نپولین کے سپاہی اور جملہ سامان کنارہ پر گیا تھا ہنوز بندرگاہ میں موجود تھے اور یہ سب محفوظ رہے اسلئے کہ نیلسن کے پاس ہلکے جہاز نہ تھے جن کے ذریعہ سے اُن تک اُتھلے پانی میں جاتا۔ فرسنگوں تک کنارہ کنارہ شکستہ جہازوں کے بچے کھچے حصے اور مقتولوں کی لاشوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔ باوجودیکہ ان لاشوں کے غرق کرنے کی بہت سی تدبیریں کی گئیں لیکن کامیابی نہوئی۔ یہ بڑے شان وشکوہ کا بیڑہ جو چار ہفتے قبل ٹولون سے چلا تھا بالکل برباد ہوگیا۔ انگریزوں کی طرف قریب ایک ہزار کے اتلافِ جان ہوا اور فرانسیسیوں کی جانب پانچہزار کام آے اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔

جب کامل فتح ہو چکی نیلسن نے جہازوالوں کو نماز شکرانہ ادا کرنے کے لئے جمع ہونے کا حکم دیا اور تمام فوج میں گویا یوم السبت کی سی خموشی چھاگئی اور اس نامو فتح کے بدلہ میں خداوند تعالی کا شکرانہ ادا کیا گیا۔ آدمی کا دل بھی نہایت ہی عجیب وغریب شئے ہے۔ انگلستان تمامی شائستہ دنیا کو جنگ سے برباد کر رہا تھا کہ فرانسیسی حکومت جمہوری قایم کرنے سے باز رہیں اور شخصی سلطنت قایم کریں اور ایسے خونریز ہنگام میں جبکہ خلیج ابوکر ہزاروں لاشوں سے پٹا پڑا تھا جن کو انگریزوں کے زبردست اسلحہ نے ہلاک کیا تھا وہ نہایت غیر قابل اعتراض صدق دل سے خدا کا شکر اور حمد کر رہے تھے اور انگلستان کے ہزاروں گرجوں اور مکانوں

سے لاکھوں راستباز دل ابوکر کی فتح کے متعلق خدا کی درگاہ میں بڑے جوش سے شکرانے بھیج رہے تھے۔

دریائے نیل کی جنگ کا اخلاقی نتیجہ

یہ دریائے نیل کی مشہور جنگ تھی۔ کیونکہ اس جنگ کا اُس دن سے یہی نام ہے۔ یہ بڑی فتح تھی اور انگلستان کی فتوحات میں سے یہ نامی فتح شمار کی جاتی ہے لیکن مقاصد انسانی کے خلاف اس جنگ سے زیادہ مہلک جنگ بھی شاید کوئی دوسری نہیں ہوئی ہے۔ ترقی کرتی ہوئی مصر کے لئے یہ جنگ صدمۂ مرگ تھی۔ اسی جنگ نے مصر کی شائستگی اور علوم کی روشنی کو جو ابھی اُس کے سنسان ساحلوں پر روشن کی گئی تھی بجھا دیا اور آدھی رات کا سا اندھیرا کر دیا۔ بے رحم ناخداترسوں نے ایشیا اور افریقہ کو پھر اپنے فولادی پنجہ میں گانس لیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جرائم شدائد اور مظالم نے ان ممالک کو جھلس دیا اور اس بات کو اب آدھی صدی بھی ہو چکی۔

نپولین پر جنگ نیل کا اثر

نپولین نے فوراً معلوم کر لیا کہ اُس کی سب امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ صدمہ صدمۂ لاعلاج تھا۔ نپولین کا گویا یوروپ سے رشتہ قطع ہو گیا۔ کیونکہ اب اُس کو کوئی سامان نہ مل سکتا تھا اور نہ وہ لوٹ سکتا تھا۔ مصر اُس کا زندان ہو گیا تاہم اُس نے اس بڑے حادثہ کو غیر متزلزل استقلال سے برداشت کیا۔ اُس کے بُشرے یا زبان سے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ پریشان خاطر ہے اُسی سرگرمی سے جس میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہوئی وہ اپنی تجاویز کی پیروی کرتا رہا اور سپاہیوں کو یہ صدمہ فراموش کر دینے میں جلد کامیاب ہوا۔ اُس نے جنرل کلیبر کو لکھا "ہم کو اس ملک میں یا تو یقیناً مرنا پڑیگا یا ہم اُس سے اس شان و عظمت سے باہر نکلیں گے جیسے قدما نکلے۔ یہ امر ہم کو اُن سے بھی بڑے بڑے کاموں کے کرنے پر جیسا ہمارا ارادہ تھا مجبور کریگا۔ ہم کو تیاری کرنا چاہئے اور انجام میں

ہم مصر کے لئے بڑا عظیم الشان ترکہ چھوڑینگے۔"

جنرل کلیبر نے جواب میں لکھا " ہاں بیشک ہم کو بڑے بڑے کام کرنا چاہئیں میں اپنے قوائے فطرتی کو سمہال رہا ہوں "

یوروپ میں اس فریق شاہی کی فتح پر بے حد و نہایت مسرت و انبساط کا اظہار ہوا۔ انگلستان نے فوراً نیلسن **بیرن آف دی نائل** کا خطاب دیا اور دو پشت تک دو ہزار پونڈ سالانہ کی پنشن مقرر کی۔ شاہ ٹرکی (سلطان روم) شاہنشاہ روس سارڈینیا اور نیپلس کے بادشاہوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے گرانبہا سوغاتیں بھیجیں۔ یورپ میں شخصی حکومت جس کو نپولین کے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے پہونچ چکے تھے خوش حال ہونا اور اُس میں از سرِ نو جان پڑنا شروع ہوئی۔ تازہ آزاد لوگ (رعایا) جو آزادی کی زندگی کے لئے جھگڑ رہے تھے بیدل ہو گئے۔ باغ باغ انگلستان نے نئے نئے جتھے قایم کئے کہ بوربون خاندان کو فرانس کے تخت پر بٹھائیں اور رعایا کی آزادی اور ہمسری کو پامال کر ڈالیں جس نے فرانس میں قدم جمانے شروع کر دئیے تھے۔ بادشاہی یورپ میں جشنِ نوروز تھا اور جمہوری یوروپ میں گھر گھر صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔[1]

---

[1] اس مژدہ فتح پر یوروپ کی جملہ بادشاہی درباروں میں مسرت کی موجیں جوش مارنے لگیں لیڈی ہملٹن۔ نیپلس کی بدنام ملکہ کے متعلق لکھتی ہے جس پر اس فتح کی خبر سے حسب ذیل اثر ہوا تھا " اُس کی خوشی کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ روتی تھی۔ وہ اپنے شوہر اور بچوں کے بوسے لیتی تھی۔ اور خبطیوں کی طرح کمرے میں ادھر سے اُدھر جاتی تھی۔ پھر زار زار رونے لگتی تھی۔ اور ہر ایک کو جو قریب تھا بغلگیر کرتی تھی اور جوشِ مسرت سے کہتی تھی " او شجاع نیلسن۔ او خداوند تعالی ہمارے بہادر بچانے والے نیلسن کو برکت دے۔ اور اپنی امان میں رکھ۔ او نیلسن او نیلسن تیرا ہم پر کیا کیا کچھ احسان نہیں ہے۔ اے فاتح۔ اے اٹلی کو رہائی دینے والے۔ کاش میرا یہ پرجوش دل خود تیرے سامنے اظہار کر سکتا کہ تیرے ہم پر کیا کیا کچھ احسان ہیں"۔ مصنف ۱۲

فرانس کے لئے جنگ ابوکر کا دن واقعی مصیبت کا دن تھا۔ اپنے خاص دوستوں سے نپولین اس مصیبت کو کہ وہ کیسی بڑی مصیبت تھی پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ ایک ذرا سی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جانکاہ فکر میں ڈوب گیا۔ اور اس کو لوگوں نے لابیان اضطراب سے دو تین مرتبہ کہتے سنا "ہائے کمبخت بروئز تو یہ کیا کر بیٹھا" لیکن اس مصیبت خیز خبر کو سنتے ہوئے ایک گھنٹہ بھی نہوا تھا کہ نپولین کے معمولی حواس اور استقلال قایم ہو گئے اور سپاہ کا غم والم دور کرنے میں وہ جلد کامیاب ہوا۔ اس لاعلاج نقصان کے جملہ نتائج کو اس نے ایک نظر میں دیکھ لیا اور اس واقعہ سے اُس کے دل کا بخوبی حال معلوم ہوتا ہے کہ اس خطرناک مایوسی کی حالت میں وہ اپنا غم بھول گیا اور اپنے دوست امیر البحر بروئز کی بیوہ کو ایک تعزیت نامہ لکھا۔ ایک پراگندہ خاطر شخص ایسا موثر تعزیت نامہ جیسا نپولین نے میڈم بروئز کو لکھا ہے ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ وہ لکھتا ہے :-

میڈم۔ آپ کا شوہر اپنے جہاز کے عرشہ پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے توپ کے گولہ سے مارا گیا۔ وہ اس طرح مرا کہ اُسے ذرا تکلیف نہوئی۔ یہی وہ موت ہے جو سب سے زیادہ آسان ہے اور جس پر بہادر رشک کرتے ہیں۔ آپ کے غم پر مجھے بڑا صدمہ ہے۔ وہ لمحہ جو ہم کو ہماری زندگی کی محبوب چیزوں سے جُدا کر دیتا ہے بہت گراں ہوتا ہے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں اکیلے رہ گئے اور ہم کو قریب قریب وہی تکلیف ہوتی ہے جو سکراتِ موت کے وقت پیش آتی ہے۔ قوای روحانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور پھر اس روح کا دنیا سے ایک دردانگیز تخیلہ کی وساطت سے تعلق باقی رہ جاتا ہے جو ہر شئے کو پریشان کر دیتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ اب کوئی شئے نہیں جو دنیا سے ہمارا رشتہ قایم رکھے اور خیال آتا ہے کہ مر کھپنا بہت اولیٰ ہے۔ لیکن جب ایسی حق بجانب اور ناگزیر مصائب پر ہم اپنے

بچوں کو اپنے کلیجہ سے لگاتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو اُبلتے ہیں اور بڑے شفقت آمیز خیال پیدا ہو جاتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ انھیں بچوں کی خاطر دنیا قابل برداشت ہو جاتی ہے۔ بیشک میڈم بھی آپ کے بچے آپ کے سینہ میں محبت کے چشمہ کو جاری کرینگی آپ ان کی طفلی میں ان کی پرورش اور ان کے شباب میں ان کی تربیت کرینگی۔ آپ ان سے اُن کے باپ کا ذکر کرینگی اور اپنے موجودہ رنج و غم کا حال کہینگی اور اس نقصان کا مذکور کرینگی جو اُن بچوں اور فرانس کی جمہوری حکومت نے امیر البحر برویز دائمی مفارقت پر برداشت کیا ہے۔ محبتِ مادرانہ کے رشتہ سے اس زندگی کے تعلقات کو از سرِ نو اختیار کر لینے پر شاید آپ کو اُس دلچسپی اور ہمدردی سے کچھ تشفی ہو گی جو میں اپنے دوست کی بیوہ کے معاملات میں ہمیشہ ظاہر کرتا رہونگا۔"

فرانسیسی سپاہیوں نے اُسی طبیعت کے موافق جس میں ہر رنگ کے اختیار کر لینے کی صلاحیت تھی اور جس نے ہر ایک سبک دل قوم کو ممتاز کیا ہے یہ دیکھکر کہ فرانس کو واپس جانے کی سب اُمیدیں منقطع ہو گئیں اپنی معمولی بشاشی اختیار کر لی اور سرگرمی سے نپولین کی تجویزوں میں اُس ملک کی بہبودی کے لئے مصروف ہو گئے جو معلوم ہوتا تھا کہ بہت دنوں تک اُن کا وطن رہیگا۔

باب دوازدہم

صفحہ ۹۶

ملک شام کی مہم

جنرل ڈیزے کی حکومت۔ بحر احمر کے کنارہ گشت۔ نپولین کے خلاف تاجداروں کا جتھہ قایم ہونا۔ قاہرہ میں مفسدہ برپا ہونا۔ سانڈنی سواروں کا رسالہ۔ شدید مصائب۔ العریش۔ حیص وبیص۔ بارش ہونے پر سپاہیوں کی خوشی۔ مشورۂ جنگ۔ بیورین کا بیان۔ عکا یعنی ایکری پر یورش۔ احمد پاشا کے نام خط۔ وباے طاعون۔ کلیبر کے دستہ پر حملہ۔ نپولین کا جا پہونچنا۔ سر سڈنے اسمتھ کی لالچ دلانے والی پیشکش۔ بم کا گولہ۔

اگرچہ اہرام مصر کی جنگ کے بعد نپولین مصر کا بلا مزاحمتِ غیرے مالک ہوگیا تھا تاہم باقی ماندہ بہادر مملوکوں کے تعاقب اور اُن افواج کے مقابلہ کو جن کی بابت توقع تھی کہ انگلستان اور ٹرکی نپولین کے خلاف بھیجیں گے نپولین کو بہت کچھ کرنا باقی تھا۔ مراد بے اپنے چند ہزار مملوکوں کے ساتھ بالاے مصر میں بھاگ گیا اور نپولین نے جنرل ڈیزے کو دو ہزار سپاہ کے ساتھ اُس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ چند خونریز محاربوں کے بعد جنرل ڈیزے نے آبشاروں تک بالاے مصر

قبضہ کرلیا۔ نپولین کی سی رحم دلی اور مصالح ملکی کا پابند ہو کر ڈیزے اپنے رحم و انصاف کے لئے دور دور تک مشہور ہو گیا۔ اس فوجی دستہ کے ہمراہ علماء کا بھی ایک گروہ تھا اور ہر مفید شے اور دلچسپ مقام کو دیکھتا بھالتا جاتا تھا اور اُس نے ابوالہول[علہ] اور چار پہل میناروں۔ معبدوں اور مقبروں کے ٹھیک ٹھیک نقشے اتار لئے۔ جو اپنی سنسان عظمت کے ساتھ چار ہزار برس کے زمانہ کی دست درازی کا مقابلہ کر چکے تھے۔ ڈیزے کی رحم دل اور نرم لیکن زبردست حکومت کو مصر والے آج کی گھڑی تک محبت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ترکوں کی ظالم بادشاہت سے ڈیزے کی حکومت کو ہمیشہ مقابلہ کرتے ہیں۔

اسی اثناء میں نپولین بذات خود بحر احمر کے ساحل پر گیا کہ زیر تجویز نہر کو جو بحر احمر کو بحر روم سے ملانے والی تھی معائنہ کرے۔ نہ تھکنے والی چستی و دماغ سے اُس نے سوئز کی بندرگاہ کے استحکام کے لئے نئی تعمیروں کا حکم دیا اور ایک جدید بحری فوج کے قایم کرنے کی تجویز کی۔ ایک دن جبکہ اُس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے خاصہ کے ہمراہی تھے وہ بحر احمر کی اُس مشہور جگہ پر گیا جس کی بابت روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے وہیں سے عبور کیا تھا۔ جوار اُس وقت اُتر چکی تھی اور نپولین ایشیائی کھلے ہوئے میدان پر چلا گیا۔ شام کے قریب تک وہ مختلف دلچسپ چیزیں دیکھتا رہا اور پھر لوٹنا شروع کیا۔ شام کی سرخی زائل ہو چکی تھی اور جلد تاریکی چھا گئی اور یہ چھوٹا سا گروہ راہ بھول گیا۔ جبکہ وہ ریگ کے ٹیلوں میں پریشانی سے راہ کی جستجو کر رہا تھا۔ سمندر

[علہ] ابوالہول۔ انگریزی میں اس کو Sphinx کہتے ہیں اصل اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ایک خیالی جانور ہے جس کا چہرہ عورت کے چہرہ سے مشابہ ہے اور جسم شیرنی کے جسم کی طرح ہے لیکن مصر میں اس صورت کی مورتیں ہیں جو قد میں بہت بڑی ہیں اور قدیم زمانہ میں بنا لی گئی تھیں۔ ۱۲ مترجم

باڑھ نے اُس کو آلیا۔ تاریکی اور بڑھ گئی اور دمبدم بڑھتے ہوئے پانی میں گھوڑے گھبرائے ہوئے پھرنے لگے۔ اب پانی گھوڑوں کے تنگ تک آگیا اور سواروں کے پیروں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ اجل بر سر رسیدہ معلوم ہوتی تھی۔

اُس مہلکہ سے بھی نپولین نے اُنھیں حواسوں اور جلد فیصلہ کر لینے والی طبیعت کی بدولت جنھوں نے کبھی اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا خلاصی پائی۔ یہ بڑا ڈراؤنا مصیبت کا وقت تھا۔ تاہم اس تاریکی اور سمندر کی بڑھتی ہوئی موجوں میں نپولین کے استقلال کا وہی حال تھا جو اُسے سلیپر پہنے اپنے کمرے میں حاصل تھا۔ اُس نے اپنے ہمراہیوں کو دائروں میں اپنے گرد جن کا ایک ہی مرکز تھا جمع کیا اور ہر سوار کا جو دائروں کی مختلف صفوں میں تھا باہر کی جانب رخ پھیر دیا اور پھر اُس نے ہر ایک کو ایک خط مستقیم میں آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب اس آگے پیچھے چلنے والی قطار کے سب سے آگے والے سوار کے گھوڑے کے قدم اُکھڑ جائیں اور وہ تیرنے لگے تو یہ قطار فوراً واپس ہو اور اُس قطار کے پیچھے ہو جائے جس کے گھوڑوں کے قدم نہیں اُکھڑے ہیں۔

اب سواروں کے یہ نصف قطر مختلف سمتوں میں چل دیئے اور یکے بعد دیگرے واپس آئے اور انجام کار یہ سب نصف قطر اُسی ایک قطار کے پیچھے ہو لیے جس کے قدم ابھی تک جمے ہوئے تھے اور یہ سب سمندر کے باہر نکل آئے۔

یہ سوار آدھی رات سے قبل خشکی میں نہیں پہونچے تھے۔ اور اس تمام وقت میں وہ چھاتی چھاتی پانی میں پھرتے رہے تھے۔ اُس مقام پر جہاں یہ گروہ پھنسا تھا بائیس فیٹ اونچی جوار آتی ہے۔ نپولین بولا "اگر میں فرعون کی طرح اس مقام پر غرق ہو جاتا تو تمام عیسائی دنیا کے واعظوں کو میرے خلاف اپنے وعظوں میں خوب ہی خوب فقرے چست کرنے کے موقعے ملتے"۔

انگلستان نے اپنی آبوکر[1] کی فتح سے جان تازہ پاکر یورپ کی جملہ افواج کو جمہوری

---

[1] ابوکر مصر میں اسکندریہ سے دس میل کے فاصلہ پر بندرگاہ ہے جس کو ابوقیر کہتے ہیں

حکومت کے خلاف آمادہ کرنے میں دو چند سعی کی نپولین کو بڑی فکر تھی کہ قسطنطنیہ کے سلطان المعظم سے اُس کی جنگ نہو۔ مملوکوں نے دولتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور اُس کے دل کو اس طرح سمجھا دیا تھا کہ ادائے خراج پر صلح کو خرید لیا تھا نپولین نے چاہا کہ سلطان (۹۷) کو معمولی خراج بھیجتا رہے کہ مملوکوں کے ظالم ہاتھوں سے مصر کے نکلنے اور بہتر ہاتھوں میں پہونچنے سے سلطنت ٹرکی کی عزت کم نہو۔ اس پر تو سلطان ٹرکی کو رنج ہوا کہ مصر مملوکوں کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن اس کو ضرور ٹرکی نے حسد کی نگاہ سے دیکھا کہ یورپ کی ایک فاتح قوم اُس کے سریر سلطنت کے قریب آپہونچی۔

نپولین کے بیڑہ کی غارتی نے نپولین کو بحر لیوانٹ کی حکومت سے محروم کر دیا اور انگلستان کو برتری دیدی اور انگلستان کے ایجنٹ ٹرکی کو اُبھارنے اور شمشیر بکف کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہ صوبہ مصر کو جو ٹرکی سے مملوکوں نے قبل اس کے نپولین اُسے مملوکوں سے چھیننے چھین لیا تھا۔ پھر اپنے قبضہ میں لے لے۔ روس کو بھی مع اُس کی وحشی افواج کے انگلستان کے فصحا نے جنگ پر آمادہ کر دیا کہ اس مصیبت کے وقت میں وہ فرانسیسی جمہوری سلطنت پر حملہ آور ہو۔ اور فرانسیسیوں کے استیصال کو مصر پر اُس کی افواج شمال سے آکر دستار پوش ترکوں کی شریک ہوں۔ اپنے مشترکہ خطرہ کے وقت جو اُن کو حکومت جمہوری کی طرف سے تھا دونوں طاقتوں نے اتفاق کر لینے میں اپنی پُرانی عداوتوں اور دوسری رنجشوں کو دل سے قطعی بھلا دیا۔

آبنائے باسفرس میں ہو کر روسی بیڑہ بحر اسود سے گولڈن ہارن[۱] کو پہونچا اور قسطنطنیہ پیرا۔ اسکیوٹری کی پُر اژدہام سڑکوں کے لاکھوں آدمیوں نے نعرہائے خیر مقدم بلند کئے اور توپوں کی سلامیوں کے ساتھ یہ روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کا آکر شریک ہو گیا۔

---

[۱] گولڈن ہارن۔ یہی وہ لب سمندر مقام ہے جہاں شہر قسطنطنیہ آباد ہے۔ لکھا ہے کہ دنیا کے سب سے خوبصورت مقاموں میں سے یہ بھی ایک ہے ۱۲ مترجم۔

جبکہ ماہ ستمبر کی صاف دھوپ میں یہ شاندار بیڑہ ہیلیپانٹ کے خوبصورت سمندر میں ہو کر چلا یہ فی الواقع قابل دید منظر تھا۔ یوروپ اور ایشیا کے ساحلوں پر جو اس مشہور آبنائے سے جدا ہوتے ہیں لوگوں کے بڑے گروہ جمع تھے اور یہ ہلالی اور صلیبی پھریرے دوستی سے ملے جلے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ پھر یہ متحدہ فوجیں بڑھ کر بحر روم میں پہونچیں کہ انگلستان کے فتح مند بیڑے سے جو اب سمندر کا بلا مزاحمت غیرے مالک تھا جا ملیں۔ مذہبی عداوتیں جو سب سے زیادہ سخت ہوتی ہیں اور قومی مخاصمتیں جو سب سے زیادہ زبردست ہوتی ہیں صرف اس لئے فراموش کر دی گئی تھیں کہ رعایا کی آزادی کے اصولوں کا دباؤ جو سلطان ٹرکی اور زار روس دونوں کی شخصی حکومتوں کے الٹ دینے کی دھمکی دے رہا تھا متذکرہ بالا عداوتوں سے بھی زیادہ دشمنی سے بھرا ہوا تھا۔

سلطان ٹرکی نے بیس ہزار فوج جزیرہ روڈس میں جمع کی تھی اور یہ فوج متحدہ بیڑہ کے ذریعہ سے مصر کو جانے کو تھی جہاں وہ اس بیڑہ کی توپوں کی حفاظت میں ساحل مصر پر اُترتی اور ایک اور بڑی فوج شام میں جمع کی گئی تھی کہ ریگستان کے راستہ سے مصر میں فرانسیسیوں پر بڑھے اور بیڑہ کی فوج سے ملکر فرانسیسیوں پر حملہ آور ہو۔ اور انگلستان اور بوربون خاندان کے بھیجے ہوئے ایجنٹ اُس روپیہ سے جو یوروپ کے بادشاہوں سے لے کر فراہم کیا گیا تھا شام کے ساحل پر بڑی چستی سے لایق لایق فوجی انجنیر اور سامان حرب کے ذخیرے اُتار رہے تھے۔ برٹش گورنمنٹ ہندوستان میں بھی ایک بڑی فوج کھڑی کر رہی تھی کہ وہ جہازوں کے ذریعہ سے بحر احمر میں بھیجی جاوے اور فرانسیسیوں پر پیچھے سے حملہ آور ہو۔ آسٹریا۔ سارڈینیا اور نیپلس کو بھی اپنا شریک کر لینے میں انگلستان کامیاب ہوا کہ فرانسیسی اٹلی سے نکال دئے

جاویں اور بڑی بڑی ٹڈی دل فوجوں سے فرانس پر حملہ کیا جاوے۔ پس فرانس کی ڈائرکٹری کو اپنے دور افتادہ جنرل نپولین کے لئے کمک بھیجنے کا خیال تک محض فضول تھا۔ کیونکہ جب نپولین پر اس طرح چاروں طرف سے بے شمار افواج کی چڑھائی ہوتی تو وہ بہ آسانی دشمن کا شکار ہو سکتا تھا۔ اب یکایک چاروں طرف سے فرانس کو خطرہ آنکھیں دکھانے لگا۔

اپنے فاتح دشمن کی بربادی کی توقع سے جوش میں آکر مُرادبے نے ایک بڑی لمبی چوڑی سازش کا جال بچھایا۔ اور مملوکوں اور ترکوں کے جملہ خیرخواہوں کو اُس میں شریک کر لیا اور یہ تجویز ہوا کہ تمام ملک میں ایک ساعت کے اندر فرانسیسی یک ایک مار دیا جاوے یعنی یہ سازش کرنے والے اپنے نہ شبہہ کرنے والے دشمنوں پر خنجر اور تلواریں لے کر ایک دم ٹوٹ پڑیں۔ لیکن اس جمع ہونے والے خطرہ کی تاریکی میں نپولین کی ذکاوت نئی خوفناک ضیا کے ساتھ درخشاں ہوئی۔

اس زمانہ میں قاہرہ میں بہت تھوڑی فوج تھی کیونکہ کسی خطرہ کا خیال نہ تھا اور فرانسیسی تمام مصر میں منتشر تھے اور رفاہ عام کی تجویزوں میں مصروف تھے۔ ۲۱- اکتوبر ۱۷۹۸ء کی پانچ بجے شام کے نپولین اس خبر سے چونک پڑا کہ شہر میں بغاوت ہو گئی پھاٹکوں پر عرب سواروں کے غول جمع ہیں۔ اور چند افسر اور بہت سے سپاہی قتل ہو چکے ہیں۔ نپولین نے ایک مصاحب کو حکم دیا کہ گارڈ کے سپاہی لے جا کر فوراً اُس مفسدہ کو فرو کرے۔ لیکن تھوڑی دیر میں انھیں سپاہیوں میں سے ایک سپاہی لہولہان واپس آیا اور خبر لایا کہ باقی سب اُس کے ساتھی مارے گئے۔ یہ بڑا ہی پرخطر وقت تھا۔ لیکن نپولین نے اُس کا بڑے استقلال۔ بیرحمی اور نڈری سے مقابلہ کیا۔

فوراً گھوڑے پر سوار ہو وہ گارڈ کا ایک جزو ہمراہ لے کر اُسی مقام پر پہونچا

جہاں بلوائیوں کا بہت زور تھا۔ اور فوراً نپولین کی موجودگی کا اثر محسوس ہوا۔ گراب۔ سیل اور توپ کے گولوں نے سڑکوں پر بربادی پھیلادی۔ خون کے دھارے بہ گئے۔ پریشانی کی حالت میں مفسد شہر کے نہایت آباد حصہ کی طرف بھاگے۔ اور نپولین ملک الموت کی طرح اُن کے پیچھے ہوا اور گراب سے مار کر اُن کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ اب انتہائے پریشانی سے گروہ کے گروہ بے دم بدحواس مسجدوں میں جاکر پناہ گیر ہوئے۔ لیکن توپ کے گولوں نے مسجدوں کا ڈھیر کردیا اور آگ لگادی اور اندر کے مصیبت زدہ آدمی جلکر راکھ ہو گئے۔ نپولین کے مستقل لیکن خطرناک انتقام نے جو اُس نے فرانسیسیوں کے قاتلوں سے لیا مصر میں تباہی پھیلادی۔

نپولین کی یہ زبانِ انتقام بڑی خوفناکی کے ساتھ فصیح تھی۔ وہ سُنی گئی اور اُس پر توجہ ہوئی اور اُس نے وہ مقصد پورا کردیا جس کی غرض سے وہ بولی گئی تھی اسلئے کہ (صفحہ ۹ نہ پھر ترکوں نے اور نہ عربوں نے نپولین خلاف خفیہ تلوار اُٹھانے کی جرات کی۔

مصر میں زبردست فاتح کے سحر کا اثر محسوس ہوا اور ملک میں خاموشی رہی۔ اور اب نپولین نے انگلستان ٹرکی اور روس کی مجتمع طاقتوں کے مقابلہ کی تیاری کی۔

نپولین کا قول تھا "میرے سپاہی میرے بچے ہیں"

تیس ہزار فرانسیسیوں کی جانیں اُس کی حفاظت میں تھیں۔ اگر بے رحم ترکوں پر اس وقت رحم کیا جاتا تو کمزوری پر محمول کیا جاتا۔ اور نپولین اور اُس کے سپاہیوں کی ہڈیوں سے ساحل فوراً سفید ہو جاتا۔ جنگ تو سرتاپا خونریزی اور ظلم کا نظام ہے اور اُس کی پوری تکمیل کے لئے نہایت مکروہ تفصیلوں کی ضرورت ہے بم کے گولے محبت سے نہیں پھینکے جاتے۔ رسالوں کے دھاوے حلیم اور بردبار طبیعت کے ساتھ نہیں ہوتے۔ سرخ انگارہ سے گولے جو محصور شہر میں گرتے ہیں بھلا ممکن ہے

شیرخوار بچوں کے گہواروں اور جاں بلب لڑکیوں کے بستر رنج سے اُن کا رُخ پھیرا جا سکے اور دنیا میں یہی تماشے ہوتے رہینگے جب تک دنیا کی قومیں جنگ کا قطعی ترک کرنا نہ سیکھ جائینگے۔

شروع جنوری سنہ ۱۸۹۹ع میں نپولین کے پاس خبر آئی کہ شام کی فوج کے ہراول نے زبردست توپ خانوں کے ساتھ جو انگلستان نے مہیا کئے تھے مصر پر چڑھائی کردی اور وہ شام کے بڑے ریگستان کے کنارے پر آ پہونچا۔ اور العریش کو لے لیا۔ نپولین نے سرعت باد کی مانند اس ریگستان کو عبور کرکے دشمنوں کی حرکت پر پیش دستی کرنے کا عزم بالجزم کرلیا کہ دشمن پر بے خبری کے عالم میں جا پڑے اور پیشتر اس سے کہ یہ فوج روڈس کی فوج سے ملکر پوری طاقت حاصل کرے اُسے کا ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

نپولین نے ارادہ کیا کہ کوہ لبنان کے عیسائیوں کو اپنے جھنڈے کا شریک کرے اور شام کی جملہ عیسائی قوموں کو اپنا طرفدار بنالے جو اُس کی آمد کا بڑے تردد سے انتظار کر رہی تھیں اور دولت عثمانیہ سے رشتۂ دوستی پیدا کرکے ایک لاکھ فوج کے ساتھ انڈس [illegible] عبور کرے اور ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکال دے اور چونکہ انگلستان لاکلام سمندر کا مالک تھا پس جمہوری فرانس کے لئے ہندوستان ہی وہ مقام تھا جہاں وہ انگلستان اپنے بیدرد دشمن پر حملہ کر سکتی تھی۔ جب نپولین اُس اقتدار اور سلطنت کا جو اُس کے خیال کے سامنے پیدا ہوتے تھے خیال کرتا تھا تو خدا معلوم اُس کے خیال کہاں کہاں پہونچتے تھے۔

ایسی بڑی مہم کی تکمیل کے لئے یہ جاہ طلب جنرل صرف دس ہزار فوج کے ساتھ ریگستان عبور کرنے کو روانہ ہوا۔ جو ڈیڑھ سو میل عریض تھا اور افریقہ کو ایشیا

سے جدا کرتا تھا۔ تمام شام والے۔ احمد المخاطب بہ قصاب پر اُس کی ہولناک بیرحمی کی وجہ سے نفرین کرتے تھے۔ نپولین کے پاس عیسائی قوموں کے وکیل آکر التجا کر چکے تھے کہ وہ آکر اُن کو غیر قابل برداشت ظلم سے رہائی دے۔ اور اُس کو یقین دلایا تھا کہ وہ اُس کی شرکت کو تیار رہیں۔ انگریزوں نے نپولین کے خیال شام کی جانب سے پھیر دینے کے لئے اسکندریہ پر گولہ باری شروع کر دی لیکن نپولین اُن کے بیکار مقصد کو سمجھ گیا اور کچھ پروا نہ کی۔ نپولین لے ایک نئی قسم کی فوج تیار کی تھی جو سانڈنی سواروں کے رسالے تھے۔ ہر ایک سانڈنی پر دو سوار آگے پیچھے سوار ہوتے تھے اور ان سانڈنیوں کے تحمل اور طاقت کا یہ حال تھا کہ دو سوار لے کر بے آب و دانہ اور بغیر آرام کئے نوے میل جا سکتی تھیں نپولین نے یہ رسالے اس لئے قایم کئے تھے کہ عرب قزاقوں کا تعاقب کیا کریں جن کے خوفناک حرامی غول مصر کے لئے ایک بلا تھے۔ ان قزاقوں پر اب ایسے خوفناک تعاقب کرنے والوں سے خوف چھا گیا تھا نپولین خود بھی ایک سانڈنی پر سوار تھا۔

دس ہزار سپاہیوں کی فوج اُس کے توپ خانوں۔ سامانِ حرب اور گھوڑوں کو ایسے بظاہر ناپیدا کنار ریگ رواں کے ریگستان کے درمیان لیجانا بڑی بڑی مصیبتوں کا باعث ہوا۔ سپاہیوں کی مایوسی کم کرنے کو نپولین استقلال کے ساتھ کیسی ہی مصیبت کا وقت کیوں نہو بڑی جوانمردی سے پیدل ہو لیتا اور ادنیٰ ادنیٰ سپاہیوں کے ساتھ جلتی ہوئی ریگ پر پیدل چلتا اور اُس کی مصیبت میں شریک ہوتا۔ اس مایوسی سے بھر دینے والے ریگستان کو عبور کرنے میں پانچ دن صرف ہوئے فوج کے لئے مشکوں میں پانی ساتھ لیا گیا تھا اکثر انتہائے مایوسی میں سپاہی جن کا پیاس سے دم

نکلتا ہوتا تھا ہمت ہار جاتے تھے لیکن نپولین کے پہونچتے ہی اُن میں جانِ تازہ اور توانائی آجاتی تھی اور یہ سپاہی جب اپنے نوجوان۔ دُبلے پتلے جنرل کو جس کی صحت میں سخت فتور واقع ہوگیا تھا اپنے ساتھ پیدل چلتے ہوے دیکھتے تھے اور اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں میں خوشی سے شریک پاتے تھے تو اُن کو شکایت کرنے سے شرم آجاتی تھی۔

اس جلتے ہوئے ریگستان کی گرمی جو صاف آسمان کی دھوپ کی حرارت سے تپتا رہتا تھا غیر قابلِ برداشت تھی ایک ایسے موقع پر جبکہ حرارت آفتاب کی شدت سے نپولین کا دَم رُک جانے کے قریب ہوگیا تھا فوج کا ایک اُفتادہ عمارت کے قریب سے گذر ہوا اور ایک سپاہی نے ایک ٹوٹے ہوے ستون کا ذرا سا سایہ تلاش کرکے نپولین کو بتایا جس میں نپولین نے چند ساعت اپنے سر کو پناہ دی۔ اس پر نپولین نے کہا کہ ”اس سپاہی کی یہ عنایت ذرا سی عنایت نہ تھی“۔ ایک اور موقع پر سپاہیوں کی ایک جماعت ریگ کے ٹیلوں میں راستہ بھول گئی اور قریب مرگ ہوگئی۔ نپولین نے اپنے ساتھ سانڈنیوں پر چند عرب لئے اور اُن کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور جب ان سپاہیوں کو پایا تو کیا دیکھتا ہے کہ پیاس۔ ماندگی اور مایوسی سے اُن کی جان لبوں پر آرہی ہے۔ ان میں سے بعض نوجوان سپاہیوں نے شدتِ بدحواسی میں اپنی بندوقوں کو توڑ کر پھینک دیا تھا اپنے محبوب جنرل کو دیکھتے ہی ان مایوس سپاہیوں میں جان تازہ آگئی اور اُن کے ہوش بجا ہونے لگے نپولین نے اُن سے کہا مت گھبراؤ۔ پانی اور کھانا قریب ہے“۔ اور پھر اُن سے کہا۔ ”لیکن اگر تم کو امداد ذرا اور زیادہ دیر میں پہونچتی تو کیا تمھارا اس وجہ سے شاکی ہونا اور ہمت ہار جانا قابلِ معافی ہوسکتا تھا؟ نہیں! اے شیر مردو آبرو

کے ساتھ مرنا سیکھو"

پانچ دن کے کوچ کے بعد نپولین العریش جا پہونچا۔ یہ ایک چھوٹا سا مستحکم قلعہ وار قصبہ ہے اور اس کو بھی اُسی جور و تعدی نے جس سے سارا ملک شام پامال تھا بدصورت اور مفلس کر دیا تھا۔ العریش مصر کی حدود میں تھا۔ ترکوں نے اسے لے لیا تھا۔ اور یہاں بہت سا حربی سامان جمع کیا تھا۔ آدھی رات کو نپولین العریش کی فصیلوں کے نیچے پہونچا۔ اور ترک جن کو خیال بھی نہ تھا کہ کوئی دشمن قریب ہے نپولین کے توپ خانوں کی گرج سے جن کے گولے دیواروں کو ہلا رہے تھے اور چھتوں کو ڈھا رہے تھے بیدار ہوئے ترک فوراً اپنی توپوں پر پہونچے اور فصیلوں کی آڑ سے اپنی جانی مانی شجاعت کے ساتھ لڑنا شروع کیا لیکن تھوڑی دیر کی خونریز لڑائی کے بعد ترک پس پا ہوئے اور پریشانی سے بھاگ گئے۔

شہر کی فوج جو قریب دو ہزار کے تھی قید کر لی گئی۔ لیکن نپولین سخت حیص بیص میں تھا کہ ان قیدیوں کا وہ کیا کرے۔ اُس کے پاس صرف دس ہزار سپاہ تھی جس سے اُسے سلطان ترکی کی پوری طاقت کا جس کی کمک کو انگلستان اور روس کے بیڑے موجود تھے مقابلہ کرنا تھا اور اُس کے لشکر میں کھانے کی اسقدر قلت تھی کہ یومیہ راشن سپاہیوں کو بہ وقت پہونچایا جاتا تھا۔ ان قیدیوں کو وہ اپنے ہمراہ بھی نہ رکھ سکتا تھا کیونکہ وہ اُس سب کھانے کو جس کی خود نپولین کی فوج کو حاجت تھی کھا لیتے پھر اُن کی حفاظت کے لئے ایک زبردست گارڈ کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن فرانسیسی فوج غنیم کے مقابلہ میں اسقدر تھوڑی تھی کہ ایک سپاہی بھی چاق وچست خدمات سے بچایا نہیں جا سکتا تھا۔ جنگ کے خطرناک موقع پر ممکن تھا کہ یہ قیدی بغاوت کر بیٹھتے اور اس طرح شاید ساری

فرانسیسی فوج کی بربادی کا باعث ہوتے پس ان قیدیوں کو لشکر میں رکھنے کا تو خیال بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہ بات بھی خطرناک تھی کہ اُن کے ہتھیار لے کر اُن کے قول و قسم پر اُن کو رہا کر دیا جاتا کیونکہ وحشی ترکوں میں غیرت کا کچھ پاس و لحاظ نہ تھا۔ کافروں کے ساتھ اپنے قول و قسم پر قایم رہنے کے خیال پر وہ ہنستے تھے۔

ترکی فوج کے وہ سب قریب والے حصہ سے جا ملتے اور اُس کی تعداد کو ایک تو وہ ویسے ہی بڑی تھی اور بھی بڑھا دیتے اور اگر نپولین کی پوری ہزیمت کا باعث نہ ہوتے تو اُس کی فوج کے بہت سے سپاہیوں کی اتلافِ جان کا تو ضرور ہی سبب ہوتے۔ یہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اُن کو سامان خوراک دیکر اور ایک گارڈ ساتھ کر کے ریگستان پار مصر میں بھیجدیا جاتا۔ اُن کو بے رحمی سے قتل کر دینا انسانیت کے خلاف تھا۔ مگر نہیں نپولین نے بڑی فیاضی سے یہی ارادہ کیا کہ اُن سے اس بات کا قول و قسم لے کر کہ وہ اُس کے خلاف پھر نہ جنگ کریں گے اُنھیں رہا کر دے۔ پھر قول و قسم پر قایم رہنے میں اُن کی امداد کرنے کو اُس نے اپنی فوج کا ایک دستہ ایک منزل تک اُن کے ہمراہ بھیجا اور اُن کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا جہاں جانے کا اُنھوں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی کہ فرانسیسی گارڈ نے پشت پھیری یہ سپاہی تو تعداد میں ایک اور دو ہزار کے درمیان تھے اپنے فریب خوردہ دشمنوں کی سادہ لوحی پر ہنستے ہوئے **جافہ** (یافہ) کے قلعہ کو چلتے ہوئے لیکن نپولین وہ شخص نہ تھا جس پر کوئی ہنستا۔ کیونکہ بہت جلد ان سپاہیوں کی یہ خوشی واویلا سے مبدل ہو گئی۔ یہ سپاہی یافہ میں جا کر **احمد قصاب** کی قواعد داں فوج میں جا ملے۔ ان سپاہیوں کو اس خونخوار پاشا نے پھر مسلح کیا اور اپنی فوج کی اگلی صفوں میں جگہ دی کہ نپولین کی چھوٹی سی جماعت پر گولیوں کا مینہ برسائیں العریش مصر میں کی ہے اور اُن سنگین میناروں کی قطار سے جو ایشیا اور افریقہ

کی حدود پر میں اٹھارہ میل ہے۔ نپولین نے اب ایک بیابان اور ویران ملک میں کوچ شروع کیا۔ ڈیڑھ سو میل کا ریگستان عبور کرنے کے بعد ملک کی حالت تبدیل ہوئی۔ آسمان پر جو اب تک صاف گرمی سے تپتا ہوا تھا بخارات کے سہرے دیکھنے سے سپاہی شادماں ہوئے اور اُن کی آنکھوں کے سامنے جو ریگِ رواں اور برہنہ چٹانوں کو دیکھتے دیکھتے تھک گئی تھیں پھولوں سے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے دامانِ کوہ۔ وادیاں۔ زیتوں کے باغات اور سبز جنگل خوابِ طلسم کی مثل نظر آ رہے تھے۔ ریگستان کے اس سفر کا نپولین نے اکثر اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اُس کے دل کے لئے یہ منظر بڑا تسلی دینے والا تھا۔ اُس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے ریگستان میں سفر کیا ہو اور میرے قلب میں بڑا زبردست جوش نہ پیدا ہوا ہو۔ میرے خیال کے نزدیک یہ بےپایانی کی تصویر تھی جس کی کوئی حد ہی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اُس کی ابتدا تھی نہ اُس کی انتہا تھی۔ انسان کے قدموں کے لئے وہ بحرِ اعظم تھا۔ جس وقت شام کے کوہستان میں فوج پہونچی آسمان بادلوں سے تاریک ہوگیا اور جب مینہ کے قطرے گرنا شروع ہوئے اور یہ وہ منظر تھا جو سپاہیوں نے مہینوں سے نہیں دیکھا تھا۔ تو سپاہیوں میں بڑی خوشی کا جوش برپا ہوگیا اور تمام لشکر میں شور مچگیا اور عجب تماشا نظر آتا تھا یعنی سپاہی مُنہ پھیلا پھیلا کر مینہ کے قطرے اپنے مُنہ میں لیتے تھے اور اپنے جھلسے ہوئے خشک ہونٹوں کو تر کرتے تھے۔

لیکن جب شب تاریک آئی اور شب باشی کے لئے وہ بھیگی شرابور وردیاں پہنے برستے ہوئے مینہ میں گیلی زمین پر لیٹے تو وہ مصر کا بے ابر و بارش ملک اور صاف تاروں بھرا آسمان یاد کرنے لگے۔ چند روز کی مسافت کے بعد وہ غازہ پہونچے اور یہاں ترکی فوج کے ایک اور جزو سے مقابلہ ہوا۔ اگرچہ اُس کا

سردار خود احمد خونخوار تھا تاہم ایک گھنٹہ کے اندر فرانسیسیوں کے نہ روکے جاسکنے والے حملہ کے مقابلہ میں ترک منتشر ہو گئے اور جملہ سامانِ حرب جو اُس مقام پر جمع تھا فتحمندوں کے ہاتھ لگا۔ لیکن اس قسمت آزما گروہ کے گرد مصیبت جلد جلد جمع ہو رہی تھی۔

اس نہ تھکنے والے دلیر فاتح کی ترقی روکنے کو انگلستان اپنے لافتح بڑہ سے فوجیں۔ سامانِ حرب۔ توپخانے اور یورپ کے انجینیر ساحل پر اُتار رہا تھا اور روس اور ترکی بڑے ساحل پر منڈلا رہے تھے کہ اُن حربی سامانوں کو جو اسکندریہ سے نپولین کو بھیجے جاسکتے تھے راستہ ہی میں روک لیں۔ دمشق میں ترکوں کی تیس ہزار سپاہ قواعد میں مصروف تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں قسم کی سپاہ تھی۔ بیس ہزار فوج جزیرۂ روڈس میں جمع تھی۔ شام کی جملہ گھاٹیوں سے دستار پوش مسلمان اپنی جھلکتی ہوئی تلواریں لئے ان مخاصمانہ فوجوں کی تعداد بڑھانے کو جو بظاہر نپولین کو برباد کرنے کے لئے تنہا کافی تھیں چلے آرہے تھے۔ لیکن نپولین اب بھی بڑی نڈری سے سرعت کے ساتھ اپنے دشمنوں میں گھسا چلا گیا۔ ۳۔ مارچ کو قاہرہ چھوڑنے سے ۲۳ دن بعد نپولین یاف پہنچا یہ مقام جس میں کثرت سے فوج جمع تھی ایک مضبوط شہر پناہ سے جس پر برج بنے ہوئے تھے محصور تھا۔ نپولین کے پاس بھاری قلعہ شکن توپیں نہ تھیں کیونکہ ان بھاری توپوں کا ریگستان میں کھینچنا غیر ممکن تھا لیکن اُس نے حکم دیا تھا کہ تھوڑی بھاری توپیں چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سے اُسے اسکندریہ سے بھیج دیئے جاویں کیونکہ یہ چھوٹے جہاز ساحل سے ملے ہوئے چل سکتے تھے مگر نپولین کی ان توپوں کو انگریزی نگراں جہازوں نے راہ میں گرفتار کرلیا۔

(صفحہ ۱۰۰

لیکن ایک ساعت بھی ضائع نہ کی جا سکتی تھی۔ محیطِ دائرہ کے ہر نقطہ سے جس کا مرکز نپولین کا چھوٹا گروہ تھا دشمن اُس کے مقابلہ کو چلے آ رہے تھے۔ اُن جہازوں سے سمندر سفید ہو رہا تھا اور اُن کی فوج کے گھنے کالموں کے قدموں کی آواز سے زمین دہل رہی تھی۔ اگر کوئی امید تھی تو اسی میں تھی کہ نپولین بہت جلد نقل و حرکت کرتا کہ ان سب فوجوں کے جمع ہونے سے قبل ان کو الگ الگ شکست دیدیتا۔ نپولین نے اپنے ہلکے توپ خانوں سے یافہ کی فصیل میں ایک شگاف کر دیا اور پھر اس غرض سے کہ خونریزی نہ ہو اُس نے یافہ کے کمانڈر کو پیغام بھیجا کہ وہ اطاعت قبول کر لے لیکن وحشی ترکوں نے جنھیں شائستہ قواعد جنگ کی اصلا پروا نہ تھی بیچارہ پیغامبر کا سر قلم کر دیا اور اس خوفناک خون آلودہ سر کو برج پر ایک بلّی سے آویزاں کر دیا۔ گویا یہ دلیل تھی کہ یافہ والے مقابلہ کرینگے۔

پُرغیظ فرانسیسی سپاہیوں نے حیرت انگیز شجاعت سے شگاف پر حملہ کر کے سخت انتقام لیا اس میں فرانسیسیوں کا سخت نقصان ہوا اور طرفین سے بہت آدمی مارے گئے لیکن حملہ آوروں کے غصّہ کو کوئی چیز نہ روک سکی کیونکہ اپنے ساتھی کے قتل کئے جانے پر اُنھیں سخت طیش تھا۔ یافہ کے کوچوں میں گھنٹوں قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا اور اگر شیطانوں میں بھی جہنّم کے درمیان جنگ ہوتی تو اس جنگ سے سبقت نہ لیجا سکتی تھی۔ دنیا میں اس سے زیادہ کوئی منظر خوفناک نہیں ہوتا جیسا کہ کسی شہر کو ہلّہ کر کے فتح کیا جائے فوجوں میں عام قاعدہ ہے کہ سب سے زیادہ اوباش آدمی جمع رہتے ہیں اور اس بات کے خیال سے کہ ایک آباد شہر میں مکانوں کے اندر دس ہزار پُرغضب شیطان گھس پڑیں تصوّر بھی تو خوف سے جھجک جاتا ہے۔

نپولین اُن حرکات سے جو شہر میں واقع ہو رہی تھیں ڈر گیا۔ اور سپاہیوں کا غصہ فرو کرنے کو اُس نے دو افسر بھیجے کہ فوراً اس قتل عام کو روکیں۔ سپاہیوں نے اس رحم بھرے ہوئے حکم پر عمل کیا اور وہ ایک بڑی عمارت کی طرف بڑھے جہاں غنیم کی سپاہ کے ایک جزو نے پناہ لی تھی اور جب وہ دریچوں سے نظر آتے تھے سپاہی اُن کے گولیاں مارتے تھے۔ پھر دروازوں کو گولوں سے توڑ کر مکان میں آگ لگا دی کہ سب جلکر خاکستر ہو جائیں۔ لیکن یہ ترک سپاہی بھی بڑا جی توڑ کر لڑے لیکن اتفاق سے یہ وہی سپاہی تھے جنھوں نے العریش میں نپولین کی اطاعت قبول کر کے اُس سے قول و قسم کیا تھا اور اپنے معاہدہ کو توڑ ڈالا تھا اور اب اُنھوں نے پھر اطاعت کرنا چاہی بشرطیکہ اُن کی جاں بخشی کی جائے۔ نپولین کے بھیجے ہوئے افسروں نے بڑی کوشش سے مجنوں سپاہیوں کے غصہ سے ان کو بچایا اور قریب دو ہزار کے قیدی بنا کر وہ فرانسیسی کیمپ میں لے گئے۔

نپولین اپنے خیمہ کے سامنے ٹہل رہا تھا اور اُس نے اس گروہ کو آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب خوفناک معاملہ جو پیش آنے والا تھا اُس کی نگاہ کے سامنے پھر گیا اُس کا چہرہ اُتر گیا اور وہ بڑے غمناک لہجہ میں کہنے لگا "اُن کو میرے سامنے کس غرض سے لائے ہو۔ کیا ان کے واسطے میرے پاس کھانا دھرا ہے۔ یا میرے پاس جہاز ہیں کہ میں انھیں مصر بھیجدوں۔ آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا" اس پر دونوں افسروں نے یہ عذر کیا کہ "ہم نے ان کو صرف اس لئے قید کیا کہ آپنے ہمیں قتل و خونریزی بند کرنے کو بھیجا تھا" نپولین نے تاسف سے جواب دیا "ہاں۔ ہاں۔ میں نے تم کو بھیجا تھا اور میرا تو اسی قدر منشا تھا کہ بچوں۔ عورتوں۔ اور اُن شخصوں کو جو صلح پسند ہیں اور جنگ نہیں کرتے قتل ہونے سے بچاؤ۔ لیکن مسلح سپاہیوں سے میری مراد نہ تھی۔ تمھارا فرض تھا کہ تم مارے گئے ہوتے اور ان

بدقسمتوں کو میرے پاس نہ لائے ہوتے۔ اب تمھیں بتاؤ کہ میں ان کا کیا کروں؟"

ان قیدیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کو نپولین کے خیمہ میں جنگی کونسل ہوئی۔ بہت دیر تک کونسل ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور کونسل دوسرے دن کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ دوسرے دن پھر کونسل ہوئی اور فوج کے جملہ افسر طلب کئے گئے گھنٹوں ممبران کونسل نے بڑے تردد سے مشورہ کیا اور وہ بڑی صدق دلی سے چاہتے تھے کہ کوئی ایسی تجویز نکلے کہ ان کمبخت اسیروں کی جان بچ جائے لیکن فرانسیسی سپاہی سخت شاکی اور فریادی تھے کہ اُن کا قلیل کھانا ان قیدیوں کو دیا جا رہا تھا اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہرگز رہا نہ کئے جاویں کیونکہ اُنھوں نے اپنے قول و قسم کو توڑ ڈالا تھا اور بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کی ہلاکت کا باعث ہوئے تھے۔

جنرل بان Genral Ban نے کونسل میں بیان کیا کہ "سپاہیوں میں اسقدر سخت ناراضی پھیلی ہوئی ہے کہ اگر ان قیدیوں کی بابت فوراً کوئی تجویز نہ ہوئی تو فوج میں مفسدہ کا سخت اندیشہ ہے" لیکن اس پر بھی کونسل ملتوی ہوئی اور تیسرا دن آیا لیکن اب تک ان اسیروں کی جانوں کے نسبت مفید کوئی بات قرار نہ پائی تھی۔ نپولین اس موقع پر بڑے تردد سے غور کرتا تھا اور خلافِ امید توقع کرتا تھا کہ کوئی فرانسیسی جہاز نظر آجائے کہ وہ اس بار سے سبکدوش ہو جائے۔ لیکن مصیبت بڑھتی گئی۔ شکایتوں کی آواز زیادہ بلند ہو گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ فوج میں بغاوت کا خطرہ واقعی اور برسر رسیدہ تھا اور جتنی دیر ہوتی جاتی تھی خطرہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ان قیدیوں کا اب زیادہ عرصہ تک کیمپ میں رکھا جانا غیر ممکن تھا اور اُن کو رہا کر دینا گویا **احمد قصاب** کی فوج میں اسی قدر تعداد سپاہ اپنے ہاتھوں سے بڑھاتا تھا اور اس سے شاید نپولین کو کافی ہزیمت ہوتی اور اُس کی ساری فوج برباد ہو جاتی۔

ترک کبھی قیدی کو زندہ نہ رکھتے تھے اور جب کبھی کوئی اون کے ہاتھ پڑ جاتا تھا بڑی خوفناک ایذاوں کے ساتھ مارا جاتا تھا۔ کونسل نے آخرکار یکزبان ہو کر تجویز کیا کہ یہ قیدی ضرور قتل ہونا چاہیے۔ نپولین نے نہایت ہی مجبوری سے اس مہلک حکم پر دستخط کئے اور یہ جماعت مایوسی کے سناٹے میں نہایت مضبوطی سے پاچویں سمندر کے کنارے ریگ کے ٹیلوں پر پہنچی گئی اور وہاں چھوٹے مربعوں میں تقسیم کی گئی اور متواتر بندوقوں کی باڑھوں سے مار کر ڈھیر کر دیے گئے۔ یہ ہولناک تماشہ جلد ختم ہو گیا اور سب قیدی موت کی خواب گراں میں خاموش ہو گئے۔ اُن کی ہڈیوں کا تودہ ریگستان میں اب تک موجود ہے اور خطرات جنگ کی ہولناک یادگار ہے۔

یہ فعل نپولین کے چال چلن پر نہایت ہی سیاہ دھبہ خیال کیا گیا ہے۔ لہذا یہ بات قرین انصاف ہے کہ ہم اس کی صفائی خود نپولین کے لفظوں میں پیش کریں نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا "میں نے ہزار بارہ سو قیدیوں کو گولی سے مار دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔ شہر یافہ کے قلعہ کی فوج میں بہت سے ایسے ترک سپاہی پائے گئے جن کو چندے قبل میں نے العریش میں گرفتار کیا تھا اور بغداد کو بھیج دیا تھا کیونکہ انھوں نے مجھ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ایک برس تک وہ میرے مقابلہ میں جنگ نہ کرینگے میں نے اُن کو چھتیس میل تک اپنی فوج کے ایک دستہ کے صفحہ ۱۰۱
ہمراہ بغداد کے رستہ پر پہونچا دیا تھا۔ لیکن بجائے اسکے کہ وہ بغداد کو چلے جاویں وہ یافہ میں داخل ہو گئے اور شہر کی حفاظت میں آخر دم تک جنگ کرتے رہے اور میرے بہت سے بہادر سپاہیوں کو قتل کیا۔ اس کے سوا میں نے یافہ پر حملہ کرنے سے قبل اُن کے پاس صلح کا جھنڈا بھیجا تھا لیکن چند ہی ساعت میں میں نے دیکھا کہ میرے پیغامبر کا سر فصیل پر ایک بلی سے آویزاں ہے۔ اب

اگر میں اُن کو دوبارہ رہا کر دیتا یا اپنی سپاہ کا ایک جزو اُن کے ہمراہ کر کے تھوڑے فاصلہ تک اُن کو بھیج بھی دیتا تو کیا نتیجہ ہوتا۔ یہی نتیجہ ہوتا کہ یہ جا کر ایکری (عکا) میں داخل ہو جاتے اور دوبارہ وہی مزہ چکھاتے جو یافہ میں چکھایا تھا۔

اپنے سپاہیوں کی جانوں کے ساتھ انصاف کرنے میں جیسا ہر جنرل کو چاہیئے کہ اپنے کو اپنے سپاہیوں کا پدر مہربان خیال کرے اور سپاہیوں کو اپنا لخت جگر سمجھے میں نے اس مزہ کو دوبارہ چکھنا نہ چاہا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ ان قیدیوں کے لئے میں اپنی فوج کا ایک جزو اس خیال سے کہ یہ قیدی پہلے معاہدہ شکنی کر چکے تھے بطور گارڈ کے مخصوص کر دیتا۔ اس وجہ یہ تھی کہ میری فوج کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور اس میں شک نہیں کہ سوائے اُس تجویز کے جس پر میں نے عمل کیا اگر میں کسی اور تجویز پر عمل کرتا تو یہ یقینی تھا کہ میری ساری فوج برباد ہو جاتی۔ پس میں نے حقوق جنگ سے فائدہ اٹھا کر جن سے یہ اختیار حاصل ہے کہ ایسے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے جیسے کہ میں نے گرفتار کئے تھے حکم دیا کہ یہ قیدی جنھوں نے اطاعت اختیار کرنے کے بجائے مقابلہ کیا تھا اور میرے خلاف مسلح پائے گئے تھے شناخت کئے جاویں اور گولی سے مار دیئے جاویں۔ اور اس میں میں نے اُس استحقاق سے کام نہیں لیا کہ شہر کو میں نے حملہ کر کے فتح کیا تھا اور مجھے ترکوں سے انتقام لینا واجبی تھا۔ شناخت کے بعد بہت سے ایسے قیدی تھے جن کو میں نے رہا کر دیا۔ اگر یہی حالات پھر پیش آئے تو کل یہی کرنے کو میں پھر تیار ہوں یہی ولنگٹن یا دوسرا جنرل کریگا جو انھیں حالات میں فوج کا سپہ سالار ہوگا۔"

یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ آنے والی نسلیں اس مقدمہ میں کیا فیصلہ دینگی لیکن ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو اس فعل سے نپولین کی سرشت میں مادرزاد ظلم پسندی کا اظہار ثابت کر سکے۔ اس فعل کو نپولین نے جنگ کی ضروریات میں سے ایک اشد

ضرورت خیال کیا۔ نظام جنگ جس شئے کا نام ہے وہ تو سرتا پا ہَول ہے۔ جائے غور ہے کہ بم کے گولے شہروں میں کس غرض سے برسائے جاتے ہیں؟ اسی غرض سے برسائے جاتے ہیں کہ دوشیزہ لڑکیوں کے کمروں اور شیرخوار بچوں کے گہواروں میں پھٹیں اور بے کس و بے گناہوں کی اتفاقیہ بربادی کا اس میں کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا جنگ کے لئے تو بڑی قابلِ نفرت خونریزیاں لازمی اور ضروری ہیں۔ یہ کہنا کہ نپولین کو ان قیدیوں کو قتل نہ کرنا چاہیئے تھا گویا یہ کہنا ہے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہوجاتا اور خود اپنی فوج کو ترکوں کی شفقت بھری مہربانی کے حوالہ کردیتا اور انگلستان۔ آسٹریا اور روس کو اجازت دیدیتا کہ غلامی سے آزاد کی ہوئی فرانسیسی قوم پر کروہ بوربون خاندان کی حکومت کو پھر جبریہ قایم کردیں۔ انگلستان فرانس کے شہروں پر گولے برسا رہا تھا کہ ایک ملعون اور نفرت کئے گئے بادشاہ کو پھر تخت نشین کرنے میں ایک مغرور قوم کو مجبور کرے۔ فرانسیسی اپنے حفاظت میں میں ہندوستان پر یورش کرکے جہاں سے انگلستان پر حملہ ہوسکتا تھا اپنے زبردست دشمن کے حملہ کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور یقینی اس جنگ کی جوابدہی حملہ آوروں کے ذمہ ہے فرانسیسیوں کے ذمہ نہیں ہے جن پر حملہ ہو رہا تھا۔

برٹش پارلیمنٹ اور تمام قوم انگریزی میں ایک زبردست فریق تھی جو اصلاح اور رعایا کی آزادی کی حامی تھی اور اس جنگ میں اُس کو فرانسیسیوں سے پوری ہمدردی تھی اور یہ فریق بڑی صدق دلی سے اس جنگ کے خلاف تھی جس کو وہ معاملات ملکی اور نیز انصاف کے خلاف خیال کرتی تھی لیکن بادشاہ اور امرا غالب رہے۔ اور چونکہ فرانسیسی اُن کے تحکم کی تعمیل میں عاجزی سے گردن نہ جھکاتے تھے پس ساری دنیا میں خون کا طوفان برپا ہوگیا تھا الیسن Alison

صاحب فرماتے ہیں ”یہ بات سب سے آسان تھی کہ ان قیدیوں کے ہتھیار لے لئے جاتے اور ان کو چھوڑ دیا جاتا۔“ یہ رائے ایسے ممتاز اور فصیح مورخ کے جیسے الیسن Alison صاحب ہیں شایاں نہیں ہے اس کے تو صرف یہی معنی ہیں کہ فرانسیسی جنگ سے دست برداری کر لیتے اور انگلستان کے مطیع ہو جاتے اس موقع پر یہ رائے دینا البتہ زیبا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی بات آسان نہ تھی کہ انگلستان فرانس کو اجازت دیدیتا کہ اپنی حکومت کی وضع کو فرانس خود انتخاب کرلے۔ لیکن بھلا انگلستان اس کو کیونکر گوارا کر سکتا تھا۔ اگر انگلستان ایسا کرتا تو انقلاب کے بھونچال سے انگلستان کے بادشاہ کا تخت اور اُس کے امراء کے ایوان الٹ نہ جاتے۔ وائے برحال حضرت انسان!

بیورین نے جس کو نپولین نے عہدۂ سکرٹری سے معزول کر دیا تھا اور اب وہ اپنے آقائے سابق نپولین کا مخالف ہو گیا تھا اور لوئی ہیجدہم (بادشاہ فرانس) کا وزیر ہو گیا تھا اور اُس کی خوشامد میں لگا ہوا تھا یورپ کے تاجداروں کے اس بڑے رقیب یعنی نپولین کا بڑی جلانے والی تلخی سے کارنامہ لکھا اور ان قیدیوں کے قتل کے متعلق وہ اپنے بیان کو ان لفظوں سے ختم کرتا ہے ”میں نے صحیح لکھا اور سب سچ لکھا۔ میں نے جملہ مشوروں اور بحثوں میں مدد دی تھی۔ گو یہ امر واقعی ہے کہ مجھکو مباحثوں میں کوئی باختیار رائے زنی کا مجاز نہ تھا لیکن یہ بات میں راست راست کہتا ہوں کہ اگر مجھے رائے دینے کا مجاز ہوتا تو میں ان قیدیوں کے قتل ہی کئے جانے کی رائے دیتا۔ مباحثوں کے نتیجے اور فوج کے حالات مجھے قتل ہی کی رائے دینے پر مجبور کرتے۔ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جنگ ایسی ایسی مثالیں پیش کرتی ہے اور یہ مثالیں شاذ نہیں ہوتیں کہ ایک جماعتِ کثیر کی عافیت کے مقابلہ میں چند اشخاص کی جانوں کی پروا نہیں کی جاتی بلکہ رحم سی چیز بھی بالائے طاق رکھدی

جاتی ہے۔ یہ ناگزیر قانون ہر زمانہ اور ہر قوم میں ایسا ہی حکم دیتا ہے ۔ یہ تو میں آنے والی نسلوں کے لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ **بونا پارٹ** کی بھی اُس وقت یہی نازک حالت تھی یا نہیں لیکن مجھے تو یقین واثق ہے کہ بیشک اُس کی نازک حالت تھی اور یہ نازک حالت ایک واقعہ سے اور بھی نازک ہو گئی تھی یعنی کونسل کے جملہ اراکین قتل کی راے میں یک زبان تھے اور پس یہ حکم اُن کے فیصلہ کے بعد دیا گیا تھا۔ مجھ پر یہ بیان کر دینا بھی فرض ہے کہ نپولین نے نہایت انتہائی حالت پر جاکر ان ممبروں کا کہنا مانا تھا اور شاید منجملہ اُن شخصوں کے جنھوں اس قتل کو نہایت ہی گہرے تاسف سے دیکھا بونا پارٹ بھی ایک شخص تھا"

مختصر یہ ہے کہ۔ سر والٹر اسکاٹ بھی جو بدقسمتی سے اپنے ٹوری[1] میلانِ طبع سے اپنے بے غور کئے ہوئے تاہم مستند صفحہ میں یہ لکھنے کے بعد کہ "یہ **ظالمانہ فعل نپولین کے چال چلن پر ہمیشہ گہرا دھبہ رہیگا**" یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ با ایں ہمہ ہم اس فعل کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ وہ مادرزاد ظلم پسندی کے شوق سے کیا گیا تھا اسلئے کہ بونا پارٹ کے کارنامہ میں ہمیں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو بونا پارٹ میں اس خباثت کے وجود کو ظاہر کرتی ہو۔ بلکہ اُس کے کارنامہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مزاج فطرتی رحیم تھا"

اب نپولین نے **ایکری** (عکا) پر حملہ کی تیاری کی جو ملک شام میں سب سے زیادہ کارآمد فوجی مقام تھا اُس کی فصیلوں کے اندر احمد قصاب نے اپنی تمامی فوج جمع کی تھی اور جملہ سامانِ حرب فراہم کیا تھا اور سب سے زیادہ مستقل مقابلہ کا عزم تھا۔ **کرنل فلپو** نے جو نپولین کا سابق اسکول فیلو تھا اور جس کو بوربون خاندان نے اپنا

---

[1] ٹوری۔ دربار انگلستان میں دو فریق تھے۔ ایک وگ جو آزادی اور ہمسری کا حامی تھا۔ دوسرا فریق ٹوری تھا یہ بادشاہ اور امرا کی برتری کے طالب تھے ۱۲ مترجم

ص (۱۰۲)

سفیر کر کے بھیجا تھا کامل انجنیری کے فن سے ایکری کی فصیلوں پر توپیں چڑھائی تھیں اور شہر کی حفاظت کا اہتمام کیا تھا۔ احمد نے سر سڈنی اسمتھ کو جو بحر لیوانت میں اپنے جہاز لئے گشت کر رہا تھا آنے والے حملہ کی فوراً اطلاع کی اور وہ ایک دم ایکری کو روانہ ہوا اُس کے ہمراہ دو بڑے اور چند چھوٹے جہاز تھے اور وہ فرانسیسیوں کے ایکری پہونچنے سے دو دن قبل بندرگاہ میں داخل ہوگیا اور احمد کی طاقت کو بہت سے انجنیروں۔ گولندازوں۔ اور گولہ بارود سے۔ بڑھا دیا۔

نپولین کے لئے یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوئی کہ سر سڈنی اسمتھ نے بندرگاہ میں داخل ہونے سے قبل اُن فرانسیسی چھوٹے جہازوں کو جو کارمل Carmel کی راس کے نزدیک بڑی ہوشیاری سے ساحل سے ملے ہوئے اسکندریہ میں سامان حرب لا رہے تھے گرفتار کر لیا۔ اور یہ قلعہ شکنی کا سامان جس میں چالیس بڑی توپیں تھیں ایکری کی فصیلوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور اُن پر انگریزی سپاہی متعین ہو گئے۔

نپولین کا یہ ایسا نقصان ہوا کہ جس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا تھا لیکن اس پر بھی اپنے تھوڑے ہی سامان سے محاصرین نے بے کم و کاست سرگرمی سے محاصرہ کا کام جاری کیا۔

نپولین نے اب ایک مراسلہ دیکر ایک قاصد احمد کے پاس صلح کے جھنڈے سمیت آشتی اور صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔ نپولین نے اس خط میں لکھا تھا کہ میں ایک بوڑھے شخص کو جس سے میری ملاقات نہیں چند سال کی باقی ماندہ زندگی سے کیوں محروم کروں۔ اس سے کیا ہرج ہے کہ چند فرسنگ زمین میں اُن ممالک میں جن کو میں نے فتح کیا ہے اور اضافہ کر لوں۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے فتح میرے ہاتھ میں دی ہے میں چاہتا ہوں کہ خدا ہی کی طرح میں بھی رحم کروں اور معاف کروں اور یہ رحم و معافی صرف رعایا کے لئے نہیں ہے حاکموں کے لئے بھی ہے۔”

اس وحشی ترک (احمد) نے صلح کے جھنڈے کی پروا نہ کر کے قاصد کا سر کاٹ لیا

باوجودیکہ نپولین احتیاطاً جھنڈے کے ہمراہ ایک ترک قیدی بھی بھیجدیا تھا اور پھر احمد نے اس مقتول پیغامبر کا خوفناک سر فصیل پر ایک بلّی سے آویزاں کر دیا۔ گویا یہ وحشیانہ مقابلہ کی نشانی تھی۔ احمد نے اس مقتول پیغامبر کے تن بے سر کو ایک بورے میں سی کر سمندر میں ڈال دیا۔ اس کے بعد نپولین نے شامیوں کو ایک اعلان بھیجا جس میں لکھا تھا کہ "میں شام میں اس لئے آیا ہوں کہ مملوکوں اور پاشا کی فوج کو یہاں سے نکال دوں احمد کو کیا حق تھا کہ اُس نے اپنی فوج مصر میں مجھ پر حملہ کرنے کو بھیجی۔ اُس نے مجھے جنگ کے لئے مشتعل کیا ہے اور پس میں اُس سے لڑنے آیا ہوں لیکن اے شامیو جنگ کے خطرات کو تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ چین سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور وہ لوگ جنہوں نے ڈر سے گھر چھوڑ دیئے ہیں گھروں کو واپس چلے آئیں۔ ہر شخص کے مال کی جو اُس کے قبضہ میں ہے میں حفاظت کرونگا۔ میں چاہتا ہوں کہ قاضی بدستور اپنا کار منصبی عدالت کے متعلق کئے جائیں۔ مذہب کی خاص طور سے حفاظت کی جائیگی۔ مسجدوں میں سب مومن جماعت کی نمازوں کے واسطے جمع ہوتے رہیں۔ جتنی اچھی اچھی باتیں ہیں سب خدا کی جانب سے ہیں اور وہی ہے جو فتح روزی کرتا ہے غازہ اور یافہ کی مثالوں سے تم کو آگاہ ہونا چاہئے کہ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا سخت ہوں لیکن میں اپنے دوستوں پر مہربان ہوں اور غریبوں پر میں سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں اور اُن کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتا ہوں"

اب طاعون جو مشرق کی ایک بلائے قہر آلود ہے نپولین کی فوج میں شروع ہوا۔ یہ عجیب نیا خطرہ تھا۔ اس سے ہولناک پریشانی پھیل گئی۔ سپاہیوں نے اپنے بیمار ساتھیوں کے قریب جانے سے انکار کیا اور چونکہ یہ مرض متعدی تھا اطبّا تک کا یہ حال ہوا کہ بیماروں کو مرجانے کے لئے چھوڑ دیا اور اُن کی کوئی مدد نہ کی۔ نپولین فوراً اسپتالوں میں جا پہونچا اور مریضوں کی چارپائیوں کے قریب بیٹھا اور اُن کے

بخار سے پھکتے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور حتی کہ اُن کے پیپ اور لہو بہتے ہوئے پھوڑوں کو اپنے ہاتھوں سے دبا کر دیکھا اور اُن کو تسلی دی جاں بلب سپاہی اپنے سورما ہمدرد و خیرخواہ کو شکرگذاری کی پرنم آنکھوں سے دیکھتے تھے اور دعائیں دیتے تھے۔ اُن کو ڈھارس بندھی اور از سرِنو طاقت آئی کہ اُن کی طبیعت اس خوفناک مرض کو دفع کرے۔ ایک گرانڈیل سپاہی نے جس پر مرض کا اتنا غلبہ ہوچکا تھا کہ وہ کوئی عضو بدن نہ ہلا سکتا تھا کہا " **جنرل تم سچ کہتے ہو کہ تمھارے گرانڈیل اسپتالوں میں مرنے کو نہیں پیدا ہوئے تھے** "

اطبا نپولین کی شجاعت دیکھکر شرمائے اور اپنے فرائض منصبی پر مستعد ہوئے اور سپاہیوں نے اپنے سپہ سالار کی بہادری دیکھکر اپنے ساتھیوں کی تیمارداری شروع کی اور اس طرح مرض کی ترقی فوج میں گھٹ گئی۔ اطبّا میں سے ایک طبیب نے نپولین کو ملامت کی کہ وہ بڑا کوتاہ اندیش ہے جو اس طرح اپنے کو معرضِ خطر میں ڈالتا ہے اس پر نپولین نے استقلال سے جواب دیا " حکیم صاحب میرا تو یہ فرض منصب ہے۔ میں سپہ سالار جو ہوں "

اب نپولین نے ایکری کے محاصرہ پر زور دیا اور شام میں یہی ایک ایسا قلعہ تھا جو اُس کی ترقی کو روک سکتا تھا اور اس قلعہ کو فتح کر لینے سے وہ شام کا بلا تعرض مالک تھا۔ نپولین نے دروزیز[1] اور دوسری عیسائی قوموں سے اتحاد پیدا کر لیا تھا جنھوں نے ترکوں کے استحصال بالجبر کی وجہ سے کوہ لبنان میں جاکر پناہ لی تھی۔ اور اُن کو صرف یہی انتظار تھا کہ نپولین ایکری فتح کر لے اور وہ آکر اُس کے شریک ہو جائیں اور مسلمانوں کی اطاعت کا غیر قابلِ برداشت جوا گردنوں سے اُتار کر پھینکدیں۔ نپولین کے خیمہ میں اکثر اُن کے معزز وکلاء کی جماعتیں آتی تھیں اور وہ فرانسیسیوں کی فتح کی دعائیں کرتے

---

[1] دروزیز عیسائیوں کا ایک گروہ جو کوہ لبنان اور قرب و جوار میں اب بھی رہتا ہے۔ مترجم ۱۲

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ نپولین مخلوق کی آزادی کے لئے لڑتا تھا اور متحدہ بادشاہ خود سر فرماں روائی کے واسطے جنگ کر رہے تھے۔ ترک بھی کاہل نہ تھے بڑی سعی بلیغ سے اُنھوں نے تمام قوم مسلمانان کو آمادہ کر لیا کہ عیسائی کتوں کے تباہ کرنے کو وہ رسول کے نام پر آمادہ ہوں اور ایک بہت بڑی فوج مسلمانوں کی کھڑی ہو گئی اور محصور شہر کی امداد کو روانہ ہوئی۔ دمشق سے ہزاروں مسلمان آموجود ہوئے۔ خوفناک مملوکوں کی بچی کھچی فوج اور ریگستان کے بدو سوار جمع ہوئے کہ ایسی بڑی جماعت سے جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے اپنے گستاخ دشمن پر حملہ آور ہوں۔

نپولین دس دن سے ایکری کی فصیلوں پر متواتر حملہ کر رہا تھا اور اب اُس کو ترکوں کی بڑی فوج کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ اس میں قریب تیس ہزار کے سپاہ تھی جس میں بارہ ہزار دنیا کے سب سے زیادہ خوفناک اور قواعد داں سوار تھے۔ نپولین کے پاس صرف آٹھ ہزار کارآمد فوج تھی جس سے اُسے یوروپین اور ترکی قواعد داں افواج کا جو ایکری کے اندر تھیں اور اُن بے شمار فوجوں کا جو ایکری کی امداد کے لئے آرہی تھیں مقابلہ کرنا تھا نپولین نے اپنی معمولی تیزی سے کام کیا۔ دو ہزار سپاہ اس غرض سے کہ محاصرہ جاری رکھے اور مورچوں کی حفاظت کرے ایکری کے سامنے چھوڑ کر وہ ایسی تیس ہزار فوج کے مقابلہ کو جو نپولین کی بربادی کے خیال سے خوش تھی صرف چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جنرل کلیبر کو تین ہزار فوج دیکر بطور ہراول کے آگے بھیجدیا اور تین ہزار فوج لے کر ۱۰۳ *
خود جلد پیچھے سے روانہ ہوا۔

جیسے کہ کلیبر اپنی چھوٹی جماعت کے ساتھ کوہ ٹیبر کے دامن کی ایک تنگ گھاٹی سے نکلا تو وہ ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ یہ ۱۶۔ اپریل ۱۷۹۹ء کی صبح تھی اور آفتاب فلسطین کے پہاڑوں پر نمودار ہو چلا تھا۔ کلیبر نے تمام ترکی فوج کو اپنے سامنے مسلح دیکھا۔ اس عالی شان منظر سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی یعنی نورانی صبح کی روشنی میں

شوخ رنگ وستاریں۔ طُرّوں کے پر صیقل کئے ہوئے اسلحہ اور شاندار جھنڈے جھل جھل ہو رہے تھے۔ بارہ ہزار سوار حلیہ سامانِ جنگ سے آراستہ باد رفتار عربی گھوڑوں پر سوار ہر سو چمک رہے تھے اور ترکوں نے جس وقت اپنے شکار کو میدان میں آتے ہوئے دیکھا انتقام اور خوشی کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔ فرانسیسی فوج کو جسے اپنے بھروسہ تھا کہ کسی تعداد کے مقابلہ میں قدم پیچھے نہ ہٹائیگی مشکل سے اتنی مہلت ملی کہ نپولین کے لا فتح مربعوں میں اپنے کو تقسیم کرے۔ جبکہ سارا رسالوں کا طوفان جھلجھلاتی ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لئے چیختا ہوا اُس پر آ ٹوٹا۔ فرانسیسی فوج کے ہر ایک سپاہی کو معلوم تھا کہ اُس کی جان کی خیر اسی میں تھی کہ وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے اور ہر ایک دوش بدوش پتھر کی چٹان کے مانند اپنے ساتھی سے ملا ہوا کھڑا رہے۔

سنگین کی اَنی کے مقابلہ میں گھوڑے کو آگے بڑھا دینا غیر ممکن ہے گھوڑے کو اپنی حفاظت کا ایک فطرتی خیال اور سمجھ عطا کی گئی ہے جن پر کسی مہمیز کی طاقت غالب نہیں آسکتی۔ سنگین کی نوک تک تو وہ لایا جا سکتا ہے لیکن اگر اُس کے سینہ کے مقابل سنگین مضبوط رہے تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہے۔ لپٹنگ پھینکتا ہے اور گھوم پڑتا ہے اور پھر اُس کا سوار اُس کو سنگین کے مقابلہ میں بڑھانے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے وہ آگے نہیں بڑھتا۔ جب یہ سواروں کا بڑا گروہ رعد کے مثل فرانسیسی مربع پر آیا فوج کے سپاہیوں نے آتش فشانی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع کی اور سوار معہ رہواروں کے خاک میں غلطاں پیچاں ہو گئے چھیدنے والے نیزوں کی طرح سنگینیں سامنے تھیں جو اس آگ برسانے والے زندہ قلعہ کے چاروں طرف نظر آرہی تھیں اور مربعوں کو توڑ کر اندر گھس جانا غیر ممکن تھا چھ گھنٹہ تک یہ ذرا سا گروہ اس نابرابر لڑائی کے صدمے جھیلے گیا۔ ترکوں کی توپوں سے اُن کی صفوں میں کچھ اثر ہوتا تھا اور اسی طرح بے فائدہ چاروں طرف سے گھوم گھوم کر سوار اُن پر

بیکار حملے کرتے تھے۔ فرانسیسیوں نے اپنی متواتر باڑھوں سے اپنے گرد سواروں اور گھوڑوں کے پشتے باندھ دیئے تھے۔

اپنی مہلک سنگینوں کے پیچھے سے اپنے دشمنوں کے غیظ و غضب کا فرانسیسی مقابلہ کرتے رہے مصیبت کے ساتھ گھنٹے گذر گئے اور جنگ بے کم و کاست شدت سے جاری رہی اب دوپہر کا آفتاب اس تھکے ہوئے گروہ کے سروں پر چمک رہا تھا اور گولہ بارود بھی ختم کے قریب آگیا۔ باوجودیکہ فرانسیسیوں نے بہت کشت و خون کیا تھا لیکن ترکی فوج کسی طرح گھٹتی ہوئی نہ معلوم ہوتی تھی اور یہ نابرابر لڑائی اب زیادہ عرصہ تک قایم نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ بڑے عالی خیال سپاہیوں کی طرح فرانسیسی جاں بازی کر رہے تھے اور یہی عزم کرلیا تھا کہ وہیں پر مارے جائینگے لیکن آخر سپاہی تک اپنی جان بڑی گراں قیمت پر بیچے گا۔

معاملات کی یہ حالت تھی کہ ایک بجے نپولین اپنی تین ہزار فوج لئے ہوئے اُن بلندیوں پر آ پہونچا جہاں سے یہ معرکۂ جنگ آ رہا تھا۔ میدان بے شمار آدمیوں سے بھرا ہوا تھا جو خوفناک پریشانی اور شور و غوغا کے ساتھ ادھر سے ادھر جا رہے تھے۔ دھوئیں کے تاریک پردہ میں وہ پوشیدہ تھے جس میں یہ جنگجو مشکل سے نظر آتے تھے۔ نپولین نے فرانسیسیوں کو صرف اس قرینے سے پہچانا کہ اُن کی صفوں سے باقاعدہ متواتر باڑھیں چل رہی تھیں اور متحرک انبوہ کے درمیان جس میں وہ گھرے ہوئے تھے ایک جمے ہوئے مقام سے اُن کی توپوں اور بندوقوں کے شعلے نظر آتے تھے۔ تجویز قایم کرلینے کے اُس فطرتی مادہ سے جس سے نپولین برقی سرعت کے ساتھ نہایت ہی اہم معاملات فیصل کرلیا کرتا تھا اُس نے ایک تجویز قایم کرلی یعنی اُس نے اپنے چھوٹے گروہ کے دو مربعے بنائے اور اس طرح چلا کہ کلیبر کے مربعے سمیت ان تین مربعوں نے ایک مثلث بنالیا اور اس مثلث میں ترکوں کو

گھیر لیا اور اُس بیباکی سے جس کی نظیر نہیں ہے اُس نے چھ ہزار سے تیس ہزار کو گھیرا۔ اور یہ تیس ہزار وہ خونخوار اور جری سپاہی تھے جن سے بڑھکر دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔

بڑی احتیاط اور خاموشی سے یہ دونوں مربعے اپنے رفیقوں کی رہائی کو جلد جلد بڑھے اور اپنی آمد کی کوئی اطلاع نہ دی جب تک کہ میدان میں نکلنے کے قریب نہ ہوگئے پہاڑیوں پر ایک توپ کی آواز نے ان تھکے ہوئے شیروں کو مسرت آمیز تعجب سے چونکا دیا اور اُنھوں نے فوراً نپولین کو جو اُن کی کمک کو آرہا تھا پہچان لیا اور ایک دفعہ سے ایک وحشیانہ نعرۂ مسرت جو عالم بیہوشی کا سا تھا بلند ہوا۔ **بوناپارٹی! بوناپارٹی!** بس نپولین کے نام نے ہر ایک قلب پر طلسم کا کام کیا ان خون سے نہائے ہوئے کارآزمودہ سپاہیوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اسلئے کہ اب ان میں زیادہ مقابلہ کرنے کی جان باقی نہ تھی اور اُنھوں نے اپنے اسلحہ کو عزم وہمت کے مضبوط ہاتھوں سے پکڑا اور اپنے بے شمار دشمنوں پر نہایت ہی سخت اور تند حملہ کیا اور ترکوں پر اب اس مثلث کی تین اطراف سے خونریز مار پڑنے لگی۔ اور اُس بیباک استقلال سے بے دل ہوکر جس نے اب تک اُن کو پسپا کیا تھا اور نئے حملے سے بدحواس ہوکر وہ منتشر ہوگئے اور فرار ہوئے۔

یہ زبردست فوج امواجِ بحر کی مانند تمام میدان پھیل گئی۔ اور اس حالت بدحواسی میں اُس کا یکایک ایک تازہ دم مربع سے سامنا ہوگیا۔ اور لوٹتی ہوئی موج کی طرح وہ خوف زدہ ہوکر پچھلے پاؤں بھاگی اور اب وہ خوفناک منظر پیش آیا جو احاطۂ قیاس سے باہر ہے۔ ترکوں کو کسی سمت بھاگنے کا موقع نہ رہا تھا۔ پیدل کا نہ سنبھلنے والا انبوہ۔ سوار۔ توپخانے۔ سامان کی گاڑیاں ایک دوسرے پر بڑی دہشت خیز خوفناکی سے گڑبڑ ہوگئیں۔ فرانسیسی مربعوں سے برابر آگ کی بوچھا

ہورہی تھی۔ توپیں علی الاتصال گرج رہی تھیں اور فرانسیسی جو اعلی درجہ کے قواعد داں تھے ایسے صحیح اور ایسی سرعت سے فیر کر رہے تھے کہ ترکوں کو یہ بات فوق العادت معلوم ہوتی تھی۔ اس حم غفیر میں جہیں تل رکھنے کا ٹھکانا نہ تھا گولے گراب اور گولیاں برس رہی تھیں اور سنگینوں سے لہو ٹپک رہا تھا۔

مرات معہ اپنے معزور رسالہ کے اس جنگ میں موجود تھا۔ یہ وہی مرات تھا۔ جس کی بابت نپولین نے کہا ہے کہ جنگ میں شاید وہ سب دنیا کے بہادروں سے زیادہ بہادر تھا۔ مرات بڑا ایل شل جوان تھا۔ نہایت ہی اعلیٰ فوجی سجاوٹ سے بدن کو سجے ہوئے اور بڑے زور دار رعب گھوڑے پر سوار وہ سب جوانوں سے بلند نظر آتا تھا۔ بڑے جوش و خروش سے وہ ان دستار پوش سروں اور تلواروں کے ابلتے ہوئے مدوجزر میں حملہ آور ہوا اور جیسے کہ اس کا گھوڑا تلواروں کی متواتر ضربوں میں جو چاروں طرف سے پڑ رہی تھیں اچھلتا اور پیچھے ہٹتا تھا مرات کی کلغی کا سفید پر جس نے ہمیشہ فتح کی رہنمائی کی تھی اس پر شور انبوہ میں جھنڈے کی طرح چمک رہا تھا۔ صد ۱۰۴

انسان کی بھی عجب لابیان سرشت ہے۔ یعنی مرات نے کہا۔ مجھے اس ہولناک معرکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خیال آیا کہ اسی مقام پر اُن کی تبدیل ہیئت کی گئی تھی جس کو دو ہزار برس کا عرصہ ہوا اور اس خیال سے مجھ میں دہ چند ہمت و دلیری بڑھ گئی" ایک فرانسیسی سپاہی کے چال چلن سے اس امر کی مثال ملتی ہے کہ ان خوفناک منظروں سے مزاج میں کیا شیطنت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سپاہی ایک کاری زخم سے جاں بلب ہو گیا تھا لیکن بایں ہمہ وہ رینگ کر ایک مملوک کے قریب گیا جو اس سے بھی زیادہ خستہ جان تھا اور بالکل قریب مرگ تھا۔ اس سپاہی نے اس مملوک کا گلا پکڑ لیا اور اُس کے دم

نکال ڈالنے کی کوشش کی ...... یہ دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر نے اس خونخوار آدمی سے کہا "ایسی خراب حالت میں تو ایسی زبون حرکت کا مرتکب ہوتا ہے" سپاہی نے جواب دیا "یہ باتیں صرف اسلئے ہیں کہ آپ ہٹے کٹے ہیں۔ آپ صحیح اور تندرست آدمی ہیں اور میں جو مر رہا ہوں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب تک امکان میں ہے میں بھی مزہ نہ لوں"

نپولین کو کامل فتح حاصل ہوئی یعنی ترکی فوج صرف فتح ہی نہ کر لی گئی بلکہ برباد کر دی گئی۔ جیسے کہ آفتاب نقاب دخاں منہ پر ڈالے ہوئے کرۂ آتش کی مانند کوہ لبنان کے نیچے ہوا۔ یہ تمامی پرشکوہ فوج جو مصر کے حملہ کے لئے جمع ہوئی تھی اور جس کو فخر تھا کہ آسمان کے ستاروں اور ریگستان کے ذروں سے بھی زیادہ بے شمار تھی کہیں نظر نہ آتی تھی۔ تمام ترکی لشکرگاہ۔ چار سو اونٹ اور بے شمار مال غنیمت فرانسیسیوں کے ہاتھ لگا۔

یہ نامی فتح نپولین نے کھلے ہوئے میدان میں ایک جمی ہوئی لڑائی میں صرف چھ ہزار سپاہ سے حاصل کی اور ایسی نامی فتوحات کا بیان تاریخ میں بلا اظہار استعجاب نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑا مقصد جس کے لئے نپولین شام میں آیا تھا حاصل ہو گیا اور اب وہ ایکری کو لوٹا کہ محاصرہ کا کام بڑے شد و مد سے شروع کرے کیونکہ گو یہ بڑی فوج جو اس کی پامالی کو جمع ہوئی تھی اب برباد ہو چکی تھی لیکن اس کے وسیع دماغ میں تو اور بہت سی بڑی بڑی تدبیریں سما رہی تھیں۔ ایک مرتبہ شام کو نپولین اپنے سکرٹری بوریین کے ہمراہ اس ٹیلہ پر کھڑا تھا جس کو اب تک رچرڈ شیر دل کا ٹیلہ کہتے ہیں اور اپنے گرد خونریزی اور بربادی کے اداس منظر کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ تھوڑے سکوت کے بعد کہنے لگا۔

"ہاں بیشک اے بوریین اس منحوس قلعہ نے میرا بڑا نقصان کیا اور اب

معاملات اُس حد کو پہونچگئے ہیں کہ آخری کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ صرف ایکری کی فتح پر مشرق کی قسمت کا فیصلہ ہے یہی قسطنطینیہ یا ہندوستان کی کلید ہے اگر اس ذلیل قلعہ کے فتح کرنے میں ہم کامیاب ہوگئے تو میں پاشا کے خزانہ پر قبضہ کرونگا اور اُس کے اسلحہ لونگا جو تین لاکھ سپاہیوں کے لئے کافی ہیں اور پھر میں شام کے سب جوانوں کو اُبھار کر مسلح کردوں گا کیونکہ احمد کے ظلم سے یہ تنگ آگئے ہیں اور اُس کی بربادی کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور پھر میں دمشق اور حلب پر بڑھونگا اور جس قدر میں آگے بڑھتا جاونگا ناراض رعایا کو فوج میں بھرتی کرکر کے فوج کی تعداد بڑھاتا جاونگا۔ میں لوگوں پر اعلان کرونگا کہ میں اُن کی بیڑیاں کاٹنے آیا ہوں۔ اور پاشاؤں کی ظالمانہ حکومت کا استیصال کرنا چاہتا ہوں۔ کوہ لبنان کے عیسائیوں کو صرف ایکری کی فتح کا انتظار ہے اور وہ آکر میرے شریک ہو جائینگے۔ دمشق کی کُنجیاں تو میرے سامنے پیش کی جا چکی ہیں۔ میری مسلح فوجیں قسطنطینیہ تک پہونچ جائینگی اور سلطنتِ اسلام الٹ جائیگی۔ میں مشرق میں ایک زبردست جدید سلطنت قایم کرونگا جس سے میرا نام و رتبہ نسلاً بعد نسلٍ قایم ہو جائیگا۔"

ان ان خیالات سے اپنے منصوبہ کو تازہ کرکے اور پورے اعتقاد سے کہ وہ قسمت کا قایل ہے جہاں تک اس سے ہوسکا اُس سے ایکری کے محاصرہ میں کوشش کی لیکن اُس کی بندرگاہ میں انگریزی۔ ترکی اور روسی بیڑے موجود تھے اور مستحکم فصیلوں کے پیچھے بڑی جدوجہد سے حملہ آوروں کے مقابلہ میں ہمسر قوت۔ علم اور شجاعت کے ساتھ انگریزی جنرل۔ فرانسیسی انجنیر اور یورپ و ترکی کے سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔

کسی قلم کی مجال نہیں کہ اُن خونریز منظروں اور نہایت ہی ہولناک معرکہ آرائیوں کو جواب پیش آئیں حیطہ تحریر میں لاسکے۔ دنوں۔ راتوں۔ ہفتوں۔ متواتر قتل و خونریزی کا

بازار گرم رہا۔ اسکندریہ سے اب چند قلعہ شکن توپیں جہازوں کے ذریعہ سے فرانسیسی منگا لینے میں کامیاب ہوئے اور آکری کی دیواریں مسمار کر کے سیاہ ڈھیر کر دیا۔ سڑکوں پر گولے پڑ رہے تھے اور مکان بم کے گولوں سے اڑ رہے تھے۔ خون سے لتھڑے ہوئے سپاہی جو دھوئیں سے کالے ہو گئے تھے اور جن کے کپڑے جل گئے تھے اور پھٹ گئے تھے خوں فشاں تلواریں اور سنگینیں لے لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے اور اُن کے نعروں سے توپوں کی گرج مات ہو گئی تھی۔ شور و غل توپوں کے شعلے۔ گندھک کا چھا جانے والا دھواں دن کو خوفناک رات بنا دیتا تھا اور متواتر توپوں اور بندوقوں کی آگ رات کو منحوس اور دھندھلا دن کر دیتی تھی اور سپاہیوں کی شکلیں جو آسیبوں کی طرح تیزی اور دیووں کی سی خونخواری سے حملہ آور ہوتے تھے۔ بوق و قرنا کی آوازیں ہلّہ کی غل اور جاں بلب مجروحوں کی چیخیں وہ منظر تھا کہ نہ کسی زبان کو یارا ہے کہ بیان کرے اور نہ کسی تصور کی مجال ہے کہ خیال کر سکے۔

مُردوں کے دفن کرنے کی ایسے میں بھلا کہاں مہلت تھی اور صد ہا لاشوں کے تیز دھوپ میں سڑ جانے سے نہایت پریشان کن خطرہ بڑھ گیا تھا۔ فلکی ارواح کو جو آسمانی محلوں میں مل جل محبت و الفت سے رہتی ہیں یہ سب تماشا تو ایسا تماشہ معلوم ہوتا ہو گا جو ایک شیطان گاہ کے شایاں تھا لیکن تاہم انسان کا دل ایسا بے درد ہے کہ وہ اکثر ایسے منظروں کی زبونیت بھول کر اُن کی اظہارِ جوانمردی اور استقلال پر خیال کرنے سے ایک عجیب مسرت حاصل کرتا ہے۔ فی الواقع ہم آدمی لوگ بھی ایک بڑی ذلیل مخلوق ہیں۔

کبھی کبھی اس خطرناک طوفان میں خاموشی بھی ہو جاتی تھی کہ فریقین اور زیادہ شدت سے بھڑنے کو تیار ہو جائیں۔ حملہ آور گہری گہری سرنگیں آکری کی فصیلوں

اور برجوں کی بنیادوں کے نیچے دوڑا کر صدہا پیپے بارود سے کوہ آتش فشاں کے مانند کی طرح آدمیوں اور چٹانوں کو اڑا کر خوفناک ڈھیر کر دیتے تھے۔ اور اس بربادی کی حالت میں جبکہ آسمان تاریک ہو جاتا تھا حملہ آور خون بھری سنگینیں ہاتھوں میں لے کر حملہ کرنے کو جھپٹتے تھے۔ فرانسیسی اُس بیباکی اور خوفناکی سے حملہ آور ہوتے تھے۔ جو انسان کی طاقت میں ہے اور اُسی مستقل نڈری اور شجاعت سے محصورین اُن کو پسپا کر دیتے تھے۔

سر سڈنے اسمتھ ترکی اور انگریزی افواج کے ساتھ اس محاصرہ کا کارپرداز تھا اُس نے کامل ہنر اور راسخ استقلال کا اظہار کیا اور ہر ایک کارگر آلہ حرب سے کام لیا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ فرانسیسی فرانس لوٹنے کو دیوانہ ہو رہے تھے اور اپنے بیڑہ کی بربادی سے مایوس ہو گئے تھے اور اب وطن پہونچنے کی کوئی صورت باقی نہ تھی اُس نے فرانسیسی سپاہیوں میں ایک اعلان شائع کر دیا جس میں وعدہ تھا کہ جو فرانسیسی نپولین کا جھنڈہ چھوڑ کر بھاگ آئیگا وہ خیریت سے فرانس پہونچا دیا جائیگا اور بہت سے اس قسم کے اشتہار سپاہیوں کے سامنے دیواروں سے نیچے ڈالدیئے اس سے بڑھکر لالچ دلانے والی کوئی دوسری بات نہو سکتی تھی تاہم ایک فرانسیسی سپاہی کی بابت یہ بات نہیں سنی گئی کہ اُس نے اُس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ نپولین نے اس کے جواب میں ایک اعلان شائع کیا جس میں لکھا کہ واقعی سر سڈنے اسمتھ کو خلل دماغ ہو گیا ہے" سر سڈنے اسمتھ کو اس پر ایسا غصہ آیا کہ اُس نے نپولین کو لکھا کہ میدان میں آکر اُس سے دوبدو جنگ کر لے۔ اس پر اس نوجوان جنرل نے بڑے تکبر سے جواب دیا۔ "اگر سر سڈنے اسمتھ مارلبرو[1] Marlborough کو اُس کی قبر سے اُٹھا کر بھیجدے تو البتہ اُس سے

---

[1] مارلبرو انگلستان کا مشہور جنرل تھا۔ ملکہ اینی کی عہد حکومت میں جس نے سنہ ۱۷۰۲ء سے سنہ ۱۷۱۴ء تک حکومت کی اس جنرل کے کارنامے مشہور ہیں۔ ۱۲ مترجم۔

میں لڑسکتا ہوں اور اگر سر سڈنے اسمتھ کو خود شوق مبارزت ہے تو میں اپنا ایک گرانڈیل بھیجے دیتا ہوں اور دیوار کے ایک شگاف کو چند لمحوں کے لئے قواعدِ جنگ سے مستثنیٰ کئے دیتا ہوں آئے اور نپٹ لے۔"

محاصرہ کے دوران میں جنرل کیفرلی کے کاری گولی کا زخم لگا اور اٹھارہ دن تک بڑی تکلیف جھیل کر انتقال کیا۔ نپولین کو اس جنرل سے بڑی محبت تھی اور ہر روز دو مرتبہ جا کر اُس کو دیکھا کرتا تھا نپولین کا اس جنرل پر اتنا اثر تھا کہ اگرچہ وہ اکثر غافل و بیہوش رہا کرتا تھا لیکن جہاں نپولین کا نام سنتا تھا اُس کے حواس صحیح ہو جاتے تھے اور وہ بڑی ہوشیاری سے باتیں کیا کرتا تھا۔

سپاہیوں نے نپولین کو اپنی جاں نثاری کے اکثر ثبوت دیئے ہیں۔ ایک دن دمدمے کے قریب کھڑا ہوا نپولین کچھ ہدایتیں دے رہا تھا کہ ایک بم کا گولہ جس کا شتابہ بڑی تیزی سے سلگ رہا تھا اُس کے پیروں کے قریب آکر گرا۔ دو گرانڈیلوں نے نپولین کو اس خطرے میں دیکھا اور جھپٹ دوڑ کر اُس کو اپنے بانہوں کے حلقہ میں لے لیا اور اُس کے بدن کو اپنے جسموں سے بالکل چھپا لیا۔ یہ گولا پھٹا اور اتنا بڑا گڑھا زمین میں ہو گیا کہ ایک گاڑی مع دو گھوڑوں کے اُس میں اچھی طرح سما سکتی تھی اور نپولین اور وہ دونوں گرانڈیل لڑھک کر اُس گڑھے میں گر پڑے اور پتھروں اور خاک سے پٹ گئے۔ ان میں سے ایک گرانڈیل کے ذرا زیادہ چوٹ آئی اور نپولین خفیف چوٹ کھا کر باہر آگیا۔ اور دونوں سورماؤں کو ترقی دے کر افسر بنا دیا۔

نپولین نے کہا ہے کہ "مجھے یقین ہے کہ کسی جنرل کے سپاہیوں نے اُس کے ساتھ وہ جاں نثاریاں نہیں کیں جو میرے سپاہیوں نے میرے ساتھ کی ہیں۔ آرکولا کے مقام پر کرنل میورن میرے سامنے آگیا اور اُس زد کو اپنے اوپر لے لیا

جو میرے اوپر پھٹی اور وہ میرے قدموں کے سامنے گرا۔ اُس کے خون کا فوّارہ میرے چہرہ پر آیا۔ میری جملہ مصائب میں میرے سپاہی نمک حلالی میں کبھی کم نہیں پائے گئے۔ کسی انسان کی اُس کے سپاہیوں نے ایسی وفاشعاری سے خدمت نہیں کی جیسی میرے سپاہیوں نے میری کی۔ مینے یہاں تک دیکھا ہے کہ آخری قطرۂ خون کے نکلنے تک میرے سپاہیوں کے لبوں پر یہی جملہ ہوتا تھا۔ "**نپولین زندہ آباد**"

باب سیزدہم

محاصرہ سے دست برداری

صفحہ ۱۰۵

سخت خونریزی۔ تلخ مایوسی۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ نپولین کی فیاضی۔ ڈیویل کلصدلہ سے نفرت۔ اعلان۔ فرانسیسیوں کا ایکری (عکہ) چھوڑکر چلا جانا۔ بیمارو کے ساتھ نپولین کی رحم دلی۔ بیرن لارے۔ نپولین کا غصہ۔ اُس کا قاہرہ پہونچنا۔ عرب قاصد۔ ابوکر میں بڑی فتح۔ بوناپارٹی کا فرانس لوٹنے کی بابت عزم۔

اب محاصرہ کو ساٹھ دن ہوچکے تھے اور تلوار وطاعون سے نپولین کے تین ہزار سپاہی مرچکے تھے۔ مجروحوں اور مریضوں سے اسپتال بھرے پڑے تھے اس پر بھی نپولین اپنی کوششوں سے باز نہ رہا۔ وہ کہتا تھا فتح اُسی کو ہوتی ہے جو سب سے زیادہ مستقل ہے۔ نپولین کے اب سب گولے ختم ہوچکے تھے۔ ایک عجیب انوکھی تجویز سے اُس نے نئے گولے بہم پہونچائے۔ اُس نے ساحل پر اپنے سپاہی بھیجے اور اُن کو کام میں مصروف کیا جس سے ظاہرا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دمدمہ باندھ رہے ہیں جس پر توپ خانہ قایم کرنے کی نیت سے

یہ دیکھتے ہی سر سڈنے اسمتھ فوراً مع انگریزی جہازوں کے مقابلہ میں آپہونچا اور اپنی سب جہازی باڑیوں سے گولوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ فرانسیسی سپاہی جو اس کارروائی کا پورا مطلب سمجھے ہوئے تھے اسقدر ہنستے تھے کہ آنتوں میں بل پڑ پڑ جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر ان گولوں کو جو ریگ پر لڑھکتے تھے اٹھا اٹھا کر جمع کرتے تھے نپولین نے فی گولہ پانچ فرانک قیمت لگا دی تھی جب یہ ذخیرہ ختم ہو جاتا تھا وہ کچھ سوار اور گاڑیاں ساحل پر بھیج دیتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کارآمد حرکت میں مصروف ہیں اور انگریزی سپہ سالار فوراً سمندر میں مقابل پہونچکر اپنے معمولی میگزینوں سے ایک اور بڑی لوگوں کی تعداد نذر دیتا تھا۔ بہت دنوں تک اسی طریقہ سے نپولین اپنے ذخیرہ کو مدد دیتا رہا۔

ماہ مئی میں سہ پہر کو تیس جہازوں کا ایک بیڑہ سمندر میں دور سے نظر آیا اور یہ ایکری (عکّہ) کی طرف آرہا تھا۔ سب لوگ اُسی طرف بغور دیکھنے لگے اور اس منظر سے محاصرین اور محصورین دونوں کے دلوں میں ایک عجب تردد پیدا ہوا۔ فرانسیسیوں کو تو یہ توقع تھی کہ فرانس یا اسکندریہ سے ہمارے لئے مدد آرہی ہے اور محصورین کی یہ امید تھی کہ یہ بیڑہ اُن کے کسی رفیق بادشاہ کا ہے اور ہماری مدد کو آرہا ہے اور اب ہم اپنے خوفناک دشمن کو پوری طرح ہزیمت دینگے۔ انگریزی جہاز خلیج سے نکلکر اس بیڑہ کے تارگھاٹ کو جس کا حال اُنھیں معلوم نہ تھا باہر کھڑے ہو گئے۔ (صفحہ ۱۰۶) لیکن یہ دیکھکر کہ ترکوں اور انگریزوں کا متحدہ بیڑہ خلیج کی طرف آرہا ہے فرانسیسیوں کی مایوسی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

یہ ترکی بیڑہ بارہ ہزار فوج اور بہت بڑی مقدار سامان حرب کی لایا تھا۔

نپولین کو صرف یہی ایک موقع باقی تھا کہ اس فوج کے اُترنے سے قبل ایکری پر قبضہ کر لے۔ یہ اندازہ کر کے کہ چھ گھنٹے سے کم میں یہ فوج جہازوں سے اُتر سکتی تھی اُس نے فوراً حملہ کرنے کا عزم کیا۔ نپولین کے مستحکم کالم شام کی جھکتی ہوئی تاریکی میں خاموشی سے نہایت مستقل حملہ کے لئے بڑھے۔ محصورین کو معلوم تھا کہ اگر وہ چند گھنٹہ اور

دشمن کو روک لیں تو کمک کا آنا یقینی تھا پس بڑی جاں بازی سے مقابلہ پر کمربستہ ہوئے اور خونریزی کا سخت ہولناک منظر پیش آیا۔ جہازوں سے افواج بڑی سرعت کے ساتھ کشتیوں میں اُتاری گئیں اور اپنے ہارتے ہوئی دوستوں کی کمک کو بڑی تیزی سے خلیج میں جھپٹیں۔ سر سڈنے اسمتھ اس جہاز والی فوج کا خود سردار بنا اور برچھیوں سے اُس کو مسلح کر کے شگاف پر لایا۔ حملہ آور فصیل کے اُس اُفتادہ تودہ پر جس کو مسمار کر کے اُنھوں نے اُنھوں نے ڈھیر کر دیا تھا چڑھ گئے اور یہاں تک ہوا کہ پاشا کے باغ میں در آئے لیکن جینی زری کا ایک تازہ گروہ اُن پر آگرا جن کے ایک ہاتھ میں تیز تلوار اور دوسرے میں خنجر تھا اور ایک ساعت میں سب فرانسیسیوں کے تنوں سے سر جدا کر دیئے ترک پناہ نہ دیتے تھے اور بے رحم قصاب اپنے محل کے صحن میں بیٹھا ہوا بڑی فیاضی سے ہر ایک سر کی بابت جو اُس کے سامنے لایا جاتا تھا انعام دیتا تھا اور سروں کے انبار کو جو اُس کے سامنے لگا تھا دیکھ کر مسکراتا تھا۔

بہادر سر سڈنے کو بالضرور بار بار اپنے رفیقوں کے افعال پر غور کرنے سے شرم آتی ہوگی۔ مگر وہ تو جمہوری افادہ گاہوں کی ترقی روکنے کو لڑ رہا تھا اور ایسی خدمت کو انجام دینے کے لیئے ترکوں کی تلوار موزوں آلہ تھی۔ اسی مقصد کے لیئے چند ہی سال قبل ہیجائی اور نبرامریکہ میں خون کا طوفان برپا کر چکے تھے۔ نپولین احمد قصاب کے ہاتھ سے یہ خونی تلوار چھین لینے کی کوشش کر رہا تھا اور سر سڈنے اسمتھ اس سعی میں تھا کہ یہ تلوار احمد کے ہاتھ میں باقی رہے۔

سر سڈنے اسمتھ نے دروزیز اور شام کی دوسری عیسائی قوموں کے پاس اعلان بھیجکر لکھا کہ وہ مسیحی سورما (سر سڈنے اسمتھ) کے سچے عقیدے بھروسہ رکھیں اور ایک بے اصولے مرتد (نپولین) کا خیال نہ کریں۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ حالت فتح میں مسیحی سورما نے بیچارہ دروزیز اور دوسری شام کی قوموں کو بالکل جی سے

بھلا دیا اور ہمدردی کا ایک لفظ کہے بغیر اُن کو چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کے لہو بھری تلوار کے نیچے اُس زمانہ تک جس کی انتہا معلوم نہیں پڑے سسکتے رہیں۔ فرانسیسیوں کا ایک کالم دوسرے کے بعد بڑھتا تھا اور ہولناک خونریزی کے ساتھ پسپا کیا جاتا تھا۔ ہر ساعت دشمن کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور ہر لمحہ نپولین کی فوج قلعہ کی باٹریوں کی مار سے گھٹتی جاتی تھی۔ اس خوفناک معرکہ میں جہاں ہزاروں سپاہی دست بدست لڑ رہے تھے یہ بات ثابت ہوئی کہ ترکوں کی تلوار یوروپ والوں کی سنگین سے زیادہ زبردست آلۂ قتل تھی۔

اب کامیابی کی امید باقی نہ رہی اور نپولین نے غم کے ساتھ محاصرہ اُٹھا لینے کی تیاریاں کیں اُسے معلوم تھا کہ ایک زبردست ترکی فوج روسی اور انگریزی بیڑہ کی مدد کے ساتھ رڈوس سے جلد مصر جانے والی تھی اور اس فوج کے مقابلہ کو واپس جانے میں ایک ساعت کی دیر نہ کی جا سکتی تھی۔ اگر ابوکر کی بحری جنگ میں نپولین کا بیڑہ برباد نہ ہو گیا ہوتا تو اُس کے لئے ایکری فتح کر لینا بہت آسان تھا اور اُن نتائج پر غور کرنے سے جو ایکری کی فتح کے بعد پیدا ہوتے خیال گم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سر سڈنے اسمتھ کی دلیری۔ نڈر چستی اور عزم و ہمت درمیان میں نہ ہوتے تو اس بیڑہ کے نہ ہونے پر بھی ایکری فتح ہو جاتی اور قصاب کا خونی دَورِ حکومت ختم ہو جاتا۔ پس کوئی کلام نہیں ہے کہ نپولین کی پیش بندیوں میں ناکامی بڑی بھاری مایوسی کا مقام ہے یہ نپولین کی زندگی کی بہت بڑی امید کا خاتمہ تھا۔ ایشیا کی کروڑ ہا مخلوق کی بیڑیاں کاٹنے کی نیت جو اُن کو نہایت ہی ذلیل غلامی میں جکڑی ہوئی تھیں اور ایک بے انتہا اور بے حد سلطنت قائم کرنے کا ارادہ جیسی کہ دنیا نے کبھی دیکھی نہ ہو جس سے انسان کی جسمانی ذہنی اور اخلاقی بہبودی مدعا ہو ایک بست و نہ سالہ جوان کے دل میں بڑا عالی شان حوصلہ تھا۔

تاریخ نہ غلطی کرنے والی صداقت سے آدمی کی کارروائیوں اور اُس کی مسلمہ تجویزوں کو تفصیل کے ساتھ لکھ سکتی ہے۔ ایک دوسرے سے جھگڑنے والی تجویزوں کی تصویر کھینچنے کا ارادہ جو بودے انسان کے دل کو تحریک دیا کرتی ہیں خطرناک ہے۔ نہایت ہی عاجز مزاج عیسائی بھی اپنے بہترین افعال میں نازیبا تحریکیں مخلوط پاتا ہے۔ نپولین عیسائی نہ تھا اُس نے مسیحی اسکول میں کوئی سبق نہ پڑھا تھا۔ کیا اُس کا یہی منشا تھا کہ اپنے کو بڑھائے اور دنیا کا سب سے بہتر اور سب سے بڑا بادشاہ ہوکر خود اپنی شہرت کو پیدا کرے اور اُس کو ہمیشہ کے لئے قایم کردے؟ یہ مسیحی خیال تو نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال ایسا بھی نہیں ہے جس نے نیرو کے دل کو شیطانی بنا دیا تھا **ہنری ہشتم** بادشاہ **انگلستان** کی شہوت پرستی کو تحریک دی تھی **اسکندر** کے سینہ کو جس کے ہمراہ لافتح افواج تھیں جوش سے بھر دیا تھا اور جس نے **تیمور لنگ** کو میدان قتال میں مہمیز کیا تھا۔

ایسا پُر ہوس فاتح جو صلح طلب ملک پر یورش کرتا ہے اور آتش و شمشیر کے زور سے بُزدل اور بے کس قوم کو مطیع کرتا ہے کہ وہ غلامی کے جوے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دیں اور یہ فاتح اُس قوم کو ذلت و جہالت کے سمندر میں ڈبوے اور قید خانہ۔ تلوار اور دُرّوں کے بل سے اُس کے خزائن چھین لے اور جو فاتح گرد و مخلوق کو کچے ذلیل جھونپڑوں اور افلاس و مصیبت میں رہنے کو مجبور کرے تاکہ وہ خود اور اُس کے متکبر دسترخوانی بلاؤ عیش و عیاشی میں جشن اڑائیں دنیا کی لعنت کا مورد ہے۔ مشرقی بادشاہوں کا یہی حال تھا۔ لیکن اسی سختی کے ساتھ ہم اُس شخص کی ہوس پر الزام نہیں لگا سکتے جو بیڑیاں تیار کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ بیڑیاں کاٹنے کی مدعا سے۔ خود سر بادشاہت قایم کرنے کی منشا سے نہیں بلکہ خود سر غاصبوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے مخلوق کو مفلس بنانے اور ذلیل کرنے کے مقصد سے

نہیں بلکہ اُن کی ترقیِ اخلاق - بہبودی - اور دولت بڑھانے کی نیت سے پرورش کرتا ہوا اور غربا کی پونجی زبردستی چھین کر عیش و عشرت میں بسر کرنے کو نہیں بلکہ مصیبتیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اور بے آرامی صرف اس مدعا سے خودبخوشی برداشت کرتا ہو کہ اپاہج قوموں کو قسمت آزمائی محنت اور کفایت شعاری پر آمادہ کرے - **نپولین کی ہوس ایسی ہوس تھی** اور اس میں کیا شبہہ ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی رفیع الشان ہوس تھی - ص ۱۰۷

ایکری پر ناکام رہنے کے بیس برس بعد جبکہ سینٹ ہلینا میں نپولین مقید تھا اُس نے اپنے شروع جوانی کے خیالات کی طرف اس طرح اشارہ کیا تھا: "کہ اگر ایک مرتبہ ایکری فتح کر لی جاتی تو فرانسیسی سپاہ اڑ کر حلب اور دمشق پہونچتی اور پھر دم زدن میں وہ دریائے فرات کے کنارے ہوتی - شام اور آرمینیا کے عیسائی اور دروز میری فوج میں ملجاتے اور مشرق کے کل آدمیوں میں جوش پیدا ہوجاتا"

کسی نے اس پر کہا کہ آپ کی فوج میں ایک لاکھ آدمی بھرتی ہوجاتے"

نپولین نے جواب دیا "نہیں یوں کہو کہ چھ لاکھ آدمی بھرتی ہوجاتے - کون اندازہ کرسکتا ہے کہ کیا ہوا ہوتا - میں قسطنطنیہ پہونچتا اور ہندوستان پہونچتا اور دنیا کی رَو کا بدل دیتا"

جس حیرت انگیز استقلال سے نپولین نے اس مایوسی کو برداشت کیا اُس کی تصدیق نپولین کے اس بیان سے ہوتی ہے "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اندازہ کر لیا ہے کہ میں بڑی بڑی مایوسیاں برداشت کرونگا اُس نے مجھے سنگ مرمر کا دل دیا ہے - گرج سے اُس پر شکن نہیں آتی اور تیر گولی وغیرہ صرف قریب سے ہو کر نکل جاتے ہیں" اُس کے نہایت ہی بے تکلف دوستوں کو بھی معلوم نہوا کہ اس حادثہ پر اُس کو کوئی ناراضامندی تھی - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو صرف اسی قدر خیال تھا کہ مشرق میں سلطنت کی بنیاد ڈالنا اُس کی تقدیر میں نہ تھا پس تقدیر پر قانع

رہ کر اُس نے دوسری مہمات کی طرف اپنی توجہ پھیر دی۔ نپولین نے سر سڈنے اسمتھ کی طرف نہایت ہی نیک دلی سے اشارہ کر کے کہا کہ "اُس آدمی نے میری تقدیر کا لکھا مٹا دیا۔"

اپنے دشمن کی صفات نیک تسلیم کرنے میں نپولین حیرت انگیز فیاضی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ سر سڈنے اسمتھ کی طرف سے اُس کے دل میں ذرا کاوش نہ تھی۔ باوجودیکہ سر سڈنے اسمتھ ہی وہ شخص تھا جو ایکری میں نپولین کی ناکامی کا اصل باعث ہوا تھا۔ ورم سر کے متعلق جس سے اٹلی میں نپولین کی سخت معرکہ آرائیاں رہیں وہ کہا کرتا تھا کہ "ورم سر بڑا فیاض دل دشمن تھا اپنی فتح مندی کی حالت میں نپولین نے ورم سر سے اسقدر عنایت کا برتاؤ کیا کہ نپولین اگر کسی اپنے خالص دوست پر بھی فتح پاتا تو اس سے بڑھ کر برتاؤ نہ کر سکتا تھا۔

شاہزادہ چارلس کے بارہ میں جس سے وائنا کی یورش میں نپولین کی سخت لڑائیاں ہوئیں نپولین کا مقولہ ہے کہ "شاہزادہ چارلس ایک نیکو صفات شخص ہے اور جب لفظ نیکو صفات کا اطلاق کسی شاہزادہ کے متعلق کیا جاتا ہے تو اُس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ پرنس چارلس سے ممکن نہیں کہ وہ کوئی نازیبا فعل کر سکے۔"

اپنے ایکری کے متلون مزاج اور غیر قائم طبیعت دشمن (سر سڈنے اسمتھ) کی بابت نپولین بڑی جچی تُلی تجویز سے بے رو ورعایت کہتا ہے۔ "سر سڈنے اسمتھ بہادر سپاہی ہے فرانسیسیوں سے مصر خالی کرانے کے صلحنامہ میں اُس نے بہت بڑی شرافت کا اظہار کیا اس بات سے بھی بڑی فیاضی پائی جاتی ہے کہ لارڈ کیتھ Keith کا انکار دربارہ عملدرآمد صلحنامہ اس نے جنرل کلیبر کو فوراً بھیجدیا جس سے فرانسیسی فوج بچ گئی۔ اگر یہ انکار سات آٹھ روز اور پوشیدہ رکھا جاتا تو قاہرہ ترکوں کے حوالہ کر دیا جاتا اور فرانسیسی فوج کو انگریزوں کی اطاعت قبول کرنا پڑتی۔ اُس نے اُن

فرانسیسیوں کے ساتھ بھی جو اُس کے یہاں قید تھے نہایت سلوک اور مدارات کا برتاؤ کیا۔ وہ بڑا چست۔ ذہین۔ جوڑ توڑ کا اور نہ تھکنے والا شخص ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ نیم خبطی ہے۔ ایکری میں ناکامی کا یہ سبب ہوا کہ اُس نے میری توپیں اور قلعہ شکنی کا سامان جو چھوٹے چھوٹے جہازوں پر آرہی تھیں سمندر میں گرفتار کر لیا۔ اگر یہ نہ ہو گیا ہوتا تو باوجود سر سڈنے سمتھ کے میں ایکری فتح کر لیتا۔ اُس نے بڑی بہادری سے کام کیا۔ اُس نے ایک لفٹنٹ کے ذریعہ سے صلح کے جھنڈے کے ساتھ مجھے دو بدو جنگ کرنے کا پیغام بھیجا۔ میں اس پر ہنسنے لگا اور میں نے جواب دیا کہ اگر وہ مارلبرو کو بھیجے تو میں جنگ کو آمادہ ہوں۔ باوجود اس کے میں سر سڈنے کے چلن کو پسند کرتا ہوں اُس میں بہت سی اچھی صفات ہیں اور ایک دشمن کی حیثیت سے میں اُس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں“

فطرت انسانی کو نظرِ دقیق سے دیکھنے والا ممکن ہے کہ اس انوکھی صداقت میں اصول کی سنجیدگی نہ پا سکے کیونکہ دل نرم نگاہی کے قابل نہیں رہتا جبکہ حق و ناحق کی عمیق صداقت کی اُس کو جستجو ہوتی ہے۔ یہ بلا کم و کاست صحیح ہے کہ میدان جنگ میں نپولین اپنی اعداء کا اُسی خیال کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا جس سے بازی شطرنج میں وہ اپنے حریف کا سامنا کرتا تھا۔ یہ لڑائیاں بادشاہوں اور رعایا میں سخت جنگیں تھیں۔ نپولین بادشاہوں سے خفا نہ تھا اسلئے کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت میں لڑتے تھے۔ یہ قدرتی ہے کہ غصے کے لمحے ہوتے تھے لیکن اُس کے خیالات غالبا یہی تھے کہ اُس کے دشمن فتح کئے جائیں مجرم قرار نہ دیئے جاویں۔ ایک موقع پر نپولین کو سخت تعجب ہوا کہ اسکندر شاہنشاہ روس نے اپنی شرکت جنگ میں ذاتی مخالفتوں کو دخل انداز ہونے دیا تھا۔ ایک شاطر اپنے مخالف کے شاہ کو بازی شطرنج میں شہ لگنے پر غصّے دیکھنے سے نپولین سے زیادہ غیر مصنوعی اظہار تعجب نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ نپولین نے کسی گہرے اخلاقی جبر سے کام نہیں کیا ہے

اُس کا انصاف فیاضی۔ الطاف۔ ایک اعلیٰ فطرت کی طبیعی تحریکیں تھیں نہ کہ عمیق عقیدہ فرائض کے نیچے تھے۔ نپولین کے کارنامہ میں ہم کو چند ہی ایسے موقعے ملتے ہیں جہاں اُس نے قوت ایمانیہ کی نزاکت سے کام لیا ہے۔ اس قوت کے لیے تربیت کی حاجت ہے اور نپولین کو یہ تربیت نصیب نہوئی تھی۔

اُس کا عقیدہ تھا کہ اُس کے دل کو تقدیر سے تحریک ہوتی ہے جس سے وہ آگے چلتا ہے۔

ڈرای فینڈیل Drayfendale کا قول ہے "کہ مجھے اچھی طرح یقین ہے جس کی مجھے تعلیم دی گئی ہے کہ انسان خود کچھ نہیں کرتا وہ موج کے جھاگ کے مثل ہے جو پیدا ہوتا ہے اور بلبلے پیدا کرتا ہے اور پھر بیٹھ جاتا ہے اور یہ سب خود اُس کی سعی سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ تقدیر کی قوی تحریک سے ہوا کرتا ہے جو اُس کو مجبور کرتی ہے" یہ اصول جس کو نپولین تقدیر کہتا تھا اور پریسٹلے Priestly فلسفیانہ ضرورت سے موسوم کرتا ہے اور کالون نے قضا و قدر نام رکھا ہے ہر ایک دل میں جدا جدا متبدل صورت سے اُس نام کے موافق جو ہر ایک نے اُس کو دے رکھا ہے اثر اختیار کرتا ہے یعنی کہیں تو وہ بہادر سے بہادر نیکو کار سعیوں کی توفیق دیتا ہے اور کہیں یہ اصول زبون بدکاریوں کا سبب ہوتا ہے۔

نپولین ڈیوئل لہ کا سخت مخالف تھا اور اپنی فوج میں اس کی سخت ممانعت کردی تھی۔ مصر میں ایک شب ایک بڑے جلسۂ دعوت میں لے لسی Ramuse ص ۱۱

لہ ڈیوئل کے معنی ہیں کہ دو شخص بذریعہ بندوق یا تلوار کے اپنے باہمی تنازعہ کو طے کریں۔ اس کا پہلے زیادہ رسم تھا خصوصاً فوج میں۔ اسی طرح مباہلہ ہوتا تھا کہ دو فریق یا دو شخص ایک دوسرے کے لیے بددعا کیا کرتے تھے۔ ڈیوئل کا ایک لفظ سے صحیح ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ مترجم ۱۲۔

نے حالت فوج پر کچھ طنز آمیز گفتگو کی جونو سمجھا کہ یہ اشارہ خود نپولین پر تھا۔ جونو نپولین کی گویا پرستش کرتا تھا اور اس کو فوراً غصہ آگیا۔ اور لے لنسی سے بولا کہ "تو نمک حرام ہے" اس کے جواب میں لے لنسی نے کہا "تو کمینہ ہے" یہ کہنا تھا کہ دونوں کی میان سے تلواریں باہر آگئیں اور تمام جلسہ کے لوگ کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ یہ لفظیں ایسی تھیں کہ دونوں میں سے ایک کا خون ہوتا۔

جونو نے سخت لہجہ میں کہا " میں نے آپ کو نمک حرام کہا اور میں نہیں خیال کرتا کہ آپ نمک حرام ہیں۔ آپ نے مجھے کمینہ کہا اور آپ جانتے ہیں کہ میں کمینہ نہیں ہوں۔ لیکن باوجود اس کے ہم لڑینگے اور ہم میں سے ایک کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ مجھے آپ سے نفرت ہوگئی ہے اسلئے کہ آپ نے ایسے شخص کے خلاف گفتگو کی ہے کہ اگر خدا سے بڑھ کر نہیں تو اُس کے برابر جب بھی میں اُس کو عزیز رکھتا ہوں اور اُس کا ثناخواں ہوں"

رات اندھیری تھی اور مشعلوں کی روشنی میں ساری جماعت باغ کے کنارے گئی جو دریائے نیل کی طرف ڈھلوان ہوتا گیا تھا اور دونوں غصہ سے متوالے جنرل تلواریں لے کر ایک دوسرے پر جھپٹے۔ لے لنسی کا سر شگاف ہوگیا اور جونو کے ایک ہاتھ ایسا لگا کہ آنتیں باہر نکل آئیں۔ دوسری صبح کو جب یہ خبر نپولین کے پاس پہونچی تو وہ نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگا۔

" ارے کیا ان کا ارادہ ہے کہ ایک دوسرے کو ذبح کر ڈالیں کیا ان کا جی چاہتا ہے کہ نیل کے نرکلوں میں جا کر مگروں سے جنگ کریں۔ ملوکوں۔ عربوں اور طاعون سے شاید ابھی سیری نہیں ہوئی۔" اور پھر وہ اس طرح کہنے لگا گویا جونو اُس کے سامنے موجود تھا۔ "ہاں سنیور جونو تم اس کے مستوجب ہو کہ صحت ہوجانے پر ایک مہینہ حوالات رہو۔"

ایکری کا محاصرہ چھوڑنے کی تیاری میں نپولین نے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان بھیجا۔

“ اے سپاہیو۔ تم نے اُس ریگستان کو جو ایشیا کو افریقہ سے جدا کرتا ہے عرب افواج کی تیزی کے ساتھ طے کیا۔ وہ فوج جو مصر پر حملہ کرنے کو جارہی تھی برباد ہوگئی تم نے اُس کے جنرل کو پکڑلیا۔ توپیں۔ اونٹ اور سامانِ حرب چھین لیا۔ تم نے وہ سب مستحکم مقامات جن سے ریگستان میں چاہات کی حفاظت ہوتی تھی لے لئے تم نے کوہ ٹیبر کے قریب اُن سب بدمعاشوں کو جو مصر میں لوٹ کی امید سے ایشیا کے تمام حصوں سے جانے کو تھے پراگندہ کردیا۔ وہ تیس جہاز بارہ دن ہوئے جن کو تم نے ایکری کے بندر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اسکندریہ پر حملہ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ لیکن تم نے اُنھیں مجبور کردیا کہ بجائے اسکندریہ پر حملہ کرنے کے ایکری کی مدد کو دوڑیں۔ دشمنوں کے بہت سے جھنڈوں سے تمھاری فوج کو جبکہ وہ فتح و فیروزی کے ساتھ مصر میں داخل ہوگی زیبائش ہوگی۔ تین مہینے تک مٹھی بھر آدمیوں سے جنگ جاری رکھنے کے بعد اور وہ بھی عین شام کے بیچ میں۔ اور غنیم کی چالیس توپیں اور پچاس جھنڈے چھین لینے اور چھ ہزار سپاہ کو اسیر کرنے اور غازہ۔ یافہ اور ایکری کی فصیلوں کو مسمار کردینے کے بعد ہم مصر واپس چلنے کی تیاری کرتے ہیں جہاں دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور ہماری موجودگی کی سخت ضرورت ہے۔ اگر تم چند روز یہاں اور ٹھہر سکتے تو ہم پاشا کو اُس کے محل میں قید کرلیتے لیکن ایسی حالت میں ایکری اتنی بھی قیمتی نہیں ہے کہ تین دن ضائع کئے جاویں یا سپاہیوں کی جانیں تلف کی جاویں جو نہایت ضروری خدمات کے لئے درکار ہیں اے سپاہیو اب ہمیں نہایت خطرناک مصیبتوں میں کام کرنا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد ہم اپنے کو مشرقی حملوں سے محفوظ کرلینگے اور مغربی حملوں کا دفع کرنا باقی رہیگا”

۲۰ مئی ۱۷۹۹ء کو نپولین نے پہلی دفعہ تھی کہ ایک مہم کو ناکمل چھوڑا۔ نپولین کے مورچوں سے اُدھر تو متواتر گولہ باری ہوتی رہی اور ادھر سامان میدانوں میں کام دینے والی توپیں اور بیمار پیچھے کو روانہ ہونا شروع ہوئے تاکہ ترکوں کو یہ شبہ ہو کہ محاصرین محاصرہ چھوڑے جاتے ہیں۔ نپولین نے اپنی سپاہ کے تین ہزار آدمی ایکری کی ریگ میں مدفون چھوڑے اور یہ یا تو لڑائی میں کام آئے تھے یا طاعون سے مرے تھے وہ اپنے حملہ کا ضروری اور اصل مقصد پورا کرچکا تھا۔ وہ اُن ٹڈی دل انبوہوں کو جو مصر کے حملہ کے لئے جمع ہوئے تھے برباد کرچکا تھا۔ اور اُس ملک میں اپنے دشمنوں کی ایسی خراب حالت کرچکا تھا کہ وہ مصر پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے تھے۔ اُس کی گولہ باری سے ایکری جلکر ایک ڈھیر ہوگئی تھی۔ اپنی مشرقی نورانی فتح کے خیالات اُس نے سپاہیوں پر ظاہر نہ کئے تھے اور وہ یہی جانتے تھے کہ اُنھوں نے بڑی فتحمندی کے ساتھ اُس مقصد کو پورا کردیا جس کا اُن پر اظہار کیا گیا تھا۔ یعنی ترکوں کی بڑی فوج کو ستیا ناس کردیا تھا۔ فتحمندوں کے سے تکبر سے پھول کر اُنھوں نے لوٹنے کی تیاری کی اور بڑی تیزی سے روانہ ہوئے کہ ایک ٹڈی فوج کا مقابلہ کریں جو رڈس Rhodes میں اس غرض سے جمع ہوئی تھی کہ مخالف بیڑہ کی مدد سے مصر کے ساحل کے کسی حصہ پر جا اُترے۔ اور اس طرح اگرچہ نپولین اپنی نہایت ہی عظیم الشان اور مخفی تجاویز میں ناکام ہوا تھا لیکن دنیا کی نگاہ میں وہ لافتح فاتح تھا۔

اسپتالوں میں بارہ سو مریض و مجروح تھے۔ جن کو گھوڑوں پر یا ڈولیوں میں لیجانے کو تھے۔ نپولین نے مجروحوں کے لئے اپنا گھوڑا چھوڑ دیا تھا اور ادنےٰ سپاہیوں کے ساتھ جلتی ہوئی ریگ پر پیادہ چلتا تھا۔ اور دروز نیز اور دوسری قومیں جن کو سلطان سے مخالفت تھی نہایت پریشان تھیں کیونکہ اب اُن کو فرانسیسیو

کی واپسی کا حال معلوم ہوا ۔ وہ جانتے تھے کہ احمد قصاب سخت انتقام لے گا۔ متحدہ بادشاہوں کی فتح نے اُن کے لئے نئی بیڑیاں تیار کیں اور خوف زدہ دیہات سے باپوں ۔ ماؤں ۔ بچوں کی فریاد وزاری نے اُس تشدد سے جو اب ترکوں کے ہاتھوں سے اُن پر ہو رہا تھا بلند ہو کر تمام مسیحی دنیا کے کانوں کو جھنجھنا دیا۔ لیکن انگلستان تو اتنا دور تھا کہ اُس کے خدا ترس ایوانوں میں بھلا یہ چیخیں کیونکر پہنچ سکتی تھیں۔!

یافہ میں منجملہ بہت سے بیماروں کے سات قریب مرگ پائے گئے یہ طاعون سے مر رہے تھے اور ہمراہ نہیں لئے جا سکتے تھے نپولین بے خطر اسپتال میں خود گیا اور اُس کے سب کمروں میں پھرا اور بیماروں سے تسلی دلاسہ کی باتیں کہیں۔ جاں بلب مریض اُس کو دیکھ رہے تھے اور لا بیان محبت سے اُس پر نگاہیں ڈالتے تھے جیسے کہ ایک کمرے سے وہ دوسرے کمرے کو جاتا تھا۔ اُن سات بیماروں کے متعلق جن کا ساتھ لے جانا غیر ممکن تھا نپولین بڑے تردد سے غور کرتا تھا اور اس خیال کو برداشت نہ کر سکتا تھا کہ اُن کو چھوڑ جائے اور وہ ترکوں کے ہاتھ پڑیں کیونکہ ترک ہر ایک قیدی کو بڑی ایذا دے کر قتل کرتے تھے پس اُس لے ڈاکٹر سے ایک تجویز کا اشارہ کیا اور وہ یہ تجویز تھی کہ اُن کو افیون کی ایک ایک گولی دے دی جائے جس سے بہت جلد اُن کی مصیبت آسان ہو جائے اور وہ ظالم دشمنوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ اس پر ڈاکٹر نے نہایت ہی قابلِ تعریف جواب دیا کہ "میرا کام چنگا کرنے کا ہے ہلاک کرنے کا نہیں ہے۔"

صہ ۱۰۹

نپولین ایک لمحہ سوچتا رہا اور پھر اس معاملہ میں کچھ نہ کہا۔ بلکہ پانسو سپاہیوں کا ایک چنداول اُن کے ہمراہ چھوڑ دیا کہ اُن کے پاس موجود رہیں جب تک کہ آخر سپاہی کا انتقال ہوا اس افیون کی گولی کے اشارہ کرنے سے نپولین پر بڑی

بڑی نکتہ چینیاں ہوئیں۔ مسیحی فرائض کو اس اشارہ سے چاہے جسقدر غلط نگاہی سے دیکھنا ثابت ہو لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو نہیں سکتا کہ نپولین ظالم مزاج کا شخص تھا۔ یہ اُس کی رحم دلی اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ الفت تھی جس نے اُس سے یہ تجویز کرائی تھی۔ ایک بے درد شیطان کو کیا پڑی تھی کہ ان چند بیکار اور جاں لب آدمیوں کے خیال سے اپنے دل کو تکلیف دیتا بلکہ اُن کا ذرا بھی خیال نہ کر کے اُن کو اُن کی قسمت پر چھوڑ دیتا۔ اُس بے رحمی کے متعلق جس سے نپولین پر اس واقعہ کی بدولت بھرمار ہو رہی تھی نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ہے:۔

"میری دانست میں ان مریضوں کو افیون دے دینا کوئی جرم نہ تھا۔ بلکہ جرم تو کجا میری رائے میں ثواب تھا۔ بیچارے چند مریضوں کو جن کو ہرگز صحت نہ ہو سکتی تھی اس غرض سے چھوڑ دیا جانا کہ ترک اپنے دستور کے موافق اُن کو بڑی اذیت دیکر قتل کریں میرے خیال میں ظلم کی بات تھی۔ جنرل کو اپنے سپاہیوں سے وہی کرنا چاہیے جو وہ خود اپنے ساتھ کیا جانا پسند کرتا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کوئی شخص جس کے حواس بجا ہوں ایسی حالت میں چند ساعت قبل آسانی سے مرنے کو ترجیح دیگا یا نہیں بجائے اس کے کہ ظالموں کے پنجہ میں پھنسکر ایذائیں جھیلے اور مرے۔ اگر میرا خود بیٹا۔ اور میں اپنے بیٹے سے اسی قدر محبت کر سکتا ہوں جسقدر کوئی دوسرا باپ کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہوتا جیسی ان مریضوں کی ہو رہی تھی تو میں یہی تجویز کرتا۔ اور اگر میری خود ایسی حالت ہوتی تو میں اسی تجویز پر اگر مجھ میں حواس اور کافی طاقت ہوتی اصرار کرتا۔ مگر معاملات کی ایسی نازک حالت نہ تھی کہ میں اُن کے ہمراہ کچھ آدمی نہ چھوڑ سکتا۔ چنانچہ میں نے اُن کے ہمراہ آدمی چھوڑ دیئے۔ اگر میں اس افیون کی تجویز کو ضروری خیال کرتا تو میں جنگی کونسل جمع کرتا اور اُس کی ضرورت کا اظہار کرتا اور یومیہ احکام میں اس حکم کو بھی درج کر دیتا

اور یہ بات مخفی نہ رہتی۔ کیا یہ بات تمھاری سمجھ میں آتی ہے کہ اگر مجھ میں اپنے سپاہیوں کو خفیہ زہر دینے کا مادّہ ہوتا اور اس طرح ایک ضروری فعل کو پوشیدہ کرنے سے اُسے مجرمانہ فعل بنایا کرتا یا میں ایسا ظالم ہوتا کہ اپنی گاڑی کو اپنے مجروح سپاہیوں کے جسموں پر جن سے ہنوز خون بہ رہا تھا دوڑایا کرتا تو کیا میرے سپاہی اُسی جاں نثاری اور محبت سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں میرے لئے جنگ کرتے۔ اگر ایک مرتبہ میں ایسا کر بھی لیتا تو دوبارہ مجھے ایسا کون کرنے دیتا۔ جس وقت میں صفوں کے سامنے سے جاتا ہوتا کوئی سپاہی میرے گولی مار دیتا یہاں تک کہ مجروحوں میں سے کوئی مجروح جس میں بندوق کا گھوڑا چڑھانے کی طاقت ہوتی میرا کام تمام کر دیتا۔ میں نے اپنے تمام ملکی دور میں ایک جرم بھی نہیں کیا۔ میں یہی بات اپنے آخری لمحہ میں کہہ سکتا ہوں اگر میں جرائم کا مرتکب ہوا ہوتا تو آج میں سینٹ ہلینا میں نہوتا میں نے بوربون خاندان کو قتل کرا دیا ہوتا۔ یہ فقط میری مرضی پر تھا اور دنیا سے اُن کا نشان معدوم ہو جاتا۔

اس نکتہ اخلاقی پر میں نے ہمیشہ غور کی ہے اور ہمیشہ یہی بہتر خیال کیا ہے کہ آدمی کو اپنی تقدیر کا لکھا پورا کرنے کی آخری دم تک اجازت دی جاے اور یہ قسمت کیسی ہی کیوں نہو اپنے رفیق ڈیوراک کے معاملہ میں بھی میں نے یہی تجویز کیا تھا جس کی میری آنکھوں کے سامنے آنتیں باہر نکل آئی تھیں اور وہ مجھ سے بار بار التجا کرتا تھا کہ اُس کی مصیبت کا خاتمہ کر دیا جاوے۔ لیکن میں اس سے یہی کہتا رہا "اے رفیق تیری مصیبت پر مجھے بڑا غم ہے لیکن کیا تدبیر کروں۔ آخر دم تک تجھے یہ اذیت برداشت کرنا پڑیگی"

سر رابرٹ ولسن تحریر فرماتے ہیں "اس بے رحم اور خون کے پیاسے شیطان نپولین نے یافہ میں اپنے مریض و مجروح پانسو اسی سپاہیوں کو صرف اس غرض زہر دے دیا کہ اُن کی خبرگیری کے بار سے سبکدوش ہو جاوے" یہ بیان تمام یورپ اور امریکہ میں مشتہر ہوا اور بہتوں نے

اس پر یقین کر لیا۔ اور ایسے ہی بیانوں کو دیکھ کر اب بھی ہزاروں آدمی نپولین کے چال چلن کا اندازہ کرتے ہیں۔ سر رابرٹ کو بعد کو معلوم ہوا کہ اُس نے بڑی غلطی کی اور پھر وہ نپولین کا موافق ہوگیا۔ اسی بدنام کرنے والے بیان کے متعلق کسی شخص نے نپولین کے سامنے سر رابرٹ ولسن کی طرف سے غصہ کا اظہار کیا۔ اس پر نپولین نے کہا:۔

"تم کو آدمیوں اور آدمیوں کے جذبات کا حال معلوم نہیں ہے جن سے اُن کو تحریک ہوتی ہے تم نے کس بات سے جان لیا کہ سر رابرٹ ولسن سرگرم اور تند جذبات کا آدمی نہیں ہے۔ اُس نے وہی لکھا ہے جس کے صحیح ہونے کا اُسے یقین تھا۔ ممکن ہے کہ اُسے غلط اطلاع ملی ہو یا اُس کو کسی نے دھوکا دیا ہو۔ اور اب اُس کو اپنی تحریر پر تاسف ہو۔ ممکن ہے کہ اب وہ ہمارا اُسی قدر بہی خواہ اور مخلص ہو جیسا پہلے بدخواہ تھا۔"

اس کے بعد نپولین نے پھر کہا "یہی نہیں ہے کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا نہیں بلکہ جرم کا تو میں نے دل میں بھی کبھی خیال نہیں کیا۔ میں تو ہمیشہ پچاس ساٹھ لاکھ آدمیوں کی رائے پر چلا ہوں۔ باوجود ان بدنام کرنے والی افواہوں کے مجھے تو شمہ بھر اپنی شہرت کی طرف سے خطرہ نہیں ہے۔ میرے ساتھ تو آنے والی نسلیں انصاف کرینگی سچائی کھل جائیگی اور وہ بھلائی جو میں نے کی ہے میرے قصوروں سے مقابلہ کی جائیگی اور نتیجہ کی طرف سے مجھے ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے۔"

سر رشتہ طبی میں بیرن لارے (Baron Larrey) ایک خاص افسر تھا۔ نپولین نے اومیرا O'Meara سے کہا "لارے سب سے زیادہ ایماندار آدمی تھا اور جتنے آدمی میں نے اب تک دیکھے ہیں اُن سب میں وہ سپاہی کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ مجروحوں کی دیکھ بھال سے وہ کبھی نہ تھکتا تھا جس وقت لڑائی ہو چکتی تھی وہ نوجوان جراحوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر یہ دیکھتا پھرتا تھا کہ کس کس میں

جان کی رمق باقی ہے۔ اپنے ماتحتوں کو دم لینے کی فرصت نہ دیتا تھا اور ہمیشہ اُن کو اُن کے کام پر مستعد رکھتا تھا۔ وہ جنرلوں کو حیران کر ڈالتا تھا اور راتوں میں اُن کو سوتے سے جگا دیتا تھا جب کبھی اُس کو مجروحوں یا مریضوں کے لئے رہنے کی جگہ یا کسی اور مدد کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب جنرل اُس سے ڈرتے رہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر لارے کی مرضی کے موافق اُس کی مدد نہ کی جاویگی تو وہ مجھ سے شکایت سنا دیگا۔

یورپ واپس آنے پر لارے نے طب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کو نپولین کے نام سے اُس غور و پرداخت کی شکرگزاری میں جو نپولین نے مریضوں اور مجروحوں کے متعلق کی تھی معنون کیا اسیولینی Assulini جو ایک مشہور و معروف طبیب تھا لکھتا ہے "نپولین نے جو ضرورت کے موقع پر بڑے کام کا آدمی ہے۔ چند موقعوں پر بیماری لگ جانے کے خطرہ کا نڈری سے مقابلہ کیا۔ میں نے اُسے یافہ کے اسپتالوں میں دیکھا ہے کہ بیماروں کے کمرے ملاحظہ کرتا پھرتا تھا اور اُن سپاہیوں سے جنھیں طاعون ہو گیا تھا بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتا تھا۔ اس بہادرانہ نظیر سے فوج میں خطرہ گھٹ گیا۔ بیماروں کو تسلی ہوئی۔ اور اسپتال کے ملازموں کی ہمت بڑھی جن کو مرض کے متعدی ہونے کے خطرہ نے بڑا پریشان کر رکھا تھا"

صفحہ ۱۱

جلتے ہوئے ریگستان پر یہ لمبا کوچ نہایت مصیبت خیز تھا۔ بہت سے مجروح و مریض تو جان بحق ہو گئے فوج کی مصیبتیں خیال سے باہر ہیں۔ بارہ سو تو ایسے شخص تھے جو شدت مرض سے ناتوان ہو رہے تھے یا شکستہ ہڈیوں اور بدنما زخموں کی وجہ سے جاں کنی کے درد میں مبتلا تھے اور ناہموار تکلیف دہ رستہ میں گھوڑوں پر لیجائے جا رہے تھے اور ان میں بہت سے درد اور مرض سے اسقدر کمزور تھے کہ گھوڑوں پر باندھ دیئے گئے تھے اور اسی حالت میں جلد جلد آگے لیجائے جا رہے تھے بعض

مجروح ایسے تھے کہ اُن کے اعضا تازہ کٹے ہوئے تھے اور ہڈیاں پاش پاش تھیں۔ فوج کا نشان اُن مُردوں سے لگتا تھا جو رستہ کے کنارے پڑے تھے۔ مریضوں اور مجروحوں کے لئے کافی گھوڑے نہ تھے اگرچہ خود نپولین اور اُس کے جنرل پیدل چل رہے تھے۔ توپیں ریگ کے ٹیلوں میں چھوڑ دی گئی تھیں کہ گھوڑے مریضوں کے کام میں آسکیں۔ بہت سے مجروح اور مریض بہ ضرورت رستہ میں چھوٹ گئے۔ بہت سے ایسے مصیبت زدہ تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ اگر رہ گئے تو تُرکوں کے ہاتھ پڑینگے اور بڑی اذیتوں سے مارے جائینگے۔ اور اُن کو گھوڑے میسّر نہ آ سکے تھے۔ خون بہتے ہوئے زخموں سمیت انتہائے درد کی حالت میں اپاہجوں کی طرح لنگڑا لنگڑا کر چلتے تھے۔ بڑی خوشامد سے مگر بیکار وہ اپنے ساتھیوں سے امداد کی استدعا کرتے تھے۔ مصیبت کے وقت رحم کہاں باقی رہتا ہے۔ جنگ کے خطرات اور اُس کے بد اخلاق نتائج کا جیسا اس پچیس دن کے سفر میں اظہار ہوا ہے شاید اس سے زیادہ کسی موقع پر ہوا ہوگا۔

اس مصیبت کے منظر سے جو نپولین کے گرد تھا اس پر بڑا اثر تھا۔ ایک دن جیسے کہ وہ تنہا ریگ پر کشاں پیدل جا رہا تھا اور ملک شام کی تیز دھوپ اُس کے بے پناہ سر پر پڑ رہی تھی اور مریض و مجروح اُس کے گرد تھے وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہٹا کٹا افسر گھوڑے پر چڑھا چلا جا رہا ہے اور اپنا گھوڑا بیماروں کو دینے سے انکار کرتا ہے۔ اس پر نپولین کو ایسا سخت غصہ آیا کہ اپنی شمشیر کا قبضہ اُس افسر کے اس شدت سے مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا گھوڑا ایک مجروح سپاہی کو دے دیا۔ اس فعل پر تمام فوج میں تعریفوں کے نعرے گونج گئے۔ کراماً کاتبین اس فعلِ ظلم کو جو نپولین سے اس افسر کے بارہ میں سرزد ہوا ہے آبِ اشک سے مٹا دینگے۔

مورخ کو یہ استحقاق نہیں ہے کہ نفرت خیز خطرات جنگ پر نقاب اخفا ڈالے اگرچہ اُس کا جی یہی چاہتا ہے کہ ڈراونی داستانوں سے اپنے صفحہ کو محفوظ رکھے لیکن نہیں انسانیت کا یہی تقاضا ہے کہ وحشیانہ حرکات۔ جرایم اور جنگ سے واقع ہونے والے ظلموں کی تصویر کھینچی جاوے۔ اکثر سپاہی مجروحوں اور مریضوں کی ذرا بھی مدد نہ کرتے تھے۔ اُنھیں ڈر تھا کہ جو شخص تندرست نہ تھا طاعون میں مبتلا تھا۔ اور جب وہ جاں بلبوں کو جو ریت پر گر پڑتے تھے اُٹھنے کی تشنجی کوشش کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو بے طرح قہقہے لگاتے تھے۔ ایک کہتا تھا "دیکھنا وہ اپنے دن پورے کر چکا" دوسرا کہتا تھا "ہاں اب وہ آگے نہ جائیگا" اور جب یہ نیم جان ایسا گرتا تھا کہ پھر نہ اٹھ سکتا تھا تو یہ سپاہی بڑی بے پروائی سے کہتے تھے "لو وہ تو ٹھکانے ہو گیا"

اس کوچ میں فوج کو عرب سواروں سے جو اُس کے گرد منڈلاتے رہتے تھے تکلیف پہونچتی رہتی تھی۔ اپنے کو حملہ سے محفوظ رکھنے اور حملوں کا انتقام لینے کے لئے وہ دیہات میں آگ لگاتے جاتے تھے اور اناج کے کھیت جلاتے جاتے تھے اور درندوں کی سی شدت سے چیختی ہوئی بوڑھی عورتوں اور کنواری لڑکیوں کے پیچھے دوڑتے تھے۔ فوج کے رستہ میں بھی تماشے ہوتے جاتے تھے کیونکہ بدمعاش سے بدمعاش آدمی کی کھپت صرف فوج ہی میں ہے۔ نپولین بھی بعض وقت حواس باختہ ہو جاتا ہوگا جبکہ وہ دیکھتا ہوگا کہ اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے وہ کیسے جہنمی وسائل سے کام لے رہا تھا۔ نپولین کی طرف سے جو عذر پیش کیا جا سکتا ہے وہ صرف یہی عذر ہے کہ اُس زمانہ میں بھی اور اب بھی دنیا کا یہی عقیدہ ہے کہ جنگ مع اپنی نہ ٹلنے والی آفتوں کے ایک ضروری بلا ہے۔ سپاہی خوش ہوتے تھے اگر کسی مکان سے اُن پر گولی آتی تھی کیونکہ اس سے اُن کے ہاتھ ایک عذر آتا تھا کہ اُس مکان میں

گھس جائیں اور اُس کے پوشیدہ کمروں میں ناگردنی افعال کے مرتکب ہوں۔

طاعون کے مریض اصل فوج سے کچھ فاصلہ پر چلتے تھے اور شب میں بھی فوج سے علیحدہ ٹھہرتے تھے اور ایسے دلیر سپاہی جو باڑیوں پر بے خوف و ہراس حملہ کرسکتے تھے ان مریضوں کے قریب نہ جاتے تھے۔ لیکن نپولین کا خیمہ اُن کے قریب کھڑا کیا جاتا تھا اور شام کو وہ ہمیشہ خود جاکر دیکھتا کہ مریضوں کی حوائج پوری ہوگئیں یا نہیں اور صبح کو وہ خود کھڑا ہوکر پدرانہ شفقت سے دیکھتا کہ وہ ٹھیک طور سے روانہ ہوگئے یا نہیں نپولین کی رحم دلی نے جو اپنی شہرت سے دنیا کو بھر رہا تھا سپاہیوں کے دلوں کو فریفتہ کرلیا تھا۔ وہ سپاہیوں کی محبت کا مستحق تھا اور آج کے دن تک یہی حال ہے کہ نپولین کے وقت کی لڑائیوں کے معذور و مجروح سپاہی جو شہر پیرس کے **دارالمعذورین** میں ہیں نپولین کا نام سنتے ہی بیتاب ہوجاتے ہیں۔ زمانہ موجودہ یا زمانہ گزشتہ کا کوئی شخص نپولین بوناپارٹ کی طرح محبوب و ہردلعزیز نہیں ہوا ہے اور وہ لوگ جو اُس کو سب سے اچھی طرح جانتے تھے اُس سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

فوج کی واپسی کے وقت ایک دن ایک عرب قبیلہ کے کچھ لوگ نپولین سے ملنے آئے اور اپنی خدمات بطور بدرقہ کے پیش کیں اور اس قبیلہ کے سردار کا دوازدہ سالہ بیٹا ایک سانڈنی پر نپولین کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتا جاتا تھا۔

یہ گبرو عرب بولا "**سلطان کبیر** اب چونکہ تم قاہرہ جارہے ہو میں تم کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں"

نپولین نے جواب دیا "کہو کیا مشورہ ہے اگر تمھارا مشورہ اچھا ہوگا تو میں اُس پر عمل کرونگا"

عرب نوجوان کہنے لگا "میں تم کو وہی مشورہ دونگا جو میں خود کرتا اگر میں تمھاری

جگہ پر ہوتا یعنی جیسے کہ میں قاہرہ پہونچتا۔ میں چوک کے سب سے امیر کنیزوں کے تاجر کو طلب کرتا اور سب سے زیادہ حسین حسین عورتیں اپنے واسطے منتخب کرتا۔ پھر میں سب سے دولتمند جوہریوں کو بلاتا اور اُن کے سرمایہ کا بڑا جزو لے لیتا اور دوسرے تاجروں کے ساتھ بھی یہی کرتا۔ اسلئے کہ بادشاہ اور صاحب اختیار ہونے سے آخر نتیجہ ہی کیا ہے۔ اگر دولت جمع نہ کی جائے۔"

اس پر نپولین نے جواب دیا "اے دوست تم نے سچ کہا۔ لیکن فرض کرو کہ اگر یہی فعل زیادہ فیاضانہ ہو کہ یہ سب چیزیں جن کا تم نے ذکر کیا میں دوسروں کے لئے چھوڑ دوں۔"

یہ نوجوان وحشی عرب ایسی۔ وسیع۔ شائستہ۔ اور اخلاقی ہوس کا احاطہ کرنے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد نپولین نے کہا "مگر یہ نوجوان بہت ہونہار نظر آتا تھا۔ وہ بڑا دل چلا اور بہادر تھا اور اپنے سپاہیوں کو بڑی شان اور ترتیب سے لے چلتا تھا اور شاید اس کی تقدیر میں لکھا ہے کہ قاہرہ کے چوک میں ایک دن وہ اپنے احکام کی تعمیل کرائیگا۔"

تین مہینے باہر رہنے کے بعد آخرکار نپولین قاہرہ پہونچا۔ شہر میں وہ بڑے کروفر سے داخل ہوا۔ مصر میں واپس آنے پر اُسے معلوم ہوا کہ فوج میں بڑی ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک سال سے زائد ہو چکا تھا کہ سپاہی فرانس سے علیحدہ تھے اور چھ مہینہ سے اُنھوں نے وطن کی کوئی خبر نہ سنی تھی کیونکہ ایک بھی فرانسیسی جہاز بحر روم عبور کرنے کے لایق نہوا تھا۔ نپولین نے یہ دیکھکر کہ مشرق میں سلطنت قایم کرنے کی امیدوں کا خاتمہ ہوگیا جس سے تمام مشرق ماند ہو جاتا اپنی توجہ فرانس واپس جانے کے متعلق مصروف کردی لیکن اُسے معلوم تھا کہ رڈس میں ایک اور بہت بڑی فوج جمع تھی اور روس اور انگلستان کے بیڑوں کی مدد سے مصر پر یورش کریگی پس اس قوی فوج کا قلع قمع

کئے بغیر وہ مصر میں اپنی فوج کے چھوڑ جانے کا خیال نہ کر سکتا تھا۔ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فوج کس مقام پر اُترے گی پس اُس نے اُس کا انتظار شروع کیا۔

جولائی ۱۷۹۹ء کی ایک شام کو نپولین ایک دوست کے ساتھ قاہرہ سے قریب اہرام مصر کے نیچے ٹہل رہا تھا کہ ایک عرب سوار گرد کے بادل میں لپٹا ہوا ریگستان کی سمت سے بہ سرعت تمام اُس کی طرف آتے ہوئے نظر آیا۔ یہ اسکندریہ سے ایک تحریر لایا تھا جس سے معلوم ہوا کہ خلیج ابوکر میں ایک بڑا زبردست بیڑہ نظر آیا اور اٹھارہ ہزار خوفناک نڈر ترک سپاہی جو بندوق پستول اور تلوار سے مسلح تھے کنارہ پر اُتر آئے اُن کے ساتھ بے شمار توپیں ہیں اور ان توپوں پر انگریز افسر ہیں۔ اور روس۔ انگلستان اور ٹرکی کا متحدہ بیڑہ بڑے سامانوں کے ساتھ خلیج میں کھڑا ہے اور مُراد بے بہت سے مملوک سواروں کے ساتھ بالائے مصر میں ریگستان عبور کر رہا ہے کہ حملہ آوروں کا شریک ہو جائے۔ ابوکر کی بستی پر ترک قبضہ کر چکے ہیں اور بستی کے فرانسیسی سپاہی قتل ہو چکے اور گڈھ کی لے لیا اور اس طرح مصر پر طوفان آلوٹا ہے۔

نپولین ذرا اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا۔ اور تین بجے صبح تک فوج کے فوری کوچ کے متعلق اور اُس سپاہ کے لئے جو قاہرہ میں رہنے کو تھی احکام لکھواتا رہا۔ چار بجے فجر کو وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج نے کوچ شروع کیا۔ بہ ضرورت تمامی فرانسیسی فوج مصر میں پھیلی ہوئی تھی۔ یعنی کچھ تو بالائے مصر میں تھی جو قاہرہ سے آٹھ سو میل تھا۔ اور کچھ ریگستان کی حدود پر تھی کہ شام کے حملوں کو روکے اور کچھ فوج اسکندریہ میں تھی۔ پس نپولین اپنے ہمراہ صرف آٹھ ہزار فوج لے سکا۔ رات دن دم بند کر دینے والی گرد میں جلتی ہوئی ریگ پر جھلسا دینے والے آفتاب کی شعاعوں کے نیچے نپولین کی فوج بھوکی پیاسی فولادی پٹھوں کے ساتھ قریب دوڑتی چلی گئی اور وہ حیرت انگیز منزلیں طے کیں جس سے دنیا دنگ ہو گئی۔ سات روز میں نپولین خلیج ابوکر جا پہنچا۔

۲۵- جولائی ۱۷۹۹ء کی نصف شب کا وقت تھا کہ چھ ہزار فوج کے ساتھ نپولین ترکوں کے سامنے جو مضبوط مقامات پر مورچہ بند تھے جا پہونچا۔ ترکوں نے ریگ میں خلیج کے کنارے مورچے قایم کئے تھے۔ نپولین ایک بلندی پر چڑھ گیا اور خوابیدہ دشمن کی مورچہ بندی کو غور سے دیکھا اُس نے چاندنی میں دیکھ لیا کہ متحدہ بیڑہ خلیج میں لنگر انداز تھا۔ اور اُس کی مشاق نگاہ نے اس زبردست دشمن فوج کے پیدلوں۔ رسالوں اور توپخانوں کی تعداد کو شمار کرلیا۔ اُسے معلوم ہوا کہ ترکوں کو مصر کے زبردست سواروں اور بہت سی پیدل کمک کا جو ایکری اور دوسرے مقامات سے آنے کو تھی انتظار تھا۔ جنرل کلیبر ابھی دو ہزار فوج کے ہمراہ نہیں آیا تھا۔ لیکن نپولین نے فوراً حملہ کرنے کا عزم کرلیا باوجودیکہ ترک پورے اٹھارہ ہزار تھے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ برابر کی لڑائی نہ تھی۔ یہ ترک سب سے زیادہ خوفناک۔ بے رحم اور بہادر تھے اور اُن کے عزم وہمت کی انگریزی افسروں اور فرانسیسی انجنیروں نے رہنمائی کی تھی۔ یہ وہی سمندر کا کنارہ تھا جہاں ٹھیک ایک سال قبل نپولین اپنی افواج کے ساتھ اُترا تھا اور اب جس مقام پر یہ متحدہ بیڑہ غرور سے کھڑا تھا اُسی جگہ پر فرانسیسی بیڑہ غارت ہوا تھا۔ اس حادثہ کی آتش انتقام سے نپولین کا کلیجہ بُھنا ہوا تھا جیسے کہ وہ خاموش اس منظر پر غور کر رہا تھا۔ مُرات اُس کے قریب کھڑا تھا اُس نے اُن بڑے بڑے نتیجوں کو جو اس جنگ کے آغاز سے پیدا ہو سکتے تھے پہلے سے دیکھ لیا۔ یعنی شکست کی حالت میں اُس کی قطعی بربادی تھی۔ اور اگر اُس کو جزوی فتح ہوتی تو یہ جنگ بہت عرصہ تک جاری رہ سکتی اور پھر عزت کے ساتھ مصر چھوڑنا اور فرانس کو جانا غیر ممکن تھا۔ لیکن ہاں اگر وہ اپنے دشمنوں پر قطعی فتح پاتا اور اُن برباد کر دیتا تو لا فتح فاتح کی طرح وہ اپنی فوج کو اطمینان وحفاظت کے ساتھ مصر میں چھوڑ کر پیرس کو لوٹ سکتا تھا۔ اور وقت کی ہنگامہ پردازیوں کے سبب سے اُس کو شبہ نہ تھا کہ اُس کے سامنے شان وشوکت کا رستہ

کھُلا ہوا تھا۔ اُن بڑی بڑی باتوں کے خیال سے جن کی بابت اُس کو یقین تھا کہ وہ پیدا ہوا تھا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ کہنے لگا۔ "مُرات یہ جنگ دنیا کی قسمت کا فیصلہ کردیگی"۔ یہ رسالوں کا ممتاز کمانڈر۔ نپولین کے عظیم الشان خیالات کی بڑی وقعت کرتا تھا اور وہ کہنے لگا "کم سے کم یہ جنگ اس فوج کی قسمت کا ضرور فیصلہ کردیگی۔ یعنی فرانسیسی سپاہی عزم بالجزم کرچکے ہیں کہ یاتو فتح کرینگے یا ایک ایک کرکے مرجائینگے اور آپ یقین فرمائیں کہ رسالوں نے اگر کبھی پیدلوں پر اُن کے مُنہ تک حملہ کیا ہے تو کل میرے رسالے اسی قسم کا حملہ کرینگے"

مشرق میں سپیدۂ صبح آغاز ہو رہا تھا کہ ترکی فوج فرانسیسیوں کے قدموں کی دہل اور اُن کے گولوں کی بوچھار سے جو ترکوں کے مورچوں میں برس رہے تھے بیدار ہوئی۔ اور اب اُن نہایت ہی ہولناک لڑائیوں میں سے جن کا صفحات تاریخ میں تذکرہ ہے ایک لڑائی شروع ہوئی۔ اس موقع سے بڑھ کر نپولین کی ذہانت کسی اور موقع پر زیادہ خوفناکی سے ظاہر نہ ہوئی۔ وہ ساکت مستقل۔ غیر مضطرب اور بے رحم ایک ڈھلوان پہاڑی پر کھڑا تھا۔ اور نہ روکے جا سکنے والے ہنر سے خونریزی کی ہدایت کر رہا تھا۔ فرانسیسی بھیڑیوں کے مانند حملہ آور ہو رہے تھے اور ترک غزالوں کی طرح بھاگ رہے تھے ہر شخص کو یاد تھا کہ مغرور فرانسیسی بیڑہ اسی خلیج میں برباد ہوا تھا۔ ہر سپاہی کو معلوم تھا کہ یورپ کے تاجداروں نے فرانسیسی جمہوری حکومت کے برباد کرنے کو ایکا کیا تھا ہر شخص کو اس بات سے مسرت تھی کہ چھ ہزار جمہوری فرانسیسی انگلستان۔ روس اور ٹرکی کے متحدہ پورے بیس ہزار سپاہیوں پر حملہ آور تھے۔ حملہ کی ترکیب اور بے باکی سے ترک بدحواس ہوکر ایک دوسرے پر تہ و بالا ہوگئے۔ فرانسیسی ایسی سرعت سے بندوقیں بھرنے اور فیر کرنے کے مشاق تھے کہ معجزہ معلوم ہوتا تھا۔ گولوں۔ گولیوں اور سیل کے گولوں کا ترکوں پر طوفان برپا تھا۔ ترک پاش پاش کردیے گئے تھے۔ کاٹ ڈالے گئے تھے اور سنگینوں سے چھید ڈالے گئے تھے اور گھوڑوں کے آہنی سُموں سے پامال ہوگئے

تھے۔ پریشانی اور بدحواسی کی انتہائی حالت میں ہزاروں سوار پیدل سمندر میں پھاند پڑے اور مجنونوں کی طرح یہ کوشش کی کہ تیر کر جہازوں تک جا پہونچیں جو تین میل پر سمندر میں کھڑے تھے عزم وہمت کے نہایت ہی خوفناک سکوت سے فرانسیسیوں نے ان ڈوبتے ہوئے ترکوں پر اپنی باڑیوں سے طوفان برپا کر دیا اور پانی پر اولوں کی طرح گراب کا مینہ برسنے لگا۔ ترکی فوج جزیرہ نما کی نوک پر تھی۔ اور خشکی میں ہو کر بھاگ جانا غیر ممکن تھا۔ اُنھوں نے پناہ نہ طلب کی اور نپولین کی خاموش اور مغرور طبیعت اس عزم سے مشتعل تھی کہ ایسی فتح حاصل کرے جس سے ابوکر کا نام فرانسیسی فوج کے لئے جیت لے۔ مرات نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا یعنی وہ ترکوں کے نہایت ہی گھنے انبوہ میں رسالہ لے کر گھس گیا اور اپنے بے خطر زبردست گھوڑے کو یہاں تک مہمیز کیا کہ وہ فوج کے مرکز میں جہاں **مصطفےٰ پاشا** کھڑا تھا جا پہونچا۔ اس متکبر پاشا کو مشکل سے اتنی مہلت ملی کہ اپنا پستول مرات پر سر کرے جس سے مرات کو ایک اوچھا زخم پہونچا۔ لیکن مرات نے اپنی تلوار سے مصطفےٰ پاشا کی کلائی سے اُس کا آدھا ہاتھ کاٹ دیا۔ اور اس طرح ترکی فوج کا سردار مجروح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بڑی شادمانی سے نپولین کے سامنے بھیجا گیا۔

جس وقت یہ نامور قیدی نپولین کے سامنے آیا نپولین نے اُس کو اُس کی فاش ہزیمت پر تشفی وتسلی دی اور کہا کہ میں آپ کی بہادری کا حال جو اس جنگ میں آپ نے ظاہر کی ہے **سلطان** کو لکھونگا اگرچہ بدقسمتی سے آپ یہ جنگ ہار گئے ہیں۔“

اس پر مغرور ترک نے تکبر سے جواب دیا ”آپ کو تکلیف فرمانے کی کوئی حاجت نہیں ہے میرا آقا مجھے اُس سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے جیسا کہ آپ جان سکتے ہیں۔“

چار بجے شام سے قبل تمام ترکی فوج برباد ہو چکی تھی اور مشکل سے ایک آدمی بھی بھاگ کر جان سلامت لے گیا تھا۔ قلعہ میں قریب دو ہزار کے سپاہ قید کر لی گئی اور باقی سب یا تو

مارے گئے یا ڈوب گئے۔ سر سڈنے اسمتھ جس نے ترکی فوج کے لئے یہ جگہ منتخب کی تھی بہزار دشواری گرفتار ہونے سے بچا۔ اس قتل و خونریزی کے ہنگامہ میں وہ ایک کشتی کے ذریعہ سے ایک جہاز تک پہونچگیا تھا۔ بارہ ہزار سے زیادہ ترکوں کی لاشیں خلیج ابوکر کی لال موجوں پر اترا رہی تھیں۔ چند ہی ماہ قبل اسیقدر فرانسیسی اسی خلیج میں مارے جا چکے تھے۔ صفحات تاریخ میں ایسی خونریز لڑائیاں کم نظر آتی ہیں۔ اگر بحری جنگ میں خدا فرانسیسیوں سے ناراض تھا تو فرانسیسیوں کے دشمنوں پر برّی جنگ میں اُسی قہر کے ساتھ خدا کا غضب نازل ہوا۔

اب بحر روم کی امواج کے نیچے آفتاب ڈوبا۔ نپولین اپنے خیمہ کے دروازے پر کھڑا خاموشی سے اُس منظر پر غور کر رہا تھا جہاں سے اُس کے دشمن قطعی اور یکایک غائب ہو گئے تھے۔ اب دو ہزار فوج کے ساتھ کلیبر بھی آ پہونچا۔ جس کا نپولین نے انتظار کیا تھا۔ یہ نامور مرد میدانِ ہیجا جو عرصہ سے نپولین کا دلدادہ تھا اس فتح کی عظمت پر غور کرنے سے حیرت میں ہو گیا اور فرط جوش سے اپنے محبوب جنرل کے گلے میں باہیں ڈال کر کہنے لگا "آئیے ذرا آپ سے بغلگیر تو ہو لوں۔ آپ تو اکیلے ایک عالم کے برابر ہیں۔"

اب مصر میں خاموشی ہو گئی تھی اور کوئی دشمن باقی نہ تھا جس کا مقابلہ کیا جاتا۔ اور کسی جانب سے فوراً حملہ ہونے کا خدشہ باقی نہ رہا تھا۔ اور مصر کی شیرخوار نوآبادی کے یومیہ امورِ انتظامی کے سرانجام کے سوا کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ جس کو کسی مخصوص لیاقت والے شخص کی حاجت نہ تھی اور اُس کو ایک عزت دار افسر اچھی طرح کر سکتا تھا۔

لیکن یہ فتح جو اسقدر مصائب اور اتلاف جان کے بعد حاصل کی گئی تھی ایک بے ثمر فتح تھی۔ اب فوج کو ہندوستان کے حملہ کا خیال کرنا بیکار تھا۔ کیونکہ وہ تنہا رہ گئی تھی اور اُس کے تعلقات یوروپ سے قطع ہو گئے تھے۔ فرانسیسی سپاہیوں نے گویا ناکام فتح کیا تھا۔ یعنی اب ایسی حالت میں مصر میں نوآبادی قایم کرنے سے کیا فائدہ تھا کیونکہ

روسی انگریزی اور ترکی بیڑے بحر روم میں منڈلا رہے تھے اور انھیں جہازوں کی وجہ سے فوج کا فرانس کو لوٹنا غیر ممکن تھا اس طرح فاتح فرانسیسیوں نے اپنی فتح و فیروزی کے عین شباب میں خود اپنے لئے ایک محبس تیار کیا تھا جس سے وہ نکلکر بھاگ نہ سکتے تھے اگرچہ اپنے دشمنوں کو اُس کے قریب سے پس پا کر سکتے تھے۔ رہی مصر کی بادشاہت تو وہ اتنی چھوٹی تھی کہ نپولین کے بے پایان ہوس کی پیاس نہ بجھا سکتی تھی۔ نپولین نے صرف یہی خیال کیا کہ تقدیر نے مشرق میں اُسے اس لئے سلطنت قایم کرنے نہیں دی کہ وہ مغرب میں ایک سلطنت کی طرف اُس کی رہنمائی کر رہی تھی۔

اب دس مہینے سے نپولین کو یورپ کے متعلق کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تھی۔ سرسڈنے اسمتھ نے یا تو بہ خیال شرافت و اخلاق یا حاسدانہ مسرت سے اُن حادثات کی خبریں دینے کو جو فرانس پر یکے بعد دیگرے پڑ رہی تھیں نپولین کو ایک پلندہ اخباروں کا بھیجا جن میں فرانس کے متعلق نہایت ذلیل کرنے والی خبریں درج تھیں۔ اب مخالف بیڑہ نے اپنے اٹھارہ ہزار آدمی یا تو پانی میں غرق یا ریگ میں دفن چھوڑ کر لنگر اٹھایا اور غائب ہوگیا۔

صفحہ ۱۱۳ نپولین تمام رات یہ کاغذات بڑے شوق سے پڑھتا رہا اور اس کو معلوم ہوا کہ فرانس کی سخت نازک حالت ہو رہی تھی اور رعایا کو نالایق ڈائرکٹروں سے جو نہایت ہی مہمل تجویزیں پیش کرتے تھے سخت نفرت اور بے پروائی پیدا ہوگئی تھی اور سازشوں اور قتلوں کی گرم بازاری ہو رہی تھی اور اُس کو اس سے سخت تعجب ہوا کہ یورپ کے بادشاہوں سے فرانس کی پھر جنگ چھڑ گئی تھی اور آسٹریا والوں نے فرانس پر از سر نو حملے شروع کر دیئے تھے اور فرانسیسیوں کو کوہ الپس کے پار بھگا دیا تھا اور بدحواس جمہوری فرانس کی سرحدوں پر متحدہ بادشاہوں کی فوجیں چڑھی چلی آ رہی تھیں۔

نپولین نے بیورین سے کہا " ہائے افسوس دیکھو نا۔ میرے خیالات ٹھیک نکلے

ان احمق ڈائرکٹروں نے اٹلی کو ہاتھ سے کھو دیا۔ اور میری جملہ فتوحات کا پھل ضائع ہو گیا اب میں مصر میں نہیں رہ سکتا۔ مجھے فوراً فرانس واپس جانا چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو ان بگڑے ہوئے معاملات کو درست کرنا۔ اور فرانس کو بربادی سے بچانا چاہئے"

نپولین کے دماغ میں یہ خاص خصوصیت تھی کہ اُس کے فیصلے فوری اور طبعی ہوتے تھے اور عام قاعدہ کے موافق بہت سے سوچ بچار کے بعد نہیں کئے جاتے تھے۔ برقی سرعت کے ساتھ وہ سوال کے جملہ پہلوؤں پر نظر ڈال جاتا تھا اور فوراً نتیجہ نکال لیتا تھا۔ نپولین کی تجویز جو بظاہر سرسری معلوم ہوتی سب دور اندیشیوں کا احاطہ کر لیتی تھی اور ایسی تجویز ہوتی تھی کہ دوسرے شخص بڑے دردسر کے بعد ہفتوں کی کاہشوں اور مباحثہ کے بعد شاید نہ نکال سکتے تھے۔ اس طرح میدان جنگ میں جبکہ مختلف مقامات پر بازار قتال گرم ہوتا وہ ایک ساعت کے واسطے بھی متفکر نہ معلوم ہوتا تھا اور کبھی اس پس و پیش میں نہ ہوتا تھا کہ کونسی تجویز اختیار کرے بلکہ فوراً بغیر ذرا سی بھی غلطی کے اُسی تجویز پر رائے قایم کر لیتا تھا جس کی طرف بڑے غور اور پختگی کے مباحثے اُس کی رہنمائی کرتے۔ اُس کے فیصلوں کی یہ طبعی سرعت اُس کی زبردست طاقت کا بڑا راز تھی اور یہی بات ہر امر میں دیکھی جاتی تھی جس سے بشر کے دماغ کو کام پڑ سکتا ہے اور اسلئے وہ لمحوں میں اُس قدر کام انجام دے سکتا تھا جس میں دوسروں کو دن لگ جاتے تھے۔

اسی طرح معاملہ موجودہ میں اُس نے فرانس کی واپسی کے وقت کو انتخاب کیا۔ اپنی مراجعت کے متعلق ہر ایک امر فوراً اُس کے دل میں طے ہو گیا یعنی فوج کس کام میں لگائی جاوے۔ رستہ میں انگریزی جہازوں سے کس طرح بچے اور اپنے ساتھ کون کون سے اشخاص لے۔ اُس نے بیورین۔ برتھیر۔ اور گین تھیوم کو بلایا اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کے معاملہ کو سخت پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی کہ مبادا اُس کی

تیاریوں کی خبر متحدہ بیڑہ کو پہونچ جاوے۔ اُس نے گین تھیوم Gantheaume کو حکم دیا کہ اسکندریہ کی بندرگاہ میں دو چھوٹے جہاز اور دو چھوٹی کشتیاں جن میں دو ماہ کے لئے چار سو آدمیوں کا کھانا موجود ہو تیار رکھے۔

پھر نپولین مع فوج کے قاہرہ کو لوٹا اور ۱۰۔ اگست ۱۷۹۹ء کو قاہرہ جا پہونچا اور پھر ایسے فاتح کے کر و فر کے ساتھ جس کو کوئی روک ہی نہ سکتا ہو وہ شہر میں داخل ہوا۔ اور مصر کی تحقیقات کے واسطے ایک مہم کی تجویز کر دینے سے اُس تمامی شبہ کو روک دیا جو اُس کی مجوزہ مراجعت کے متعلق سپاہ میں پیدا ہو سکتا تھا۔

ایک دن اُس نے اعلان کیا کہ وہ دریائے نیل کے ڈیلٹا[1] کی جانچ کو جاتا ہے جہاں اُسے چند روز درکار ہونگے اور اُس نے چند ہمراہی اپنے ساتھ لئے اور تیزی سے ریگستان عبور کر کے بہت جلد اسکندریہ جا پہونچا اور یہاں ۲۲۔ اگست کو وہ داخل ہوا اُسی دن رات کی اندھیری میں آٹھ رفیقوں کے ہمراہ شہر چھوڑ دیا اور گارڈ کے چند لوگ اُس کے ساتھ تھے۔ بڑی سرعت اور خاموشی سے وہ خلیج کے سُنسان مقررہ موقعہ پر آیا اور اس جماعت کو حیرت تھی کہ وہ کہاں جا رہا ہے یہاں تاریکی میں دو چھوٹے جہاز کچھ فاصلہ سے سمندر میں لنگر انداز معلوم ہوتے تھے اور چند چھوٹی مچھلیاں پکڑنے کی کشتیاں کنارہ سے لگی کھڑی تھیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی منتظر تھیں۔

اب نپولین نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ ہم فرانس جاتے ہیں۔ اس جماعت کی مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے گھوڑے تو کنارہ پر چھوڑ دئے گئے کہ اسکندریہ کو چلے جائیں اور فتحمند فراری کشتیوں میں چڑھ لئے اور تاریک سُنسان رات میں جہازوں پر جا پہونچے۔ فوراً پال کھول دئے گئے۔ اور سپیدۂ صبح کے آغاز سے قبل نیچے ریگ کے مصری کنارے سمندر کی اُفق میں نظروں سے نہاں ہو گئے۔

---

[1] ڈیلٹا اس قطعہ زمین کو کہتے ہیں جو دریا کے دہانہ کے قریب دریا کی پھٹی ہوئی دھاروں سے مثلث کی شکل سے گھر جاتی ہے ۱۲ مترجم۔

(صفحہ ۱۱۳)

باب چہاردہم

مصر سے مراجعت

فرانس کی ملکی حالت۔ نپولین کا انسانوں کی بابت اندازہ۔ بحری سفر کے خطرات۔ نپولین کی کتب بینی میں مصروفیت۔ ملحدوں کو جواب۔ مسیحی مذہب کی شہادت۔ کورسیکا میں پہونچنا۔ فریجس میں اُترنا۔ نپولین کی آمد کی خبر پر فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں جوش۔ رعایا میں ولولۂ مسرت۔ جوزیفائن کا تردد۔ پیرس والوں میں نپولین کا خیر مقدم۔ نپولین اور جوزیفائن کی ملاقات۔

انسان کی تجویز کی ہوئی مہمات میں سے مصر کی مہم بھی ایک نہایت ہی عظیم الشان مہم تھی اور اگر اس سے بڑھ کر کوئی مہم عظیم الشان تر ہو سکتی ہے تو وہ مہم نپولین کی فرانس کی مراجعت ہے جس میں اخلاقی عظمت کی غرض اور بھی زیادہ شامل تھی۔ اگر فرانسیسی بیڑہ کی دریائے نیل کی جنگ میں ہولناک تباہی نہ ہوگئی ہوتی تو نپولین کی مشرق کے متعلق تجاویز غالباً بڑی شادکامی سے کامیابی کو پہونچتیں۔ اور اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ کم سے کم تمام مشرقی دنیا میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوگئی ہوتیں۔ اب وہ تجویزیں تو بیکار ہو چکی تھیں فوج تنہا رہ گئی تھی اور جملہ سامانوں سے اُس کا علاقہ قطع ہو گیا تھا

پس سب سے بہتر تجویز جو نپولین فوج کے لئے کرسکتا تھا وہ یہ تھی کہ وہ فرانس کو مراجعت کرتا اور اُس کو کمک بھیجنے کی حتی المقدور سعی کرتا۔ نپولین کا مراجعت کرنا ثابت کرتا ہے کہ اُس کو اپنی فوج سے جس کو اُس نے بہ ضرورت پیچھے مصر میں چھوڑا تھا حد درجہ الفت تھی۔ اپنی کامیابی کے لئے معاملہ کو حد درجہ مخفی رکھنے کی بڑی ضرورت تھی۔ اگر اس تجویز کا اظہار ہو جاتا تو انگریزی جہاز اور بھی زیادہ ہوشیاری سے چوکسی کرلیتے اور نپولین کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہوتی۔ یہ مراجعت جو اس جسارت سے اختیار کی گئی تھی دنیا کی حیرت کا باعث ہے۔

اس مراجعت کے اخلاقی پہلو کو ایک لمحہ کے لئے سوچو۔ تین کروڑ آدمیوں کی ص ۱۱۴ ایک قوم متواتر دس سال سے نہایت ہی خوفناک انقلاب کی بدولت پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ کون سے وہ جرائم اور بدافعالیاں تھیں جو اس بدبخت اور برباد ملک میں ہوئی تھیں ایک جذبہ کا طوفان جو ذلیل انسان کے دل کو خوار کرسکتا ہے فرانس کے شہروں اور قریوں میں بادِ سموم کے مثل چل چکا تھا۔ امراء کے ایوانوں کو آتشزدگی نے جلا کر خاکستر کر دیا تھا اور سبزے۔ جہاں بچے کھیلا کرتے تھے۔ باپ بیٹوں کے لہو سے لال ہو گئے تھے۔ مکانات و آراضیات اور ہر قسم کا اسباب لوٹ مار کا نشانہ تھا۔ اور لاکھوں بڑے بڑے مالدار شخص خوار و محتاج ہو گئے تھے۔ یا قتل کر دئے گئے تھے۔ اور خدا سے مقابلہ کرنے والی عیاشی نے زنا کو مباح کر دیا تھا اور فرانس جس میں اب کوئی مذہب باقی نہ تھا معصیت اور بدنامی کا مکروہ گودام ہو گئی تھی۔

قانون نے دستِ خودکشی سے اپنی گردن کاٹ لی تھی اور قانونی عدالتوں کے فیصلے طوفانِ بدتمیزی کی مکروہ چیخوں کے فرماں بردار ہو گئے تھے اور گلوٹین جس کے تبروں پر انسان کے تازے لہو کے تھکّے جمے ہوئے تھے صرف ایک بُرہان قاطع تھی کہ جس کو طوائف الملوکی نے ازراہ شفقت اختیار کیا تھا اور اسی سے خلاف

کہنے والے کی زبان کافی طور سے روکی جاتی تھی۔ ایک کونسل کے بعد دوسری کونسل ایک ہی شب میں کوکرمتے کی طرح پیدا ہوتی اور ایک ہی دن میں کوکرمتے کی طرح ناپید ہو جاتی تھی۔ بڑی خونریز خوفناکی کے ساتھ فرانس میں خانہ جنگی کا بازار گرم تھا۔ اور مایوسانہ غیظ کی حالت میں فریقِ شاہی کے موافقین و مخالفین ایک دوسرے سے پنجہ کشی کر رہے تھے۔ یورپ کے متحدہ بادشاہ جنھوں نے ایک جتھ باندھ کر اس شعلۂ غیظ و بربادی کو اور ہوا دی تھی اس تماشہ کو خطرناک نگاہوں سے دیکھتے تھے اور فرانس کو اپنی بحری و برّی افواج سے گھیر رہے تھے۔

بادشاہوں اور امیروں نے رعایا کو صدیوں سے غلام بنا رکھا تھا اور ان کا ظلم نہایت قابلِ نفرین اور غیر قابلِ برداشت ہو گیا تھا۔ رعایا غصّہ سے باآواز بلند کہہ رہی تھی کہ "ہم کروروں اب تمھاری عیاشی عیش پرستی اور گھمنڈ کے لئے سامان مہیّا نہ کرینگے۔" بادشاہ اور امرا کہتے تھے نہیں تم کو ضرور مہیا کرنا ہوگا اور ہم تمھاری فریاد و بکا پر کان نہیں دھرتے" پوپ صاحب فرماتے تھے "نہیں تم کو ضرور سامان مہیّا کرنا ہونگے" اُدھر وائنا کے ایوانوں سے یہی صدا آتی تھی اور کریملن[1] کے گنبدوں اور ٹرکی کے محلوں سے یہی آوازیں آ رہی تھیں اور زیادہ دھمکی۔ مستعدی اور مضبوطی سے پارلیمنٹ والے آزادی پسند انگلستان سے بھی یہی آواز آ رہی تھی۔

اس زمانہ میں فرانس کوہِ آتش فشاں ہو رہا تھا اور اُس کے پگھلے ہوئے مادہ کی دھاروں سے یورپ میں طوفان آ رہا تھا۔ رعایا جان پر کھیلنے کو تیار تھی اور اپنے اندھا دھند غصّہ اور مجنونانہ حفاظتِ خود اختیاری میں اُس نے جملہ ادب و لحاظ کو بالائے طاق رکھ دیا تھا امرا کے گڈھ گزشتہ محصول ستانی اور غلامی کی یادگار تھے اور نفرت کے نعرے بلند کرکے پرغیظ رعایا نے ان گڈھوں کو مسمار کرکے زمین کی برابر کر دیا

---

[1] کریملن۔ یہ شاہی محل کا نام ہے جو روس کے پُرانے دارالحکومت شہر ماسکو میں ہے ۱۲ مترجم۔

بادشاہوں کے ایوان جہاں ہزار ہا سال سے یہ عیش کے متوالے نامرد کر دینے والی اور ممنوع عیاشی میں گلچھرے اڑاتے رہے تھے رعایا کی غلامی کے تمتغے تھے۔ غضبناک انبوہ ان ایوانوں میں سیلاب کی طرح گھس پڑا اور سنگ مرمر کے فرشوں دیواروں اور پردوں اور چھت گیروں پر اپنے غصہ کے نشان چھوڑ گیا۔ ایک چھچھلا خودسر حکومت سے فرانس طوائف الملوکی کی حالت میں جا پہونچا اور بادشاہ مع اپنے افسر زریں اور عصائے آہنی اور دولتمند امرا اور بدکار عورتوں کے ناپید ہو گیا اور بہت سے سروں والا۔ غارتگر۔ خون کا پیاسا۔ جاہل اور باغی شیطان کالوں ڈکانوں۔ بدی اور افلاس کے تہ خانوں سے پریوں کے قصہ کی کتاب کی ساحرہ کے مانند اس ناپید بادشاہ کی جگہ لینے کو نکل پڑا۔ بادشاہت دفع ہونے پر فرانس میں کوئی خوش حال سلطنت جمہوری قایم نہوئی بلکہ مخالفین سرکار یعنی مجمع عوام کا عہد حکومت شروع ہو گیا۔ بادشاہ کے ظلم سے نونپولین کو قطعی نفرت تھی لیکن مخالفین سرکار کی بدنظمی ظلم اور خونریزی اور طوفان بدتمیزی کی خودسری سے اُسے نہایت ہی پرلے سرے کی کھن تھی اور اس آخرالذکر حالت کو وہ پہلی بیان کی ہوئی صورت سے بہت برا جانتا تھا اُس نے بار بار علانیہ کہا کہ ”اگر ان دونوں حکومتوں میں مجھ سے انتخاب کرنے کو کہا جائے تو میں بوربون خاندان کے ظلم کو منتخب و پسند کرونگا“

فرانس کی دس سال سے یہی حالت تھی اور رعایا کا ایک بڑا حصہ ظلم جھیلتے جھیلتے جان سے تنگ آگیا تھا اور امن وچین کی آرزوئیں کرتا تھا۔ ملک میں سازشیں اور سازشوں کے توڑ ہو رہے تھے لیکن کوئی ایک آدمی ایسا سر برآوردہ نہ تھا کہ قوم کو اپنے پیچھے لیے چلتا۔ ڈائرکٹروں کی حکومت کی کسی کو پروا نہ تھی رعایا کو اُن سے نفرت تھی اور فرانس بربادی کی حالت میں تھا۔ بہت سی آوازیں آرہی تھیں ”فاتح اٹلی۔ فاتح مصر۔ بوناپارٹ کہاں ہے۔ صرف وہی ہم کو بچا سکتا ہے،، اُس کی شہرۂ آفاق نیکنامی نے قوم کی نگاہ کو اس کی

طرف پھیر دیا تھا گویا وہی صرف اُن کی ایک امید تھا۔

معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ نپولین نے جو تین سال قبل نہ مشہور تھا اور نہ امیر تھا فرانس کی مراجعت کا ارادہ کیا۔ تاکہ ڈائرکٹروں کی حکومت کو جو ملک کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے اُلٹ دے اور فرانس میں طوائف الملوکی کا انسداد کرے اور باہر والوں کی یورشوں کو روکے اور تین کروڑ باشندوں کو بربادی سے بچائے۔ یہ ارادہ اپنی عظمت کے اعتبار سے بڑا رفیع الشان اور اپنے مقاصد میں بلا اشتباہ بڑا فیاضانہ تھا۔ نپولین کا دو دشمنوں سے سامنا تھا اور دونوں زبردست دشمن تھے ایک تو متحدہ یورپ کے شاہی فریق کے طرفدار اور دوسرے پیرس کا انبوہِ عوام الناس۔ نپولین کے تمامی حیرت انگیز کارناموں میں یہ مستقل اور شک نہ کرنے والی خود اعتمادی جس سے اُس نے اس مہم کو اختیار کیا سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اُس نے اس مقابلہ کو پست کرنے کے لئے اپنے ہمراہ کوئی فوج نہ لی اُس نے کسی گہری اور لمبی چوڑی سازش سے بھی کام نہ لیا صرف اپنے ہی دماغ اور عزم و ثبات اور قوم کے بڑے حصہ کی ہمدردی پر بھروسہ کرکے صرف ایک یا دو رفیق ہمراہ لے کر جن پر اُس نے اپنے خیالات ظاہر نہ کئے تھے وہ تنہا چلا کہ منتشر طاقت کی باگیں اپنے ہاتھ میں لے۔ نپولین کو اس خطرہ سے بڑھکر کبھی کسی خطرہ سے سامنا نہیں ہوا۔ یعنی انگلستان۔ روس۔ ٹرکی اور تمامی متحدہ یورپ کے جہاز بحر روم میں نہایت کثرت سے گشت کر رہے تھے ان سے بچنے کی نپولین کیونکر توقع کر سکتا تھا۔ گلوٹین لہو سے لال تھی اور ہر ایک شخص کی جان جس نے انبوہِ عوام کا مقابلہ کیا تھا اس گلوٹین کی نذر ہو چکی تھی۔ نپولین تنہا غور طلب بات ہے۔ اُن تمامی خطرات کا جو اوپر مذکور ہوئے۔ بھلا کیونکر مقابلہ کر سکتا تھا؟۔

جس وقت میورن Muiron جہاز پر نپولین فرانس آنے کو سوار ہوا تو

۲۲-اگست ۱۷۹۹ء کی شب کے دس بجے تھے۔ اُس کے جاں نثار گارڈ کے چند آدمی اور آٹھ ہمراہی جو یا تو فوجی افسر تھے یا علما کے فریق میں سے تھے اُس کے ہمراہ ص ۱۱۵ تھے اور جہازوں پر پانسو سپاہی تھے۔ ملک شام کے آسمان میں ستارے بڑی ضیا سے چمک رہے تھے اور اُن کی دھیمی روشنی کے نیچے بحرِ روم کی موجیں ساکت حالت میں ان جہازیوں کے سامنے پھیلی ہوئی تھیں۔ جہازوں کے بادبان کھول دیئے گئے۔ نپولین خاموش اور خیال میں ڈوبا ہوا جہاز کے عرشہ پر بہت دیر تک ٹہلتا رہا اور جیسے کہ مصر کا ساحل رات کی اندھیری میں نظر سے نہاں ہوتا جاتا تھا وہ اُس کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اُس کے ساتھی فرانس لوٹنے کے خیال کے نشۂ مسرت سے چور تھے لیکن نپولین نہ خوشی سے پھولا ہوا تھا نہ شکستہ خاطر تھا۔ مستقل اور خاموش وہ جی ہی جی میں باتیں کر رہا تھا اور جب ان خفیہ باتوں کی ہم کو جھلک ملی ہے تو ہم نے اُن میں ہمیشہ عظمت و رفعت کا اثر پایا ہے۔

اگرچہ نپولین کی عادت تھی کہ سپاہیوں کے پاس الاؤ پر جا بیٹھتا اور نہایت بے تکلفی سے باتیں کرتا لیکن اُس کے چال چلن کی رفعت سے اُس کے افسر خائف رہتے تھے اور اگرچہ بدرجہ کمال نپولین کے ساتھ اُن کو محبت تھی لیکن وہ علیحدہ علیحدہ رہتے تھے۔ اگرچہ نپولین کے بشرہ سے کوئی رعونت نہ پائی جاتی تھی لیکن عادتاً وہ جملہ افسروں سے ایک طبقۂ بالا میں بلند رہتا تھا۔ ان افسروں کی گفتگو میں تاش شراب۔ اور گلرخسار پریوشوں کے تذکرہ کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ مگر نپولین کے خیالات میں سلطنت نام آوری۔ اور دولت تھی۔ نپولین ان افسروں کو اپنا رازدار دوست متصور نہ کرتا تھا بلکہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اُن کو ایک کارآمد آلہ خیال کرتا تھا۔

نپولین کے نزدیک مرات دس ہزار سواروں کی جمعیت کی برابر تھا جو ہمیشہ نبرد کے

جا سکنے والے حملہ کے لئے تیار تھا۔ لائن نپولین کے لئے پیدلوں کی ایک پوری فوج تھا جو چھیدنے والی سنگینوں سے مسلح ہو اور جس جماعت کو نہ کسی رسالہ کی تاب تھی اور نہ کسی توپ خانے کی طاقت تھی کہ توڑ سکے یا اڑا سکے۔ آگرو Augereau ایک لافتح پلٹن کا کالا۔ گھنا اور بہت بڑا۔ نڈر۔ نہ رکنے والا اور دیو ہیکل قدموں سے اُسی طرف جانے والا کالم تھا جس طرف فاتح کی انگلی اشارہ کرتی۔ یہ لوگ نپولین کے جسم کے اعضاء تھے جو اُس زبردست روح کے فرماں بردار تھے جو اُن پر حکومت کرتی تھی۔ لیکن وہ اُس کے رازدار نہ تھے وہ صرف اُس کی مرضی کے تابع تھے اور اُن لوگوں کی تعداد قلیل اور نہایت ہی قلیل تھی جن کو نپولین اپنا دوست کہہ سکتا تھا۔

بشری فطرت کا نپولین کی نگاہ میں نہایت ہی ذلیل اندازہ تھا اور اسی لئے بشری کمزوری سے واقع ہونے والی باتوں پر بہت درگزر کیا کرتا تھا۔ بیورین کا بیان ہے کہ نپولین کہتا تھا۔ دوستی صرف ایک نام ہے۔ میں کسی سے محبت نہیں کرتا۔ نہیں میں اپنے بھائیوں سے بھی محبت نہیں کرتا۔ جوزیف سے کسی قدر شاید محبت کرتا ہوں اور اگر میں اُس سے واقعی محبت کرتا ہوں تو یہ صرف عادت کی وجہ سے ہے اور کہ وہ مجھ سے بڑا ہے۔ ڈیوراک۔ ہاے۔ ہاں میں اُس سے بھی محبت کرتا ہوں۔ لیکن میں اس سے کیوں محبت کرتا ہوں۔ وہ قوی دل خلوت پسند اور من چلا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اُس کا واقعی کبھی آنسو نہیں نکلا ہے رہا میں خود تو میں یقین سے جانتا ہوں کہ میرا کوئی سچا دوست نہیں ہے اور جب تک میری موجودہ حالت قائم رہیگی میری اُسی قدر مصنوعی دوست بنے رہینگے جسقدر میرا جی چاہیگا۔ رقیق القلبی ہم کو عورتوں کے واسطے چھوڑنا چاہیئے۔ یہ اُنھیں کا کام ہے۔ مرد کو اپنے ارادہ اور دل سے مضبوط رہنا چاہیئے نہیں تو اُن کو جنگ اور سلطنت سے کیا سروکار ہے میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں۔ نہیں میں پسندیدہ اخلاق نہیں ہوں اور نہ کبھی میں

پسندیدہ خصلت رہا ہوں۔ میں تو انصاف پسند ہوں "

ایک مرتبہ سینٹ ہلینا میں جبکہ نپولین کے قلب کی مغلوب و رقیق حالت تھی اور لیس کیس ان لوگوں پر سختی سے حرف کر رہا تھا جنھوں نے نپولین کو حالت زوال میں چھوڑ دیا تھا نپولین نے کہا: "لیس کیس تم آدمی کے حال سے واقف نہیں ہو۔ اگر سخت انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو آدمی مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیا آدمی خود اپنا چال چلن سمجھتا ہے یا اُس کی تصریح کر سکتا ہے۔ قریب قریب وہ سب لوگ جنھوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اگر میں سابق کی طرح کامیاب رہا ہوتا تو وہ اپنے اس نقص کا کبھی خواب بھی تو نہ دیکھتے۔ ایسی بدیاں اور ایسی نیکیاں ہوا کرتی ہیں جو حالات پر منحصر ہوتی ہیں۔ ہماری آخری مصیبتیں آدمی کی طاقت سے خارج تھیں علاوہ اس کے مجھے کسی نے دغا نہیں دی۔ مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میرے گرد فریبی لوگ اسقدر نہ تھے جیسے کہ کمزور تھے۔ میرا چھوڑا جانا اُسی طرح کا چھوڑا جانا ہے جیسے سینٹ پیٹر سے لوگوں نے انکار کیا تھا لیکن غالباً وہ وقت قریب آپہونچا ہے کہ یہ لوگ پچھتائینگے اور دیکھینگے صفحاتِ تاریخ میں مجھ جیسا شخص کہاں نظر آتا ہے جس کے میری برابر دوست اور شریک ہوں مجھ سے زیادہ ہردلعزیز اور مجھ سے زیادہ محبوب کون ہوا۔ نہ میری برابر کسی کے حال پر اُتنی شدت سے افسوس کیا گیا۔ خود اس سینٹ ہلینا کی چٹان سے فرانس کی ابتریاں دیکھکر کس کا جی نہیں چاہتا ہے کہ میں اب بھی فرانس میں حکومت کرتا۔ نہیں بشری فطرت زیادہ خراب پرتو سے نظر آئی ہوگی۔"

لیس کیس جو نپولین کی مصائب میں سینٹ ہلینا میں شریک رہا ہے لکھتا ہے "اپنے زوال کے پیچیدہ حالات کو نپولین ایسی بلند نظری سے دیکھتا ہے کہ افراد انسانی اُس کی نگاہ سے چھوٹ جاتے ہیں اور اُن لوگوں کی طرف سے جن کی نسبت خیال کیا جاسکتا ہے کہ نپولین کو اُن سے بڑی وجہ شکایت کی ہوگی وہ ذرا بھی اظہارِ ملال نہیں

کرنا اور اس کی سب سے بڑی شکایت کا صرف اسی قدر اظہار ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کا اس کے سامنے تذکرہ آتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتا ہے اور یہ بات میںنے بارہا دیکھی ہے۔ بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جب نپولین کے پاس رہنے والے شخص ان لوگوں کا سختی سے ذکر کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ ان کو روک دیتا ہے۔"

پھر لیس کیس کہتا ہے کہ "اس موقعہ پر مجھے یہ کہنا لازم ہے کہ جب سے میں شاہنشاہ نپولین کے چال چلن سے آگاہ ہوا ہوں میںنے کبھی نہیں دیکھا کہ اس نے ایک لمحہ کے واسطے بھی کبھی اُن لوگوں کی بابت غصہ کا اظہار کیا ہو یا عداوت ظاہر کی ہو جن سے اس کو نہایت ہی شدید نقصان پہونچا ہے اور وہ ان لوگوں کا بڑی بے پروائی سے بغیر اظہارِ ملال ذکر کیا کرتا ہے اور اُن کے طرزِ عمل کو اُن پیچیدہ معاملات سے منسوب کرتا ہے جن سے وہ گھرے ہوئے تھے۔ اور باقی سب کو وہ بشری کمزوری سے محمول کرتا ہے"

لیس کیس نے مارمونٹ[ع۱] کو سخت الزام دیا جس نے متحدہ بادشاہوں کے پیرس کو حوالہ کر دیا تھا۔ اس پر نپولین بول اٹھا "اس کی بربادی کا سبب اُس کی خود بینی ہوئی۔ یہ سچ ہے کہ آنے والی نسلیں اُس کے اس فعل پر اُس کو الزام دینگی تاہم اس کا دل اُس کے فعل کی یادگار کی نسبت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائیگا"

لیس کیس نے کہا "بر تجبر کے ساتھ تو آپ کو اسقدر محبت تھی کہ ہم حیرت میں تھے۔

[ع۱] مارمونٹ نپولین کا بڑا نامور جنرل تھا۔ ۱۸۱۴ء میں جب مخالفوں نے پیرس پر قبضہ کیا تو نپولین اپنی بقیہ فوج کے ساتھ فان ٹن بلو میں مقیم تھا اور مارمونٹ بارہ ہزار چیدہ افواج کے ساتھ فان ٹن بلو اور پیرس کے مابین متعین تھا اور نپولین اور متحدہ بادشاہوں میں صلح کی گفتگو ہو رہی تھی کہ مارمونٹ غداری کر کے اپنی فوج کو لے گیا اور دشمن کے حوالہ کر دیا۔ اس فعل سے نپولین نہایت کمزور ہو گیا اور اس کو تخت سے دست برداری کرنا پڑی۔ اس کی مفصل کیفیت باب ۱۶ میں ناظرین ملاحظہ کرینگے۔ مترجم ۱۲

نپولین نے جواب دیا" برتھیر جوہر سے خالی نہ تھا اور میں اُس کی لیاقت یا اُس پاسداری سے جو میں اُس کی کیا کرتا تھا انکار نہیں کرسکتا ہوں۔ لیکن افسوس وہ اپنی رائے پر قایم رہنے والا شخص نہ نکلا"

۸۶ لیس کیس نے کہا" وہ بہت سخت اور مغرور آدمی تھا"

اس پر نپولین نے کہا" میرے شفیق لیس کیس بودے شخص سے جو ایک بڑے قوی آدمی کی حفاظت میں ہو اور کون آدمی زیادہ مغرور ہو سکتا ہے۔ مثال کے لئے تم عورتوں ہی کو دیکھو"

یہ وہی برتھیر تھا جس نے نہایت پرلے سرے کی دناءت سے اپنے محسن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جب لوئی ہیجدہم بڑے کروفر سے پیرس میں اپنی گاڑی پر سوار ہو کر نکلا ہے تو یہ برتھیر اُس کے سامنے پائین میں سوار تھا۔ نپولین نے کہا میں اس ذلیل برتھیر سے صرف اسی قدر انتقام کا طالب ہوں کہ اُسے لوئی کے باڈی گارڈ کے کپتان کی وردی پہنے دیکھوں"

نپولین کا سکرٹری بیورین جسے نپولین نے عہدہ سے معزول کر دیا تھا کہتا ہے۔ "نپولین کا چال چلن ظالمانہ نہ تھا۔ نہ وہ کینہ پرور تھا نہ انتقام طلب مزاج کا شخص تھا۔ سوائے اُن لوگوں کے جن کی آنکھوں پر غصہ نے پٹی باندہ دی ہے کوئی اور شخص نپولین کو نیرو[1] Nero یا کالی گولا[2] Caligula نہیں کہتا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے

---

[1] نیرو۔ روم کا بادشاہ تھا شروع عہد حکومت میں رحم اور انصاف سے کام کیا۔ لیکن بعد کو نہایت ہی ظالم اور سفاک ہو گیا ماں کو اور شہریوں کو قتل کیا۔ آخر تنگ آکر اُس کے خلاف سازشیں ہوئیں خوشامدیوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بعد کو خود قتل ہوا ولادت سنہ ۳۷ء وفات سنہ ۶۸ء ۱۲ مترجم

[2] کالی گولا۔ روم کا نہایت ظالم۔ سفاک اور مغرور بادشاہ تھا۔ اپنے ایوان میں درندوں کو زندہ آدمی کھلاتا تھا آخر میں قتل کیا گیا۔ ولادت سنہ ۱۲ء عمر اکتالیس سال کی ہوئی تھی ۱۲ مترجم۔

نپولین کے اصلی عیوب کافی صداقت کے ساتھ بیان کردیے ہیں اور میری بات باور کرنا چاہیے میں علانیہ کہتا ہوں کہ معاملات ملکی کو علیحدہ کر کے بونا پارٹ۔ نرم دل۔ مہربان اور رحیم تھا بچوں سے اُسے بڑی الفت تھی اور خراب آدمی میں یہ صفت نہیں ہوتی۔ خانگی زندگی میں وہ بڑا فیاض اور بشری کمزوری پر بہت درگذر کرنے والا شخص تھا اور یہ میں کچھ زیادہ نہیں کہتا۔ لیکن افسوس اس کے خلاف ایسی مستقل رائے جمی ہوئی ہے کہ مجھے توقع نہیں ہوتی کہ لوگ اس رائے سے دست بردار ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میری لفظوں پر لوگ نکتہ چینی کرینگے۔ لیکن میرا خطاب صرف اُن لوگوں سے ہے جو سچائی کے جویا ہیں۔ چونتیس برس کی عمر تک میں نپولین کے ہمراہ اس طرح رہا ہوں کہ اُس کی کوئی حالت مجھ سے مخفی نہیں رہی۔ پس میں بے وقعت بات نہیں کہہ سکتا" یہ اُس شخص کا بیان ہے جس کو نپولین نے برخاست کیا تھا اور جو نپولین کے خلاف ہو کر پھر سے بنائے ہوئے بادشاہ لوئی کا درباری ہو گیا تھا۔ یہ ایک دشمن کا سچا بیان ہے۔

جہازوں نے اس توقع سے لنگر اٹھایا کہ صبح ہونے سے قبل انگریزی جہازوں سے جو اسکندریہ میں منڈلا رہے تھے پار ہو جائیں بدقسمتی سے آدھی رات کو ہوا گر گئی اور بالکل سکوت ہو گیا بعضوں نے اس ڈر سے کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائیں یہ تردد ظاہر کیا کہ کنارہ کی طرف لوٹ جائیں۔ لیکن نپولین نے کہا نہیں خاموش رہو ہم بامن و امان فرانس پہونچینگے۔

امیر البحر گین تھیوم نے یہ چاہا کہ فرانس کا سب سے قریب والا رستہ اختیار کیا جائے۔ مگر نپولین نے یہ ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو ساحل افریقہ سے ملے ہوئے چلنا چاہیئے۔ اور اسی رستہ پر چلے جائیں جس پر جہاز نہیں نکلتے تھے۔ جب تک کہ جزیرہ سارڈینیا Sardinia سے پار نہ ہو جائیں۔ اور اُس نے کہا کہ اس اثنا میں اگر کوئی انگریزی جہازوں کا بیڑہ نظر آئیگا تو ہم کنارہ پر بھاگ چلینگے اور اپنے ان

تھوڑے سے بہادروں اور چند توپوں کے ساتھ خشکی میں اور ان یاٹپولس منسسسر تک سفر کرکے جہازوں پر پھر سے سوار ہونے کا انتظام کر لینگے"۔

پس اس خوفناک سفر میں نپولین نے ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کیا۔ انگریزی قید خانے میں پڑنے کا سب سے زیادہ اور بر سر رسیدہ خطرہ تھا۔ بیس دن تک ہوا ایسی مخالف رہی کہ جہاز تین سو میل سے زیادہ نہ جاسکے۔ بہت سے لوگوں کی ہمت تو ایسی لوٹ گئی تھی اور گرفتار ہو جانے کا اسقدر خطرہ چھا گیا تھا کہ اسکندریہ لوٹ چلنے کی صلاحیں دیتے تھے۔ لیکن نپولین کی تو یہ عادت تھی کہ ناگزیر مصائب کا بڑے استقلال سے مقابلہ کرتا تھا۔ پس ان مصیبتوں میں بھی وہ مستقل اور قایم رہا اور ہمراہیوں کی شکایت پر اس نے جواب دیا کہ ہم بخیر و عافیت فرانس پہونچینگے۔ میرا ارادہ ہے کہ کیسے ہی خطرہ کا سامنا کیوں نہو لیکن ہم برابر چلے چلینگے۔ قسمت ہمارا ساتھ نہیں چھوڑنے کی"۔

بوریین جو اس سفر میں نپولین کے ساتھ تھا کہتا ہے کہ "لوگ اکثر قسمت کا نام لیا کرتے ہیں جو ہر شخص منفرد سے متعلق ہوتی ہے اور تمام عمر ساتھ دیتی ہے۔ اس قسم کی تقدیر پر اگرچہ میرا اعتقاد نہیں ہے لیکن جب میں غور کرتا ہوں کہ بڑے بڑے معرکوں میں بوناپارٹ خطرات سے محفوظ رہا ہے اور کیسے کیسے ہولناک موقعوں پر اس نے اپنی جان کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے اور کیسے کیسے اتفاقات سے اس کو کام پڑا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ دوسروں کو قسمت جیسی چیز پر اعتقاد ہوسکتا ہے لیکن نپولین کے کارنامے پر جو قسمت کا قائل تھا زمانہ دراز تک غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ چیز جس کا قسمت نام رکھا گیا ہے نپولین کی ذکاوت تھی اور اس کی کامیابی اس کی حیرت انگیز پیش بینی۔ برقی سرعت سے معاملات کے اندازہ کر لینے اور اس اعتقاد کی وجہ سے تھی کہ اکثر مواقع پر جسارت سب سے زیادہ صحیح عقل ہوتی ہے۔ مثلاً ہمارے مصر سے مراجعت کے دریائی سفر میں اگر نپولین بڑے زور کے ساتھ غیر مستقل رستہ

پر چلنے کا اصرار نہ کرتا بلکہ اسی عام رستہ پر چلنے دیتا جس سے عموماً جہاز آتے جاتے تھے تو کیا ممکن تھا کہ وہ اُن خطرات سے جو اُس کے رستہ کو گھیرے ہوئے تھے بچ جاتا؟ غالباً نہ بچتا۔ اور کیا یہ سب امر اتفاقی تھا؟ نہیں یقینی نہیں تھا"

ان پریشانیوں کے ایام میں نپولین نے جس کی ہمت ایسی ہی نڈر اور مستقل تھی جیسے کہ وہ سکوت جو امواج بحر کو اکثر ساکت کر کے سطح آب کو چاندی کے مانند سفید اور بے حرکت کر دیتا تھا اپنے قوائے دماغی کو اپنے اختیار میں رکھا اُس کا قاعدہ تھا کہ جہاں کہیں جاتا تھا ایک منتخب کتب خانہ ساتھ رکھا کرتا تھا اور اپنے وقت کو لکھنے پڑھنے میں صرف کرتا تھا۔ اقلیدس کے نہایت ہی مشکل اختلاف حل کرنے سے اُسے خوشی ہوتی تھی اور ایسے علوم کی تحقیقات میں مصروف رہتا تھا جن سے رفاہِ عام ہوتی قرآن مجید اور انجیل مقدس کو اُس نے بڑی توجہ سے پڑھا اور دونوں کی تعلیموں پر فلسفیانہ نگاہ سے غور کی قرآن شریف کی [redacted][1] اور انجیل مقدس کی عظمت نے اُسے دق اور محو کر دیا تھا۔ حضرت مسیح کا وہ وعظ جو پہاڑ پر فرمایا گیا تھا وہ بار بار نظر حیرت سے پڑھتا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو اُن کی تاش کی میزوں سے بلا بلا کر یہ وعظ اپنے سامنے اُن سے پڑھوا کر سنا کرتا تھا تاکہ وہ بھی اُس کے اخلاق و فصاحت کی تعریف کریں

کرامت

اُس کے ایک ملحد ساتھی نے کہا کہ "آپ تو بہت جلد زاہد ہوا چاہتے ہیں"

نپولین نے جواب دیا "ہاں میرا جی تو یہی چاہتا ہے کہ میں زاہد ہو گیا ہوتا اور انجیل اُس شخص کی کتنی بڑی تسلی کا باعث ہو سکتی ہے جو بے شک و ریب اُس کی سچائی پر اعتقاد رکھے"

لیکن عملی مسیحی مذہب کو اُس نے صرف پوپ صاحب کی گرجا کے بھیس میں دیکھا تھا۔ مسیحی مذہب کے روزوں۔ شب بیداریوں ریاضتوں۔ صومعوں اور بگڑے

---

[1] بقول مصنف نعوذ باللہ مترجم۔

ص ۱۱

ہو مسیحی مذہب کے تازیانوں کو یاد کرکے اور اُن کو پرعیش جنت اور[1] شہوانی حوروں سے جنھوں نے مسلمانوں کے آرزومند وہم کو بھڑکا دیا ہے مقابلہ کرکے اُس نے ایک مرتبہ اپنے معمولی زور کے لہجہ میں کہا مسیحی مذہب ایک دھمکی ہے اور اسلام ایک وعدہ ہے مگر مسیحی مذہب دھمکی نہیں ہے گویا مخلوق پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ ہمارا نجات دہندہ نرم اور شیریں دلکش آواز سے ہم کو بہشتی کنعان کی سبز چراگاہوں میں اور ساکت پانی کی طرف دعوت کرتا ہے اور ایسے شہروں کی طرف جو سونے اور موتیوں سے جگمگا رہے ہیں اور ایسے محلوں میں جن کا معمار خود صانع قدرت ہے مدعو کرتا ہے وہ فرشتوں کے راگوں کی طرف بلاتا ہے اور ارواحِ سماوی کے پرواز کی طرف جو اپنے نہ تھکنے والے شہ پروں سے پرواز کر رہی ہیں پکارتا ہے وہ بے پایانی کے نادرات۔ قوت ایمانیہ کی سلامتی۔ اور قلب طاہر میں رہنے والے وجدان۔ عاشق و معشوق کی مبارک ہم نشینی۔ جسم کی عظمت۔ قوت متخیلہ کی رفعت۔ فرزندوں اور ذی منزلتوں کی طرح خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو اور دائمی سعادت کی طرف بلاتا ہے۔ نہیں مسیحی مذہب دھمکی نہیں ہے اگرچہ اُس کے غلط فہم اور بداندیش حامیوں نے اُسے اکثر اسی طرح ظاہر کیا ہے۔

ایک دن جہاز کے عرشہ پر چند افسر خدا کے وجود پر بحث کر رہے تھے اور ان میں کئی خدا کے وجود کے قائل نہ تھے۔ یہ شب ہوائے تند سے محفوظ بے ابر اور روشن تھی اور آسمان جو صانع حقیقی کی ایک دستکاری ہے سروں پر شامیانہ کی طرح تنا ہوا تھا اور قمر و کواکب جو خدا کی رضی کے محکوم ہیں بڑی ضیا کے ساتھ چمک رہے تھے۔ جس وقت یہ افسر خدا کے عدم وجود پر دلائل پیش کر رہے تھے نپولین عرشہ پر ٹہل رہا تھا اور اس گفتگو میں شریک نہ تھا اور ظاہرا اپنے خیالات میں غرق معلوم

---

[1] بقول مصنف نعوذ باللہ۔ مترجم

ہوتا تھا۔ لیکن وہ یکایک ان افسروں کے سامنے ٹھہر گیا اور اُسی شان کے لہجہ سے جس سے سب خائف ہوجایا کرتے تھے کہنے لگا" اے شرفا تمہاری دلیلیں بہت معقول ہیں لیکن یہ تو بتلاؤ کہ یہ نورانی عالم جو ہمارے سروں پر چمک رہے ہیں کس نے بنائے ہیں۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو؟" کسی افسر نے اس کا جواب نہ دیا۔ نپولین تو پھر اُسی طرح ٹہلنے لگا اور افسروں نے اس بحث کو چھوڑ کر دوسرے مضمون پر باتیں شروع کردیں۔

کتب کا مطالعہ کرتے کرتے آخر نپولین نے بھی مسیحی مذہب کی تعریف شروع کی اس سے قبل وہ غیر متعصب وضع کا آدمی تھا۔ جو یہود۔ مسیحی اور مذہب اسلام کو ایک نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ اب اس نے مذہب مسیحی کی فائق برتری کو سمجھنا شروع کیا۔ اور اگرچہ وہ افکار اور کارو مشاغل میں اسقدر پھنسا ہوا تھا کہ دوسرا کبھی نہ پھنستا ہوگا تاہم جتنا وقت گذرتا جاتا تھا اُس کی نگاہ میں انجیل کی وقعت بڑھتی جاتی تھی۔ بت پرست فرانس میں مسیحی مذہب کو پھر سے قایم کرنے میں اُس نے کافر یورپ کے مطاعن کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا فوجی افسروں میں اپنی ہر دلعزیزی کو اُس نے معرض خطر میں ڈال دیا اور اپنے سب سے بڑے باا ثر دوستوں کے مقابلہ کی پروا نہ کی کیونکہ اُس کو یقین ہوگیا تھا کہ سلطنت کی بہبودی کے لیئے مذہب بڑی شے تھی۔

سینٹ ہلینا میں اُس نے اپنی پر آب و تاب فصاحت سے جس کی نقل نہیں کی جاسکتی مان تھولون سے کہا" میں آدمیوں کو جانتا ہوں اور میں تم کو بتلاتا ہوں کہ حضرت مسیح آدمی نہ تھے۔ مسیحی مذہب راز ہے جو خود اپنی قوت سے قایم ہے اور ایسے دل سے نکلا ہے جو بشری دل نہیں ہے۔ ہم اس میں ممتاز فضیلت پاتے ہیں اور یہ فضیلت ایسے الفاظ اور اصول کے سلسلے سے پیدا ہوئی ہے جو پہلے کسی کو معلوم نہ تھے ہمارے علم سے مسیح نے کچھ مستعار نہیں لیا۔ مسیح نے اپنے احکام کی مکمل مثال خود

دکھائی ہے۔ مسیح فلسفی نہ تھے کیونکہ مسیح کا ثبوت اُن کے معجزے ہیں اور ابتدا ہی سے اُن کے اُمتی اُن کے پرستندے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ علم اور فلسفہ نجات کے لئے بیکار ہیں۔ مسیح دنیا میں اسلئے آئے تھے کہ روح القدس اور سماوات کے قوانین کے راز ظاہر کردیں۔ سکندر، قیصر، شارلیمان اور خود میں نے سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ لیکن اپنے ذہن کی آفریدہ سلطنت کو ہم نے کونسی بنیاد پر قایم کیا۔ صرف افواج پر قایم کیا۔ لیکن مسیح نے اپنی سلطنت کو صرف محبت کی بنیاد پر قایم کیا۔ اس وقت مسیح کے لئے لاکھوں آدمی اپنی جانیں دیدینگے۔ اگر میں مرجاؤں تو مجھے خاک کو سونپ دینگے اور میرا جسم غذائے مور ہوجائیگا اور یہ اُس آدمی کا انجام ہونے والا ہے جس کو نپولین اعظم کہتے ہیں۔ پس میری اور مسیح کی قدیم سلطنت میں جس کا اعلان کیا جاتا ہے جس کی پرستش ہوتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے جو تمام روے زمین پر پھیلی ہوئی ہے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیا تم اُس کو مرنا کہوگے نہیں بلکہ یہ تو زندہ رہنا ہے۔ مسیح کا نام مرنا خدا کا نام مرنا ہے۔

مصر کی یورش کے زمانہ میں نپولین ہر مذہب کو مساوی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اُس کو خیال تھا کہ اپنی شائستگی اور معقولیت میں مسیحی مذہب دوسرے طرق عبادت سے فائق ہے لیکن کسی مذہب کو وہ ایسا خیال نہ کرتا تھا کہ وہ منزل من اللہ ہے۔

ایک مرتبہ نپولین نے اپنے طرز عمل کا جو اُس نے مصر میں اختیار کیا تھا تذکرہ کرتے ہوئے کہا" کہ فوج کا مزاج اس قسم کا تھا کہ اُس کو صرف اس بات پر مائل کرنے کے لئے کہ وہ مذہب کا ذکر سن لے میں مجبور ہوا کہ مذہب کا بڑی سبکی سے ذکر کروں اور عیسائیوں کی برابر یہودیوں کو اور یہودی راہبوں کی برابر عیسائی پادریوں کو اپنے بیان میں جگہ دوں۔ اور اگر معاملات مجھے مذہب اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے تو یہ کچھ بہت تعجب کی بات ہوتی لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے تبدیل مذہب

کے متعلق میرے پاس بہت معقول وجوہ موجود ہوتیں کیونکہ اس طرح کم سے کم قرات تک میں بڑی عافیت سے پہونچ جانے کے لائق ہوجاتا۔ ہاں خانگی اغراض سے مذہب کا بدل ڈالنا ضرور غیر قابل معافی بات ہے لیکن اہم معاملات ومقاصد ملکی کے مقابلہ میں یہ فعل معاف کیا جاسکتا ہے۔ **ہنری چہارم** کا مقولہ تھا کہ پیرس کی حکومت **ماس**[1] کی قیمت کی برابر ضرور ہے۔ تو اب کیا کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ سلطنت مشرق یا شاید تمامی ایشیا کا زیرنگین ہوجانا ایک **پاجامہ** اور ایک **عمامہ** کی بھی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جملہ معاملات مذہب مختصر ہوکر بس **پاجامہ** اور **عمامہ** تک محدود بھی ہو گئے تھے۔ یعنی شیوخ مشرق نے غور کے بعد طے کرلیا تھا کہ وہ اسلام ہم پر کس طرح آسان کر سکتے تھے۔ بڑی بڑی روکیں انھوں نے اٹھادی تھیں۔ یعنی ہم کو شراب کی اجازت دیدی تھی۔ نماز کا اٹھنا بیٹھنا معاف کردیا تھا۔ پس خلاصہ آنکہ ہم کو اپنی جاکٹ تپلون۔ اور ہیٹ چھوڑنا پڑتی۔ اور بس“

ملی روسو Rousseau کی نسبت نپولین کلام ملامت آمیز بولا کرتا تھا اور کہتا تھا روسو[2] Rousseau خراب۔ نہایت ہی خراب آدمی تھا۔ فرانس میں انقلاب کا باعث وہ ہی ہوا“

ایک شخص نے اس پر جواب دیا ”کہ مجھے یہ خبر نہ تھی کہ فرانس کے اس انقلاب کو آپ نری مصیبت ہی مصیبت خیال کرتے ہیں“

نپولین نے جواب دیا ”افسوس شاید اس کہنے سے آپ کا یہ مدعا ہے کہ اگر یہ

---

[1] ہنری چہارم انگلستان کا بادشاہ تھا۔ پیرس فرانس کا دارالحکومتہ ہے۔ ہنری کہتا تھا کہ اگر مجھے پیرس ملجائے تو رومن کیتھولک نماز (ماس) پڑھنے یعنی رومن کیتھولک ہوجانے میں کوئی حسارہ نہیں ہے ۱۲ مترجم۔

[2] روسو فرانس کا مصنف۔ اس نے حضرت مسیح کے وعظوں اور معجزوں پر اعتراض کیا۔ خود تمام عمر مصائب میں مبتلا رہا۔ ولادت ۱۷۱۲ء وفات ۱۷۷۸ء ۱۲ مترجم۔

انقلاب واقع نہوتا تو میں بادشاہ نہوتا۔ لیکن باوجود اس کے اگر یہ انقلاب واقع نہوا ہوتا تو
فرانس ایک خوش نصیب ملک ہوا ہوتا۔" جب نپولین سے درخواست کی گئی کہ روسو
کے حجرے میں جاکر اُس کی ٹوپی۔ میز۔ اور بڑی کرسی وغیرہ کی زیارت کرے تو اُس نے صہ۱۱
کہا۔ لاحول ولا قوة! ایسی حماقتوں کا مجھے ذوق نہیں۔ یہ چیزیں تو میرے بھائی لوئی
کو دکھاؤ اور وہ اُن کے لائق ہے۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے مذہب کے متعلق حسب ذیل ریمارک کئے ہیں اور ان سے اُس کے مذہبی خیالات کا صحیح اندازہ ہوگا۔ اُس نے کہا "مذہبی خیالات اسقدر تشفی بخش ہیں کہ اُن کو آسمانی برکات کہنا چاہیئے۔ اگر ہم مذہب کے پابند ہوں تو وہ کونسی ایسی شئے ہے جو ہم کو اُس سے یہاں حاصل نہو گی چنانچہ وہ کونسا ایسا انعام ہے جس کی مجھے توقع نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی پُرآشوب زندگی کے باوجود جیسی میری تھی اور پھر میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ایسی زندگی میں کونسے ایسے جرائم تھے جن کا میں مرتکب نہ ہوسکتا تھا۔ میں عادل حقیقی کے دربار میں کھڑا ہوسکتا ہوں اور بے خطر اُس کے فیصلہ کا انتظار کرسکتا ہوں۔ خدا میری قوت ایمانیہ کو۔ قتل۔ زہرخورانی۔ ظلم۔ اور پہلے سے منصوبہ کرکے کسی کو ہلاک کرنے کے دھبوں سے رنگا ہوا نہ پائیگا۔ اور یہ جرایم ایسے ہیں جو مجھ جیسے اشخاص کی دَورِ زندگی میں عام طور سے پائے جاتے ہیں میںنے تو صرف فرانس کی شان۔ عظمت۔ اور اقتدار کی تمنا کی ہے۔ میرے تمامی قوائے دماغی، کوششیں اور کارروائیاں۔ صرف اسی مقصد کے حصول کی خاطر مصروف رہی ہیں یہ جرائم نہیں ہوسکتے۔ مجھے تو یہ سب نیکوکاریاں نظر آتی تھیں۔ اور اگر میرے آخری لمحے آئندہ نورانی امیدوں کا تاج پہنیں تو میری خوشی کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔"

پھر ایک لمحے کے بعد جس میں وہ خیال میں مستغرق نظر آتا تھا اُس نے کہا "لیکن ہمارے دلوں تک یقین کا اس صورت میں رستہ پانا کس طرح ممکن ہے کہ ہم زیادہ تر اُنھیں

لوگوں میں بدزبانی اور بدافعالی دیکھتے ہیں جو پیشوایان و ہادیان مذہب ہیں۔ میرے گرد وہ پادری جمع ہیں جو کہتے ہیں کہ اُن کی سلطنت اس دنیا کے متعلق نہیں ہے اور تاہم وہ اُن سب چیزوں پر دست درازی کرتے ہیں جو اُن کے ہاتھ آسکتی ہیں۔ پوپ صاحب تو سردار مذہب ہیں اور یہ مذہب آسمانی مذہب ہے۔ لیکن موجودہ پوپ صاحب جو بیشک نیک پاک آدمی ہیں وہ کونسی ایسی شے ہے جو پیش کش نہ کر دینگے اگر اُن کو روم[1] لوٹ جانے کی اجازت دے دی جائے اور اگر ایک مرتبہ اور وہ دنیوی بادشاہ بنا دئے جائیں تو کلیسائی حکومت اور پادریوں کے دارالافادہ کو ترک کر دینا اُن کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے"

پھر ذرا تامل کر کے نپولین نے کہا "لیکن ایک شاہنشاہ کی حیثیت سے اس میں شک نہیں کہ میری بے اعتقادی اُن قوموں کے لئے مفید تھی جن پر مجھے حکومت کرنا تھی۔ کیونکہ اگر میں کسی ایک فرقہ کا شریک ہو جاتا جو دوسرے سے مخالف ہے تو میں دونوں فرقوں کے ساتھ پورا انصاف نہ کر سکتا اور اگر میں ایک پیشوائے مذہب کے دباؤ میں ہوتا اور وہ جہنم کا خوف دلا دلا کر مجھ پر حکومت کرتا تو میں اپنے خیالات اور اپنے افعال کی آزادی کیونکر قایم رکھ سکتا" پھر نپولین نے اس گفتگو کو یہ کہکر ختم کیا کہ "انجیل لاؤ" اور حضرت مسیح کے اُس وعظ کو جو اُمیتوں کے سامنے حضرت نے پہاڑ پر فرمایا تھا شروع سے آخر تک بآواز بلند پڑھا اور اُس کی پاکیزگی۔ متانت اور اُس کے مجموعہ اخلاق کی تکمیل پر اظہار حیرت و تحسین کیا۔

چالیس روز تک ہوائے مخالف سے جہاز ڈانوا ڈول پھرتے رہے اور یکم اکتوبر کو جزیرہ کورسیکا کے کنارے پہونچکر اجیتیو کے بندرگاہ میں لنگر انداز ہوئے اپنے پیدائش

---

[1] اس زمانہ میں پوپ صاحب نظر بند تھے۔ ۱۲ مترجم

شہر میں نپولین کے اُترنے کی خبر ہوا کے جھوکے کی طرح پھیل گئی اور ساری مخلوق بندرگاہ پر اپنے ہم وطن کی ایک جھلک دیکھ لینے کو جمع ہوئی۔

نپولین نے کہا ہے "ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آدھے سے زیادہ باشندوں نے تو مجھ سے ناتا اور رشتہ نکال لیا تھا" لیکن ابھی چند ہی سال ہوئے تھے کہ میڈیم لٹیشیا کا گھر انھیں سب نے لوٹ لیا تھا اور تمام بوناپارٹ خاندان کا افلاس اور تنہائی کی حالت میں پیچھا کرتے پھرتے تھے اور یہ خاندان رات کو ایک کھلی ہوئی کشتی میں فرار ہوا تھا۔ اب بوناپارٹ کے نام نے ہوا کو تحسین کے نعروں سے گونج دیا تھا۔ لیکن نپولین ایسی غیر انصافانہ نکتہ چینی یا ایسی بے سوچے سمجھے تحسین و آفرین سے یکساں بے توجہی ظاہر کرتا تھا۔ اور جس طرح وہ بددعاؤں سے بے دل نہ ہوتا تھا اسی طرح سبحان اللہ اور واہ واہ سے مغرور نہ ہوتا تھا۔

رسد فراہم کرنے کی غرض سے چند روز قیام کر کے ۷۔ اکتوبر کو جہاز کا لنگر اٹھایا گیا اور یہ پُرخطر بحری سفر پھر شروع ہوا۔ دوسرے روز شام کو جیسے کہ آفتاب غیر معمولی شان سے غروب ہو رہا تھا آفتاب کی سنہری شعاعوں میں ایک انگریزی بیڑہ کی اچھی طرح ابھری تصویر دیکھی گئی۔ فرانسیسی امیر البحر نے دشمن کے نشان سے یہ بات معلوم کر لی کہ انگریزوں نے فرانسیسی جہازوں کو دیکھ لیا اور اس تجویز پر زور دیا کہ اجیشیو کے بندر کو لوٹ جانا چاہیے۔ لیکن نپولین نے یہ خیال کر کے کہ اگر اجیشیو لوٹے تو گرفتار ہو جائینگے فوراً کہا "اجیشیو کو لوٹنا انگلستان کا رستہ اختیار کرنا ہے۔ اور میں فرانس کے رستہ کا متلاشی ہوں۔ سب پال کھول دو اور سب آدمی اپنی اپنی جگہ پر مستعد جاؤ اور شمال و مغرب کو روانہ ہو اور جلد آگے بڑھو"

شب تاریک تھی اور عمدہ ہوا چل رہی تھی اور فرانسیسی جہاز مخالف بیڑہ کے سامنے برسر رسیدہ گرفتاری کی حالت میں فرانس کے ساحل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ بچنا

محال معلوم ہوتا تھا۔ سب جہاز والوں کے لئے یہ رات بڑے خطرہ اور تشویش کی رات تھی۔ الا نپولین کو کوئی تردد نہ تھا۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ اگر معاملہ دگرگوں ہو تو کشتی میں سوار ہو کر تاریکی اور ڈانڈوں کی مدد پر بھروسہ کریگا۔ چنانچہ بڑے کامل استقلال اور جوانمردی سے اُس نے حکم دیا کہ لمبی کشتی تیار رکھی جاوے اور اُن لوگوں کو بھی منتخب کر لیا جن کو وہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا اور بڑی احتیاط سے اُن کاغذات کو علیحدہ کر لیا جن کو وہ محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ تمام رات جہازوں پر کسی شخص کی پلک سے پلک نہ لگی۔ حقیقت میں موجودہ مسئلہ کا حل کرنا بڑا دشوار کام تھا۔ یعنی۔ کیا یہ تھکے ماندے آوارہ وطن چند گھنٹوں میں اپنے بیوی بچوں سے ہم آغوش ہونگے؟ یا۔ دوسرا لمحہ ان کو انگریزی جنگی جہازوں کا کالا کوٹ تاریکی سے برآمد ہوتا ہوا دکھائیگا۔ اور پھر ان کو انگریزی محبس کے سپرد کر دیگا کہ اسیری کی سالہا دراز مصیبت پڑے جھیلتے رہیں۔ اس خوفناک موقع پر بھی کوئی شخص نہ دیکھ سکا کہ نپولین کے استقلال میں کچھ بھی فرق آیا ہو۔

سپیدۂ صبح کے آغاز پر فرانسیسیوں نے چند فرسنگ پر اپنے سامنے فرانسیسی ساحل کے پہاڑ دیکھے اور اب مخالف بیڑہ شمال و مشرق کی طرف سمندر کے افق میں نظروں سے غائب ہو رہا تھا۔ بچ گئے فرانسیسی بچ گئے اب فرانسیسی جہازوں سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے۔ لیکن نپولین بڑے استقلال سے اپنی محبوبہ فرانس کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کے رخسار زرد تھے۔ اور پیشانی سنگ مرمر کی طرح سفید تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ اُس پر کسی خوشی کا اثر نہیں ہے۔ آٹھ بجے صبح کے چاروں جہاز فریجس [illegible] کے بندر میں لنگر انداز ہوئے۔ یہ ۸۔ اکتوبر کی صبح تھی۔ نپولین پچاس روز تک بحر روم کی موجوں پر دھکے کھاتا پھرا تھا۔ اور انگلستان۔ روس اور ٹرکی کے جہازوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور پھر بھی ان کے ہاتھوں سے بچگیا تھا۔ ۱۱۹ صفحہ

اس طرح نپولین کے تعجب خیز بچکر چلے آنے پر یورپ کے اخباروں کو مضحکہ

تصاویر بنانے کے خوب موقعے ہاتھ آئے۔ ان تصویروں میں سے ایک تصویر جو لندن کی دکانوں کی دریچیوں میں نمایاں طور سے رکھی گئی تھی ایسی سچی اور تاریخی واقعہ کی تصدیق کرنے والی تھی کہ بیان کیا گیا ہے کہ نپولین اُس کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ گیا تھا۔ لارڈ نیلسن جیسا مشہور ہے، باوجود اپنی شجاعت کے بشری کمزوریوں سے خالی نہ تھا اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ نپولین لارڈ نیلسن کی حراست میں ہے۔ اور اسی حالت میں لیڈی ہملٹن بر آمد ہوئی اور لارڈ نیلسن اس کے حسن و ادا پر ایسا مفتون و از خود رفتہ ہو گیا کہ نپولین[1] لارڈ نیلسن کی ٹانگوں کے بیچ میں ہو کر نکل گیا۔ بھلا یہ تصویر مضحکہ آمیز تصویر کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ تو تاریخی واقعہ کی صداقت ہے۔ اسلئے کہ جب نپولین ساحل افریقہ کے سامنے مخالف طوفانوں کے مقابلہ میں جد و جہد کر رہا تھا لارڈ نیلسن اپنی بڑی فتح کی خوشی سے پھولا ہوا اور باش اور مسرف بادشاہوں کے درباروں میں اپنی دلنواز دلیلا[2] (لیڈی ہملٹن) کے ساتھ جشن میں مصروف تھا۔

نپولین کا قول ہے کہ "حضرتِ عشق کا مرید ہو کر بھلا ممکن ہے کہ بشر اپنی نیکنامی کے تھوڑے بہت حصہ سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے"

جب چاروں جہاز فریجس کے بندر میں داخل ہوئے تو میورن نامی جہاز کے جھنڈہ سے ساحل کے افسروں کو اطلاع دی گئی کہ نپولین جہاز پر ہے۔ تمام بستی میں تلاطم برپا ہو گیا اور قبل اس کے کہ جہازوں کے لنگر ڈالے جائیں بندرگاہ کشتیوں سے بھر گئی۔ پرجوش مخلوق نے جہازوں کو گھیر لیا۔ اور جہازوں پر چڑھ کر عرشہ پر ہجوم کر دیا اور نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھا لیا۔ قرنطینہ کے جملہ قواعد توڑ دیے گئے۔ رعایا طوائف الملوکی سے تنگ آگئی تھی اور آنے والے آسٹریا کے حملہ سے کانپ رہی تھی۔ اب گویا

---

[1] اس موقع کی تصویر بھی بنائی جاویگی۔

[2] دلیلا، کا نوٹ پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۲ مترجم

خدا نے آسمان سے ایک رہائی دینے والا بھیجدیا تھا جس کی عظمت پر اُس کو پورا بھروسہ تھا۔ لوگ اس وقت فرطِ مسرت سے دیوانے ہوئے جاتے تھے۔

جب یہ خبر دی گئی کہ یہ جہاز اسکندریہ سے آئے تھے اور ممکن تھا کہ طاعون پھیلائیں تو ان لوگوں نے جواب دیا "ہم کو طاعون منظور ہے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے یہاں آسٹریا والے آئیں"۔ پس میونسپل کے قواعدِ حفظانِ صحت کا کچھ لحاظ نہ کر کے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ نپولین کو کشتی میں اُتار لیا اور بڑی خوشی کے ساتھ کنارہ پر لائے یہ خبر گاؤں گاؤں برقی سرعت سے پھیل گئی اور تمام دیہات کے مرد عورتیں اور بچے فریجس میں جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مجروح سپاہی اسپتالوں کے کمرے چھوڑ کر رینگتے ہوئے سمندر کے کنارے آ گئے کہ اس سورما کو ایک جھلک دیکھ لیں۔ کنارہ پر اژدہام کی وہ کثرت تھی کہ نپولین بدقت تمام خشکی پر اتر سکا۔ یہ انبوہ داہنے اور بائیں ہٹتا جاتا تھا اور نپولین اُس کے درمیان سے گذرتا جاتا تھا اور "فاتحِ اٹلی۔ فاتح مصر رہائی دہندہ فرانس زندہ ماناد" کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔

فریجس کا یہ چھوٹا پر امن بندرگاہ ایسا جوش سے بھر گیا تھا کہ یہ جوش کبھی سنا نہ گیا تھا قلعہ کی توپوں کی سلامی کوہستان اور سمندر کی موجوں پر گونج رہی تھی۔ اور بڑھتے ہوئے گروہ کے نعرے جو نپولین کے گرد جمع ہو رہا تھا ہوا کو پھاڑے ڈالتے تھے نپولین کے جہاز کوہ ٹیبر (Tabor) اور ابوکر کی بڑی فتوحات کی خبر پہلی دفعہ لائے تھے اور فرانسیسی جو شکست سے ذلیل ہو رہے تھے پھر اس قومی اعزاز سے خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ نپولین کے آنے کی خبر تار کے ذریعہ سے پیرس کو جو فریجس سے چھ سو میل تھا بھیجی گئی۔

جب پیرس میں یہ خبر پہونچی کہ نپولین فریجس میں آ گیا تو ۹۔ اکتوبر کی شام تھی اور جوزیفائن مانسیور گوہیر کے یہاں جو ڈائرکٹری کا پریسیڈنٹ تھا بڑی دھوم دھام کی دعوت

میں گئی ہوئی تھی۔ پیرس کے جملہ ممتاز اور معزز لوگ وہاں جمع تھے اور اس خبر سے بڑی سخت کھل بلی پڑ گئی۔ ان میں سے بعض جو بڑے بڑے عہدوں کو مال غنیمت سمجھکر جشن اڑا رہے تھے تشویش سے زرد ہوگئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نپولین اپنی ذکاوت و دانائی کے سبب سے بے حد ہر دلعزیز تھا اور اب اُن کو دوسرے انقلاب کا خوف پیدا ہوا جو اُن کو اُن کے عہدوں سے علحدہ کر دیتا۔ اور بعض امید و خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کیونکہ ایسی شدید ضرورت کے وقت میں خدا نے اپنی قدرت سے ایک بچانے والا بھیج دیا تھا اور ڈپٹیوں میں سے ایک ڈپٹی جس کا ریپبلک کے برباد کرنے والے حادثات نے خراب حال کر رکھا تھا نپولین کی واپسی کی خبر سنکر واقعی شادی مرگ ہوگیا۔

جوزیفائن کو اس اچانک اطلاع سے حیرت ہوگئی اور جلسہ دعوت کو چھوڑ کر وہ فوراً مکان پر واپس آئی اور بغیر آرام کئے ہوئے وہ آدھی رات کو گاڑی میں سوار ہوکر اپنے شوہر کے ملنے کو روانہ ہوئی۔ لوئی بونارٹ۔ اور ہورٹنس جس کی بعد کو لوئی سے شادی ہوئی اُس کے ہمراہ تھے۔ اُسی وقت نپولین مع اپنے ہمراہیوں کے فریجیس سے روانہ ہوا۔ ہر قدم پر غیر معمولی سرگرمی اور جوش مسرت سے اُس کا استقبال ہوتا تھا۔ پہاڑیوں پر آگ روشن کی جاتی تھی۔ لوگ جلد جلد محرابیں بنا بنا کر اُس کے گذر گاہ میں قایم کرتے تھے۔ لڑکیوں کی لمبی لمبی دو رویہ قطاریں اُس کے راستہ میں پھولوں کا مینہ برساتی تھیں اور تبسم کے ساتھ خیر مقدم کے ترانوں سے اس کو مبارکباد دیتی تھیں۔ شام کو وہ لیانس میں پہونچا۔ تمام شہر چراغاں سے دن ہوگیا تھا اور مجنونانہ جوش کے نعروں سے لوگوں نے نپولین کو حلقہ میں لے لیا۔ افسران شہر نے اُس کی گاڑی تک آکر اُس کا خیر مقدم کیا۔ افسر اعلی نے اس موقع پر ایک ایڈریس تیار کیا تھا۔ لیکن نپولین کو اتنی مہلت نہ تھی کہ اُس کو سن سکتا۔

اپنے ہاتھ سے خاموشی کا اشارہ کر کے نپولین نے کہا "اے شرفا میں نے سنا تھا کہ فرانس مبتلائے مصیبت ہے۔ پس مینے بے پس و پیش مصر میں اپنی فوج چھوڑ دی اور میں فرانس کی مدد کو آیا۔ اب میں یہاں سے جاتا ہوں اور چند روز میں اگر تم میرے پاس آنا مناسب خیال کروگے تو تمھارا اڈریس سننے کی مجھے فرصت ہوگی" اب نپولین کی گاڑی میں دوسرے تازی گھوڑے جوتے گئے اور یہ سفر کرنے والی پارٹی جو شہاب ثاقب کی طرح ان لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی تھی شہاب ثاقب ہی کی طرح انکے سامنے غائب ہوگئی اب معلوم نہیں کیوں نپولین نے لیالنس سے پیرس کی اُس سڑک کو چھوڑ دیا جس پر کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی اور ایک دوسری غیر آباد سڑک اختیار کی۔

صفحہ ۱۲۰

جوزیفائن کو لیالنس پہونچکر معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے نپولین لیالنس سے روانہ ہوچکا تھا اور جوزیفائن اور نپولین مختلف راستوں سے ایک دوسرے سے گذر گئے۔ اس خبر پر جوزیفائن کو سناٹا ہوگیا جوزیفائن کے صدمہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کئی مہینے سے اُس کے محبوب شوہر کا ایک دو حرفی خط بھی اُس کے پاس نہ آیا تھا۔ اور جملہ خط و کتابت کو انگریزی جہازوں نے راہ میں گرفتار کرلیا تھا۔ جوزیفائن کو معلوم تھا کہ اُس کے حاسدوں نے اُس کی نسبت بدچلنی کی جھوٹی خبریں دور دور تک پھیلا رکھی تھیں۔ جوزیفائن جانتی تھی کہ نپولین کے پیرس پہونچتے ہی دشمن چاروں طرف سے جمع ہوجائینگے اور اُس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاکر نپولین کے خوب کان بھرینگے۔

لیالنس پیرس سے ۲۴۵ میل ہے اور جوزیفائن بہ سرعت تمام پہاڑیوں اور گھاٹیوں کو طے کرکے لیالنس پہونچی تھی اور راستہ میں استراحت کرنے یا کھانا کھانے کو بھی گاڑی سے نہ اُتری تھی۔ تھکی ماندی اور اس فکر سے مغموم کہ اُس کا شوہر اُس سے جدا ہوجائیگا اب اُس کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ نپولین سے ملنے میں وہ چوک گئی تھی۔ اب سوائے واپس جانے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن جوزیفائن کے حتی الامکان جلد نی

کرنے کے باوجود وہ نپولین سے ایک یا دو دن بعد پیرس میں پہونچ سکتی تھی۔ اس وقت غالباً تمام فرانس میں جوزیفائن سے زیادہ غمزدہ کوئی عورت نہ تھی۔

نپولین کے دل کو بھی تشویش اندر ہی اندر سے کھائے جاتی تھی۔ عشق انسانی کی تہ کو بھلا کون پہونچ سکتا ہے؟ آنِ واحد میں سب سے زیادہ زبردست عشق اور سب سے قوی نفرت کے ریشے باہم ایک دوسرے سے ایسے الجھ سکتے ہیں کہ پھر اُن کا سلجھانا محال ہو جاتا ہے۔ کسی اور معاملہ میں انسان کا ارادہ ایسا بودا ثابت نہیں ہوتا جیسا اس قوی جذبہ کی تحریکوں کو رہنما کرنے یا روکنے میں دیکھا جاتا ہے

نپولین جوزیفائن کو اُسی فوق العادت شدت سے چاہتا تھا جس نے اُس کی زبردست طبیعت کے دیگر معاملات کو ممتاز کیا تھا۔ نپولین کی طبیعت کا چشمہ اُتھلے ظرف میں نہ بہتا تھا بلکہ یہ ظرف تو اتنا عمیق تھا کہ جس میں غوّاصی کرنا بہت دشوار کام تھا۔ نپولین کو دنیا میں دو ہی چیزیں محبوب تھیں ایک تو نام و شہرت دوسرے جوزیفائن۔ نام و شہرت تو اول درجہ پر تھی اور اُس کے ساتھ ہی پیچھے لگا ہوا یہ زیادہ مادی بت تھا۔ (یعنی جوزیفائن)

پیرس کی بہت سی لیڈیاں جن کو جوزیفائن سے کہیں زیادہ عالی خاندان ہونے کا فخر حاصل تھا جوزیفائن کی فضیلت پر جلی مرتی تھیں۔ جوزیفائن کا نپولین پر اثر مشہور تھا حکما، مدبران ملک۔ پرہوس جنرل جوزیفائن کے کمرے میں جمع رہتے تھے۔ اور اُس کی خوشامد میں لگے تھے۔ جوزیفائن کا ایک لفظ شہرت و دولت کا راستہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس طرح بڑی خوبی کے ساتھ جوزیفائن پیرس کے محلوں سے اپنے شوہر کے جاہ و جلال کے جلوے دکھا رہی تھی چونکہ جوزیفائن اپنے شوہر کے آیندہ مقاصد میں اُس قدر معاون پیدا کرنا چاہتی تھی جتنے ممکن تھے لہذا گھر میں بیٹھکر وہ دلوں کو اسی طرح تسخیر کرتی تھی جس طرح نپولین باہر صوبجات کو فتح کرتا تھا جوزیفائن کی خوبی اخلاق۔

قدر وانی کی کامل نزاکت۔ بلند ذہنی برکات۔ اور دلفریب شیریں لہجہ نے درباریوں۔ حکیموں۔ اور مدبروں کو یکساں مسخر کر لیا تھا۔ اُس کے کمرے ہمیشہ بھرے رہتے تھے اور اُس کی دعوتوں میں پیرس کے بڑے بڑے رتبہ دار و با اختیار لوگ آکر جلسہ کو رونق دیا کرتے تھے اور جس گروہ میں جوزیفائن نمودار ہوتی شرفا کی آنکھیں پہلے اُسی پر پڑتیں۔ دو مقناطیسی طاقتیں جن کا مقابلہ نہ کیا جا سکتا تھا ان لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی تھیں یعنی ایک تو جوزیفائن کا مخصوص حسن و اخلاق و دلکش تھا اور دوسرے اپنے نامور شوہر کا ذریعہ جس سے وہ ایک نعمت عظمیٰ ہو رہی تھی۔

اب اُس رشک و حسد کا اندازہ کر لینا کچھ دشوار کام نہیں ہے جو ان وجوہ سے پیدا ہوا ہوگا۔ بہت سی مشہور امیرزادیوں کو غیر قابل برداشت اشتعال پیدا ہوگیا تھا کہ جوزیفائن امریکہ کے ایک غیر خطاب یافتہ کاشتکار کی لڑکی پیرس والوں پر اس طرح فائق تھی اور خود یہ امیرزادیاں باوجود اپنے بڑے رتبہ حسن و جمال و شعور کے جوزیفائن کے مقابلہ میں ہیچ تھیں۔ ان میں سے مورو کی بیوی خاصکر جوزیفائن کی فوقیت کو اپنی ذاتی توہین سمجھتی تھی۔ وہ خیال کرتی تھی کہ جنرل مورو بھی اُسی اعزاز کا مستحق تھا جس کا نپولین تھا۔ اور اسی رشک کی وجہ سے جس کا خار اُس کے دل میں کھٹکتا تھا اُس نے انجام کار اپنے شوہر کو نپولین کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ کیا اور ہوہن لن ڈن کے فاتح (یعنی جنرل مورو) کا کام تمام ہوگیا۔

خود نپولین کے بھائی بہنوں میں سے چند جوزیفائن کے اس اعلیٰ اثر کو نگاہ رشک و حسد سے دیکھتے تھے اور اُس کا ایک حصہ جوزیفائن سے بخوشی چھین لینے کو آمادہ تھے۔ معاملات کی یہ حالت تھی اور اب مختلف ذریعوں سے جوزیفائن کے چال چلن کے خلاف نپولین کے کانوں تک خبریں پہنچا لی گئیں اور سازش کے

شریک دشمن زیادہ گستاخ ہوتے گئے۔ بیان کیا گیا کہ جوزیفائن تو نپولین کو بھول گئی تھی اور عورتوں کی سی نخوت سے عیش و عشرت میں غرق ہو گئی تھی اور انجام کار فاش بدکاری کی مجرم ہوئی۔ قریب قریب وہ تمامی خطوط جو نپولین نے جوزیفائن کو اور جوزیفائن نے نپولین کو لکھے تھے راستہ میں انگریزی جہازوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اگرچہ نپولین نے ان تہمتوں کو پوری طرح باور نکیا تاہم اُس کو ویسا فخر ذرا بھی باقی نہ رہا جس سے قیصر کہا کرتا تھا قیصر کی بیوی پر ہرگز شبہ نہیں ہونا چاہئے "

اپنے مصر کے قیام کے اواخر شہور میں نپولین کا دل بہت متفکر حالت میں رہتا تھا ایک دن وہ اپنے خیمہ میں جو عرب کے بڑے ریگستان میں ایستادہ تھا تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کئے مہینے سے جوزیفائن کا کوئی خط نہیں آیا تھا۔ اور ابھی دونوں کے باہم ملنے کو بھی برسیں درکار تھیں۔ جونو جس کے پاس کسی حاسد نے حاسدانہ راہ سے پیرس کی خبریں بھیجی تھیں نپولین کے خیمہ میں آیا اور بڑی احتیاط کے ساتھ لیکن پوری مفصل پیرس کی گپ نپولین کو سنائی۔ جونو نے کہا۔ جوزیفائن کو اپنے شوہر کی غیر حاضری کی تلافی حاصل ہو گئی۔ یعنی اُس نے دوسروں سے یاری کر لی ہے اُس کے گرد اُس کی تعریف کرنے والے جمع ہیں اور اُن کے ساتھ وہ آشنائی اور کرشمہ سازی میں مصروف ہے۔ اور غیرت و ناموس کی کچھ پروا نہ کرکے وہ نفس امارہ کی مطیع فرمان ہو گئی ہے"

اس پر نپولین کو چند لمحے بڑی تشویش رہی اور بپھرے ہوے شیر کی طرح وہ خیمہ میں جلد جلد ٹہلتا رہا اور پھر کہنے لگا " نہ معلوم اس عورت سے میں اتنی محبت کیوں کرتا ہوں صفحہ ۱۲۱ اور اُس کی تصویر کو اپنے سینہ سے نوچکر پھینک کیوں نہیں دیتا۔ نہیں میں ضرور نوچکر پھینکدونگا۔ میں فوراً طلاقِ بائن دیدونگا بڑی صریح اور اعلان کے ساتھ" اور اُس نے جوزیفائن کو نہایت سخت الفاظ میں خط لکھا اور اُس پر الزام لگایا "کہ وہ آدھی دنیا

کے ساتھ عشوہ گری کر رہی ہے"۔ یہ خط انگریزی جہازوں سے بچکر جوزیفائن کو پہونچگیا اور اس نے جوزیفائن کے باوفا دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ مختصر آنکہ معاملات کی یہ حالت ہو رہی تھی اور اب اٹھارہ ماہ کے بعد جوزیفائن پیرس میں نپولین سے ملنے کو تھی جوزیفائن کو بڑی فکر تھی کہ نپولین سے اس کی ملاقات اس سے قبل ہو جاتی کہ اُس کے دشمن نپولین سے ملتے۔ پس غور کیا جا سکتا ہے کہ جوزیفائن کی تشویش کی کیا نوبت ہوئی ہوگی جبکہ اُس کو معلوم ہوا ہوگا کہ نپولین لیانس سے روانہ ہوگیا۔ اب جوزیفائن کے پیرس واپس پہونچنے تک ضرور تھا کہ نپولین کو پیرس پہونچے دو یا تین دن ہو چکتے۔

اس اثنا میں نپولین کی گاڑی بڑی تیزی سے پیرس کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ رات میں تمام راستہ خوشی کی روشنی کی ہوئی آگ اور چراغاں سے دن ہوگیا تھا۔ قدم قدم پر گھنٹے بج رہے تھے سلامیاں داغی جارہی تھیں اور خیر مقدم کے نعرے بلند تھے۔ لیکن اُس کے زرد اور فکر میں ڈوبے ہوئے بشرہ پر کوئی شادمانی کا اثر نہ تھا۔ اور وہ تبسم تک نہ کرتا تھا۔ اُس کے جی میں تو یہی خیال بسا ہوا تھا کہ اُجڑے ہوئے گھر کو واپس جارہا تھا۔ غم نے اُس کے دل میں گھر کرلیا تھا۔ وہ پیرس میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے گھر کی طرف پہونچا اور لیجئے جوزیفائن گھر میں موجود نہ ملی۔ نپولین کو فوراً خیال ہوا کہ "شاباش کیوں نہو! اپنی خطا سے آگاہ ہے پس مجھسے ملنے سے کیوں نہ ڈرتی"۔ اس وقت نپولین کے سوہانِ روح کا حال دریافت کرنے کی کوشش کرنا ہمارے لئے بیکار ہے۔ لیکن اس میں کسی کو کیا کلام ہوسکتا ہے کہ نپولین کو غایت درجہ کا روحانی صدمہ پہنچا ہوگا۔ جوزیفائن کے سخت دشمنوں نے نپولین کو آگھیرا اور اُس کی عدم موجودگی سے فائدہ اُٹھاکر نپولین کے رشک وغیظ کے شعلہ کو چالاک اشاروں کی ہوا سے اور بھی بھڑکا دیا۔ یوجین نپولین کے ہمراہ مصر سے آیا تھا اور اُس کا دل اپنی ماں کی محبت میں جل رہا تھا۔

بڑی آرزو سے جو اذیت و عذاب کے درجہ کو پہونچگئی تھی وہ کھڑکی میں بیٹھا اپنی ماں کی آمد کا منتظر تھا۔ اب ایک حضرت نے اس بدنیتی سے کہ جوزیفائن اور نپولین میں ملجانے کا امکان ہی نہ رہے نپولین سے اس طرح فرمایا" آپ کے سامنے تو جوزیفائن اپنی حیلہ و لفریبیوں کے ساتھ آئیگی اور جملہ معاملات کی تاویلیں کردیگی۔ آپ اُسے معاف کردینگے اور پھر سب چین چان ہوجائیگا"

نپولین کے رخسار سنتے ہوئے تھے۔ ہونٹھ کانپ رہے تھے۔ اور وہ مضطربانہ کمرہ میں ادھر سے اودھر جاتا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا" ارے۔ میں اور معاف کردوں! نہیں ہرگز معاف نہیں کرونگا" پھر یکایک ٹھہر کر اور اس خلیجور کو وحشت کی آنکھ سے دیکھکر غضبناک ہونٹوں سے بولا" تم مجھے جانتے ہو۔ اگر مجھے اپنے عزم پر یقین نہوتا تو میں اپنے دل کو چیر کر آگ میں جھونک دیتا"

افسوس انسان کے دل کی سرگذشت بھی کیا ہی عجیب ہے۔ اپنی پیرس کی آمد اور اس ملاقات سے دو گھنٹہ بعد نپولین جس کی روح معاملاتِ خانگی سے سرتاپا ستائی ہوئی تھی لکسمبرگ کے ایوان کو ڈائرکٹری دیکھنے گیا۔ تاکہ فرانس کی موجودہ ضعیف حکومت کو میٹ دینے کی تدبیریں کرے۔ نپولین زرد۔ اداس اور خیال میں غرق تھا اور اُس کی لوچ نہ کھانے والی بلند نظری اور ہوس میں جنبش نہ تھی اور اُس کے آہنی عزم و ثبات مغلوب نہ تھے۔ اگرچہ جوزیفائن قابلِ پرستش بت تھی لیکن نپولین اس پر بھی لعنت کررہا تھا۔ وہ اُس سے بلا کی محبت کرتا تھا۔ وہ گویا اُس کی پرستش کرتا تھا اور ساتھ ہی اس کے وہ اُس سے انتہا کی نفرت کرتا تھا۔ وہ اُس سے آرزو بھرے بوس و کنار کے ساتھ ہم آغوش ہوسکتا تھا اور دوسرے ہی لمحہ میں وہ جوزیفائن سے اس طرح نفرت کرسکتا تھا جیسے کوئی شخص کسی سب سے زیادہ گھنونی اور دلدز شئے سے نفرت کرتا ہے۔

لیکن شان و عظمت اس سے بھی زیادہ محبوب شے تھی اور اس بُت کے معبد میں نپولین جنبش نہ کرنے والی عقیدت سے سجدہ کرتا تھا۔ پس اپنی عظمت کی تدابیر کو نئی طاقت کے ساتھ عمل میں لانے میں وہ اپنی خانگی مصیبت کو بھی بھول گیا۔ جیسے کہ وہ لکسم برگ کے زینہ پر چڑھا گارڈ کے بعض سپاہیوں نے جو اٹلی میں اُس کے ہمراہ رہے تھے اُسے پہچان لیا اور "بوناپارٹ زندہ ماناد" کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ ایوان کے تمامی کمروں میں گونج گیا اور ڈوائرکٹروں کے کانوں میں آواز مرگ کی طرح پہنچا۔ یہ آواز صحن کے دوسرے آدمیوں نے سُنی۔ پھر تو کوچہ بکوچہ یہی آواز آنے لگی تھیٹروں میں تماشے اور سوانگوں میں راگ اُسی وقت ملتوی ہوگئے کہ اسٹیجوں نے نپولین کے پیرس واپس آجانے کا اعلان کردیا جائے۔ مرد عورات اطفال اُٹھ کھڑے ہوئے اور وحشیانہ جوش مسرت سے آسمان سروں پر اٹھالیا۔

تمام پیرس میں تلاطم برپا ہوگیا۔ ہر زبان پر بوناپارٹ کا نام تھا۔ یہ جوش متعدی تھا۔ جابجا روشنی ہونے لگی اور عام مسرت سے چراغان نے تمام پیرس کو دن کے مانند منور کردیا۔ خوشی میں پہلے ایک گھنٹہ بجا۔ لیکن اس کو سن کر دوسرا شروع ہوا یہاں تک کہ پھر تو ہر ایک مینار سے خیر مقدم کے گھنٹوں کی برابر آواز آنے لگی۔ شہر میں پہلے تو ایک توپ کی آواز آئی اور پھر ذرا دیر میں یہ نوبت پہنچی کہ ہر ایک باڑی سے توپوں کی سلامیوں نے شہر کو ہلا ہلا دیا۔ ابوکر اور کوہ ٹیبر کی بڑی فتوحات کی خبر نپولین کے ساتھ آئی تھی۔ یہ مشرقی نام شہر کی سڑکوں پر گونج رہے تھے اور روشنی کے حروف میں شادمان مخلوق کی آنکھوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس طرح ایک گھنٹہ کے اندر تمام پیرس جوش مسرت سے بھر گئی اور اگرچہ کوئی پہلے سے تیاری نہیں کی گئی تھی تاہم پیرس میں بڑے دھوم کا جشن نظر آرہا تھا۔

اس زمانہ میں فرانس کی طرز حکومت ممالک متحدہ امریکہ کے ڈھنگ پر قایم

ہوئی تھی لیکن بجائے ایک پریسیڈنٹ کے پانچ تھے اور یہ ڈائرکٹر کہلاتے تھے۔ اور ان کی مجلس مدبران کا نام مجلس قدما House of Ancients تھا اور ان کی مجلس وکلاء کا نام مجلس پنج صدی تھا۔ یہ قدرتی ہے کہ یہ پانچوں ڈائرکٹر ایک دوسرے کے مخالف تھے اور ان میں سے ہر ایک اعلیٰ طاقت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ موافقین سرکار و مخالفین سرکار یعنی مجمع عوام اور اوسط خیال جمہوری ایسی موجودہ گورنمنٹ کی حالت میں اتفاق کے ساتھ ایک دوسرے کے معاون و مدد ہو سکتے تھے وہ ایک دوسرے کی تاک گھات میں تھے اور گورنمنٹ بربادی کے سمندر میں غرق ہو رہی تھی۔ ڈائرکٹروں میں ابی سیائی لا کلام بڑی لیاقتوں کا شخص تھا اور سب سے زیادہ فایق متکبر امیر تھا اُس کا چال چلن ذیل کے واقعہ سے ثابت ہو جائیگا جو اُس کے متعلق خود نپولین نے بیان کیا ہے۔

" فرانس کے انقلاب سے قبل یہ ابی سیائی ایک ملکہ کا ہادیِ دین تھا۔ ایک دن ابی سیائی ملکہ اُس کے ملازموں اور ایک بڑی جماعت کو نماز پڑھا رہا تھا کہ کچھ ایسا واقعہ پیش آگیا کہ ملکہ بمجبوری کمرے سے چلی گئی۔ دوسری لیڈیاں اور اُمرا جو ملکہ کی خوشامد سے نماز میں شریک تھے اور مذہبی خیال سے نماز کو نہ آئے تھے ملکہ کی طرح کمرہ سے چلتے ہوئے۔ ابی سیائی انجیل خوانی میں ایسا غرق تھا کہ تھوڑی دیر تک ان سب کے چلے جانے کی اُسے خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب کتاب سے اُس نے آنکھیں اُٹھائیں تو کسی مقتدی کا پتہ نہ تھا۔ ابی سیائی نے یہ دیکھ کر بڑے غصہ اور حقارت سے کتاب بند کر دی۔ اور ممبر سے اُتر آیا اور کہا کہ ان جاہلوں کے لئے میں نماز ادا نہیں کرتا" اور کمرہ سے چلا گیا اور نماز کو ادھورا چھوڑ دیا۔

نپولین ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۷۹۹ء کی شام کو پیرس میں داخل ہوا تھا۔ دو رات اور دو دن کے بعد جوزیفائن واپس آئی۔ اور رو چنٹرین Rue Chantereine جوزیفائن

کے مکان کے صحن میں اس کی گاڑی کے پہیوں کی آواز سُنی گئی۔ یوجین تو بڑے تردد کے ساتھ اپنی ماں کا انتظار کر ہی رہا تھا فوراً جا پہنچا اور اُس کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لے لیا۔ یہ ۱۹۔ اکتوبر کی آدھی رات کا وقت تھا۔ نپولین نے بھی جوزیفائن کے آنے کی خبر سنی لیکن بڑی سرد مہری کے ساتھ وہ اپنے کمرہ میں بیٹھا رہا۔ نپولین کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جوزیفائن کو دروازہ تک جا کر لیتا تھا۔ چاہے وہ صبح کی ہوا خوری سے ہی کیوں نہ واپس آئی ہو۔ اسوقت وہ کچھ پروا نہ کیا کرتا تھا۔ کسی قسم کا کام چاہے وہ کیوں نکرتا ہو اور کیسے ہی مہمان اس کے پاس کیوں نہ بیٹھے ہوں وہ ہر چیز کو چھوڑ دیتا تھا اور جھپٹ کر دروازہ پر جاتا تھا اور اپنے ہاتھ سے جوزیفائن کو گاڑی سے اُتارتا تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ مکان میں آتا تھا۔ لیکن ایک یہ موقع ہے کہ اٹھارہ ماہ کے بعد یہ وفاشعار جوزیفائن تھکی ہوئی نیم جان دروازہ پر گاڑی میں کھڑی ہے اور سُتے ہوئے رخساروں اور بھچے ہوئے لبوں والا نپولین جس کے دل میں خارِ حسد کھٹک رہا ہے اُسی طرح سرد اپنے کمرہ میں بیٹھا ہے اور جوزیفائن پر اپنے غضب کا طوفان توڑنے کو تیار ہے۔

جوزیفائن کا جسم تردد سے کانپ رہا تھا اور پاؤں ڈگمگا رہے تھے اور دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ یوجین اور ہورٹنس کے ساتھ اُن کے سہارے سے وہ کانپتی ہوئی چھوٹے ملاقات کے کمرہ کی سیڑھیوں پر چڑھی اُس نے دروازہ کھولا۔ نپولین پتھر کے بُت کی طرح آتشدان کی محراب سے دھوک لگائے کھڑا تھا اور دونوں ہاتھ سینہ پر باندھے تھا۔ بڑی بے توجھی اور خاموشی سے اُس نے جوزیفائن کو نگاہ غیظ سے دیکھا اور پھر اُس لہجہ سے جس نے جوزیفائن کے دل پر خنجر کا کام کیا وہ کہنے لگا۔

”بیگم صاحبہ میری خواہش ہے کہ آپ اسی وقت مالمیسن کو چلی جائیں“

جوزیفائن سنکے گویا زخم کاری لگا۔ وہ لڑکھڑائی اور ضرور گر پڑتی اگر یوجین اُس کو تھام نہ لیتا۔ انتہائی رنج و مصیبت کی حالت میں جوزیفائن سسکیوں سے رونے لگی

یوجین اُس کو خود اُس کے کمرے میں لے گیا لیکن اس وقت نپولین کے دل کو بھی بڑی خوفناک تکلیف تھی۔ جوزیفائن کی حالت دیکھ کر نپولین کے زبردست محبت کے زخم ہرے ہو گئے۔ لیکن اُسے قطعی یقین تھا کہ جوزیفاین نے اُس کی محبت کی غیر قابل معافی توہین کی تھی اور بیشمار چاہنے والوں سے تعلق رکھا تھا اور اُن کے ساتھ ایک بازاری کی وضع اختیار کر کے اپنی اور اپنے شوہر کی تذلیل کی تھی۔ نپولین کی متکبر طبیعت جوزیفاین کی اس حرکت کو جو اُس نے اپنے شوہر کے محبت کے بدلہ میں کی تھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ مضطربانہ کمرے میں جلد جلد ٹہلنے لگا اور اپنے غصہ کو خیالات کی غذا سے بڑھانے کی کوشش کرتا تھا۔ جوزیفاین کی سسکیوں نے نپولین پر بہت اثر کر دیا تھا اور بے ساختہ جی چاہتا تھا کہ اُس کو چھاتی سے لگا لے۔ لیکن اس پر بھی اُس نے تکبر سے یہی عزم کیا کہ ہرگز رحم نہ کریگا۔ جوزیفائن نے اُس مستعدی سے جس سے وہ ممتاز تھی نپولین کے حکم کی تعمیل کی فوراً تیاری کی۔

یہ ٹھیک آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک ہفتہ سے قریب قریب بے خواب و خور جوزیفائن گاڑی میں سوار رہی تھی۔ مالمیس پیرس سے بارہ میل تھا۔ نپولین کو خیال تھا کہ صبح سے قبل جوزیفائن مالمیسن کو نہ جائیگی۔ لیکن نپولین کو سخت ہی تعجب ہوا کہ جوزیفائن یوجین اور ہورٹنس فوراً زینہ سے نیچے اُترنے لگے کہ گاڑی میں سوار ہو جاویں۔ لیکن باوجود ایسے سخت غصہ کے نپولین انسانیت سے خارج نہ تھا۔ کیونکہ نپولین کا قول ہے "میرا دل ہرگز ایسا نہیں بنا ہے کہ میں کسی کو روتے دیکھوں اور میرے قلب پر اثر نہ ہو" چنانچہ وہ فوراً اتر کر صحن میں آیا اور گو اُس کے تکبر نے یہ اجازت نہ دی کہ وہ جوزیفائن سے بات کرے اُس نے یوجین سے کہا کہ سب لوٹ آئیں اور کھانا کھا کر آرام کر لیں۔ جوزیفائن توسراپا اطاعت تھی۔ نپولین کی خواہش کے موافق بے پس و پیش واپس چلی گئی اور پھر زینہ پر چڑھ کر انتہائے غم اور ماندگی سے اپنے کمرہ میں پلنگ پر جا لیٹی۔

ایسا ہی تباہ حال نپولین بھی اپنے کمرہ کو لوٹ گیا۔ کامل مصیبت کے دو دن گذر گئے اور ان مہجورین میں کسی قسم کی بات چیت وغیرہ کی نوبت نہ آئی۔ باوجودیکہ طرفین سے فوق العادت محبت تھی۔

انجکامکار محبت جملہ موانع پر غالب آئی۔ خیالات میں بڑے حیص وبیص ہوا کئے لیکن رفتہ رفتہ غصہ اور تکبر مغلوب ہونے لگے اور محبت نے غلبہ پایا۔ تیسرے دن نپولین اسقدر نرم پڑا کہ جوزیفائن کے کمرہ پر گیا۔ وہ سنگھار کی میز پر بیٹھی ہوئی تھی اور اندوہ وغم کی مبتلا اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپائے ہوئے تھی اور نپولین کے خطوط جن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت پڑھ رہی تھی اُس کے سامنے میز پر پھیلے ہوئے تھے۔ ہورٹنس جو اندوہ و ملال کی تصویر تھی دریچی میں کھڑی تھی۔ نپولین نے نہایت ہی آہستہ سے دروازہ کھولا تھا اور اُس کا اندر آنا معلوم نہ ہوا تھا بزدلانہ قدموں سے وہ اپنی بیوی کی طرف بڑھا اور قریب آکر مغموم الفت آمیز آواز سے کہنے لگا "جوزیفائن" اس جانی پہچانی آواز پر جوزیفائن چونک پڑی اور اپنی سوجی اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اوپر اٹھاکر مغموم لہجہ سے جواب میں کہا "ماں امی" یہی وہ پیارا نام تھا جس سے وہ اپنے پیارے شوہر کو ہمیشہ مخاطب کیا کرتی تھی جوزیفائن کے منہ سے اس لفظ کا نکلنا تھا کہ ہزاروں پرانی خوشگوار یادگاریں تازی ہوگئیں۔ نپولین مفتوح ہوگیا۔ اور اُس نے ہاتھ آگے بڑھایا جوزیفائن نے اپنے تئیں اُس کی گود میں ڈال دیا اور اپنے سر کو اُس کے سینہ پر رکھدیا۔ اور مرکب رنج وخوشی کی شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ طرفین سے بڑی دیر تک گلے شکوے ہوتے رہے اور نپولین کو یقین ہوگیا کہ واقعی جوزیفائن پر بڑا ظلم ہوا۔ یہ ملاپ سچا اور پورا ملاپ تھا اور پھر جیتے جی اس میں کبھی خلل نہ پڑا۔

باب پانزدہم

ڈائرکٹری کا توڑ دیا جانا

صفحہ ۱۲۳

ملکی توڑ جوڑ۔ ڈائرکٹری کو میٹ دینے کی کوششیں۔ جوزیفان کی محبت بھری یاد۔ نپولین کی تجاویز میں کامیابی۔ مجلس قدما کے ہال میں بوناپارٹ۔ مجلس پنج صدی میں اُس کا استقلال۔ اُس کی رحم دلی۔ جوزیفاین کی طرف نہایت محبت آمیز التفات۔ ایلیسن صاحب کا ریمارک نپولین پر۔

اب نپولین فرانس کو طوائف الملوکی سے خلاص کرنے کی تجویزیں پوری کرنے کو بڑے قوی دل کے ساتھ متوجہ ہوا۔ اُسے اپنی اس لیاقت پر کہ وہ قوم پر حکومت کرسکتا تھا پورا اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ قوم اس بات پر متفق تھی کہ وہ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے اور اُس کو یقین واثق تھا کہ رعایا سچے جی سے اُن تجویزوں کے پورا کرنے میں اُس کی معاون ہوگی جن کو وہ اختیار کرنا چاہیگا۔ تاہم پانچوں ڈائرکٹروں اور اُن کے تخت کو الٹ دینا اور مجلسِ قدما اور مجلس پنج صدی پر قابو پانا کوئی ذراسی دشواری کا کام نہ تھا۔ اور جس دلیری اور تکبر سے نپولین نے اس دشوار مرحلہ کو سر کیا اُس سے بڑھ کر کبھی

نہ ہوا تھا۔

بہت دنوں تک تو نپولین پردہ میں رہا کہ اُس کو کوئی دیکھ نہ سکے اور بڑی کوشش سے مجمع عام کے سامنے آنے سے بچتا رہا۔ اُس نے اپنی فوجی وردی اُتار رکھی اور انسٹیٹیوشن کی صلح جو پوشاک پہن لی گاہے گاہے وہ خوبصورت ترکستانی تلوار فیتہ سے اویزاں کرکے زیب کمر کرتا تھا اور یہ سادی پوشاک لوگوں کے خیالات کو ابوکر اور کوٹیبر Talma اور اہرام مصر کے واقعات کی طرف منتقل کر دیا کرتی تھی۔ بڑی کوشش سے وہ علماء کے جلسہ میں شریک ہوتا تھا اور اپنی توجہ کو اُن کی طرف متوجہ کر دیا تھا وہ انسٹیٹیوشن کے ممتاز اراکین کو دعوت میں بلایا کرتا تھا۔ ملکی بحث سے بچتا تھا اور صرف علمی معاملات پر بحث کرتا تھا۔

مورو Moreau اور برناڈوٹ Bernadotte صرف ایسے دو جنرل تھے جن کی رقابت سے نپولین کو سب سے زیادہ اندیشہ تھا۔ پیرس میں آئے ہوئے نپولین کو صرف دو دن ہوئے تھے کہ اُس نے ہیورین سے کہا " مجھے یقین ہے کہ مورو اور برناڈوٹ میری مخالفت کرینگے۔ لیکن مورو سے میں خائف نہیں ہوں اُس میں عزم و ثبات نہیں ہے اور اختیارات ملکی پر وہ اختیارات فوجی کو ترجیح دیتا ہے پس اختیاراتِ فوجی کے وعدہ سے اُسے ہم اپنی طرف کر لینگے لیکن برناڈوٹ کے عروق میں اعرابی خون ہے۔ وہ جری اور شجاع ہے وہ مجھکو پسند نہیں کرتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری مخالفت کریگا۔ اور اگر اُس کے دل میں ہوس کا خیال آگیا تو وہ جو کچھ نہ کر گذرے تھوڑا ہے۔ علاوہ اس کے یہ برناڈوٹ دھوکے میں بھی نہ آئیگا۔ وہ بے غرض اور دانشمند ہے۔ لیکن باوجود اس کے وقت تو آ ہی گیا ہے۔ دیکھا جائیگا"

نپولین نے کوئی سازش نہیں کی۔ اپنی تجاویز کا اُس نے کسی کو رازدار نہ بنایا۔ اور تاہم اُس نے تنہا دل میں اپنی ہی وسیع لیاقتوں پر اعتماد کرکے اُس نے معاملات

پر غور کیا اور اپنی تجاویز کو پختہ کیا۔ ابی سیائی ہی وہ شخص تھا جس کی لیاقت اور اثر سے نپولین خائف تھا۔ اور ابی سیائی بھی اپنے رقیب زبردست نپولین کو نگاہِ خوف سے دیکھتا تھا یہ دونوں الگ الگ رہتے تھے اور ایک دوسرے کو بھانپ رہا تھا۔ ایک دعوت میں دونوں یکجا ہوئے۔ لیکن دونوں ایسے متکبر تھے کہ گفتگو میں کسی کی طرف سے سبقت نہوئی لیکن ہر ایک ان میں سے ایک دوسرے کا خیال کر رہا تھا۔ اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف سے تلخ خیال لے کر رخصت ہوئے اور آپس میں بات چیت کی نوبت نہ آئی۔

ابی سیائی Sieyes نے ایک شخص سے کہا کہ" اس کوتاہ قامت فتنہ کو دیکھا کہ گورنمنٹ کے ایک ممبر سے بات کرنا تک پسند نہ کیا۔ اور پھر یہ ممبری بھی کن ممبروں میں کا ایک ممبر کہ اگر وہ انصاف کو کام میں لاتے تو اُس کو گولی سے مروا دیتے۔"

اُدھر نپولین نے کہا" نہ معلوم لوگوں کو کیا سوجھی تھی کہ ایک پادری کو ڈائرکٹری کا ممبر کر دیا۔ وہ تو پروشیا Prussia کے ہاتھ بکا ہوا ہے۔ اور اگر تم ہوشیار نہ رہو گے تو فرانس کو وہ پروشیا کے حوالے کر دیگا۔"

نپولین مورو کے ساتھ بھی دعوت میں شریک ہوا۔ اور یہی وہ مورو ہے جس نے بعد کو نپولین کی عداوت سے روسیوں کے توپخانے فرانسیسیوں کے کالموں پر سیدھے کر دیئے تھے یہ دعوت گوہیر Gohier کے مکان پر ہوئی جو ایک ڈائرکٹر تھا نپولین اور مورو میں جو دو رقیب جنرل تھے حسب ذیل گفتگو واقع ہوئی۔

جس وقت دونوں کا سامنا ہوا تو ایک دوسرے کی طرف تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے اور منہ سے کچھ نہ کہا۔ نپولین نے جس کو اپنی برتری معلوم تھی اور اپنے معاملات میں مورو کی شرکت کا متمنی تھا پیش قدمی کی اور بڑے تپاک سے کہا" مجھے تو آپ کی ملاقات کا بڑا ہی اشتیاق تھا"

موورو نے جواب دیا "آپ مصر سے مظفر و منصور آئے اور میں اٹلی سے بڑی ہزیمت اٹھاکر لوٹا ہوں اور یہ وہ مہینہ تھا کہ جنرل جیوبرٹ Joubert اپنی شادی کے بعد پیرس میں ٹھہر گیا اور ہماری بڑی ہزیمت کا باعث ہوا اور اسی وجہ سے متحدہ فوجوں کو مانٹوا فتح کر لینے کی مہلت ملگئی اور دشمن اسی فوج کو جس سے اُس نے مانٹوا فتح کیا تھا موقعہ جنگ پر لے آیا اور اپنی دوسری فوجوں کو مدد دی۔ اور کلیہ ہے کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہمیشہ شکست دیتی ہے"۔ نپولین نے جواب دیا درست فرمایا کہ واقعی بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہزیمت دیا کرتی ہے" یہ سنکر گوہیر نے کہا لیکن باوجود اس کلیہ کے نپولین تم نے تو چھوٹی چھوٹی فوجوں سے بہت دفعہ بڑی بڑی فوجوں کو ہزیمت دی ہے نپولین نے جواب دیا" اس حالت میں بھی کلیہ قایم رہا ہے کہ بڑی فوج نے چھوٹی کو شکست دی ہے۔ کیونکہ جب کبھی چھوٹی فوج کے ساتھ میرا دشمن کی بڑی فوج سے مقابلہ ہوا ہے تو مینے یہ کیا ہے کہ اپنی سب فوج کو یکجا کر کے دشمن کے ایک بازو پر حملہ کر دیا ہے اور اُس کو شکست دے کر اور اُس بے ترتیبی سے فائدہ اٹھاکر جو ایسے موقع پر تمام فوج میں واقع ہوجایا کرتی ہے میں نے پھر حملہ کیا ہے اور ایسا ہی دوسرے موقع پر فائدہ اٹھایا ہے اور اس طرح غنیم کو بتدریج ہزیمت دیدی ہے اور اس طرح جو عام فتح واقع ہوئی وہ اُسی کلیہ کا نتیجہ تھی کہ بڑی فوج چھوٹی فوج کو ہمیشہ ہزیمت دیا کرتی ہے نپولین نے اس موقع پر بھی اپنے دماغ و اطوار کی انھیں دلفریبیوں سے جن سے وہ ہر شخص کو جس کو اُس کا جی چاہا کرتا تھا مسخر کر لیا کرتا تھا موورو کو اپنی طرف کھینچ لیا اور جبکہ دو دن بعد نپولین نے موورو کو الماسون سے مرصع ایک خوبصورت خنجر دس ہزار فرانک کا قیمتی تحفہ کے طور پر بھیجا تو بس کام پورا ہوگیا۔ نپولین نے بھی اب اپنے یہاں ایک دعوت میں چیدہ مہمان بلائے اور اثنائے گفتگو میں نیلموں کا ذکر آگیا جن کو مشرقی لوگ اپنے عماموں میں لگاتے ہیں۔ گوہیر بھی اس جلسہ میں شریک تھا۔ نپولین میز سے اٹھا اور ایک دراز کھولکر دو دھکدھگیاں نکال لایا یہ دونوں جیح

تھیں اور ایک تو گوہیر کو دی اور دوسری اپنے آزمودہ دوست جنرل مُونیرے کو دی اور کہا کہ یہ ذرا سی حقیر شئے ہم جمہوری ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں اور یہ کوئی نامناسب یا قابل خیال بات نہیں ہے" گوہیر اس نغزہ پر خوش ہوا اور ذرا بھی خیال نہ آیا کہ یہ ڈھکی کوئی رشوت ہوسکتی تھی اور نپولین کا دل وجان سے جانب دار ہوگیا۔

صفحہ ۱۲۴

جمہوری فرانس کو یوروپ کے بادشاہ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور ان کی عداوت ایسی گہری پرانی تھی اور خود حالتِ معاملہ کی وجہ سے ایسی برسر سیدہ تھی کہ نپولین کو خیال تھا کہ دشمن کے حملہ کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے اور حربی روح میں احتیاط کے ساتھ جوش موجود رکھنا چاہیئے۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ جمہوری امریکہ کو کسی دشمن سے خوف نہیں ہے اور اُس کے تمام عزم وہمت اپنے ملک کی امن وعافیت اور اُس کو مالامال کردینے میں صرف ہو رہے ہیں۔ لیکن فرانس کی اور حالت تھی اس جمہوری حکومت کے گرد تو بادشاہانِ یوروپ کے ممالک واقع تھے پس فرانس کے لئے تو یہی ضروری تھا کہ اُس کے باشندے اپنی توپوں کے قریب سوتے۔ اس ملاقات میں نپولین نے گوہیر سے کہا "کیا آپ واقعی امن عام کے حامی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ غلطی پر ہیں۔ ہماری جمہوری فرانس کو جزوی امن اور جزوی جنگ چاہیئے اور جزوی جنگ صرف اس غرض سے ضروری ہے کہ جوشِ جنگ تازہ رہے" نپولین کا یہ ریمارک اُس کی حربی سرگرمی پر محمول کرکے جس سے وہ بچپن سے گھرا رہا تھا چنداں قابل گرفت نہیں ہے لیکن یہی خطرہ اس زمانہ میں بھی موجود ہے اور وہ وقت ہنوز بہت دور ہے جبکہ روے زمین کی قومیں یہ بات سیکھ چکینگی کہ اب جنگ نہونی چاہیئے۔

لیفیور Lefevre ہر دو قانون ساز مجالس کے گارڈ کا کمانیر تھا۔ اور اُس کی شرکت بھی ضروری تھی نپولین نے اس کو خاص طور سے دعوت میں بلایا تھا اور اُس نے

کہا اے لیفیور۔ چونکہ تم ریپبلک کے اراکین میں سے ایک رکن ہو۔ تو کیا تمھارا یہ جی چاہتا ہے کہ ان مقننان کے ہاتھوں میں ریپبلک کو برباد ہونے دو۔ تم میرے شریک ہو اور ریپبلک کے سنبھال لینے میں مجھے مدد دو۔" پھر اپنی کمر سے ترکستانی تلوار کھول کر اس کا جبتہ لیفیور کے گلے میں ڈال دیا اور کہا" لیفیور یہ وہی تلوار ہے جو اہرام مصر کی جنگ میں میرے زیب کمر تھی اور اب یہ تلوار میں تم کو اسلئے دیتا ہوں کہ میں تمھاری عزت کرتا ہوں اور تم پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور یہ تلوار ان دونوں باتوں کی نشانی ہے۔"

اس فیاضی اور اعتماد پر نہایت ہی خوش ہو کر لیفیور نے کہا" ہاں بیشک۔ آئیے ہم ان مقننان کو سمندر میں ڈالدیں۔"

نپولین نے برناڈوٹ سے جلد ملاقات کی اور نپولین نے بیورین سے کہا" برناڈوٹ کو یہ تسلیم ہے کہ وہ ہم کو بربادی کی کشتی میں سوار سمجھ رہا ہے۔ اس نے داخلی و خارجی دشمنوں کا ذکر کیا اور پھر وہ میرے چہرے کو دیکھنے لگا۔ میں نے بھی آنکھ کا اشارہ کیا۔ بیورین۔ ذرا اور صبر کرنا چاہیئے۔ سیب جلد پکا چاہتا ہے۔"

اس ملاقات میں نپولین نے قید مخالفینِ سرکار کے کلب[1] کی مذمت کی۔ اس پر برناڈوٹ نے جواب دیا کہ" اس کلب کا بانی تو جوز تمھارا بھائی ہے۔ اور پھر تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں اس کلب کا حامی ہوں اور یہ اسی شخص کی اغوا کی بدولت ہے جس کا نام میں نہیں لیتا کہ یہ بدنظمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔"

نپولین نے بہت زور دیکر کہا" جنرل یہ سب درست ہے۔ لیکن ایسی جماعت میں رہنے سے جو ظالموں کی حامی ہو میں جنگل میں رہنا بہتر سمجھتا ہوں۔" اس گفتگو پر ان کی مخالفت میں جو پہلے سے واقع تھی اور بھی زیادتی ہوگئی۔

---

[1] فرانس میں اس زمانے میں بہت سے ایسے اشخاص تھے جو طوائف الملوکی کے حامی اور خواستگار تھے اور آئین و قوانین کی پابندی کے ساتھ حکومت کے مخالف تھے انھیں کی طرف اشارہ ہے مترجم ۱۲

برنا ڈوٹ اگرچہ لایق اور بہادر افسر تھا تاہم وہ حاسد اور لاف زن تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں جبکہ نپولین افواج اٹلی کا سپہ سالار تھا ان دونوں کو ایک دوسرے سے نفرت ہو گئی تھی۔ اُس وقت برنا ڈوٹ نے کہا تھا " مینے چھبیس ستائیس برس کا ایک جوان دیکھا ہے جس کی وضع قطع پچاس برس کے آدمی کی سی ہے۔ اور فرانس کی جمہوری حکومت کی بھلائی کے سوا اُس میں ہر بات کے نیک آثار پائے جاتے ہیں"

نپولین نے برنا ڈوٹ کو یہ کہکر فوراً رخصت کر دیا " تمھارا دماغ فرانسیسی ہے اور دل رومن ہے"

اس وقت فرانس تین گروہوں میں تقسیم تھا یعنی قدیمی موافقین سرکار جو بوربون خاندان کو بحال کرنا چاہتے تھے۔ دوسرا گروہ مخالفین سرکار کا وہ جزو بسیط تھا جس کا پیرس کے انبوہ عوام کی مدد سے بیرس سرغنہ تھا۔ تیسرا گروہ اوسط خیال جمہوریوں کا تھا جن کا سردار سیائی تھا یہ تینوں گروہ جو ایک دوسرے سے مخالفت کر رہے تھے اور باہم ڈر رہے تھے اس طوائف الملوکی کی حالت میں فوراً نپولین کی خوشامد میں مصروف ہو گئے کہ اُس کے بڑے قوی بازو کی حمایت حاصل کریں۔ نپولین نے عزم کر لیا تھا کہ وہ اوسط خیال جمہوریوں کا شریک ہوگا بوربون خاندان کے تخت فرانس پر بحالی صرف خارج از بحث ہی نہ تھی۔ بلکہ نپولین اور واشنگٹن کی حالت قریب قریب یکساں تھی یعنی جس طرح واشنگٹن کی طاقت سے یہ بات خارج تھی کہ امریکا کے جمہور کو جارج سویم کی اطاعت پر مجبور کر سکتا اسی طرح نپولین بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر بحال نہ کر سکتا تھا۔

نپولین نے کہا " کہ اگر میں مخالفین سرکار کا طرفدار ہو جاتا تو کسی بات کا خطرہ نہ رہتا لیکن صرف اتنا ہوتا کہ اُن کی مدد سے مخالفین پر فتح پانے کے بعد اس بات کی ضرورت پڑتی کہ میں پھر خود اُن پر فتح حاصل کرتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کلب کا ایک ہی سردار ہمیشہ رہ سکے اپنے ہر ایک جذبہ کے لیے جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہتے ہیں کلب کو نئے سردار

کی حاجت ہوتی ہے۔ اب یہ بات کہ آج اس نیت سے ایک فریق کی مدد حاصل کی جائے کہ کل اُسی فریق پر ہاتھ صاف کیا جائے بڑی سخت بے ایمانی ہے۔ یہ بات میرے اصول کے قطعی خلاف ہے۔"

نپولین اور متوسط الخیال جمہوری گروہ کا سردار ابی سیائی ایک دوسرے کو جلد سمجھ گئے اور باہمی شرکت کی ضرورت کو دونوں نے تسلیم کرلیا۔ گورنمنٹ کی حالت درہم برہم ہو رہی تھی اور اس وقت ایک ہوشیار جوڑ توڑ والے شخص نے کہا "ہماری نجات کے واسطے دماغ اور تلوار دونوں کی حاجت ہے۔" نپولین میں یہ دونوں باتیں موجود تھیں لیجئے نپولین کے بندر فریجس میں اُترنے سے دو ہفتہ کے اندر سیب پختہ ہو گیا۔

اب اس بڑے جھگڑے کے لئے تجویز مکمل ہو گئی۔ نپولین تنہا عظمت و شان کے ساتھ اپنی رائے پر جارہا اور اب وہ اپنے سب ماتحتوں کی پوری پوری اطاعت اور اُن کی سچی شرکت پر وثوق حاصل کرچکا تھا اور میدانِ جنگ میں ایک جنرل کی طرح جو فوج کو حکم دیا کرتا ہے نپولین کو بھی صرف حکم دینا باقی تھا کہ کالم دھاوا کردیں اور پیدل حملہ کردیں اور جنرل یقینی اطاعت کے ساتھ میدان کارزار میں جھپٹ پڑیں۔ اگرچہ موجودہ گورنمنٹ کو برباد کرنے کا اُس نے عزم کرلیا تھا تاہم اُس کا ارادہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو قانون کے پرازرور سے چارہ جوئی کرے۔ جیسے کہ ایک فاتح اُسی باڑی کو جو وہ دشمن سے چھینتا ہے اسی دشمن پر پھیر دیتا ہے اس سے زیادہ سادی لیکن باوجود اس سادگی کے ایسی دلیرانہ اور کافی سازش اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی اور اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اُس کے بعد ایسی ہی سازش عمل میں لانے کے قابل اگر کوئی شخص ہوگا تو وہ دوسرا نپولین ہی ہوگا۔

تمام پیرس نہایت جوش کی حالت میں تھی۔ کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا تھا۔ نپولین یہ کام کرنے کو ضرور تھا۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ کب۔ کیا۔ اور کیسے۔ سب کو

بے صبری کے ساتھ حکم کا انتظار تھا۔ مجلس قدمار کے بہت سے اراکین جن کا رجحان تھا کہ انقلابی حکومت سے محفوظ رہیں اور اس طوائف الملوکی کے ایام میں مخالفین سرکار کا عمل دیکھ چکے تھے بڑی صدق دلی سے نپولین جیسے مستقل سردار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کو مستعد تھے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ یہ لوگ ہر قسم کے ووٹ صفحہ ۱۲۵ (رائے) پاس کر دینے کو آستینیں چڑھائے بیٹھے تھے جو نپولین پیش کرتا۔ مجلس پنجصدی جو اپنی ترکیب کے اعتبار سے زیادہ جمہوری تھی زیادہ تر عامی جہال اور پُرجوش فتنہ انگیز لوگوں کا ایک مجمع تھی اور عنانِ حکومت اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی تھی۔ کارنٹ جس کی شرکت نپولین قطعی پکی کر چکا تھا۔ اس مجلس کا پریسیڈنٹ تھا۔ لیوشین بوناپارٹ نپولین کا بھائی اس مجلس کا اسپیکر (مُقرِّر) تھا۔ دونوں مجلسیں ایوان ٹولی لریز میں جمع ہوئیں مجلس پنج صدی نے مجلس قدما کو اختیار دے دیا کہ وہ آیندہ دونوں مجلسیں جمع ہونے کا مقام تجویز کریں۔

پیرس کے صیغۂ افواج کے افسروں اور جملہ فوجی معزز اشخاص نے جو دارالسلطنت میں موجود تھے نپولین سے شرفِ ملازمت حاصل کرنے کی درخواست کی تھی۔ عام اعلان تو کیا نہیں گیا لیکن ہر شخص کو خانگی طور پر اطلاع دیدی گئی کہ ۹۔ نومبر کی صبح کو نپولین اُن سے ملاقات کریگا۔ شہر کی سب افواج کی طرف سے بھی یہ درخواست گذری تھی کہ نامور فاتح نپولین اُن کا ملاحظہ کرے۔ ان افواج کو بھی خفیہ طور سے اطلاع کر دی گئی کہ ۹۔ نومبر کو نپولین صبح کے وقت اُن کا ملاحظہ کریگا۔ مجلس قدما بھی ۹ نومبر کو ۷ بجے صبح کے جمع ہونے کو تھی۔ اور مجلس پنج صدی کا بھی اُسی تاریخ ۱۱ بجے جلسہ ہونے کو تھا۔ اور یہی نومبر کی ۹۔ تاریخ اس بڑے جھگڑے کے آغاز کا دن تھا۔ یہ معاملات اس طور سے تجویز ہوئے تھے کہ عام طور سے پیرس والوں کی اس طرف توجہ نہوئی تھی اور نپولین اب اپنی افواج کو اس زبردست واقعہ کے لئے ترتیب دے رہا تھا۔ کسی شخص کو

اُس نے ان جوڑ توڑوں سے آگاہ نہ کیا تھا جن سے وہ ایسی فتح حاصل کرنے کو تھا۔ جس میں ایک قطرۂ خون بھی نہ بہا۔

نومبر کی ۹ تاریخ آئی اور آباد پیرس کے گنبدوں پر آفتاب بڑی شان سے چمکا اس صبح سے بڑھکر دوسری صبح نہ ہوئی ہو گی۔ اب اس بڑے معمور شہر میں نور کے تڑکے سے پرجوش بینڈ باجوں کا شور پیدلوں کے قدموں کی دھمک سواروں کے گھوڑوں کے آہنی سموں اور توپوں کی گاڑیوں کے پہیوں کی آوازیں سڑکوں پر سنائی دینے لگیں۔ جیسے کہ سوار پیدل۔ اور توپخانے شاندار صف بندی کے ساتھ فاتح مصر و اٹلی کے ملاحظہ کی عزت حاصل کرنے کو بولے وار کی طرف روانہ ہوئے تمام شہر میں تلاطم برپا تھا جس کی اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اپنی نظر نہ آنے والی ذکاوت سے نپولین رہنمائی کر رہا تھا آٹھ بجے صبح تک معزز فوجی افسروں کے انبوہ زرق برق وردیاں پہنے ہوئے نپولین کے مکان روچینٹرین میں اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ کمروں میں جگہ باقی نہ رہی اور یہ معزز مہمان سڑک تک بھر گئے۔ اب مجلس قدما نے وہ حکم پاس کیا جو نپولین نے تجویز کیا تھا یعنی دونوں مجلسیں پیرس سے چند میل کے فاصلہ پر سینٹ کلاوڈ میں اپنی نشست منتقل کر دیں۔ اور نپولین بوناپارٹ پیرس کی افواج کا سپہ سالار مقرر ہو۔ تا کہ مخلوق کو امن و عافیت حاصل ہو۔ مجالس کا سینٹ کلاوڈ کو منتقل کر دیا جانا خونریزی کے متعلق ایک رحم دل احتیاط تھی۔ اور اس بات نے مجالس کو پیرس کے انبوہ عوام کے خوفناک تعرض سے محفوظ کر دیا۔ اس حکم کا لے جانے والا مجلس کا پریسیڈنٹ تھا۔ اُس شاندار گروہ میں جو نپولین کے دروازہ اور کمرہ پر کثرت سے جمع تھا یہ پریسیڈنٹ کہنیوں سے اپنا راستہ چیر کر بناتا ہوا پہونچا اور نپولین کے سامنے یہ حکم پیش کیا۔ نپولین اُس کے سننے کو تیار بیٹھا تھا پس اس کاغذ کو لے کر نپولین چھجہ پر چڑھ گیا۔ اور بآواز بلند لیکن مستقل لہجہ سے ان زبردست مہمانوں کو یہ حکم سنایا اور کہا۔ اے شرفا۔ کیا

اپنی ریپلک بچانے میں آپ میری مدد کرینگے؟" ہر شخص نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے لنرے سے آسمان سر پر اٹھالیا اور میانوں سے تلواریں کھینچکر تلواروں کو ہوا میں جلوہ دیا اور کہا "ہم قسم کھاتے ہیں۔ ہم قسم کھاتے ہیں"۔

اصل میں تو اب نپولین کو فتح ہو گئی تھی اسلئے کہ فرانسیسی قوم کا وہ سردار ہو گیا تھا اور اب فتح کو مکمل کرنا باقی تھا اور اُس کے مخالفوں کے لئے مُفر کا کوئی راستہ اب باقی نہ تھا اور ان مخالفوں کے جتھہ باندھنے کا بھی اب کوئی امکان باقی نہ تھا لہذا اپنی فتح کو نہایت ہی پُرشان بنانے کے لئے نپولین نے اپنے جمیع عزم و ثبات کو بہم کیا۔ فوج کے سامنے یہ حکم پڑھنے کو قاصد بھیجے گئے جو بڑی خوشی کے ساتھ پہلے ہی سے جمع تھی کہ اپنے محبوب نپولین کو مبارکباد دے۔ وہ نپولین کو اپنا سردار بنانے کے لئے پہلے مستعد کھڑی تھی اور اس حکم کو سنتے ہی اُس نے اپنے لغروں سے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔

نپولین فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور اُس کے چاروں طرف ایک بڑا شاندار افسروں کا گروہ تھا جس کو اُس نے بڑی ہوشیاری سے اپنے مکان پر جمع کیا تھا۔ اُس کے ہمراہ پندرہ سو سوار تھے اور ان کو اُس نے اپنے مکان کے قریب ہی جمع کر رکھا تھا اور اب وہ ٹولی لریز کے ایوان کو گیا۔ یہ زرق برق منظر متحیر پرس والوں کے سامنے ایک طلسم سا نظر آ رہا تھا۔ یہ نپولین کا پہلی دفعہ منظر عام پر آنا تھا وہ شہریوں کی طرح سادی پوشاک پہنے تھا اور اپنے شاندار مرکب پر بیٹھا ہوا مرکز نظر ہو رہا تھا۔ جھلکتے ہوے پرچم ہوا میں لہرا رہے تھے اور اُس کے ہمراہیوں کی سونے چاندی کے قیمتی سامانوں نے خود اُس کی سادی وضع کی تلافی کر دی تھی۔

سربرآرا بادشاہ کے سے رعب و جلال کے ساتھ وہ مجلس قدما میں داخل ہوا یہ اراکین نپولین کی صورت سے دنگ رہ گئے جو اس طرح یکایک ایسی غیر متوقع شان و شوکت کے ساتھ ظاہر ہوا تھا۔ چبوترہ پر چڑھ کر اُس نے مجلس کو مخاطب

کرکے اپنے عہدہ کا حلف کیا۔

اُس نے کہا "اے اراکین آپ قوم کی عقل ہیں یہ بات آپ ہی کے ذمہ ہے کہ ملک کی نجات کی تجویز سوچیں۔ میں اپنے جنرلوں کے ساتھ آپ کو مدد دینے آیا ہوں اور وہ خدمت جو آپنے میرے سپرد کی ہے میں وفاداری سے انجام دونگا۔ زمانہ ماضی کی طرف ہم کو نظیر کے واسطے نہ دیکھنا چاہیئے۔ اس اٹھارھویں صدی کے مشابہ تواریخ میں کوئی شے نہیں ہے اور اٹھارھویں صدی میں موجودہ لمحہ کے مشابہ کوئی لمحہ نہیں ہوا ہے۔"

فوراً ایک مصاحب لکسمبرگ Luxembourg کے ایوان کو روانہ کیا گیا کہ مجلس پنج صدی کو جو وہاں جلسہ کر رہی تھی اس حکم سے آگاہ کردے۔ ڈائرکٹروں میں سے دو ڈائرکٹر یعنی سیائی اور ڈیوکس تو نپولین سے پہلے ہی میل کھا چکے تھے اور پس اُنھوں نے اپنے عہدوں سے استعفا دیدیا اور ٹوئی لریز کو روانہ ہو گئے۔ بریس نے پریشان ہو کر (صفحہ ۱۲۴) غصہ سے اظہارِ ناراضامندی کے لئے اپنا سکرٹری مجلس قدما میں بھیجا۔ نپولین نے جو اختیاراتِ شاہی اختیار کرچکا تھا اور فرانس کو گویا اپنی میراث خیال کرتا تھا سخت زبانی کا ایک طوفان برپا کردیا۔

وہ بڑے غصہ سے کہنے لگا "وہ خوبصورت فرانس کدھر گیا جو مینے تمھارے ہاتھوں میں چھوڑی تھی۔ میں امن وامان چھوڑ کر گیا تھا لیکن اب میں جنگ پاتا ہوں۔ مینے تم کو فتح مند چھوڑا تھا لیکن اب میں ہزیمت خوردہ دیکھتا ہوں۔ مینے اٹلی سے متعلق لکھوکھا کی آمدنی چھوڑی تھی لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ محتاجی ہے اور رعایا پر ٹیکس قایم کئے جارہے ہیں وہ ایک لاکھ سپاہی کدھر گئے جو میری فتوحات میں شریک تھے۔ وہ تو کام آچکے یہ موجودہ حالات قایم نہیں رہ سکتے۔ ان کا تو یہی نتیجہ ہوگا کہ کوئی خودسر بادشاہ بن بیٹھیگا"

یہ سُن کر بریس ڈر گیا اور اُس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں نپولین کی تیز نظر اُس کے تعلقوں کی تحقیقات نہ کرنے لگے چنانچہ اُس نے بھی فوراً استعفا دیدیا۔ اب صرف دو ڈائرکٹر

یعنی گوہیر اور مولنس باقی رہ گئے۔ حسب قاعدہ اجرائے کار کے واسطے کافی ہونے کو پانچ اراکین کی ضرورت تھی لیکن اب یہ دو ڈائرکٹر محض بے اختیار تھے۔ چونکہ اب اُنکو مایوسی ہو چکی تھی کہ مقابلہ میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ نپولین انتقام لیگا لہذا وہ بھی ٹولی ریز کو نپولین کے پاس چلے۔ وہ نپولین کے سامنے پیش کئے گئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ڈیوکس اور سیائی اور ایک زرق برق اسٹاف اُس کے گرد جمع ہیں۔ نپولین ان دونوں سے باخلاق پیش آیا۔

اُس نے کہا آپ کی ملاقات سے میں بہت خوش ہوا۔ مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ آپ استعفا دیدینگے آپ کی حُب وطن آپ کو اجازت نہ دیگی کہ آپ اُس انقلاب کا مقابلہ کریں جو برسر رسیدہ اور ضروری ہے“

گوہیر نے بڑے جوش و خروش سے کہا کہ مولنس میرا شریک ہے اور مجھے ریپبلک بچا لینے میں کوئی ناامیدی نہیں ہے“

نپولین نے کہا کہ ”یہ مانا کہ آپ ریپبلک کو بچائیگا لیکن یہ تو فرمایئے کہ کس چیز سے بچائیگا۔ کیا ہر دو مجالس کے ذریعہ سے بچائینگے۔ مجالس تو خود ریزہ ریزہ ہو رہی ہیں“

اسی وقت ایک قاصد آیا اور ڈائرکٹروں کو خبر دی کہ سانٹیر بوزہ گر جو انقلاب کے پرخطر ایام میں مخالفین سرکار کا بدنام سردار رہ چکا تھا محلوں میں مخالفین سرکار کو بلوہ کر دینے کو بھکا رہا تھا۔

نپولین نے زور دے کر کہا ”جنرل مولنس۔ سانٹیر تمھارا دوست ہے جاؤ اور اُس کے کان کھول دو کہ اُس کی پہلی ہی حرکت پر میں اُس کو گولی سے مروا دونگا“

مولنس نے خوف زدہ برہمی سے کہا کہ ”مجھے معاف رکھیئے“

نپولین نے کہا ”بس جناب۔ ریپبلک خطرناک حالت میں ہے ہم کو لازم ہے کہ اس کو بچائیں۔ اور یہی میری مرضی ہے۔ سیائی اور ڈیوکس نے اور نیز بریں نے استعفا

دیدیا۔ اب تم دو شخص تنہا اور بے اختیار باقی ہو۔ میں تم کو صلاح دیتا ہوں کہ تم عذر مت کرو" ان دونوں نے اب بھی انکار کیا۔ نپولین کے پاس تقریر و حجت کا وقت نہ تھا اور اُس نے فوراً دونوں کو لکسمبرگ میں بھیجدیا اور دونوں کو جدا جدا کر کے حوالات کر دیا۔

فوشے[1] جو اس وقت وزیر صیغہ پولیس تھا اور اگرچہ وہ نپولین کا رازدار نہ تھا تاہم نپولین کی خوشامد میں لگا ہوا تھا آکر کہنے لگا "مینے لوگوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا ہے"

نپولین نے کہا "اس حماقت سے کیا نتیجہ ہے۔ فوراً اس حکم کو جس سے یہاں لوگ آنے جانے سے بند کئے گئے ہیں منسوخ کر دو۔ کیا ہم قوم کی رائے اور اُس کی طاقت سے کام نہیں کر رہے ہیں۔ خبردار کوئی شہری نہ روکا جائے۔ سب کام علانیہ ہونے دو"

مجلس پنج صدی بڑی پریشانی سے گیارہ بجے جمع ہوئی۔ لیوسئین نے نپولین کے متعلق فوراً حکم سنایا اور کہا کہ اس مجلس کی نشست سینٹ کلاوڈ کو منتقل کر دی گئی ہے اس پر سب مباحثہ ختم ہوگیا کیونکہ یہ حکم قطعی جائز حکم تھا۔ پس اس سے انحراف کرنے کے لئے کوئی جائز عذر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نپولین افواج کا محبوب تھا اور سب اُس کے اشارہ کی منتظر تھیں۔ لہذا ایسی حالت میں کسی کا مقابلہ کے لئے اُٹھنا حماقت سے بھی زیادہ

---

[1] نپولین نے کہا ہے "فوشے بڑا ہی بدمعاش تھا جس میں سب رنگ موجود تھے۔ وہ پادری بھی تھا وہ باغی خطرہ کا پھیلا دینے والا شخص بھی تھا جس نے انقلاب کے زمانہ میں خونریزی کے بہت سے منظروں میں خوب ہی خوب حصے لئے وہ ایسا آدمی تھا کہ تمھارے دل میں کیڑے کی طرح گھس کر تمھارے جی کا تمام حال لے سکتا تھا۔ اور اس وقت اُس کی وضع سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ اس معاملہ سے اُس کو غرض و تعلق ہے۔ وہ بڑا امیر تھا۔ لیکن اُس کی کمائی حرام کی تھی۔ مینے اپنا رازدار اُس کو کبھی نہ بنایا۔ اور میرے سامنے وہ کبھی ایسا نہ آیا کہ زمین تک نہ جھک گیا ہو۔ لیکن میرے جی میں اُس کی ذرا بھی عزت نہ تھی۔ میں صرف اُس سے ایک آلہ کے مثل کام لیا کرتا تھا۔

بُرا نفعل تھا۔ کام تو ہو ہی چکا تھا۔ گیارہ بجے سارے دن کا کام ختم ہو گیا۔ ڈائرکٹری تو اب باقی نہ تھی اور نپولین کو افواج نے موثر کیا تھا اور سپاہیوں سے تمام کوچے بھرے پڑے تھے اور "نپولین زندہ ماناد" کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ مجلس قدما نپولین کے قطعی اختیار میں تھی۔ اور مجلس پنج صدی کے بہت سے اراکین اُس کے تابع ہو چکے تھے نپولین بڑی آن بان کے ساتھ خاموش۔ سب سے علیحدہ علیحدہ۔ اپنی ذہنی فضیلت سے پورا آگاہ اور اپنے آس پاس کے جنرلوں۔ مدبّروں اور مخلوق کے اژدہام کو لونڈے اور بچے خیال کرتا ہوا ایوانِ ٹوئی لریز کے زینہ پر یوں چڑھ گیا گویا کہ وہ اُس کا موروثی گھر تھا۔

قریب قریب تمام فریق اُس کی فتح میں اُس کی مدد کرنے کو متحد تھے۔ نپولین ایک سپاہی تھا۔ پیرس کی توپوں نے خوشی سے اُس شخص کی فتح کی سلامیاں داغیں جو کہ مخصوص طور سے جنگ کے دیوتا کا محبوب تھا۔ نپولین ایک عالم تھا۔ اور ذہن کو اُس کے سب سے زبردست مقاصد کے حصول کے لئے تحریک کرتا تھا اور علمائے پیرس نے شکرگذاری سے متفق ہو کر اُس شخص کے سر کے لئے سہرہ گوندھا جو اُن کا عزیز بھی اور سرپرست تھا۔ اُن ایام کی اوباشی اور بے لگام عیاشی کو دیکھتے ہوئے پاکیزگی اخلاق اور بے عیب راستبازی کا نپولین ایک نمونہ تھا۔ اور کروروں روپیہ کی رشوت پر وہ لغزش نہ کرتا تھا حب الوطنی اور اپنے عہد زندگی کی شاقہ محنتوں میں وہ ایسا محو تھا کہ ہیروڈیس[1] مصنفہ Herodian کی طوائفیں باوجود اپنی دلفریبیوں کے اُس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ جام مے نے نپولین پر کبھی فتح نہ پائی۔ کسی بدکاری کے معبد میں پرستش کرتا ہوا وہ کبھی نہ پایا گیا۔ چنانچہ لوبھلنے والی آلائیشوں سے متنفر ہو کر جنھوں نے

---

[1] ہیروڈیس تیسری صدی میں یونانی مورخ گذرا ہے۔ اس کی تصانیف ۸ جلدوں میں بمقام برلن سنہ ۱۸۲۶ میں طبع ہوئی تھیں ۱۲ مترجم۔

بوربون بادشاہوں کے ایوانوں کو شہوت پرستی کی معصیتوں کا زنانخانہ بنادیا تھا اور اس سے بھی زیادہ بدنما مکروہ بدکاری سے گھن کھا کر جس نے فرانس کو بدنامی کے گھر سے مبدل کردیا تھا۔ فرانس کے بہترین اور پاکیزہ ترین اشخاص نے اس قابل مثال۔ کفایت شعار اور محب وطن کے ساتھ اپنی تمامی ہمدردیوں کا اظہار کیا جس کو رشوت دیا جانا غیر ممکن تھا۔ نپولین قانون و ترتیب کا سب سے زیادہ نہ جھجکنے والا مضبوط حامی تھا۔ فرانس کے لوگ طوائف الملوکی سے تنگ آگئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ گلوٹین کی موریوں میں پھر خون کے لوتھڑ جم جائینگے۔ پس مائیں اور کنواری لڑکیاں نپولین کے لئے دست بدعا تھیں جو اُن کو آسمانی قاصد کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کو خدا نے اُن کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔

صفحہ ۱۲۷ سہ پہر اور رات میں لوٹی لریز میں اُس کے کمرے نہایت مشہور مدبروں۔ جنرلوں اور پیرس کے عالموں سے بھرے رہتے جو نپولین کی اعانت کا ذمہ کرنے کو جوق جوق چلے آتے تھے۔ نپولین جو کسی اہم کام کے وقت کبھی پریشان نہ ہوتا تھا نہایت استقلال سے بیٹھا ہوا دوسرے دن کے لئے احکام جاری کر رہا تھا۔ لانس لوٹی لریز کی محافظ فوج کا کمانیر تھا۔ اور مرات جو ابوکر کی جنگ میں نام پیدا کرچکا تھا بہت سے سواروں کے ساتھ سینٹ کلاوڈ کی محافظت پر متعین ہوا۔ یہ مرات نپولین کے سیدھے ہاتھ میں ایک صاعقہ سمجھنا چاہیئے اور اُس انبوہ عوام کی خرابی تھی جس پر یہ صاعقہ گرتا۔ پانسو سواروں کے ساتھ مورو۔ لکسمبرگ کی حفاظت پر مامور تھا۔ جہاں دونوں مخالف ڈائرکٹر نظر بند تھے۔ سوریر ایک بلند مقام پر مضبوط محفوظ فوج کے ساتھ اسلئے مقرر کیا گیا تھا کہ کسی اشد ضرورت کے وقت مدد کو آپہونچے اور یہاں تک احتیاط کی گئی کہ بریں کے ہمراہ ایک دستہ اُس کے دیہی قیام گاہ تک بظاہر ہمراہیوں کی وضع میں بھیجا گیا لیکن اس سے دراصل یہ منشا تھا کہ اس متلون مزاج ڈائرکٹر میں کوئی ارادہ کی تبدیلی واقع نہو سکے۔

حتی الامکان جملہ امور پر لحاظ کر لیا گیا تھا کہ ناراض لوگ جتھہ بندی نہ کرنے پاویں۔ جا بجا اشتہار لگا دیے گئے تھے جن میں شہریوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ خاموش رہیں اور اُن کو یقین دلایا گیا تھا کہ رپبلک کے بچانے کو بڑی زبردست تدبیریں کی جا رہی تھیں۔ ایسی ذرا ذرا سی باتوں کا لحاظ رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ نپولین کس قسم کا شخص تھا۔ اُس کو تقدیر پر اعتقاد تو ضرور تھا لیکن تقدیر کے لئے پورا کرنے کو اُس نے کام کوئی بھی باقی نہ چھوڑا تھا۔ ہمیشہ اُس کو یہی جستجو رہتی تھی کہ تمامی ممکن الوقوع امور کے لئے انتظام کر دیا جاوے کہ اُس کی تجاویز میں پوری کامیابی ہو اور اُس کو اپنی تجویزوں میں کامیابی ہوئی۔ اگرچہ پیرس کے جوش کی کوئی انتہا نہ تھی تاہم خلافِ قانون ایک بھی بلوہ نہ ہونے پایا۔ اور مخالفین سرکار یا موافقین سرکار یا جمہوریوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ نپولین کا کیا ارادہ تھا۔ یہ سب کو یقین تھا کہ وہ کچھ کریگا ضرور۔ یہ امر متیقّن تھا کہ مجلس پنج صدی کے مخالف سرکار اراکین نہایت جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ اور چونکہ سیائی کو انقلابی حرکات سے پوری واقفیت تھی لہذا وہ نپولین سے باصرار کہتا تھا کہ مخالفین سرکار میں سے چالیس شخصوں کو حوالات کر دیا جاوے جو مجلس پنج صدی میں سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے۔ اور اس سے کل کو فتح بہت آسانی سے ہو جاتی۔ لیکن اس بات کو نپولین نے یہ کہکر رد کر دیا کہ "مینے آج صبح حلف کر لیا ہے کہ قومی وکلا کی حفاظت کرونگا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آج ہی شام میں اُس قسم کو توڑ ڈالوں"

اگر مجلس کی خاص پیرس میں نشست ہوئی ہوتی تو تمام محلّوں کے عوام سیلاب کی طرح اُمنڈ آئے ہوتے اور اراکین مجلس کی طرفداری کرتے اور خون کے دھارے بہ جاتے۔ لیکن چونکہ بڑی دور اندیشی سے مجلس کی نشست پیرس سے چند میل سینٹ کلاوڈ میں منتقل کر دی گئی تھی لہذا یہ جانیں بچ گئیں۔ زبردست فوجی نمائش نے سینٹ کلاوڈ پر عوام کو یورش کر دینے سے روک دیا۔ لیکن مرات۔ لانس۔ اور سروریر کے مقابلہ میں جن کو

نپولین کی عقل رہنما کر رہی تھی اور جو اپنے ٹھوس کالموں کے ساتھ اُن پر حملہ کر دینے کو تیار تھے بیچارے عوام کر بھی کیا سکتے تھے۔

وہ محبت جس سے نپولین جوزیفائن کے ساتھ پیش آتا تھا نپولین کے چال چلن کا ایک مشہور خاصہ تھی۔ کوئی تعجب نہیں کہ اُسے جوزیفائن سے فوق العادت الفت ہو۔ دن میں تو یہ ہیبت ناک منظر پیش آ رہے تھے اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ معاملات نپولین کی تاج کی طرف رہنمائی کر رہے تھے یا گلوٹین[۱] کی طرف لئے جا رہے تھے۔ لیکن جوزیفائن کو وہ ایسی حالت میں بھی نہ بھولا۔ وہ رو چنٹیرین میں بیٹھی ہوئی بڑے تردد سے نتیجہ کا انتظار کر رہی تھی۔ نپولین دم بدم جوزیفائن کے پاس قاصد بھیجتا تھا اور معاملات کی حالت کی ایک سطر جلدی سے لکھ لکھ بھیجتا تھا۔ رات میں بہت دیر کر نپولین مکان کو پہنچا اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صبح کی طرح وہ تازہ دم تھا۔ اُس نے جوزیفائن سے سب مفصل حال بیان کیا اور پھر ذرا آرام کرنے کو وہ بستر پر جا لیٹا۔ علی الصباح وہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور شاہانہ موکب کے ساتھ سینٹ کاوڈ کو روانہ ہوا۔

محل میں تین کمرے آراستہ کئے گئے تھے۔ ایک مجلس قدما کے واسطے۔ دوسرا مجلس پنج صدی کے لئے اور تیسرا خود نپولین کے واسطے۔ اس طرح نپولین نے وہ عہدہ اختیار کر لیا جس کو وہ جانتا تھا کہ قوم کی رائے سے اُس نے اختیار کیا تھا۔ رات میں مخالفین سرکار نے بڑے بھاری مقابلہ کی تیاری کر رکھی تھی۔ نپولین کی مصیبت بر سر رسیدہ معلوم ہوتی تھی۔ یہ تجویز ہوا تھا کہ اعلان کر دیا جائے کہ نپولین نمک حرام اور باغی تھا۔ سیبائی اور ڈیوکس نے چھ گھوڑے اور ایک گاڑی سینٹ کلاوڈ کے دروازہ پر تیار رکھ چھوڑی تھی کہ اگر معاملہ دگرگوں ہو تو جان لے کر فرار ہو جائیں۔ بہت سے پُرہوس جنرل بھی نپولین کی تباہی پر آمادہ تھے۔ برناڈوٹ سے سب سے زیادہ خطرہ تھا یہ بھی

---

[۱] آدمیوں کو قتل کرنے کی کل۔ ۱۲ مترجم

حکم ہو چکا تھا کہ جو شخص فوج کے سامنے جوش دلانے والی تقریر کریگا قتل کر دیا جائیگا۔ نپولین اپنے فوجی گروہ کے آگے بے ہراس گھوڑے پر سوار تھا لیکن وہ انبوہ عوام کی متلون مزاجی سے پورا آگاہ تھا جو ایک ہی ساعت میں آفرین کے نعرے بلند کرنے کو اُسی طرح آمادہ تھے جس طرح "بکشید" کی صدا بلند کرنے کو تیار تھے۔

اب دونوں مجلسیں جس میں مجلس پنج صدی میں خوفناک جوش تھا۔ "ڈکٹیٹر[1] کو پست کر دو ظالم کے لئے سزائے موت ہے"۔ مجلس وکلا "کو لقا ہو جیو" کی صداؤں سے تمام کمرہ گونج رہا تھا اور مباحثہ کی آواز دب گئی تھی۔ اس غصہ کے سیلاب کے سامنے نپولین کے دوست بہ گئے تھے۔

یہ بات تجویز ہوئی کہ ہر ایک رکن فوراً اس بات کا حلف کرے کہ وہ کانسٹیٹیوشن[2] کی مدد کریگا۔ اب مجلس میں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ انکار کر کے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا۔ یہاں تک کہ خود لیوشن اپنی کرسی سے اُٹھنے اور حلف کرنے کو مجبور ہوا۔ مجلس قدما کے ارکین نے اس پنج صدی ماتحت ہر دلعزیز مجلس عوام کے غیر متوقع جوش کو دیکھا اور خوف کھا کر پریشان ہونا اور اُس کی متابعت کرنا شروع کیا۔ اب مقابلہ نے زیادہ دلیرانہ اور دست دراز وضع اختیار کی اور تجویز ہوا کہ نپولین کے خلاف ایک قانون پاس کیا جاے کہ وہ حفاظت قانونی سے خارج کر دیا گیا۔ نپولین کے خیر خواہوں کو گذشتہ قتل عام کے منظر یاد تھے۔ اور اُنھوں نے بزدلی اور اطاعت کا اظہار کیا۔ ہزیمت بر سر رسیدہ معلوم ہوتی تھی اس نازک وقت میں نپولین نے اُنھیں حواسوں۔ استقلال۔ اور سلیقہ شعاری کا اظہار کیا جن سے وہ میدان جنگ میں نہایت خطرناک وقت پر شکست کے مدوجزر کو نامور فتح سے مبدل کر دیا کرتا تھا۔ صرف نپولین ہی کا دل وہ محفوظہ فوج تھی جس کو اس وقت

---

[1] ڈکٹیٹر۔ اُس کو کہتے ہیں جس کو تھوڑے عرصہ کے واسطے کل اختیارات دیدئے جائیں۔ مترجم

[2] ۔ مقررہ وضع حکومت کو کانسٹیٹیوشن کہتے ہیں۔ ۱۲

اُس نے میدانِ کارزار میں دھاوے کے لئے آگے بڑھایا اور اپنے بھاگتے ہوئے دوستوں کو فراہم کیا۔

اپنے ساتھ چند مصاحب اور گرانڈیلوں کا ایک دستہ لے کر وہ فوراً کمرہ کے دروازہ پر گیا۔ راستہ میں اُس کو برناڈوٹ ملا۔ اور اس حریف نے درشتی سے کہا "تم گلوٹین کی طرف جا رہے ہو"

نپولین نے تندی سے جواب دیا "دیکھا جائیگا"

سپاہیوں کو اُن کے جھلکتے ہوئے فولادی اسلحہ اور ہلتے ہوئے پروں سمیت اُس نے دروازہ کے قریب چھوڑا۔ اور آپ بلند چبوترہ پر چڑھ گیا جس سے پرجوش مجلس میں ایک سناٹا ہوگیا۔

اُس نے کہا "اے شرفا تم ایک کوہ آتش فشاں پر چڑھے ہوئے ہو تم نے ریپبلک کو خطرہ میں خیال کیا۔ تم نے مجھے اپنی مدد کو بلایا میں نے تعمیل کی۔ اور اب مجھ پر ہزاروں تہمتوں سے حملہ ہو رہا ہے۔ لوگوں میں قیصر[1] اور کرامویل کا ذکر ہو رہا ہے فوجی خودسری کے چرچے ہیں۔ گویا پرانے زمانہ کی کوئی بات موجودہ لمحہ کے مشابہ تھی۔ خطرہ کا ہجوم ہوتا جاتا ہے۔ خوف بڑھتا جاتا ہے۔ ہماری اب کوئی گورمنٹ نہیں ہے۔ ڈائرکٹرز نے استعفا دیدیا ہے۔ مجلس پنج صدی میں تلاطم برپا ہے خفیہ جاسوس پیرس میں بغاوت کا اغوا کر رہے ہیں بدمعاش بڑی خوشی سے پھر وہی انقلابی کچہریاں قایم کر دینگے۔

لیکن مت ڈرو۔ میں اپنے مسلح ساتھیوں کی مدد سے تمھاری حفاظت کرونگا اپنے لئے میں کچھ نہیں چاہتا۔ صرف ریپبلک کو بچانا چاہتا ہوں اور میں حلف سے کہتا ہوں کہ آزادی اور ہمسری کو محفوظ رکھونگا جن کی خاطر ہم نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے ہیں

---

[1] قیصر اٹلی میں اور کرامویل انگلستان میں غاصب فرماں روا خیال کئے گئے ہیں جنھوں نے اپنے زورِ لیاقت سے قوم پر فرماں روائی کی تھی ۱۲ مترجم

استنے میں ایک شخص بول اٹھا "موجودہ وضع حکومت کا کیا ہوگا؟"

نپولین اپنے حلف میں اس کا ذکر قطعی جان بوجھ کر چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس کانسٹیٹیوشن سے نپولین کو نفرت تھی اور اس وقت اُسی کے برباد کرنے کی وہ ساری کوششیں کر رہا تھا ایک ذرا تامل کرنے کے بعد اُس نے زیادہ زور کے لہجہ میں کہا "کہ موجودہ وضع حکومت تو تمھارے یہاں باقی ہی نہیں رہی۔ تم اُس حکومت سے منحرف ہوچکے جبکہ عاملان گورنمنٹ نے واضعان قانون کے حقوق سے انحراف کیا۔ تم اُس حکومت سے منحرف ہوچکے جبکہ واضعان قانون نے عاملان گورنمنٹ کی آزادی پر حملہ کیا۔ تم تو اُس حکومت سے انحراف کرچکے جبکہ منحرف ہاتھوں سے عاملانِ گورنمنٹ اور واضعان قانون نے رعایا کے انتخاب کو ناجائز قرار دیکر رعایا کی بادشاہت کا خاتمہ کردیا۔ کیا ہی خوب آپ کی موجودہ وضع حکومت ہے! حکومت کاہے کو ہے ایک تمسخر ہے جس کو مانگ تو سب رہے ہیں لیکن لحاظ اُس کا کوئی بھی نہیں کرتا"

نپولین کے حواسوں کو جمع دیکھ کر اور ان دلیرانہ لفظوں کو سن کر اُس کے دوستوں کے بھی حواس بجا ہوگئے اور مجلس کے دو ثلث اراکین نے اپنے اطمینان اور اپنی مدد کا اظہار کیا۔ اسی وقت یہ خبر آئی کہ مجلس پنج صدی میں لیوشن نپولین کے خلاف اس بات کی ووٹ رائی (vote) پیش کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ نپولین حفاظت قانونی سے خارج کردیا جائے۔ ایک لمحہ دیر کرنے کا وقت نہ تھا۔ اس ووٹ کے پاس ہوجانے میں ایک طلسماتی قوت تھی۔ اس ووٹ کا پاس ہوجانا مہلک تھا۔ اب حیات وموت کی نہایت ہی نازک حالت ہو رہی تھی۔ نپولین نے کہا ہے کہ اگر اس موقع پر جنرل نے Ney میرے بازو پر ہوتا تو میں بیس کروڑ دیدینے کو موجود تھا" اور اُس نے اراکین قدیما کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ "اگر کسی مقرر نے غیر ممالک سے رشوت کھا کر میری حفاظت قانونی سے خارج کردئے جانے کا لفظ زبان سے نکالا تو اپنی حفاظت کی میں اپنے مسلح ساتھیوں سے اپیل کرونگا جن کے پروں کے طرّے دروازہ پر لہرا رہے ہیں۔ ذرا

اچھی طرح یاد رہے کہ میری ترقی میں دولت و حرب کے خدا میرے ساتھ ہیں"

اب اس نے مجلس قدما کو چھوڑ دیا اور اپنے فوجی گروہ کے ہمراہ فوراً مجلس پنج صدی کو روانہ ہوا۔ راہ میں اسے آگرو ملا۔ جس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور بدن کانپ رہا تھا۔ کیونکہ اب وہ نپولین کی جان کی سلامتی کی طرف سے ہاتھ دھو چکا تھا۔

اس نے بڑی پریشانی سے کہا "نپولین تم بڑی مصیبت میں مبتلا ہو"۔

نپولین نے بہ استقلال جواب دیا "چل اپنا کام کر۔ آرکولا میں تو حالت اس سے کہیں زیادہ خطرناک تھی۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ آدھ گھنٹہ میں سب ادھر کا ادھر ہوا جاتا ہے"

اپنے گرانڈیلوں کے ہمراہ وہ مجلس پنج صدی کے بڑے کمرہ میں در آیا۔ سپاہیوں کو دروازہ کے قریب چھوڑا اور چبوترہ تک پہونچنے کو آدھا کمرہ نپولین نے تنہا طے کیا یہ وہ وقت تھا کہ نپولین کو اس کے دماغی ذرائع کے سوا کوئی دوسری چیز بچا نہ سکتی تھی۔ تمام کمرہ سے غضب آلود چیخیں برپا ہو گئیں "ہیں۔ ہیں۔ یہ کیا حرکت ہے۔ ارے اس ظالم کو مارو۔ چل دور ہو۔ نکل جا۔ دفع ہو جا"

نپولین نے کہا ہے کہ "اگر ایولس[1] Aeolus کے غاروں سے یکایک ہوا کا پرشور طوفان نکل پڑے تو اس پرشور طوفان کی ایک خفیف سی نظیر ہو سکتا ہے جو اس وقت برپا ہو گیا تھا"

اس ہیبت ناک شور و غل میں نپولین نے بولنے کی بیفائدہ کوشش کی۔ اراکین مجلس بلوائیوں کی وضع سے اس کے گرد امنڈ آئے۔ اب گرانڈیل اپنے سردار کو ایسے پرخطر نرغہ میں دیکھ کر مدد کو دوڑ پڑے۔ نپولین کے سینہ پر خنجر کا ایک وار کیا گیا۔ جس کو ایک گرانڈیل نے اپنے ہاتھ سے روک لیا اور سنگینوں کی نوکوں سے اراکین کو منتشر کر کے نپولین کو کمرہ سے باہر نکال لے گئے۔ باہر کی سیڑھیوں پر ابھی نپولین آنے

---

[1] یونان عقیدہ کے موافق باد و طوفان کا بادشاہ تھا اسی نے بادبان ایجاد کئے تھے ۱۲ مترجم

نہ پایا تھا کہ اُس کو خبر دی گئی کہ اُس کے بھائی لیوشین کو غیظ آلود ڈپٹیوں نے گھیر لیا ہے اور اب اُس کی جان کی خیر نہیں ہے۔

نپولین نے کہا "کرنل ڈیو مولن Dumoulin ذرا گرانڈیلوں کا ایک دستہ لے کر میرے بھائی کی مدد کو فوراً چلے تو جاؤ"

گرانڈیل کمرے میں گھس پڑے۔ انبوہ کو پیچھے ہٹا دیا جو لیوشین کو گھیرے ہوا تھا اور دھمکیاں دے رہا تھا "کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمھارے بھائی کی بدولت ہو رہا ہے" یہ سپاہی لیوشن کو بہ حفاظت تمام باہر صحن میں لے آئے۔

اب نپولین گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے بھائی کو ساتھ لے کر فوج کے آگے چل دیا

لیوشن نے کہا "مجلس پنجصدی ٹوٹ گئی۔ اور وہ شخص جو ایسی بات کہہ رہا ہے میں ہوں مجلس کے بڑے کمرہ پر قاتلوں نے قبضہ کر لیا ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ چلیے اور ان قاتلوں سے کمرہ کو پاک کر دیجیے۔"

اس پر نپولین نے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا "اے جوانمردو کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں"

سب نے یک زبان ہو کر نپولین زندہ مانا و کا نعرہ بلند کیا۔

مرات نے گرانڈیلوں کا ایک دستہ اپنے ہمراہ لیا اور کمرے کے دروازہ پر گیا۔ مرات کا کسی فوجی دستہ کا سردار ہونا صاف ظاہر کر دیتا تھا کہ وہ بچوں کا کھیل نہ ہوتا تھا۔ مرات نے سخت لہجہ سے حکم دیا "سنگینیں سامنے کر کے حملہ کرو" طبل جنگ سے حملہ کی صدا بلند ہوئی۔ اور سپاہی سنگینیں سنبھال کر آگے بڑھے اور خوف زدہ وکلا تپائیاں پھاند پھاند کر بھاگنا شروع ہوئے اور برآمدہ میں پہونچکر کھڑکیاں کود گئے۔ اور اپنی ٹوپیاں۔ رومال۔ اور عبائیں سنبھالتے ہوئے بدحواسی سے فرار ہوئے۔ اور دو منٹ میں کمرہ صاف ہو گیا۔ جبکہ یہ وکلاء باغ میں ہو کر بھاگے جا رہے تھے ایک افسر

نے تجویز کیا کہ اُن پر گولیاں چلائی جائیں لیکن نپولین نے اس سے قطعی اختلاف کیا اور کہا
صفحہ ۱۲۹ "میری یہ خواہش ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے۔"

چونکہ نپولین قانون کی پابندی سے وہاں تک فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جہاں تک ممکن تھا لہذا شام کو اُس نے پھر دونوں مجلسوں کو جمع کیا۔ لیکن ان میں وہی اراکین شریک ہوئے جو نپولین سے موافق تھے اور انھوں نے متفق الرائے ہو کر کہا "نپولین اپنے ملک کی سزاوار ہے اور اس نے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔" ڈائرکٹری کو انھوں نے توڑ دیا۔ اور عاملانہ اختیارات۔ نپولین۔ سیائی۔ اور ڈیوکس کو تفویض کئے اور ان کا نام کانسل رکھا اور ہر دو مجالس سابق میں سے پچیس پچیس اراکین کی دو مجلسیں ترتیب دیں کہ وہ کانسلوں کی معاملات ملکی معاون ہوں۔ شام کے قریب پیرس میں یہ افواہ اڑی کہ نپولین اپنے ارادوں میں ناکام رہا۔

اس سے بڑی پریشانی پھیلی اور سب درجہ کے لوگوں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ انقلابی خطرات از سر نو پیش آئینگے۔ اور چونکہ یہ سب اس سے پہلے کی مصیبتیں دیکھ چکے تھے وہ امن وامان کی بڑی تمنائیں کر رہے تھے اُن کو صرف نپولین کی ذات پر ایک امید باقی تھی۔ نو بجے شب کے سرکاری طور پر گورنمنٹ میں تبدیلی ہو جانے کا اعلان کر دیا گیا یہ اعلان خود نپولین نے جلدی سے انھیں آب وتاب کے فصیح الفاظ میں لکھا دیا تھا جن سے اس کے تمام ذہنی افعال ممتاز رہے ہیں۔ مشعلوں کی روشنی میں یہ اعلان مضطرب وپریشان جماعتوں کے سامنے تمام شہر میں جابجا پڑھا گیا اور اس مبارک خبر پر بہت تحسین وآفرین کے ساتھ خوشی کے ثبوت دیئے گئے تین بجے صبح کے نپولین پیرس لوٹنے کو اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ بیورین اُس کے ہمراہ تھا۔ نپولین خیالات میں ایسا غرق تھا کہ تمام راستہ وہ منہ سے کچھ نہ بولا۔

چار بجے روچینٹرین۔ Rou Chantereine ۔ میں وہ گاڑی سے اپنے

مکان کے دروازہ پر اترا جوزیفائن بڑے تردد سے کھڑکی میں بیٹھی نپولین کا انتظار کر رہی تھی تمام پر آشوب دن میں نپولین جوزیفائن کو ایک سطر بھی نہ لکھ سکا تھا۔ اور وہ نپولین سے ملنے کو دوڑی۔ نپولین نے اختصار کے ساتھ تمام دن کے حالات بیان کئے۔ اور کہا "چونکہ میں نے اپنے عہدہ پر حلف کر لیا تھا تو میں نے اپنی زبان کو کسی سے ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ میرا جی یہی چاہتا تھا کہ سلطنت فرانس کے واقعی حاصل ہو جانے پر سب سے پہلی مبارکباد کی پیاری آواز جوزیفائن ہی کی ہو" جوزیفائن ایسی موثر اور شائستہ محبت کی قدر کر سکتی تھی اور اُس کا یہ مقولہ بجا تھا کہ دنیا کے سب مردوں میں نپولین سب سے زیادہ دلفریب تھا" اب صبح کے چار بج گئے تھے اور صبح ہوتے ہی نپولین کے سامنے ریپبلک کو ترتیب دینے کی شاقہ محنت رکھی ہوئی تھی۔ اور جبکہ وہ چند لمحے آرام کرنے کو لیٹا تو اُس نے کہا "اچھا جوزیفائن خدا حافظ کل ہم لکسمبرگ کے ایوان میں شب باش ہونگے"

اس وقت نپولین پورا تیس برس کا بھی نہ تھا۔ اور تاہم ایسے دشوار حالات میں جن کی دشواری خیال میں نہیں آتی اپنے ذہنی ذرائع پر بے پس وپیش بھروسہ کر کے اُس نے تین کروڑ آدمیوں کی حکومت کے لئے نئی گورنمنٹ ترتیب دینے کا اہم کام اپنے ذمہ لے لیا۔ نپولین سے کبھی ایسی فتح ظہور میں نہیں آئی جس میں اس موقع سے بڑھکر اُس نے کمال عقل کا اظہار کیا ہو۔ اور اُس کے دورِ زندگی میں اُس کے قوائے ذہنی اس موقع سے بڑھکر زیادہ آب وتاب سے کبھی نہیں چمکے۔ یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ ابھی ہزاروں برس تک اس معاملہ کے متعلق لوگ اپنی رائے میں متفق ہو سکیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نپولین کا یہ فعل قانون اور آزادی سے ایک انحراف تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ اس فعل نے بدنظمی اور طوایف الملوکی کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس بارہ میں جو طریقہ نپولین نے اختیار کیا تھا وہ فرانس کے باشندوں کی نہایت بڑی جماعت کی خواہش کے موافق تھا

اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ یہ بات تو اب بھی بحث طلب ہے کہ زمانۂ موجودہ میں بھی فرانس کے لوگ اس قابل ہو گئے ہیں یا نہیں کہ اپنی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکیں اور اس بات میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ اُس وقت کی ریپبلک میں تو ضرور ناکامی ہوتی۔ نپولین خود کہتا ہے'' اس سازش میں میرا اسی قدر صرف حصہ تھا کہ مینے اپنے ملنے والوں کو ایک ہی وقت میں صبح کو جمع کر لیا تھا اور اختیارات چھین لینے کو میں اُن کا سردار بنکر گیا تھا اور یہ بات میرے ہی مکان کی دہلیز سے شروع ہوئی اور میرے ارادوں کی میرے دوستوں کو ذرا بھی خبر نہ تھی جبکہ میں اُن کو اس فتح کے واسطے لے گیا اور یہ بات میرے زرق برق ساتھیوں کی جماعت سے جو اُنھوں نے بنائی تھی اور اُن کی زندہ دل خوشی اور یک جہت سرگرمی کے درمیان سے ہوئی کہ میں مجلسِ قدما میں اعلیٰ اختیارات کے متعلق جو اُنھوں نے مجھے عطا کئے تھے شکرگذاری کا اظہار کرنے گیا۔ علماے الٰہیات نے جھگڑا کیا ہے اور وہ بہت عرصہ تک جھگڑا کرتے رہینگے کہ آیا ہم نے قانون سے انحراف کیا یا نہیں اور آیا ہم مجرم نہیں تھے لیکن یہ تو زائد باتیں ہیں جو بڑی بھاری ضرورت کے سامنے سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک ناخدا پر بھی الزام لگایا جا سکتا ہے جو جہاز کو بچانے کی غرض سے ایک مستول کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو ملک برباد ہو گیا ہوتا ہم نے اُس کو بچا لیا اور اس قابلِ یاد اہم کام کے بانیوں کو چاہئے کہ اپنے الزام لگانے والوں کو بڑے رومن سردار[۱] کی طرح جواب دیں'' ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ملک کو بچا لیا۔ آؤ ہمارے ساتھ تم بھی خدا کا شکر کرو''

سواے مخالفین سرکار کے جملہ فریق اس تبدیلی کے حامی تھے۔ دس برس سے رعایا قانون کی خلاف ورزی کی ایسی خوگر ہو گئی تھی کہ وہ اس قسم کی خلاف ورزیوں کو بُرا نہیں کہتی تھی اور اُن کے نتیجوں کو دیکھ کر اُن پر راے قایم کرتی تھی۔ تمامی فرانس میں نئی حکومت

---

[۱] بڑے رومن سردار سے جولیس قیصر سے مراد ہے ۱۲۔

کے متعلق یکساں موافق رائے تھی۔ ایلی سن صاحب کہتے ہیں "نپولین نے اُس رحم دلی کے اعتبار سے جو اُس نے اپنی فتح کے بعد ظاہر کی قیصر کی ہمسری کی ہے۔ اور جب انقلاب کے بعد نپولین کے ہاتھوں میں ترتیب و انتظام کا کام آیا تو اُس میں کوئی قتل یا حفاظت قانونی سے خارج کر دینے کا کوئی فعل ظہور میں نہیں آیا۔ معدودے چند اشخاص گرفتار ہوئے یا قید کئے گئے بلکہ اُس کے خلاف کانسل کے اختیارات کو بے شمار رحم دلیوں نے جو عقلمندانہ اور فیاضانہ تھیں ممتاز کیا ہے۔ نپولین کی ترقی کا دامن صرف خونریزی کے داغ ہی سے پاک نہیں ہے بلکہ کسی قیدی تک کو بھی اُس کی کانسل کی تقرری پر زیادہ عرصہ تک پچھتانا نہیں پڑا ہے۔

نپولین کا اس پایۂ بلند پر سرفراز ہونا ظالمانہ اصولوں پر ہی صرف ایک نمایاں شادکامی نہیں ہے اور وہ صرف اس کام میں شریک ہونے والوں اور اُس زمانہ ہی کے لئے جس میں یہ کام ہوا باعث فخر نہیں ہے بلکہ وہ اس بات کا یادگار ثبوت ہے کہ اعتدال اور عقل سے حاصل کی ہوئی فتوحات اُن فتوحات سے کسقدر پائدار ہوتی ہیں جو ظلم و خونریزی سے حاصل کی جاتی ہیں۔"

(صفحہ ۱۳۰)

باب شانزدہم

کانسل کا تخت

فرانس میں جمہوری حکومت کے ناکام ہونے کے اسباب ۔ تین کانسلوں کی مجلس ۔ کانسل اور زر ۔ نپولین کا ٹمپل کو ملاحظہ کرنا ۔ جلا وطن پادریوں کا واپس بلانا ۔ تارکان وطن جن کا جہاز برباد ہوگیا تھا ۔ قوت ایمانیہ کی آزادی ۔ وضع حکومت جو نپولین نے پیش کی ۔ ٹوئی لریز کو نقل مقام کرنا ۔ عہدہ داران سلطنت کا انتخاب ۔ رعایا کے ساتھ ہمدردی ۔ بوناپارٹ کی جیب خالی ہونے کا حال ۔ واشنگٹن اور ممالک متحدہ امریکہ کی بابت خیالات ۔ ترقی کی عظیم الشان تجویزیں ۔ لاونڈی میں جنگ ۔

فرانس نے حکومت جمہوریہ کی آزمایش کی اور اس آزمایش میں ناکامی ہوئی ۔ فرانس کے لوگوں میں نہ لیاقت تھی نہ کافی نیکوکاری تھی کہ اپنے اوپر حکومت کرنے کے قابل ہوتے ۔ چونکہ فرانسیسیوں پر صدیوں سے خودسر بادشاہوں کی جابر حکومت چلی آتی تھی پس ایک دن میں وہ ذلت کے قعر سے نکلکر آزادی کی رفعت کو نہ پہونچ سکتے تھے ۔ فرانس کے لوگوں میں منجملہ تیس کے ایک بھی پڑھا لکھا نہ تھا ۔ مذہب اور اُس کی روک تھام کو جنون خیال کرتے تھے ۔

ووٹ (راے) کی وقعت کو ایک شخص بھی نہ سمجھتا تھا۔ اور نہ اس فرض سے آگاہ تھا کہ راے کے اعتبار سے چھوٹی جماعت کو بڑی جماعت کا نیک نیتی سے مطیع ہونا چاہیئے۔

آزاد حکومتوں کی ملکی نجات کے لئے یہی پابندی ایک ضروری شے ہے۔ امریکہ میں لاکھوں رائیں پیش ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چند ہی رایوں کے غلبہ سے گورنر کا انتخاب ہوجاتا ہے اور راے دہندگان کی فریق مغلوب غالب فریق کا اُسی طرح خیال کرتی ہے گویا کہ ہزارہا رائیں غالب ہوئی تھیں۔ اور اگرچہ انتخاب کے وقت نہایت شدت سے جوش پھیلا ہوا ہوتا ہے لیکن جس وقت انتخاب ہوچکتا ہے اور اُس کا اعلان کردیا جاتا ہے تو یہ اعلان صلح۔ امن اور نیک نہادی کے ساتھ رضامندی کا نقیب سمجھا جاتا ہے اور مغلوب راے دینے والا اپنی غالب راے دینے والے کو بڑے خلوص سے اُس کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس ابھی اس خیال ہی تک نہ پہنچا تھا کہ راے کی گولیوں کے صندوق کے فیصلہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی۔ حکومت کیا تھی صرف انقلابوں کا ایک سلسلہ تھا۔ صرف جسمانی قوت تسلیم کی جاتی تھی۔ سب سے قوی لوگ جہاز کے اگلے حصہ پر قابض تھے اور گلوٹین۔ ضبطیوں۔ اور جلاوطنی کی مدد سے اپنے دشمنوں کو زیر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایسی طوائف الملوکی کی دس برسوں نے قوم کو جاں بلب کردیا تھا اور اب اس تجربہ کو زیادہ عرصہ تک آزمانا فضول تھا۔ فرانس کو امن وچین اور صلح کی تمنا تھی۔ اور صرف نپولین ایسا شخص تھا جو فرانس کو یہ چیزیں دے سکتا تھا اور قوم اُتنے زور کی آواز سے جتنی ممکن تھی اُسے پکار رہی تھی کہ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے اور قوم کو امن وچین اور صلح روزی کرے ہم اس شخص کو غاصب نہیں کہہ سکتے جسے قوم نے یک زبان ہوکر بلایا۔ اور یہ عہدہ اختیار کرنے کی اُس سے التجائیں کیں۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بلند نظر تھا۔ وہ اختیارات کو چاہتا تھا۔ اور شان وشوکت کو اپنا محبوب جانتا تھا۔ لیکن اگر اُس کی بلند نظری

نے اُس کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ملک کو سربلند کرے۔ اگر وہ اختیار جس کو وہ چاہتا تھا ایسا اختیار تھا کہ اُس نے رعایا کو ترقی دیکر باخبر بنایا۔ اُس میں غیرت پیدا کی اور اُس کو تشفی دی اگر وہ شان و شوکت جس کو وہ محبوب جانتا تھا اور جس کی اُسے جستجو تھی ایسی شان و شوکت تھی کہ وہ دنیا کا سب سے زیادہ نامور فیض رساں بنے تو ہم کو یہ زیبا نہیں ہے کہ اُس کے نام کو بھی اُنھیں نفس پرست اور خودسر بادشاہوں کی فہرست میں لکھیں جنھوں نے رعایا کو ذلیل و خوار کرکے اپنی ذاتی عظمت اور اغراض ذاتی کے لئے تخت قایم کئے ہیں۔

ہم کو لازم ہے کہ افواج کے سرداروں۔ خاندانوں کے بانیوں اور ان لوگوں کے ساتھ نپولین کو تشبیہ دیں جو رعایا کے جوشِ مسرت کے درمیان تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور جب ہم یہ تشبیہ قایم کرتے ہیں تو خوبیِ اخلاق کو ہر حالت میں مستثنیٰ کرکے سوائے جارج واشنگٹن کے دنیا میں نپولین کا کوئی نظیر نہیں ہے۔

ڈائرکٹری کو توڑ دیئے جانے کے بعد دوسری صبح کو تینوں کانسل یعنی نپولین۔ سیائی۔ اور ڈیوکس لکسمبرگ کے ایوان میں جمع ہوئے۔ سیائی پرانا جوڑ توڑ والا شخص تھا اور اُس کو خیال تھا کہ اُس کے سفید بال اُس کو اُس کے دونوں ساتھیوں میں اخلاقی فضیلت کا مستحق کر دینگے۔ اُسے یقین تھا کہ نپولین تو افواج کی سپہ سالاری پر کفایت کریگا اور انتظامِ حکومت کرنے کو وہ خود تنہا باقی رہیگا۔ کمرہ میں صرف ایک آرام کرسی تھی اور نپولین بڑی سنجیدگی سے اُس پر بیٹھ گیا اس پر سیائی کھسیا کر کہنے لگا۔

" اس کرسی پر کون بیٹھے گا ؟ "

ڈیوکس نے جواب دیا " یقیناً بونا پارٹ بیٹھے گا۔ کیونکہ وہ اُس پر بیٹھ چکا ہے اور وہی ایسا شخص ہے جو ہم کو بچا سکتا ہے "

سیائی ڈگمگا گیا۔ لیکن نپولین جیسے قوی بازو اور اُس کے جیسے زبردست ارادہ کا مقابلہ فضول تھا۔

سیائی زر کو بہت محبوب رکھتا تھا۔ نپولین کو صرف ناموری سے محبت تھی۔ سیائی نے ایک الماری کی طرف جو کمرہ میں کھڑی تھی اشارہ کرکے کہا ”آپ نے یہ خوبصورت الماری دیکھی؟“ نپولین جس کے شاعرانہ خیالات جلد حرکت میں آ جاتے تھے اس الماری کو بڑی توجہ سے دیکھنے لگا اور اُس کو خیال آگیا کہ یہ قدیم معزول شاہان فرانس کی یادگار تھی۔ سیائی نے کہا میں آپ لوگوں پر ایک راز ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ڈائرکٹروں نے اس خیال سے کہ مبادا ہم افلاس کے ساتھ اپنے عہدوں سے معزول کئے جائیں جو بڑی ناگوار بات تھی۔ ہم نے ایسی ضرورت کے وقت کے لئے خزانہ میں سے علیحدہ کرکے ایک رقم اس الماری میں رکھ چھوڑی تھی۔ اس میں قریب دس لاکھ فرانک کے ہیں اور اب چونکہ ڈائرکٹر باقی نہیں ہیں تو یہ رقم ہماری ہے“ اب نپولین بات کی تہ کو پہونچا۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص نے کروروں پر نگاہ نہ کی ہو اُس کے نزدیک بھلا ہزاروں کی کیا حقیقت تھی۔

اُس نے سنجیدگی سے کہا ”حضرات اگر یہ معاملہ میرے گوش گذار ہوا تو میں اس رقم کو خزانہ میں داخل کردئے جانے پر اصرار کرونگا لیکن اگر مجھے اس کا علم نہوا اور جیسا اب تک علم نہیں ہے تو چونکہ آپ دونوں صاحب۔ ڈائرکٹر موجود ہیں اس رقم کو آپ باہم بانٹ لیں۔ لیکن اس میں آپ ذرا جلدی فرمائیے ایسا نہو کہ پھر کل کو حد سے زیادہ دیر ہو جائے“ سیائی اور ڈیوکس اس کنایہ کو سمجھ گئے۔ اور یہ رقم دونوں نے باہم تقسیم کرلی۔ جس میں سیائی نے بڑا حصہ لیا۔ اس پر نپولین سے ڈیوکس نے سیائی کی شکایت کی۔

نپولین نے کہا آپ باہم فیصلہ کرلیں اسلئے کہ اگر یہ معاملہ میرے کانوں تک آیا تو آپ صاحب ساری رقم سے ہاتھ دھو بیٹھنگے۔“

اس واقعہ سے نپولین کو اپنے شرکا پر ایسی فضیلت حاصل ہوگئی کہ پھر اُس کی فضیلت پر اُنھوں نے کلام نہ کیا۔ اُس قانون کی رو سے جس سے یہ کانسل کا شرطیہ

عہدہ ان کو دیا گیا تھا ان کانسلوں کو ہر دو قانون ساز مجالس کی امداد سے جن میں سے ہر ایک میں پچیس اراکین تھے یہ اختیار تھا کہ جدید کانسٹیٹیوشن (انتظام حکومت) تیار کر کے رعایا کے سامنے پیش کریں۔ نپولین کی ذہانت۔ عزم وہمت اُس کی وسیع آگاہی اور جملہ پیچیدہ معاملات میں اُس کی مادرزاد ژرف نگاہی پہلے ہی جلسہ میں ایسی نمایاں ہوئی کہ اُس کے ساتھی مغلوب ہو گئے۔ اُسی شام کو سیالی چند سخت جمہوریوں کے ساتھ کھانا کھانے گیا۔

اُس نے کہا "اے شرفا۔ ریپلک کا نشان باقی نہ رہا۔ آج وہ مرگئی۔ آج میری ایسے شخص سے باتیں ہوئیں جو صرف ایک بڑا جنرل ہی نہیں ہے بلکہ اپنی ذات سے ہر ایک کام کرنے کے لائق ہے وہ ہر بات جانتا ہے۔ اُسے مشیروں کی حاجت نہیں نہ مدد کا محتاج ہے۔ معاملات ملکی۔ قوانین۔ فن حکومت اُس کے سامنے اُسی طرح آسان ہیں جس طرح کسی فوج پر کمان کرنا سہل ہے۔ وہ جوان اور مستعد ہے ریپلک کا خاتمہ ہو گیا"

اس پر ایک شخص بولا "بھلا اُس وقت کیا ہوگا اگر وہ ظالم بنگیا۔ ہم کو بھی کرنا ہوگا کہ اُس کو بھی اُسی طرح قتل کردیں جیسے بروٹس Brutus نے سیزر Caesar (قیصر[1]) کو قتل کردیا تھا"

اس پر سیالی نے جواب دیا "صد حیف اُس وقت تو معاملہ اور بھی بدتر ہو جائیگا یعنی ہم لوگوں کو بوربون خاندان کے ہاتھ سے مصیبتیں جھیلنا ہونگی"

اب نپولین اَن تھک عزم ومحنت سے ترتیب گورنمنٹ اور معاملات حکومت کے

---

[1] اٹلی کی قدیم بادشاہت جس کو رومن امپائر کہتے ہیں بڑی قوی تھی۔ یہ قیصر اُسی کا فرماں روا تھا۔ اس نے برطانیہ قدیم کو بھی مسخر کر لیا تھا۔ آخر کار اس کا تشدد ایسا بڑھا کہ بروٹس نے اُس کو قتل کردیا ۱۲ مترجم۔

عام انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ رات دن کام کرنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تکان یا ماندگی سے اُس پر ذرا اثر نہ تھا۔ ہر مضمون اُس کے سامنے یکساں پانی تھا۔ یعنی کارخانہ۔ قواعد پولیس۔ ملکی توڑ جوڑ۔ بری و بحری افواج اور ہر ایک شے جو فرانس کی بہبودی کے لئے مطلوب تھی اُس نے محیطِ کل ذہانت سے اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ڈائرکٹری نے یہ ظلم توڑا تھا کہ تارکان وطن کے رشتہ داروں کو جو اُن کے ہاتھ لگ سکے تھے گرفتار کر لیا تھا۔ بیویاں۔ مائیں۔ بہنیں۔ بھائی۔ باپ۔ بچے۔ سب قید کر دیئے تھے اور اپنی جانوں کے واسطے سے اپنے تارکان وطن رشتہ داروں کے چال چلن کے ذمہ دار قرار دیئے گئے تھے۔ نپولین نے اس ظالمانہ فرمان کو فوراً منسوخ کر دیا۔ اور فرانس میں ہر طرف قاصد روانہ کئے گئے کہ قید خانوں سے یہ مظلوم فوراً رہا کر دیئے جائیں۔

ٹمپل کے جیل میں نپولین خود گیا جہاں بہت سے ایسے مظلوم اسیرِ بلا تھے کہ خود اپنے ہاتھوں سے اُنکو رہا کرے۔ جب نپولین ٹمپل سے لوٹ کر آیا تو کہنے لگا ”افسوس یہ ڈائرکٹر کیسے احمق تھے ہماری ملکی افادہ گاہوں کو اُنھوں نے کس گت کو پہونچا دیا۔ قیدی خطرناک حالت میں ہیں۔ مینے خود قیدیوں اور جیلروں سے حال دریافت کیا۔ کیونکہ بڑے افسر تو ایسے ناواقف ہیں کہ اُنسے کوئی حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ جس وقت میں جیل کا ملاحظہ کر رہا تھا مجھے مظلوم ٹوئی شارزوسم کا خیال آیا۔ وہ بڑا ہی نفیس آدمی تھا لیکن اتنا حد سے زیادہ خلیق تھا کہ آدمیوں کو برت نہ سکا۔ اور سر سڈنے اسمتھ کے قید کیئے جانے کا کمرہ جیلروں سے پوچھا۔ اگر وہ بھاگ نہ گیا ہوتا تو میں ایکری فتح کر لیتا۔ اس جیل کے ساتھ اتنی بہت سی دردناک یادگاریں ہیں کہ جتنی ہونی چاہئے تھیں۔ کسی نہ کسی دن اس جیل کو میں منہدم کرا دونگا۔ مینے جیلروں سے رجسٹر لے کر اور اُن میں یرغمانوں کی فہرست نکال کر اُن کو فوراً رہا کر دیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ ایک ظالمانہ قانون نے اُن کو مقید کیا تھا اور یہ میرا پہلا فرض تھا کہ میں اُن کو رہا کر دوں“۔

پادری بے رحمی سے ستائے گئے تھے اور قید سے بچنے کا صرف یہی ایک

طریقہ تھا کہ اُن کو حلف کرنا ہوتا تھا جس کو بہت سے پادری اپنے مذہب کے خلاف خیال کرتے تھے۔ پس بہت سے پادری قید خانوں میں بھر دیئے گئے تھے اور باقی بوجہ اس ہو کر افلاس کے ساتھ فرار ہو گئے تھے اور غیر ملکوں میں آوارہ پھر رہے تھے پنولین نے اُن کی دادرسی کی اور اپنی زبردست حفاظت کی سپر میں اُن کو لے لیا جو پادری قید تھے رہا کر دیئے اور جو آوارہ وطن تھے واپس بلا لئے۔ یہ اصول فوراً قایم ہو گیا کہ قوت ایمانیہ کی آزادی کی عزت کی جائے صرف اس ایک فعل سے بیس ہزار غمزدہ جلاوطن فرانس کو واپس آ گئے اور قریہ قریہ اور شہر بہ شہر فرسٹ کانسل کی رحم دلی کا اعلان ہو گیا۔ فرانس کے قصبات و دیہات میں جہاں مسیحی مذہب کے اب بھی خیالات باقی تھے ان پادریوں کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم ہوا اور دہقانوں کے جھونپڑوں میں دعاؤں اور شکر گذاری کے آنسوؤں کے ساتھ پنولین کا نام لیا جا رہا تھا۔

چند فرانسیسی تارکانِ وطن جن کو انگلستان نے ہتھیار دیئے تھے خانہ جنگی کی مصائب بڑھانے کو فریق شاہی کے لاونڈی[1] میں شریک ہونے کو فرانس واپس آ رہے تھے۔ کیلے[2] Calais کے ساحل پر اُن کا جہاز برباد ہو گیا اور یہ سب گرفتار ہو گئے چونکہ وہ مسلح گرفتار ہوئے تھے اور اپنے ملک کو جنگ کی نیت سے آ رہے تھے پس سخت قوانین کی رو سے وہ مجرم تھے اور اُن کو سزائے موت ہونا چاہیئے تھی۔ پنولین نے اُن کی جاں بخشی کی سفارش کی اور فیاضی سے کہا "کوئی پروا کی بات نہیں کہ اُن کی کیا نیت تھی۔ ہمارے ساحل پر اُن کو طوفان لایا ہے اور یہ لوگ ایسے ہیں جن کا جہاز برباد ہو گیا ہے اور چونکہ معاملہ کی یہ حالت ہے ہم پر واجب ہے کہ اُن کی حفاظت کریں اور اُن کی جانوں سے ہرگز کوئی تعرض نہ کریں" پس اُن کو اجازت دی گئی کہ بعافیت تمام

---

[1] لاونڈی مقام ہے فرانس میں۔ اس نام کا ایک صوبہ بھی ہے ۱۲ مترجم

[2] کیلے۔ فرانس کے شمال میں ایک بندرگاہ ہے۔ ۱۲ مترجم

جہاز میں سوار ہوں اور فرانس سے رخصت ہوں اِن تارکانِ وطن میں بڑے بڑے
نامی لوگ تھے اور اُن کے دلوں پر نپولین کی اس فیاضی نے ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی مخاصمت
سے باز آئے اور اُن میں سے بہت سے نپولین کی ترقی کے طرفدار ہو گئے۔

انقلابی عدالتوں نے گرجا بند کر دیئے تھے اور یوم السبت کا منانا موقوف کر دیا تھا
درصورتِ امکان اس پاک دن کے نشان کو میٹ دینے کی غرض سے اُنھوں نے ہر دسویں
دن کو مقرر کر دیا تھا کہ کام نہ کیا جائے اور تعطیل منائی جائے اور یوم السبت کو دکان بند
کر دینے یا اس نفرت کئے گئے دن کے متعلق کسی قسم کا اظہارِ ادب کرنے کی پاداش
میں سخت جرمانہ کیا جاتا تھا۔ نپولین نے جس کا یہ عزم تھا کہ بت پرست فرانس میں مسیحی
مذہب پھر قایم کرے لیکن جس کو ساتھ ہی اس کے پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت
تھی یہ حکم دیدیا کہ اپنے دینی اصول یا مذہبی امور کے متعلق کوئی ستایا نہ جائے۔ اس
حکم پر مخاصمت کا جوش ہوا۔ پیرس بدعقیدگی سے پر تھی۔ جنرل مدبر اور فلسفی۔ مذہبی خیال
کو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ پس اُنھوں نے مخالفت کی۔ لیکن نپولین اپنے ارادہ
میں پختہ تھا اور رعایا کا گروہِ کثیر اس کا حامی تھا اور وہ ان امراے کفار پر فتح یاب ہوا۔

نپولین نے ملک کے لاتعداد مختلف محکموں کے لئے نہایت ہی حیرت انگیز سلیقہ
شعاری سے اہلکاروں کا انتخاب کیا۔ اُس کا قول تھا کہ "مجھے باتون کے آدمی کی حاجت
نہیں میں تو دماغ والا شخص چاہتا ہوں" ہر شخص کام میں لگا ہوا تھا۔ اور ہر شخص اُس کی تیز ص ۱۲۳
نگاہ میں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ توضیع آئین کی ہر شاخ اور فنِ حکومت کے ہر شعبے
سے اُسے طبیعی آگاہی تھی۔ ہفتہ میں دو دفعہ وزیر خزانہ اُس کے سامنے آتا تھا اور گذشتہ
خرابیاں نکالی جاتی تھیں اور دور کیجاتی تھیں۔ خزانہ خالی تھا۔ نپولین نے اُسے پر کر دیا
فوج بھوکوں مر رہی تھی اور بغاوت پر آمادہ تھی۔ نپولین نے چند آب و تاب اور ہمدردی
دلاسہ کے لفظ اُس سے کہے۔ اور شکستہ دل سپاہی جن کی وردیاں چیتھڑے ہو رہی

تھیں جوش وخروش سے اپنے جھنڈوں کے نیچے پھر جمع ہو گئے اور چند ہی روز میں فرانس کے ہر حصہ سے سامان کی گاڑیاں کپڑوں اور خوراک کی چیزوں سے لدی ہوئی ان سپاہیوں کے پاس آنا شروع ہو گئیں۔ جہاز ویران ہو گئے تھے اور اُن کا رسنہ بند کردیا گیا تھا۔ نپولین کے زبان ہلاتے ہی فرانس کی ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے گھن کی آواز سنائی دینے لگی اور ایک بڑا بیڑہ تیار ہوا کہ اپنے مصر کے ساتھیوں کے لئے مدد لیجاوے۔ ایسی محنت کبھی کسی بشر سے ظاہر نہیں ہوئی تمام فرانس کو ایک دم سے تحریک ہوگئی تھی۔ اسی اثنا میں جبکہ نپولین یہ جملہ فرائض اور ان کے علاوہ اور بے شمار کام انجام دے رہا تھا جن میں سے کوئی ایک کام ایک آدمی کے تمام قواے دماغی کو مصروف کرلیتا وہ ہر روز اپنے رفیق کانسلوں کے ساتھ بیٹھکر نئی کانسٹیٹیوشن Constitution پر بحث بھی کیا کرتا تھا۔

سیائی نپولین کی بعض فیاضیوں پر [illegible] ہوتا تھا۔ اُس نے کہا تارکان وطن گروہ کے گروہ واپس آئینگے۔ فرانس [illegible] شاہی [illegible] کے طرفدار [illegible] لوگ قتل کئے جائینگے"۔ سیائی کے دماغ کو قتل اور سازشوں کے خیال و خطرہ نے ایسا بھردیا تھا کہ ایک دفعہ اُس نے تین بجے رات کو نپولین کو ایک سازش کی خبر دینے کے لئے جسے پولیس نے اُسی وقت معلوم کیا تھا جگا دیا۔ نپولین نے سکوت کے ساتھ ساری داستان سنی اور پھر تکیہ سے سر اٹھا کر پوچھا کہ "کیا سازش کرنے والوں نے ہمارے گارڈ کے جوانوں کو رشوت دے لی ہے"؟ سیائی نے جواب دیا "نہیں" نپولین نے کہا تو جاؤ سو رہو۔ جب یہ قاتل ہمارے چھ سو گارڈ کے سپاہیوں پر حملہ کرینگے تو ہم کو ہوشیار ہو جانے کا کافی وقت باقی ہوگا"۔ نپولین اتنا کافی قوی تر تھا کہ وہ فیاض و رحمدل ہو سکتا تھا اور یہ فیاضی اور رحمدلی اُس کی سب سے بڑی حفاظت تھی۔

چھ ہفتے سے کم میں نئی کانسٹیٹیوشن تیار ہوگئی کہ قوم کے سامنے اُس کی منظوری کے لئے پیش کیجاے۔ اصل مسودہ میں جو سیائی نے لکھا تھا یہ تھا کہ گرانڈ ایلکٹر [illegible] کو اعلیٰ اختیارات دئیے جائیں اور وہ اس عہدہ پر تاحیات مقرر ہوا اور پچاس لاکھ فرانک سالانہ اُس کی تنخواہ ہو اور وہ ورسیاس کے ایوان میں اتنی شان وشوکت سے رہے جتنا کہ امکان میں ہے۔ وہ برائے نام بادشاہ ہو۔ اُس کے جملہ ساز وسامان شاہی ہوں۔ لیکن اُس کو شاہی اختیارات نہوں۔ اور سیائی کی راے میں یہ ایسا اعلیٰ عہدہ تھا کہ نپولین کی بلند نظری کی تسکین کو کافی تھا لیکن نپولین نے اس عہدہ کو ایک ہی بم کے گولے سے اڑا دیا۔

اُس نے کہا "کیا تمھاری سمجھ میں آتا ہے کہ ذراسی لیاقت اور غیرت والا آدمی بھی ایسے عہدہ کے قبول کر لینے سے اپنے کو خوار کریگا جس کے فرائض صرف یہی ہوں کہ اتنے بہت سے لاکھ فرانک سالانہ آمدنی سے اپنے کو سور کی طرح موٹا کرے"

لیجئے۔ گرانڈ ایلکٹر کے عہدہ کا تو خاتمہ ہوگیا۔ اب حسب ذیل کانسٹیٹیوشن تجویز کی گئی فرسٹ کانسل۔ ہونے کی حیثیت سے اصلی اختیارات تو نپولین کو دیے جائیں۔ اور دو ماتحت کانسل اور مقرر ہوں یعنی کمبے سیریز اور لبرن جو نپولین کے مشیر ہوں اور اُنکو صرف بحث کرنے کا اختیار ہو اور کچھ نہیں۔ کانسل قوانین تجویز کریں اور ایک مجلس کے پاس بھیجیں جس کا نام ٹریبیونیٹ Tribunate ہو۔ یہ مجلس ان مجوزہ قوانین پر پوری بحث کرے۔ اور یا تو اُن کو منظور کرے یا نامنظور کرے اور پھر اُن کو ایک تیسری مجلس کے پاس بھیجے جس کا نام لیجسلیچر Legislature ہو۔ یہ مجلس رپورٹ کو خاموشی سے سنے اور اُس کو بحث کرنے کا کوئی اختیار نہو۔ ٹریبیونیٹ میں تین اراکین ہوں اور وہ قانون کے موافق دلایل پیش کریں لیکن دوسرے تین اراکین اس مجوزہ قانون کے مخالف بن کر اپنے دلائل اُس کے خلاف پیش کریں اور پھر بلا بحث مزید

لیجسلیچر ان دلائل پر حجتوں کی حیثیت سے رائے ظاہر کرے سینیٹ Senate بھی
ایک خاموش مجلس ہو لیجسلیچر سے قوانین اُس کے پاس آئیں اور وہ پسند یا ناپسند کرے اِس
مجلس میں بھی دفعات پر پورا غور ہوتا تھا ہر دفعہ پر جو نپولین پیش کرے پہلے
ٹریبیونیٹ ۔ لیجسلیچر ۔ اور سینیٹ کی منظوری ہو جائے زاں بعد وہ قانون قرار دیا جاوے
سیائی نے کہا “ کانسٹیٹیوشن ایک بہت بڑا مینار رہے اور رعایا اُس کی بنیاد رہے ”
فرانس کا ہر مرد جس کی اکیس سال تک عمر ہو اور ٹیکس دیتا ہو رائے دینے کا مجاز ہو “ ایسے
شخص قریب پچاس لاکھ کے تھے۔ اپنی اول مجالس میں وہ پانچ لاکھ وکلا منتخب کریں اور یہ
وکلا اپنی جماعت سے پچاس ہزار آدمیوں کا انتخاب کریں اور یہ پچاس ہزار اپنے گروہ
سے پانچ ہزار آدمی منتخب کریں اور ان کا نام نوٹیبلس Notables ہو یہ عہدہ
پانے کے مجاز ہوں۔ انھیں لوگوں میں سے جن کو رعایا منتخب کرے سب عہدے
پُر کئے جائیں۔ کانسٹیٹیوشن نپولین کو دس برس کے واسطے کانسل اول مقرر کرے
اور پانچ لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ کمبسے سیریز۔ اور لبرن اُس کے شریک کانسل ہوں
اور ان دونوں کی تین تین لاکھ فرانک سالانہ تنخواہ ہو۔ یہ تینوں کانسل معہ سیائی اور
ڈیوکس کے نوٹیبلس Notables میں سے ۱۸۰۔ اراکین کا سینیٹ Senate
منتخب کریں۔ یہ اراکین تاحیات اپنے عہدہ پر مامور رہیں اور ہر ایک رکن پچیس ہزار فرانک
سالانہ تنخواہ پائے۔ سینیٹ Senate نوٹیبلس میں سے تین سو اراکین کا انتخاب
کرے اور ان اراکین سے لیجسلیچر Legislature کی مجلس ترتیب دے۔ اور
ہر رکن کی تنخواہ دس ہزار فرانک سالانہ ہو۔ سو اراکین کا انتخاب ہو کہ ٹریبیونیٹ ۔ Tri
bunate کی مجلس بنائی جائے اور اس مجلس کے ہر رکن کی تنخواہ پندرہ ہزار فرانک
سالانہ ہو۔

مختصر آنکہ یہ کانسٹیٹیوشن تھی جس کے ساتھ نپولین نے اپنی حکومت شروع کی۔

اگر یہ وضع حکومت کسی معمولی طاقت کے آدمی کے ماتحت ہوتی تو ایک آزاد اور رعایا کی حکومت تھی لیکن نپولین کی ماتحتی میں تو یہ وضع حکومت اپنے نتائج کے اعتبار سے ایک لامحدود بادشاہی تھی۔ اُس کے قواے دماغی ایسے زبردست تھے کہ اُس نے تمام مجالس پر اپنا سکہ بٹھا دیا تھا۔ نپولین کی پیش کی ہوئی تجاویز یا تو صاف وصریح طور سے رعایا کی بہبودی پر دال ہوتیں یا اپنی زبردست لیاقتوں سے وہ ان تجاویز کو رعایا کے مفید ہونے کا ہرسہ مجالس کو ایسا یقینِ کلّی دلا دیتا کہ وہ سب متفق الراے ہو کر ان تجویزوں سے موافقت کرتیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ نپولین فرانس کو بڑا عظیم الشان ملک بنانا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے حصول میں وہ اپنے ہر ایک ذاتی نقصان کو گوارا کر لینے کو تیار تھا۔ اسی مدعا کے حصول میں اُس کی ساری ناموری تھی۔ اور اسی ایک مدعا کے رستہ سے کوئی عیش پرستی اُس کے عزم وہمت کو ذرا بھی اِدھر اُدھر نہ کر سکی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے وسیع ادراک نے ہر شئے کا جس سے فرانس کو ترقی ہو سکتی تھی احاطہ کر لیا تھا۔ اپنی تجاویز کی تکمیل کے لئے بطور گماشتوں کے اُس نے تمامی یورپ کے لایق لوگوں کو صہ۱۳۳ اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور یہ سب اُس کے سامنے ایک طفل شیر خوار کی حیثیت رکھتے تھے۔ ایسے جسم سے جس میں تھکنے کا مادہ ہی نہ تھا اور ایسے دماغ سے جس کے عزم میں کبھی کمی نہ آئی تھی اُس نے اپنے کو ہمہ تن رات دن بڑی بڑی تجویزوں کی تکمیل میں مصروف کر دیا تھا۔ اُس کی ان تھک ہمت ایسی تھی کہ اُس کے معاصرین دنگ اور حیرت زدہ ہو گئے تھے اور جس سے اب تک دنیا استعجاب میں ہے۔ یہ تو کسی کو خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ اُس کی مرضی کا مقابلہ کرے اُس کے ماتحتوں کی یہ حالت تھی کہ اُس کی مرضی پر سبقت کرنے کی تلاش میں رہتے تھے۔ پس اُس کی ہمتوں کی آزاد وسعت کو کسی قسم کی حکومت کی پیچیدہ کلیں جو بشری ذہانت سے ایجاد ہو سکتی ہیں کافی طور سے

پریشان نہیں کر سکتی تھیں اُس کے ساتھیوں نے اکثر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اُس کی ذہانت کی عظمت سے وہ اکثر قطعی خوف زدہ ہو ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ اُس کے حضور سے اُس کے انصاف اور خیالات کی سرعت کی نہایت گہری تعریفیں کرتے ہوئے لوٹا کرتے تھے یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ کثرتِ کار کے ایک طوفان میں ہم مبتلا ہیں لیکن یہ جو کچھ ہے سب فرانس کی بہبودی کے لئے ہو رہا ہے"

اب یہ کانسٹیٹیوشن Constitution تمامی باشندگان فرانس کے سامنے منظوری یا نامنظوری کے لئے پیش ہوا۔ اس سے زیادہ آزاد اور غیر طرفدار عام رائے کا حاصل کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ اور رائے دینے کی تاریخ میں وہ نتیجہ جو اس وقت پیش آیا عدیم النظیر نتیجہ ہے۔ تیس لاکھ گیارہ ہزار سات رائے کی گولیاں تو اس جدید کانسٹیٹیوشن کے موافق تھیں اور ایک ہزار پانسو باسٹھ گولیاں کانسٹیٹیوشن کے خلاف تھیں۔ قوم نے اس طرح متفق ہو کر جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہے نپولین کو فرانس کا اول کانسل منتخب کیا۔ وہ لوگ جو اس اصول سے انکاری ہیں "کہ بادشاہ اپنے حقوق کی دستاویز خدا کے دربار سے لے کر آتے ہیں" اور وہ لوگ جو رعایا کی رائے کو ایک پاک سند تسلیم کرتے ہیں" بے شک و شبہ نپولین کے اس طرح منتخب کئے جانے کو جائز انتخاب تسلیم کرینگے۔ اور مختصر یہ ہے کہ تمام دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ اختیارات اعلیٰ کے متعلق اپنے استحقاق کو اس موقع سے بہتر اور اس موقع سے بڑھ کر دکھا نہیں سکا ہے۔

ہمارے لئے یہ سوال کوئی ایسا اہم سوال نہیں ہونا چاہئے کہ فرانس کے تخت کا فایق دعویدار کون تھا یعنی لوئی کیپٹ — Louis Capet فایق دعویدار تھا اس لئے کہ بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ یا نپولین بوناپارٹ فایق دعویدار تھا اس لئے کہ اُس کو بالاتفاق رعایا نے منتخب کیا تھا۔ ممکن ہے کہ نپولین نے اُس اختیار کا جو اس طرح اُس کے

حوالے کیا گیا تھا بُرا استعمال کیا ہو۔ اور یہ بات کہ اُس نے بُرا استعمال کیا یا نہیں بے رو و رعایت تاریخ نگار آپ لکھ دینگے۔ لیکن اس کو غصب کے لفظ سے تعبیر کر دینا تو نہایت ہی عجیب سیاہ باطنی ہے۔ یہ تو ایک قوم کی آواز تھی۔

نپولین نے بڑے فخر اور بڑے انصاف سے کہا ہے۔ میں نے تاج شاہی کو غصب نہیں کیا یہ تاج کیچڑ میں پڑا ہوا تھا۔ مینے اُس کو اُٹھا لیا۔ اور قوم نے پھر یہ تاج میرے سر پر رکھ دیا" فرانسیسی قوم کا یہ فیصلہ کوئی تعجب خیز فیصلہ نہیں ہے۔ اب آج ہی کل مشرقی و مغربی نصف کرہ ہائے دنیا میں ایک ہی شخص کوئی ایسا دکھا دے جو اُس وقت ہر ایک طرزِ حکومت پر جو فرانس میں اختیار کی جا سکتی تھی۔ نپولین کی حکومت کو ترجیح نہ دیتا۔

اب نپولین اور جوزیفائن لکسم برگ Luxumburg کے ایوان سے جو ٹوئی لریز کے مقابلہ میں کم درجہ کا تھا۔ ٹوئی لریز کو اٹھ گئے اس ایوان کے شاہانہ کمروں کو پیرس کے بلوائیوں نے لوٹ کر غارت کر دیا تھا اب یہ از سر نو درست و آراستہ کئے گئے۔ کمروں کی دیواروں پر مخالفین سرکار کی لال ٹوپی کی تصویریں بنا دی گئی تھیں اور بادشاہ لوئی چہار دہم کی فوجی کلاہ پر تین رنگ کا طرہ نقش کر دیا گیا تھا۔

نپولین نے حکم دیا کہ ان کو دیواروں پر سے صاف کر دیا جاوے۔ اُس نے کہا" میں ایسی ملعون چیزوں کو جائز نہ رکھونگا"

یہ ایوان اب پیشتر سے زیادہ خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا۔ اور خالی طاقچوں پر تمام ممالک کے مشاہیر کے بُت رکھے گئے۔ اب یہ ایوان جہاں بادشاہ اور بادشاہ بیگموں نے عیش اُڑائے تھے۔ رعایا کے منتخب کئے ہوئے حاکم کی سکونت کے لئے پیشتر سے زیادہ آراستہ تھا۔

بادشاہ لوئی تو امیروں کا بادشاہ تھا اور امرا نے اُسے تخت پر بٹھالا تھا اور اُس کو

امراء ہی کی بہتری کی فکر تھی اور دولت وثروت کے جملہ راستے صرف امراء ہی کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ رعایا قطعی غلام تھی۔ جہالت۔ افلاس اور گمنامی میں رہتی تھی تاکہ امراء عیش وعشرت میں زندگی بسر کریں۔ لیکن نپولین رعایا کا بادشاہ تھا اور وہ خود رعایا میں سے ایک شخص تھا۔ رعایا نے انتخاب کر کے اسے اختیارات دیئے تھے۔ اُس نے رعایا کے اظہار لیاقت کے لئے ایک وسیع میدان کھول دیا۔ اُس نے رعایا کے لئے دولت وشہرت کے راستے کھول دیئے اور جس امارت پر اُس کی نظر شفقت تھی وہ ذہانت اور محنت کی امارت تھی۔ وہ ایسے کسی رتبہ کا طرفدار نہ تھا جو وراثتاً قایم ہوا تھا۔ قانون کی نگاہ میں ہر شخص برابر تھا۔ ایک ہی عدالت میں سب کو مرافعہ کرنا ہوتا تھا۔ اور بے رو و رعایت انصاف کیا جاتا تھا۔ جائداد کے اعتبار سے محاصل کی تشخیص ہوئی۔ زمینداروں کے حقوق موروثی جو بطور جاگیر کے چلے آتے تھے منسوخ کر دیئے گئے اور سلطنت میں ایک عہدہ بھی ایسا نہ تھا جس پر غریب سے غریب شہری حوصلہ نہ کر سکتا ہو۔ قوم نپولین کو فرسٹ کانسل کہتی تھی اور جب تک نپولین قوم کا منتخب کیا ہوا حاکم بالا تھا قوم کو کوئی پروانہ تھی کہ وہ نپولین کو کس نام کے عہدہ سے مخاطب کرتی تھی۔ قوم کو تو اسی بات کا فخر تھا کہ اُس کا حاکم زیادہ بلند پایہ زیادہ شاندار اور بادشاہوں اور امیروں کے مقابلہ میں زیادہ با اختیار ہو اور یہی بھید تھا کہ قوم بڑی مستعدی سے اُن تجاویز کی تکمیل کے لئے تیار رہتی تھی جس سے اُس کے اپنے نپولین کی عظمت بڑھے۔ نپولین کی شان وشوکت خود قوم کی شان وشوکت تھی اور قوم اُس وقت سے زیادہ کبھی شادمان نہ ہوتی جب کہ وہ نپولین کے شان و دبدبہ سے آس پاس کے تاجداروں کے شان و دبدبہ کو ماند ہوتے ہوئے دیکھتی۔

ایک دفعہ شام کو نپولین اپنی چست بھوری صدری پہنے بھیس بدلے ہوئے روسینٹ آنرے Rue st. Honore میں پھرنے بیورین کے ہمراہ چلا گیا۔ اور دکانوں

پر چھوٹے چھوٹے سودے خریدنے لگا اور لوگوں سے فرسٹ کانسل اور اُس کی کارروائیوں پر آزادی سے گفتگو کرنے لگا۔

ایک دُکان پر نپولین نے پوچھا: "بھلا یہ تو کہو بوناپارٹ کی طرف سے لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

دُکاندار نے نپولین کی بڑی تعریفیں کیں۔

اس پر نپولین نے کہا "یہ سب درست ہے لیکن ہم کو چاہیئے کہ بوناپارٹ کو ذرا غور سے دیکھتے رہیں کہیں یہ نتیجہ نہ ہو کہ ایک جابر کے بدلہ میں دوسرا جابر پلّے پڑے۔ یعنی ڈائرکٹروں کے عوض میں بوناپارٹ۔"

اس خلاف تقریر پر دُکاندار ایسا برہم ہوا اور سخت و سُست الفاظ پر نپولین کو ایسا دھر لیا کہ اُسے گلیوں میں سرپٹ بھاگنا پڑا۔ نپولین کو اس واقعہ سے بڑا لطف آیا۔

۱۹ فروری سنہ ۱۸۰۰ء کی صبح کو جبکہ رعایا کے بادشاہ نپولین نے قدیم بادشاہوں کے ایوان پر قبضہ کیا تو اس خوشی کے منظر سے اپنی آنکھیں سینکنے کو تمام پیرس میں بڑا جوش و خروش تھا۔ نپولین کے کاموں اور اُس کی شہرت نے اُس کے ہم منصب ساتھیوں کو صہ۱۳۴ ماند کر دیا تھا۔ اُن کو کوئی اختیار نہ تھا اور اُن کا کسی کو خیال نہ تھا۔ سیائی نے یہ شدنی نتیجہ پہلے سے دیکھ لیا تھا اور بڑی قابلِ تعریف غیرت سے اُس نے کانسل دوم کا عہدہ اختیار کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نپولین سے چند ہی ملاقاتیں ہونے سے اُس نے معلوم کر لیا تھا کہ ایسے بلند اور حاکمانہ ارادہ والے شخص سے جیسا نپولین تھا بھلا اختیارات میں شرکت کون کر سکتا تھا۔

نپولین نے کہا "سیائی ان کانسلوں کی فطرت کے متعلق سخت غلطی میں پڑ گیا تھا اُسے خطرہ تھا کہ اُس کی دل شکنی ہوگی اور ہر بات پر فرسٹ کانسل سے تکرار کرنا پڑیگی۔ یہ تکرار تو جبھی واقع ہوتی کہ جب سب کانسل برابر ہوتے۔ اُس وقت ہم ایک دوسرے

کے مخالف ہو سکتے تھے لیکن کانسٹیٹیوشن نے تو ان دو کانسلوں کو ماتحت قرار دیا تھا پس ہٹ اور فساد کا کہاں موقع تھا۔"

واقعہ میں ایسی پرخاشش کا موقع نہ تھا۔ محض بے اختیار ہی طاقتِ مطلق کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ ماتحت کانسل تو صرف رائے دینے کے مجاز تھے اگر اُن سے نپولین مشورہ طلب کرتا لیکن اغلب ہے کہ وہ اُن کو ایسی تکلیف ہی کیوں دیتا۔

ٹوئی لریز کے شاہانہ کمرے فرسٹ کانسل کے واسطے آراستہ کئے گئے۔ پیولین اف فلورا کے کمرے جو کم شاندار تھے باقی دو کانسلوں کو دئے گئے۔ لیکن کمبے سیرز اپنے عہدہ کی اصلیت سے ایسا واقف تھا کہ اُس نے ایوان شاہی میں رہنے سے انکار کیا۔ اور اُس نے اپنے ہم منصب کانسل لبرن سے کہا: "ہمارا ٹوئی لریز میں سکونت اختیار کرنا غلطی ہے اور یہ ایوان نہ آپ کے لایق ہے نہ میرے۔ اور میں تو ٹوئی لریز میں رہنے کو ہرگز نہ جاؤنگا۔ وہ وقت قریب ہے کہ جنرل بوناپارٹ وہاں تنہا رہنا چاہیگا اور پھر ہم کو اُس میں سے اٹھ جانا پڑیگا۔ پس بہتر یہی ہے کہ اول ہی سے ہم ٹوئی لریز میں نہ رہیں۔"

نپولین کی طبیعت میں یہ میلان نہ تھا کہ وہ اپنے شروع ایام کے رفیقوں یا اپنی مصیبتوں کو جو اُس نے اُس زمانہ میں اٹھائی تھیں بھول جاتا۔ ایام شباب میں وہ مہینوں پیرس میں اس طرح رہا تھا کہ نہ اُس کے پاس روپیہ تھا اور نہ رہنے کو گھر تھا نہ اُس کا کوئی رفیق تھا۔ اُس زمانہ میں وہ اکثر پیلے روایل [illegible] کے ریڈنگ روم میں چند پیسے دے کر اخبار بینی اور موسم سرما کی سردی میں آگ کی گرمی کا لطف اٹھانے چلا جایا کرتا تھا۔ ریڈنگ روم کے مالک کی بیوی اُس کی طالب علمانہ وضع اور اُس کی پُرخیال صورت دیکھ کر اُس کے معاملات میں لطف لینے لگی اور کبھی کبھی اُس کو اپنے ساتھ شوربے کی پیالی میں شریک کر لیتی تھی۔ اس مہربانی کے صلہ میں نپولین

نے جیسے ہی کہ وہ فرسٹ کانسل ہوا ان میاں بیوی کو تلاش کرایا اور اُن کو اچھی آمدنی کی جگہ مرحمت کی۔ ایک مرتبہ مصالح ملکی کے اعتبار سے اُس پر زور دیا گیا کہ ریڈنگ روم بند کردئے جائیں اس پر اُس نے جواب دیا۔

"نہیں میں ان کے بند کردینے کا ہرگز حکم نہ دونگا۔ یہاں جانے سے لوگوں کو جو آرام ملتے ہیں میں خوب جانتا ہوں اور لوگوں کو میں اُس آرام سے محروم نہ کرونگا"

جس صبح کو نپولین ٹوئی لریز کو اُٹھ جانے والا تھا وہ معمولی سے زیادہ دیر تک سوتا رہا اور جب سات بجے صبح کے بیورین اُس کے کمرے میں گیا تو وہ بڑا بے خبر سو رہا تھا جاگنے پر وہ بولا "بیورین دیکھو انجام کار ہم کو ٹوئی لریز میں سونا ہی پڑیگا۔ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اپنی اظہار شان وشکوہ پر مجبور نہیں ہو تم اپنی مرضی کے موافق ٹوئی لریز کو جاؤ گے۔ لیکن میں جلوس کے ساتھ جانے پر مجبور ہونگا۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں لیکن شان وشوکت کے اظہار کی ضرورت آپڑی ہے۔ لوگوں کو اس سے دلجمعی ہوتی ہے۔ ڈائرکٹر ضرورت سے زیادہ سادے تھے اور اسی لئے اُن کا کوئی پاس ولحاظ نہ تھا۔ فوج میں سادگی کا اظہار اُس کے موقع تک محدود ہے لیکن ایک بڑے شہر میں اور ایک عالی شان ایوان میں یہ بات ضروری ہے کہ قوم کا سردار تمام ممکن ذریعوں سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ لیکن ہم کو احتیاط کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ جوزیفائن کانسل لبرن کے کمرے سے جلوس کا تماشہ دیکھے گی"

نپولین ایک شاندار گاڑی میں سوار ہوا اور اپنے ہم منصب کانسلوں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا جو اُس کے خادم یا باڈی گارڈ معلوم ہوتے تھے۔ گاڑی کو چھ نقرے گھوڑے کھینچ رہے تھے یہ وہ گھوڑے تھے جو کیمپو فورمیو کے صلحنامہ کے بعد آسٹریہ کے شاہنشاہ نے نپولین کو تحفہ میں دئے تھے۔ اُس کی جلو میں زرق برق افسر اور چھ ہزار چیدہ فوجی جوان تھے جن سے فوجی شان وشکوہ

کا بڑا زبردست امیرانہ اظہار ہو رہا تھا بیس ہزار فوج وردیوں اور سامانوں سے آراستہ سڑکوں پر جن سے جلوس گذرنے والا تھا دو رویہ ایستادہ تھی اور بے شمار مخلوق کا انبوہ جو شہر اور اطراف سے جمع ہوا تھا۔ باغ۔ سڑکوں۔ گلیوں۔ چھجوں۔ بالاخانوں پر جمع تھا کیمپس ایلائی سی کے پیچھے تک موجوں میں آگے بڑھتا اور پیچھے ہٹتا تھا۔ یہ سب مخلوق اسلئے جمع ہوئی تھی کہ فوج اور قوم کے محبوب یعنی رعایا کے بادشاہ نپولین کو اُس ایوان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنے سے خورسند ہو جس سے اُس نے فرانس کے قدیم بادشاہوں کو نکال دیا تھا۔

جس وقت شاہی سواری برآمد ہوئی لوگوں نے ہم آواز ہو کر فرسٹ کانسل زندہ باد کا ایسا نعرہ بلند کیا کہ آسمان سروں پر رکھ لیا۔ اور جیسے کہ نپولین بڑے زینہ کے قریب پہنچا جس سے ایوان میں داخل ہوتے تھے اُس نے دونوں کانسلوں کو پیچھے چھوڑا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور فوج کے ملاحظہ کو آگے بڑھا جو بڑی شان کے ساتھ اُس کے سامنے جمع تھی۔ مرآت نپولین کے سیدھے بازو پر تھا اور لانس بائیں پر۔ نپولین کے گرد سپاہیان آزمودہ کار جمع تھے جن کے زخموں کے نشان اور تمازتِ آفتاب سے چہروں کی سیاہی پچھلے خونریز معرکوں کی یاد دلاتی تھی۔ تین برگیڈ بھی حاضر تھے جن میں وہ پرچم لہرا رہے تھے جو لودی رالیوولی اور آرکولا کے ہیبت ناک معارکوں میں موجود تھے۔ یہ پرچم بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور گولی گراب سے دھجیاں اُڑ گئے تھے۔ نپولین نے فوراً اپنے سر سے ٹوپی اُتار لی اور بڑے ادب کے ساتھ اپنا سر جھکا دیا اور ان حربی شجاعت کی یادگاروں کو سلام کیا۔ یہ پسندیدہ فعل موقع سے نپولین سے صادر ہوا کہ خوشی کے نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔ اب نپولین ٹوئی لریز کو لوٹا اور اجلاس کے کمرے میں گیا اور کمرہ کے بیچ میں بیٹھا۔ سب کی نگاہ اُسی پر لگی ہوئی تھی اور اُس کے ہم منصب کانسلوں کو لوگوں نے بھلا دیا تھا۔ وہ اُس کے خدمتگاروں کی طرح ذلیل ہو کر رہ گئے تھے اور اُس کی خواصی میں اُس کی شان و شوکت بڑھا رہے تھے۔

جوزیفائن کے قیام کے لئے دو بڑے بڑے کمرے منتخب کئے گئے تھے جن کے ساتھ نیلی پردہ اور پیچ کے کمرے تھے۔ ان شاہی کمروں میں شام کو بہت سے ذیشان مہمان جمع ہوئے اور جب ان روشنی سے جگمگاتے ہوئے کمروں میں جوزیفائن ٹیلیرانڈ کے بازو پر سہارہ دیئے ہوئے اسی تراش کا لباس پہنے ہوئے جس کا وہ ہمیشہ ایجاد کیا کرتی تھی ص ۱۳۵ آئی تو تمام حاضرین میں اس کی تعریف کی سرگوشیاں ہونے لگیں۔ یہ جلسہ قریب صبح کے برخاست ہوا۔ جب مہمان چلے گئے تو نپولین اپنے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے ان وسیع کمروں میں ٹہلنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے خیال اور اس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر وہ نیم خوابی کی سی حالت میں اپنے سکرٹری بیورین سے کہنے لگا۔

"ہم ٹوئی لریز میں ہیں تو۔ لیکن ہم کو چاہئے کہ ہم بہت ہوشیاری سے کام کریں کہ ہم کو ہمیشہ اس ایوان میں رہنا نصیب رہے۔ کون ایسا ہے جو اس ایوان میں نہیں رہا ہے۔ اس میں تاجدار رہے ہیں۔ اس میں کانونشن Convention کے اراکین رہے ہیں۔ یہاں تمہارے بھائی کا قیام رہا ہے۔ اور اسی ایوان میں آٹھ برس ہوئے ہم نے نیک لوئی شانزدہم کو محصور دیکھا تھا۔ پھر وہ قید خانہ بھیجا گیا۔ لیکن تمھیں خطرہ نہ ہونا چاہئے کہ یہی تماشے پھر ہوں گے۔ اگر انبوہ عوام میں کچھ ہمت ہے تو میرے مقابلہ میں ان تماشوں کے اعادہ کرنے کا ارادہ کرکے دیکھ لیں۔"

صبح کو نپولین نے بیورین سے کہا "بیورین دیکھو کسی بات کا ارادہ دل میں ٹھان لینا بھی کیا ہی عجیب بات ہے۔ ابھی دو برس نہیں ہوئے کہ ہم نے ٹوئی لریز پر قبضہ کرنے کا عزم کیا تھا اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس وقت سے ہم نے اچھی کارروائی نہیں کی۔ بیشک مجھے تو اطمینان ہے کہ خوب کارروائی کی۔ کل کے معاملات بھی بڑی خوبی سے گذر گئے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ کل جو لوگ جمع ہوئے تھے سب سچے تھے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ ہرگز سچے نہ تھے۔ لیکن عام رعایا کی نیک نیتی میں شک نہ تھا۔ یہ حق کو خوب سمجھتے ہیں۔ علاوہ

اس کے عام رائے کے مقیاس الحرارت کو دیکھو۔ یعنی پبلک فنڈ پر غور کرو ۱۷۔ تاریخ کو ۱۱۔ کا نرخ تھا۔ ۲۰۔ تاریخ کو ۱۶ کا نرخ تھا اور آج ۲۱ کا نرخ ہے۔ جب معاملات کی یہ حالت ہے تو مخالفین سرکار کو بکنے دو۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ اتنے زور سے بڑبڑانے نہ پائیں جتنا بڑبڑانا نہ چاہیئے"۔

بہت بڑی سلیقہ شعاری سے نپولین نے گورنمنٹ کے مختلف محکموں کے لئے ملک کے لایق سے لایق لوگ منتخب کئے۔ ٹیلرانڈ کو جو نہایت ہی فریبی توڑ جوڑ والا شخص تھا جب عہدہ مل چکا تو نپولین سے کہنے لگا "میرے متعلق آپ نے دُوَلِ خارجہ کا کام سپرد کیا ہے اپنی خدمات سے میں آپ کو مطمئن کرونگا لیکن اتنا کہدینا میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ میں مشورہ صرف آپ سے کرونگا اور اس مدعا سے کہ کام اچھا ہو اتفاق کی ضرورت ہے فرسٹ کانسل کو چاہیئے کہ ہر صیغہ یعنی ممالک محروسہ۔ دول خارجہ۔ پولیس۔ بری اور بحری معاملات کی ہدایت صرف اپنی رائے سے کیا کرے کانسل دویم ایک لایق قانون داں ہے قانونی معاملات اُس کے سپرد رہیں اور کانسل دوم خزائن کا کام کرے۔ اس طرح گورنمنٹ کا اصلی اختیار آپ کے ہاتھ میں رہیگا۔ اور پھر آپ اپنے مقصد یعنی فرانس کو نیا جنم دینے میں کامیاب ہونگے"۔

نپولین یہ تقریر خاموشی سے سنتا رہا اور ٹیلرانڈ سے رخصت ہو کر نپولین اپنے سکرٹری سے کہنے لگا "ٹیلرانڈ نے میری منشا کا بھید جان لیا اور وہ بڑا سمجھدار آدمی ہے وہ اسی امر کا مشورہ دے رہا ہے جس کے کرنے کا میرا ارادہ ہے اور واقعی سبک تر وہی چلتے ہیں جو تنہا چلتے ہیں"۔

ٹیلرانڈ کی تقرری پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ "وہ مرغِ باد نما ہے اور اُسی رُخ پھر جاتا ہے جدھر کی ہوا دیکھتا ہے"۔

نپولین نے کہا "ہونے دو۔ ہماری رائے میں دُوَل خارجہ کے انتظام کے لئے وہ سب سے زیادہ بہتر شخص ہے اور یہ کام میرا ہے کہ ٹیلرانڈ کی لیاقتوں سے کام لے لوں"۔ دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ "کارنٹ تو جمہوری خیال کا آدمی۔ ہے"؟

نپولین نے جواب دیا "اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ جمہوری خیال کا آدمی ہے یا نہیں لیکن وہ سب سے آخر آدمی ہے جو فرانس کا شیرازہ بکھرتے ہوئے دیکھنا پسند کریگا اور جب وہ اپنی خدمات ہمارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہے تو ہم اُس کی بے نظیر صیغہ حرب کی لیاقتوں سے فائدہ اٹھائینگے "

ایک اور صاحب نے اعتراض کیا کہ فوشے تو کذب و دغا کی معجون ہے "

نپولین نے جواب دیا " فوشے ہی صرف ایک ایسا شخص ہے جو معاملات پولیس کا انتظام کرسکتا ہے اور صرف اُسی کو فرقوں اور سازشوں کا علم ہے جو فرانس میں آفت برپا کررہی ہیں۔ نئے نئے آدمیوں کا خلق کرنا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ ہم کو وہی آدمی لینا چاہیئے جو ہم کو میسر آسکتے ہیں۔ ایک لایق ملازم کے خیالات اور چال چلن میں اصلاح کرنا آسان ہے۔ اُس کی جگہ نئے آدمی کا قایم کرنا آسان نہیں ہے "

فرانس کے امیر مانشیور M. Abriel ایبریل کی سفارش کی گئی کہ وہ وزیر صیغہ قضا مقرر کیا جاوے۔

اُس نے جب نپولین کے سامنے اپنا پروانہ پیش کیا تو نپولین نے کہا " مانشیو ایبریل میں آپ سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتا لیکن مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مجسٹریٹوں میں آپ سب سے زیادہ ایماندار شخص ہیں اور اسی لئے میں صیغہ قضا کا آپ کو وزیر مقرر کرتا ہوں "

نپولین کے سب سے پہلے کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ لوئی شانزدہم کے قتل کا سالانہ جشن اُس نے بند کردیا۔ اُس نے کہا یہ وحشیانہ فعل ہے اور رحمدل قوم کے شایاں نہیں ہے "

سیائی نے کہا " لوئی ظالم تھا "

نپولین نے فوراً جواب دیا " نہیں لوئی ہرگز ظالم نہ تھا۔ اگر وہ ظالم ہوتا تو آج میں تو انجنیروں کا کپتان ہوتا اور تم ایک پادری کی حیثیت سے کہیں نماز پڑھا رہے ہوتے "

خالی خزانہ کو بھرنے کے لئے ڈائرکٹروں نے جبریہ قرضہ لینے کا ظالمانہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا۔ نپولین نے یہ قاعدہ موقوف کر دیا اور اُس نے پیرس کے سب سے زیادہ متمول سات ساہوکاروں کو ٹوئی لریز کے ایوان میں اپنے پاس بلایا اور نئی گورنمنٹ کے اصول نہایت بے تکلفی سے بیان کر کے اُن دعووں کا اظہار کیا جو گورنمنٹ کو اپنی قوم پر تھے۔ نپولین کا استغاثہ نہ تھا کہ بے اثر ہوتا۔ یہ تجار اور ساہوکار پائدار قوانین کی توقع پر خوش ہوئے اور بیس لاکھ ڈولر قرضہ کی رائے فوراً پاس کر دی۔ اگرچہ یہ رقم بہت تھوڑے عرصہ کو مکتفی ہوئی لیکن یہ مدد عین ضرورت کے وقت دی گئی تھی۔ پھر نپولین نے جائداد پر انصاف کے ساتھ ٹیکس قایم کر دیا۔ اور یہ گورنمنٹ کی ضروریات پورا کرنے کو کافی تھا اور قوم نے بے عذر یہ ٹیکس ادا کیا۔

نپولین کو اُن لوگوں سے سخت نفرت تھی جو انقلاب کے زمانہ میں خونریز واقعات میں شریک ہوئے تھے۔ اور خاصکر اُن لوگوں سے جو بادشاہ کے قتل میں شریک تھے اور ان لوگوں کا وہ بڑے خوف سے ذکر کرتا تھا اور ان کو وہ قاتلان لوئی کہا کرتا تھا اور اگر ان میں سے کسی کو کسی کام کے سپرد کرنے پر مجبور ہوتا تو بڑے تاسف کا اظہار کرتا۔ کیمبے سریز اُس کانونشن کا جس نے لوئی کے قتل کا حکم دیا تھا ایک رکن تھا۔ کیمبے سریز نے اگرچہ قتل کے حکم سے اختلاف کیا تھا تاہم اُس کی گرفتاری کے حکم میں اتفاق رائے ظاہر کیا تھا۔

نپولین نے مذاق میں کیمبے سریز کا کان دبا کر کہا۔ "کیمبے سریز یاد رکھو کہ لوئی کے قتل سے مجھے تو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن تمھارا معاملہ محتاج ثبوت نہیں اگر بوربون بادشاہ تخت فرانس پر واپس آ گئے تو پھانسی ہے اور تمھاری گردن ہے۔" بھلا یہ مذاق کیمبے سریز کو کیونکر بھاتا۔ وہ مسکرانے تو لگا لیکن چہرہ پر مردنی چھا گئی۔ اور جب فرانس میں عدالت العالیہ (سوپریم کورٹ) پھر سے ترتیب دی گئی تو نپولین نے بیورین سے کہا۔ "بادشاہ کے قاتلوں کے خلاف میں کوئی قطعی کارروائی تو کرتا نہیں ہوں۔ لیکن اُن کی جانب سے

کلیہ جامعہ عثمانیہ

میں اپنا خیال ضرور ظاہر کرونگا۔ یعنی اس عدالت کے پریسیڈنٹ ٹارگٹ Target کو تو میں برخاست کرتا ہوں جس نے لوئی شانزدہم کے بچانے سے انکار کیا تھا اور اُس کی جگہ ٹرونچٹ Tronchet کو مقرر کرونگا جس نے اپنے خطرناک منصب کو بڑی شرافت سے ادا کیا تھا۔ لوگوں کا جو جی چاہے سو کہیں لیکن اس بارہ میں میرا عزم پختہ ہے۔

فرسٹ کانسل (نپولین) نے معاملات فوجی کی طرف ایسی توجہ کی کہ حربی جوش میں جان تازہ پڑگئی۔ سب سے زیادہ ممتاز خدمات کے سپاہیوں کو اُس نے خوبصورت تلواریں انعام میں دیں اور اس طرح سو تلواریں انعام میں تقسیم ہوئیں۔ گرانڈیلوں کے ایک سارجنٹ نے اجازت حاصل کرکے فرسٹ کانسل کی خدمت میں ایک سپاسنامہ لکھا۔ اس کے جواب میں نپولین نے خود اپنے قلم سے یوں لکھا "اے میرے بہادر رفیق۔ تمھارا خط مجھے ملا۔ اپنے کارہائے نمایاں کی یاد دہانی کی تمھیں کوئی حاجت نہیں۔ بنزیٹ کے مرنے کے بعد سے تم نے فوج میں سب سے زیادہ بہادرانہ کام کئے ہیں۔ میری عطا کی ہوئی تلواروں میں سے تم نے بھی ایک تلوار پائی۔ اور سب متفق الرائے ہیں کہ تم سے بڑھ کر ان تلواروں کا کوئی اور شخص مستحق نہ تھا۔ تمھارے دیکھنے کا میں مشتاق ہوں وزیر حرب کا ایک خط تمھارے نام آتا ہے کہ تم پیرس آؤ"

نپولین کا یہ خط تمام فوج میں مشتہر ہوا اور فوج میں بہت جوش بڑھ گیا۔ سب تعجب سے کہتے تھے "اے فرسٹ کانسل۔ فرانس کا سب سے بڑا جنرل۔ نپولین اعظم گرانڈیلوں کے ایک سارجنٹ کو القاب میں لکھتا ہے اے میرے بہادر رفیق" لوگوں کے ساتھ نپولین کی اسی قسم کی ہمدردیاں نپولین کے چال چلن کی شاہد ہیں۔

ذیل کا لطیفہ اس بارہ میں نپولین کا چال چلن ظاہر کرتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی طرف سے اُسے کیا خیال تھا۔ قوموں کے جدا جدا خیال ہیں اور ایک دوسرے کے بالکل خلاف ہیں۔ انگریزی جہازی ملازمت کے بارہ میں نپولین او میرا سے باتیں کررہا تھا

کر اومیرا کہنے لگا۔

جاڑوں میں جہازوں کے درمیان مانجھی افسروں کی نسبت زیادہ آرام سے رہتے ہیں"

نپولین نے پوچھا "یہ کیونکر؟"

اومیرا نے جواب دیا "اس کا یہ سبب ہے کہ مانجھی جہاز کی آگ سے تاپ لیتے ہیں اور بدن کو سکھا لیتے ہیں"

نپولین نے پوچھا "لیکن افسر ایسا کیوں نہیں کرتے؟"

اومیرا نے کہا "یہ بات مناسب و زیبا نہیں ہے کہ افسر سپاہیوں سے بے تکلف ہوں"

نپولین نے بڑے تعجب سے کہا "ہے ہے! یہ امرائی گھمنڈ؟ - ارے کیا میں اپنی مہمات میں اپنے سپاہیوں کے پاس چلا نہیں جاتا تھا۔ اور غریب سے غریب سپاہی کے پاس بیٹھکر اس سے بے تکلف باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ تم انگریز لوگ دنیا بھر میں سب سے زیادہ حکومت امرا کے لوگ ہو مجھے ہمیشہ اس بات پر فخر رہا ہے کہ میں خود عام لوگوں میں سے ایک فرد ہوں۔ اور میں نے جب کسی آدمی میں جوہر دیکھا میں نے اس کو فوراً ترقی دیدی اور کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کے پشتوں سے خاندانی چلا آتا ہے۔ تم انگریز امرا کا بڑا خیال کرتے ہو اور رعایا کو تم غلام گردانتے ہو۔ کیا دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی اور شے نفرت خیز ہو سکتی ہے جیسا تمھارا یہ قاعدہ ہے کہ جہازی ملازمت کے واسطے تم لوگوں کو جبریہ پکڑ لیتے ہو۔ تم یہ کیا کرتے ہو کہ کنارہ پر کشتیاں بھیجتے ہو اور جو مرد ہاتھ آسکتا ہے پکڑ لیتے ہو۔ اور اگر وہ عوام الناس میں سے ہوتا ہے اور بدقسمتی سے اپنے کو طبقہ اعلیٰ میں ثابت نہیں کرسکتا تو تم فوراً اسے جہاز پر بھیجدیتے ہو اور باوجود اپنی اس حرکت کے تم گستاخی سے فرانس پر انگشت نمائی کرتے ہو کہ وہاں رجسٹر میں ان شخصوں کا نام مدرج کیا جاتا ہے جو خدمات فوجی کے لائق ہوتے ہیں۔ فرانس کے اس قاعدہ سے تو

تمھاری شان میں بٹہ آتا ہے کیونکہ اس قاعدہ سے تو ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں طبقوں سے لوگ لئے جاتے ہیں۔ تم کو یہ سننے سے بڑا خطرہ ہوتا ہے کہ ہیں! ایک جنٹلمین کا بیٹا اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے اُسی طرح مجبور کیا جاوے جس طرح ایک معمولی آدمی کا بیٹا مجبور کیا جاتا ہے اور اُس کا جسم بھی خطرہ کے سامنے اُسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح ایک عامی کے بیٹے کا۔ لیکن یاد رہے کہ خدا نے سب آدمی برابر پیدا کئے ہیں۔ عوام الناس اس کا ایک دن انتقام لینگے۔ فرانس کے اس طریقۂ اندراج میں جس سے تمھاری تمکنت کو صدمہ پہنچتا ہے برابر حقوق کی بڑے لحاظ سے ہوشیاری کی جاتی ہے۔ ہر ملک کے باشندے کا فرض ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کرے۔ ہمارے فرانس کے فوجی خدمات کے لئے اندراج نام نے تمھارے ان ملاحوں کے گروہ کی طرح جو لوگوں کو جہازی خدمت کے لئے جبراً پکڑ لیتے ہیں کسی خاص درجے کے لوگوں کو صرف اس وجہ سے کہ وہ بیچارے غریب ہیں پامال نہیں کر ڈالا ہے۔ پس فوجوں میں لوگوں کو بھرتی کرنے کا یہ سب سے زیادہ منصفانہ طریقہ تھا کیونکہ اس میں برابری کا سب سے زیادہ لحاظ تھا اور اس طریقہ کی بدولت تمام دنیا کی فوجوں سے فرانس کی فوجیں بہتر طرز سے مرکب تھیں"۔

جب نپولین نارتھ امبرلینڈ *Northumberland* جہاز میں مقید ہو کر سینٹ ہلینا کو جا رہا تھا۔ تو جہاز کے تمام ملاح اگرچہ وہ انگریز تھے نپولین سے نہایت مانوس ہو گئے تھے۔ کسی نے اس واقعہ کا اشارہ کیا۔

نپولین نے جواب دیا "ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے بہت مانوس ہو گئے تھے۔ میں اُن میں جایا کرتا تھا اور بے تکلفانہ ان سے حالات پوچھا کرتا تھا۔ میرے اس قسم کے بے تکلف برتاؤ سے وہ حیرت میں تھے اسلئے کہ یہ بے تکلفی اُس برتاؤ سے قطعی غیر تھی جو اُن کے افسر اُن سے کیا کرتے تھے۔ تم انگریز لوگ بڑے امرائی خیال لوگ ہو۔ تم تمام لوگوں اور اپنے بیچ میں بڑا فرق رکھتے ہو"۔

اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ ملاحوں سے علٰحدہ رہنے کی ضرورت ہے کہ افسروں کی مناسب عزت قایم رہے۔

نپولین نے کہا "میرے نزدیک اتنا علٰحدہ رہنے کی حاجت نہیں ہے جتنا تم رہتے ہو جب افسر ملاحوں کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ضرورت سے زیادہ اُن کے سامنے بے تکلف نہیں ہوتے تو میری راے میں اب اس سے زیادہ امتیاز کی اور کون سی حاجت ہے۔ فطرت کے اعتبار سے سب آدمی برابر ہیں۔ میرا تو یہ قاعدہ تھا کہ میں بے تکلفی سے سپاہیوں میں چلا جاتا تھا اور اُن سے باتیں کیا کرتا تھا اور چھوٹے چھوٹے تاریخی حالات پوچھا کرتا تھا اور محبت سے بولا کرتا تھا۔ اس بات کو میں نے اپنے لئے بہت مفید پایا اور اس کے خلاف میں جنرلوں اور افسروں سے علٰحدہ رہتا تھا"

اگرچہ نپولین امرائی غرور کے خلاف ایسی باتیں کیا کرتا تھا اور واقعی یہ باتیں صدق دلی سے کیا کرتا تھا اور اپنے موقع سے وہ بہت درست ہوتی تھیں لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ عالی خاندانی کی پر راز دلفریبی سے ناواقف نہ تھا۔ یہ خیال تو خالق نے بشر کے دل میں ایسا گہرا نصب کیا ہے کہ نہ کبھی دل سے اُکھڑا ہے نہ اکھڑ سکتا ہے۔ اسی زمانہ میں مرات نے نپولین کی بہن کیرولائن سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا۔

نپولین نے متحیر ہو کر پس و پیش کے ساتھ کہا "مرات ارے مرات! وہ تو ایک سراے والے کا لڑکا ہے اور ایسے بلند مرتبہ پر پہونچکر جس پر میں ہوں۔ میں اپنے خون کو اُس کے خون سے آمیز نہ کرونگا" پھر ایک لمحہ تک وہ خیال میں ڈوبا رہا۔ اور پھر کہنے لگا "اچھا جلدی کیا ہے" دیکھا جائیگا"

صفحہ ۱۳۷ رسالوں کے اس نوجوان جنرل مرات کے ایک دوست نے نپولین سے اصرار کیا کہ "آپ میں اور مرات میں تو بہت دوستی ہے۔ مرات آپ کا جان نثار ہے۔ بڑا بہادر ہے ابوکر کی جنگ میں اُس نے بڑا نمایاں کام کیا ہے"

نپولین نے خوش ہو کر جواب دیا "بیشک ابوکر کی جنگ میں مرات سے بڑھ کر کسی نے کام نہیں کیا۔ میں نے اس شادی کے بارہ میں اپنی راے قایم کرلی ہے۔ مجھے اطمینان ہے مرات میری بہن کی شایاں ہے۔ اچھا تو لوگ اب یہ بات نہ کہہ سکینگے کہ میرا بھی ویسا ہی خیال تھا جیسا امرا کی حکومت کے حامیوں کا خیال ہو سکتا ہے اور میں بڑے بڑے خاندانوں میں رشتہ داریاں ڈھونڈھتا ہوں۔ اگر میں اپنی بہن کسی امیر کو دیتا تو تم مخالفین سرکار بڑا شور مچاتے چونکہ میرا ارادہ پختہ ہو گیا تو بس اب دیر نہ ہونی چاہئے۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے اگر مجھے اٹلی جانا ہوا تو میں مرات کو ہمراہ لیجاؤنگا۔ کیونکہ اٹلی میں مجھے قطعی کام کرنا پڑیگا۔ اچھا کل آجاؤ۔"

باوجود نپولین کے بڑے اختیارات کے اور کروڑہا روپیہ کے جو اُس کے قبضۂ اختیار میں تھا خود اُس کی جیب روپیہ سے ایسی خالی تھی کہ جہیز میں وہ اپنی بہن کو صرف تیس ہزار فرانک دیسکا اور چونکہ یہ بھی ضرورت تھی کہ اپنے بلند مرتبہ کے موافق کیرولائن کو کچھ زیور کی قسم سے بھی دے لہذا اُس نے جوزیفائن کا بیش بہا گلوبند لے لیا اور کیرولائن کو دیدیا۔ جوزیفائن نے اپنے زیورات میں سے ایک عدد کے لے لئے جانے کا کوئی خیال نہ کیا بلکہ بڑی خوشی ظاہر کی۔

یہی واقعات پیش آرہے تھے کہ فرانس میں واشنگٹن کے مرنے کی خبر آئی۔ نپولین نے فوراً افواج کے نام حکم صادر کیا: "واشنگٹن نے رحلت کی۔ یہ وہ بڑا آدمی تھا جو ظالموں سے لڑا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اپنے ملک کی آزادی کو قایم کیا۔ اُس کی یادگار ہفت اقلیم میں عزیز رہیگی اور خصوصاً فرانسیسی سپاہیوں میں جو واشنگٹن اور امریکہ کی افواج کی طرح آزادی اور ہمسری کے لئے لڑتے ہیں۔ واشنگٹن کی یادگار میں فرسٹ کانسل حکم دیتا ہے کہ ریپبلک کے نشان اور جھنڈوں میں دس روز تک سیاہ ماتمی پارچہ آویزاں رہے"

نپولین نے اس کارروائی پر جو اُس نے واشنگٹن کے مرنے کی خبر سنکر کی بعد کو کہا ۔ ،،صرف وہ لوگ جو مخلوق کو فریب دینا اور مخلوق کے مقاصد پر اپنے ذاتی اغراض کو مقدم رکھنا چاہتے ہیں اور اسی نیت سے حکومت کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ مخلوق کو بھلاوے میں رکھیں۔ مخلوق جتنی شائستہ ہوگی اُسی قدر قانون کے فوائد سے آگاہ ہوگی اور اپنی حفاظت کی ضرورت کو سمجھے گی اور اُس کی جماعت زیادہ پر استقلال۔ خوش وخرم اور خوش حال ہوجائیگی۔ اگر مخلوق کے لئے واقفیت خطرناک ہو تو وہ اُسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ رعایا کے مقاصد کے خلاف گورنمنٹ رعایا کو ہٹا کر ایسی جگہ میں کر دیتی ہے جو فطرت نے اُس کے لئے نہیں بنائی ہے اور ادنی درجہ کے لوگوں کو محتاجی سے ہلاک کر ڈالتی ہے۔ میرا مجموعۂ قوانین اپنی سادگی کے اعتبار سے مخلوق کے لئے اُن سب قوانین سے جو میرے مجموعہ سے پیشتر بن چکے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ میرے مدارس اور باہم تعلیم وتعلم کا انتظام اُن نسلوں کی ترقی کے لئے ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ اس طرح میرے عہد میں جرایم متواتر گھٹتے رہے۔ اس کے خلاف ہمارے ہمسایہ انگلستان میں جرایم خوفناک حد تک بڑھ رہے ہیں۔ اور صرف اتنی سی بات کافی ہے کہ گورنمنٹ پر قطعی رائے قایم کرلیجائے‘‘

اُس نے کہا ممالک متحدہ امریکہ پر نظر ڈالو جہاں ہر ایک کام خوش اسلوبی سے چل رہا ہے باوجودیکہ نہ کوئی ظاہرا دباؤ ہے نہ کوشش ہے۔ ہر شخص خوش وخورم اور مطمئن ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ حکومت کرنے والی طاقت اور رعایا کی خواہش ایک شے ہیں اب اُسی گورنمنٹ کو رعایا کی مرضی اور اُس کے اغراض سے مخالف کرکے دیکھ لو اور تم کو جلد فساد مصیبتیں اور پریشانیاں نظر آنے لگیں گی اور ان باتوں کے علاوہ جرایم کی بہت زیادتی ہوجائیگی۔ جس وقت اختیارات کلی میرے ہاتھ میں آئے مجھ سے یہ خواہش کی گئی کہ میں بھی واشنگٹن ہوجاؤں۔ منہ سے کہہ دینے میں کیا لگتا ہے اور بیشک وہ لوگ جو ایسی خواہش کے اظہار پر مستعد تھے۔ وقت۔ مواقع۔ اشخاص۔ اور اشیاء کے علم

بغیر اس خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر میں امریکہ میں ہوتا تو میں خوشی سے واشنگٹن ہوجاتا اور ایسا ہوجانے میں کچھ بڑی لیاقت کا بھی خرچ نہ تھا اور میں یہ بھی نہیں دیکھتا کہ واشنگٹن نہ ہوجانے کی کوئی معقول وجہ بھی موجود تھی لیکن اگر واشنگٹن فرانس میں ہوتا اور اندرونی ناراضگی اور بیرونی یورشوں سے غیر مامون ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ فرانس میں ویسا ہوسکتا جیسا وہ امریکہ میں ہوا۔ اور اگر فرانس میں ویسا بننے کی کوشش کرتا تو حماقت ہوتی اس کوشش سے مصائب کا سلسلہ اور بڑھ جاتا۔ اب رہا میں۔ تو اگر فرانس میں میں نے واشنگٹن بننا چاہا تو میں واشنگٹن[1] تاجدار بن سکا اور یہ بات تاجداروں کی ایک بڑی مجلس اور بادشاہوں کے بیچ میں واقع ہوئی اور غالب یا مغلوب حالت میں میں اپنی جگہ لے سکا اور اسی وقت اور اسی حالت میں صرف میں واشنگٹن جیسی نرمی بے غرضی۔ اور عقل کا کامیابی سے اظہار کرسکا"

لافیٹ نے اسی وقت کہا تھا جبکہ انقلاب نے لوئی فلپی[2] کو تخت پر بٹھالا تھا کہ "ممالک متحدہ امریکہ کی طرز حکومت سب حکومتوں کی وضع سے بہتر ہے۔ لیکن فرانس ایسی حکومت کے لئے تیار نہیں ہے۔ ہم کو تو ایک تخت کی حاجت ہے جس کے گرد بادشاہی افادہ گاہیں ہوں۔"

---

[1] جارج واشنگٹن ممالک متحدہ امریکہ کی جنگ خود مختاری کا ہیرو تھا۔ ۱۷۸۳ء میں انگریزوں سے صلحنامہ ہوا اور امریکا کی جمہوری حکومت قایم ہوئی۔ برجیز کریٹ ورجینیا ۱۷۳۲ء ولادت۔ مونٹ ورنن ورجینیا ۱۷۹۹ء وفات۔ مترجم

[2] لوئی فلپی۔ جب نپولین ۱۸۱۵ء میں سینٹ ہلینا بھیجدیا اور وہاں قید کردیا گیا تو متحدہ بادشاہوں نے بوربون خاندان کے بادشاہ کو پھر دوبارہ تخت نشین کیا۔ لیکن فرانس کے جمہور نے پھر بغاوت کرکے انقلاب برپا کردیا۔ بوربون بادشاہ کو تخت چھوڑنا پڑا اور قوم نے آرلینس خاندان سے لوئی فلپی کو اپنا بادشاہ بنالیا چنانچہ جب ۱۸۴۰ء میں نپولین کی نعش سینٹ ہلینا سے واپس لی گئی اور بڑے جشن اور دھوم سے پیرس میں دفن کی گئی تو یہی لوئی فلپی فرانس کا بادشاہ تھا۔ دیکھو باب ۵، مترجم۔ ۱۲

نپولین نے ٹوئی لریز کے دربار کو نہایت ہی پُرشکوہ دربار بنانے میں کوئی محنت کا دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ فرانس کے لوگ تو بچوں کی طرح تھے اور اُن کے صرف جی بہلانے کی ضرورت تھی اور نپولین نے بڑی توجہ سے اُن کے خوش کرنے کی تدبیریں کیں اُس کے جاذبِ چابک حاجبوں۔ سپر برداروں اور نوعمر خواصیوں سے بھرے رہتے تھے۔ ملازم سجیلی وردیاں پہنے۔ زینوں اور کمروں میں حاضر رہتے۔ بڑی دھوم دھام سے دعوتیں دیجاتیں اور جوزفائن بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سربراہی کرتی۔ جلسے۔ سوانگ اور تماشے بڑے زور شور سے ہونے لگے اور خوش لباس پیرس کے باشندے نہال ہو گئے۔ لیکن ایسی چیزوں میں نپولین کوئی ذاتی لطف نہ لیتا تھا۔ اُس کا تمام خیال تو اُن بڑی بڑی مہمات کی طرف مصروف تھا جن سے فرانس کی سربلندی ہو سکتی تھی۔

نپولین نے کہا "درحالیکہ یہ لوگ ان تبدیلیوں پر بحث کرتے ہیں لہذا میری تدابیر ملکی پر اب یہ واہیات بکنا چھوڑ دینگے۔ اور میں یہی چاہتا ہوں۔ انھیں اپنا جی خوش کر لے دو۔ انھیں ناچنے دو۔ لیکن گورمنٹ کی مجالس میں ان کو جھانکنے نہ دو۔ پیرس کا خرچ بڑھیگا تو تجارت جی اُٹھے گی۔ مخالفینِ سرکار کا مجھے ڈر نہیں ہے۔ میری ایسی تعریف کبھی نہیں ہوئی تھی جیسی اس پچھلے گروفر کے اظہار پر ہوئی ہے۔ سوائے امرِ جدید کے کسی اور بات کو درست نہ کہنا بیہودہ بات ہے۔ نئی نئی باتیں تو ہم کر کے خوب اچھی طرح دیکھ چکے۔ میں تو عقل کی دیبی[ل] کے جشن پر سوانگ کے ناچ کو ترجیح دونگا"

[ل] ایامِ انقلاب میں سوانگ کی ایک حسین بدچلن لڑکی کو بڑی دھوم دھام سے رسوم کے ساتھ نوٹرڈیم کے گرجا کو لیجاتے تھے اور گرجا میں قربانگاہ کے بلند چبوترہ پر بٹھائی جاتی تھی اور تماشائیوں کے ہجوم کے سامنے پیش کیجاتی تھی کہ یہ عقل کی دیبی ہے اور کامسٹ بآواز بلند کہتا تھا "اے سرفانی انسانو۔ ایسے بے اختیار خدا کے رعد اور گرج سے مت ڈرو جس خدا کو تمھارے خوف نے خلق کیا ہے۔ کہیں کوئی خدا نہیں ہے بس سوائے اُس عقل کی دیبی کے جس کی سب سے زیادہ پاکیزہ مونثا مورت میں تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں کسی اور کی پرستش مت کرو صرف ایسی دیبیوں کو پوجو جیسی یہ تمھارے سامنے موجود ہے اس پر تمام حاضرین سجدہ میں سر جھکا دیتے تھے اور یہاں سے نکالکر ایسی بد افعالیوں کے مرتکب ہوتے تھے جن کو قلم لکھنے گوارا نہ کرتا۔ مصنف۔ ۱۲

جبکہ نپولین فرانس کی سوسائٹی دوبارہ قائم کرنے میں اس طرح مصروف تھا اور فوج ترتیب دے رہا تھا۔ بحری قوت کو مضبوط کر رہا تھا اور یورپ کے ملکی توڑ جوڑ کی رہنمائی کر رہا تھا وہ اندرونی ترقیوں کی نہایت عظیم الشان تجویزوں کو بھی پختہ کر رہا۔ اور عمل میں لا رہا تھا۔ بچپن ہی سے اس کو تعمیرات کی عظمت کی طرف سے ایک جذبہ تھا اور اٹلی اور مصر میں رہنے سے اُن کی عمارتوں سے جن کی زمانہ عزت کرتا چلا آیا ہے اس جذبہ میں اور نفاست اور استحکام پیدا کر دیا تھا۔ سمجھ میں نہ آنے والی دماغی چستی سے اُس نے رفاہ عام اور تمامی ملک اور پیرس کی خوبصورتی کے لئے عمارتوں کے خاکے تیار کرائے جو اُس کی مفید عزم اور ہمت کے ہمیشہ یادگار رہینگے اور جنھوں نے اُس کے عہد کو وہ رونق دی ہے جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ اس نے دریائے سین کے کنارے ٹوئی لریز کے سامنے گھاٹ تیار کرائے لووری اور ٹوئی لریز کو ملا دینے کے لئے اُس نے وہ سب مکانات مسمار کرا دیئے جنھوں نے پلیس کیروزل کو بدنما کر رکھا تھا اور لووری اور ٹوئی لریز کے بیچ میں ایک بہت بڑا چوک بنوایا اور اس بڑے چوک کی چوتھی سمت لگا رخالے کے محاذ چھیڑ دی۔ یہ بہت بڑی اور عالی حوصلہ تجویز تھی لیکن اس کی تکمیل کو اُن خوفناک لڑائیوں نے روک دیا جو متحدہ بادشاہوں نے نپولین کے خلاف لڑیں۔ پانٹ ڈیس آرٹس کو لگا لگایا گیا فیولینس اور کیپوسائنس کی خانقاہیں جو دوران انقلاب میں مجرموں سے بھر دی گئی تھیں مسمار کر دی گئیں اور رفیع الشان روڈ ڈی رایوولی جو اب پیرس کی رونق کا سبب ہے کھولی گئی۔ نہریں۔ پل۔ سڑکیں۔ اور محصول والوں کو روکنے کے لئے سڑکوں پر پھاٹک قایم کئے۔ صرف ایک نپولین کے دماغ نے تمام قوم کو متحرک کر دیا تھا۔

نپولین کے نہایت ہی سخت مخالف تک یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ نپولین کی ان تجویزوں اور درحقیقت تمامی تجویزوں کے متعلق جو اُس نے اپنے عہد کے اس نازک موقع پر کیں اُس کی کامل پیش بینی اور اُس کے سلیقہ کی تعریف سے انکار کیا جانا غیر ممکن ہے

نپولین نے کہا "ہم ایک نیا جگ خلق کر رہے ہیں۔ زمانۂ ماضی کے متعلق یہی نہونا چاہئے کہ ہم صرف اچھے ہی اچھے لوگوں کو یاد رکھیں اور بُرے بُرے لوگوں کو بھول جائیں" اُس نے جنرل آگرو سے کہا "ثابت کرو کہ تم اُن ذلیل فریق بندی کے اختلافوں سے برتر ہو جنھوں نے گذشتہ دس برس میں فرانس کو پرزے پرزے کر ڈالا"

نپولین نے بعد کو کہا "میں اُس اثر سے پورا واقف ہوں جو ہمارے ملکی ارادوں پر اتفاقیہ ہوتا ہے۔ یہ واقفیت وہ علم ہے جس نے مجھے تعصب سے ہمیشہ بری رکھا ہے اور مجھے اُس فریق کی طرف سے بہت نرم کر دیا ہے جس میں لوگ ہمارے ملکی مصائب کے زمانہ میں شریک ہو گئے ہیں اور میں نے ہر شخص میں اسی کی جستجو کی ہے کہ وہ اچھا فرانسیسی بنا ہے یا اچھا فرانسیسی بننے کی خواہش کرے۔ انقلاب کے زمانے اُن لڑائیوں کی طرح ہوتے ہیں جو رات میں لڑی جاتی ہیں۔ پریشانی میں ہر شخص اپنے قریب والے پر حملہ کرتا ہے اور اکثر دوست و دشمن کی تمیز نہیں رہتی۔ لیکن جب دن ہو جاتا ہے اور ترتیب اور انتظام ہو چکتے ہیں تو ہر شخص اُس ضرر کی بابت جو غلطی سے اُس کو پہنچا ہے معافی دیدیتا ہے میں خود ہی اپنی بابت نہیں کہہ سکتا ہوں کہ باوجود اپنے فطرتی رجحان کے میرے سامنے ایسے زبردست اتفاقات پیش نہیں آئے ہیں کہ اُنھوں نے مجھے ترک وطن کی ترغیب نہیں دی یعنی مثلاً کسی سرحد کا قریب ہونا دوستانہ اُنسیت یا کسی بادشاہ کا اثر۔ آدمیوں کی تقدیر پر اتفاق وقت سے بھی بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ دیکھئے سروریر اور ہیڈ نوایل دونوں پیدل بھاگے چلے جاتے تھے کہ سرحد اسپین میں چلے جائیں۔ اتنے میں ایک فوجی گارڈ آپہونچا۔ ہیڈ نوایل چونکہ سروریر کی نسبت جوان اور تیز قدم تھا بھاگ کر اسپین کی سرحد میں چلا گیا اور تمام عمر باغبانی میں بسر کرنا پڑی۔ سروریر سے نہ بھاگا گیا۔ گارڈ نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ سروریر اس گرفتاری پر واویلا کرتا تھا۔ گارڈ نے اُسے واپس آنے پر مجبور کیا۔ اور سروریر کی تقدیر دیکھئے کہ وہ فرانس کا سپہ سالار بنایا گیا۔ پس اس مثال سے ظاہر ہے کہ آدمی کیا سمجھتا ہے اور کیا ہوتا ہے"

فرانس کے سب سے زیادہ بڑے اور آباد صوبوں میں سے ایک صوبہ لاونڈی میں کئی ہزار فریق شاہی کے حامی جمع ہو گئے تھے اور بڑی خونریز خانہ جنگی میں مصروف تھے اور انگلستان اپنے جہازوں کے ذریعہ سے اُن کو روپیہ۔ گولہ بارود۔ اور ہتھیار برابر بھیج رہا تھا اور تارکانِ وطن کی سپاہیانہ جماعتیں جو لندن میں قایم ہوتی تھیں انگلستان جہازوں میں لا لاکر لاونڈی میں پہنچاتا تھا۔ اُنھوں نے ساٹھ ہزار کی جماعت قایم کر لی تھی اور ڈائرکٹری کی تمام کوششیں ان کی شورش فرو کرنے میں بیکار ہوئی تھیں اور یہ خانہ جنگی اپنے ظلم اور تشدد کے اعتبار سے بہت کچھ خوفناک ہو گئی تھی۔ جب نپولین اپنے کانسل کے عہدہ کی کرسی پر مضبوط ہو گیا تو اُس نے ان موافقین سرکار بلوائیوں کی فوج کے سرداروں کو جو لاونڈی میں تھے پیرس میں اپنی ملاقات کو یہ یقین دلا کر بلایا کہ وہ بہ حفاظت تمام واپس جانے دئے جاینگے۔ اُن سب نے یہ بات منظور کر لی۔ نپولین ان سرداروں سے اپنے ملاقات کے کمرے میں ملا اور بڑی مہربانی اور بے تکلفی سے پیش آیا اُس نے اُن کو یقین دلایا کہ اُس کا خاص مدعا یہی تھا کہ فرانس کو اُس بربادی سے نجات دے جس میں وہ پھنسا ہوا تھا اور اپنے پریشان ملک میں امن چین خوشی اور خرمی قایم کرے اور اپنی اُسی پرزور معمولی تقریر سے جو اُس کے روبرو ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی اس نے کہا۔

"کیا آپ اپنی حفاظت کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس اب جنگ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے میں آپ کو نہ ستاؤنگا میں آپ کے جملہ حقوق کی حفاظت کرونگا کیا آپ اس لئے شمشیر بکف ہوئے ہیں کہ پرانے بادشاہی خاندان بوربون کو فرانس کے تخت پر بحال کریں۔ آپ نے قوم کے اُس فیصلہ کو جو اُس نے متفق الرائے ہو کر کیا ہے دیکھ لیا۔ اب آپ خود انصاف کریں کہ ایسی چھوٹی جماعت کو جیسی آپ لوگوں کی ہے یہ فعل زیبا ہے کہ ایسی بڑی جماعت کے لئے جیسی قوم ہے بزور شمشیر قوانین مرتب کریں"۔

نپولین کی دلائل اُس کی افواج کی طرح قوی ہوا کرتی تھیں۔ ان سرداروں نے

صرف اپنی تلوار ہی نپولین کے حوالہ نہ کردی بلکہ دل وجان سے فرماں بردار ہوگئے صرف ایک شخص جس کا نام جارج کیڈوڈیل تھا اور جو نہایت ہی تندمزاج اور دیوہیکل بہائم سیرت آدمی تھا اور قزاقانہ خونریزی کو صلح امن وچین پر ترجیح دیتا تھا مطیع نہوا۔ نپولین نے اُس سے تنہائی میں ملاقات کی دروازہ کے گارڈ کو سخت تردد ہو رہا تھا کہ کہیں یہ نیم وحشی نپولین کا کام نہ تمام کردے۔ نپولین نے اُس کی حبّ وطن اور اُس کی انسانیت کا نام لیکر اپیل کیا۔ لیکن اُس پر کچھ اثر نہوا۔ کیڈوڈیل نے راہ داری کا پروانہ مانگا اور پیرس سے چلا گیا۔ اکثر وہ اپنے بالوں سے ڈھکے ہوئے زبردست بازو کو دیکھ کر کف افسوس ملا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ "میں نے نپولین کا اُسی وقت خاتمہ کیوں نہ کر دیا جبکہ وہ میرے قابو میں تھا" پھر وہ لندن کو چلا گیا۔ جہاں نپولین کو قتل کرنے کی بہت سی سازشوں میں شریک ہوتا رہا اور انجام کار گرفتار ہوا اور پیرس لایا گیا اور گولی سے مار دیا گیا۔

باب ہفدہم

صلح کی استدعا میں نپولین کا مراسلات بھیجنا

سنہ ۱۳ بادشاہ انگلستان کے نام نپولین کا مراسلہ۔ لارڈ گرین وایل کا جواب۔ ٹیلرانڈ کے ذریعہ سے بڑی آن بان کا جواب جانا۔ لارڈ گرین وال کا جھنجھلا کر جواب دینا۔ اپنی گورنمنٹ کے متعلق فرانسیسیوں کی خواہش۔ انگریزی پارلیمنٹ میں مسٹر فاکس کا ریمارک۔ ولیم پٹ کا جواب۔ شاہنشاہ آسٹریا کے نام مراسلہ۔ یورپ کے متعدد بادشاہوں کا نپولین کو مغلوب کرنے کے لئے تازہ عزم۔

خانہ جنگی اب ختم ہو چکی تھی اور فرسٹ کانسل (نپولین) کے دورِ حکومت میں فرانسیسی قوم عجب اتفاق و اتحاد کے ساتھ خوشیاں منا رہی تھی۔ نپولین کا ارادہ تھا کہ فرانس کو بنائے منہدم نہ کرے۔ وہ اس بات میں اپنی نیکنامی اور شان و شوکت خیال کرتا تھا کہ وہ فیض رسانی کرے اور بنی نوع انسان کے لئے مصیبت کا سبب ثابت نہو۔ اب تک جتنی لڑائیوں میں اسے شرکت کرنا پڑی تھی وہ فرانس کی حفاظت کے لئے تھیں۔ مصر پر یورش کرنے کا نام یورش نہیں رکھنا چاہئے۔ یہ مہم صرف اس لئے اختیار کی گئی تھی کہ فرانس کے سب سے زیادہ مستقل

اور بڑے اور سب سے زیادہ قوی دشمن کے حملوں کی روک کی جاوے یہ دشمن ایسا تھا کہ فرانس کو ایسے دشمن سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ اب نپولین مضبوط تھا۔ سب فرانس اُس سے متفق تھا اور اب ایک بے روک اختیار سے وہ تمام فرانس کے ذریعوں کو کام میں لا سکتا تھا۔ اور تمام فوجوں سے اپنی مرضی کے موافق کام لے سکتا تھا۔ ایسے حالات میں اُس نے نہایت شریفانہ طریقہ سے اپنی اُس خواہش و شوق کا اظہار کیا جو امن و چین کے متعلق اُسے تھے۔ اُس نے بادشاہ انگلستان اور شاہنشاہ آسٹریا کو صلح کے بارہ میں براہ راست مراسلات بھیجے نپولین کا ایسا کرنا بڑی شرافت کی بات تھی۔ اگر نپولین کو غرور یا گھمنڈ ہوتا تو وہ کہہ سکتا تھا۔

"انھیں بادشاہوں نے یہ لڑائیاں چھیڑیں یہی بادشاہ ان کو ختم بھی کریں"

نپولین نے بادشاہ انگلستان کو حسب ذیل لکھا۔

"جہاں پناہ۔ فرانسیسی قوم کی رائے سے ریپبلک کا فرسٹ کانسل مقرر ہونے اور اپنے عہدہ کا کام ہاتھ میں لینے پر میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ بندگان والا کو براہ راست لکھوں کہ کیا یہ جنگ جو گذشتہ چار سال سے دنیا کو برباد کر رہی ہے ہمیشہ جاری رکھی جائیگی کیا کوئی ایسی تدبیر نہیں ہے کہ باہم صلح ہو جاوے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یورپ کی وہ ایسی قومیں جو سب سے زیادہ شائستہ اور اپنی حفاظت و خود مختاری کی ضروریات سے زیادہ قوی ہیں تجارت کی بہبودی۔ اندرونی خوش حالی اور خلق خدا کی امن و چین کو اپنی شیخی پر قربان کردیں۔ وہ اپنا فخر اسی بات میں کیوں نہیں سمجھتیں کہ صلح کرنا سب سے زیادہ مقدم کام ہے بندگان والا کے لئے یہ باتیں خیال کرنا کوئی انوکھی چیز نہیں ہے اسلئے کہ جہاں پناہ کی ایک آزاد قوم پر حکومت ہے اور صرف اس حکومت سے یہی ایک مدعا ہے کہ اس قوم کو مرفہ الحال بنائیں۔

صلح کی صرف اس درخواست سے جس کے پیش کرنے میں میری طرف سے فوراً پیشقدمی ہوئی ہے جہاں پناہ کو معلوم ہوگا کہ میں دوسری مرتبہ خلوص دلی کے ساتھ

عام صلح میں فی الواقع مدد دینے کی خواہش رکھتا ہوں اور یہ کارروائی نخ کے طور پر کی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ حیران کرنے والی ظاہرداریاں نہیں جو کمزور ریاستوں کو اپنی ماتحتی کا بھیس بدلنے کے لئے شاید ضروری ہوتی ہیں لیکن جب ان ظاہرداریوں کو قوی حکومتیں اختیار کرتی ہیں تو اُن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی فریب دہی کی خواہش ہے۔ اب بھی اگر فرانس اور انگلستان اپنی طاقتوں کا بیجا استعمال کرینگے تو یہی نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں تو مصیبت میں مبتلا ہونگی اور خود فرانس اور انگلستان کی تہیدستی طول کھینچتی چلی جائیگی پس میں دلیری سے کہتا ہوں کہ دنیا کی قسمت اسی سے وابستہ ہے کہ جنگ کا خاتمہ کیا جاوے جس نے تمام دنیا میں آگ لگا رکھی ہے۔"

صلح کی اس عالی حوصلہ درخواست پر بادشاہ انگلستان نے یہ مناسب سمجھا کہ براہ راست جواب دے۔ لارڈ گرین وایل نے ایک خط کے ذریعہ سے جواب دیا جو نہایت تلخ اور اُلٹی تہمتوں سے بھرا ہوا تھا اور تمام فرانس اس توہین کے اعلان پر برہم ہوئی کہ "اگر فرانس کو صلح کی خواہش ہے تو اس صلح کی اصلیت اور دوام کی سب سے فطرتی اور بہترین ضمانت یہ ہوسکتی ہے کہ اُنھیں بادشاہوں کے خاندان کو فرانس کے تخت پر بحال کردیا جاوے جنھوں نے صدیوں فرانسیسی قوم کو خوش حالی کے ساتھ فرانس میں اور وقار کے ساتھ فرانس سے باہر قایم رکھا ہے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو فوراً اور ہر وقت صلح کے راستہ میں کوئی موانع باقی نہ رہینگے۔"

نپولین کی صلح جو اپیل کے جواب میں ایسا خط واقعی غصہ دلانے والا جواب تھا۔ تاہم بڑی نرمی لیکن آن بان کے ساتھ اُس نے اپنے وزیر "ٹیلرانڈ کے ذریعہ سے اس کا جواب حسب ذیل لفظوں میں بھیجا:-

جنگ کو چھیڑنا تو کیا معنی فرانس نے آغاز انقلاب سے اپنی صلح پسندی اور فتوحات کی طرف اپنے "میلان نہ ہونے اور سب طاقتوں کی خود مختاری کی وقعت کا بڑی سنجیدگی سے

اعلان کیا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ چونکہ اُس کو اپنے اندرونی معاملات سے مہلت نہ ملی اُس نے یورپ کے معاملات میں دخل دینے سے اپنے کو بچایا اور اپنے اعلان پر قایم رہی۔

” لیکن جیسے ہی فرانس میں انقلاب پیدا ہوا مخالفانہ مزاج کے ساتھ تمامی یوروپ فرانس کی بربادی کو متحد ہوگیا اور اپنے اظہار سے قبل یہ دست درازی اصلی تھی۔ یعنی فرانس میں خانہ جنگیوں کے اشتعال دئے گئے۔ مخالفین انقلاب کے بڑے تپاک سے خیر مقدم ہوئے۔ اُن کی لایعنی شکایتوں پر اُن کی مدد کی گئی۔ فرانسیسی قوم کے وکلا کی توہین کر کے خود قوم کی توہین کی گئی۔ ریپلک کے وزیر کا اخراج کر کے انگلستان نے خصوصاً یہ نظیر دکھائی۔ انجام کار اعلان جنگ سے بہت قبل فرانس کی خود مختاری۔ اُس کی آبرو اور اُس کی امن پر حملہ کیا گیا۔

” چونکہ فرانس کو منتشر کر دینے اور اُس کو فنا کر دینے کی تجویزیں کی گئیں۔ لہذا اب فرانس کو بھی استحقاق حاصل ہے کہ اُن مصیبتوں کا بدلہ لے جو اُس نے برداشت کی ہیں اور جن سے یورپ کو ایذا پہونچی ہے۔ چونکہ ہر جانب سے حملہ ہوا ہے ریپلک سوائے اس کے اور کیا کر سکتی تھی کہ انھیں حملوں کے برابر اپنی حفاظت کی کوششوں سے کام لیتی اور صرف اپنی خود مختاری قایم رکھنے کے لئے یہ بات ہوئی کہ اُس نے اپنے شہریوں کی طاقت اور شجاعت سے چارہ جوئی کی۔ ان نازک حالات میں جو انقلاب اور جنگ نے پیدا کئے تھے اگر فرانس نے اپنی شجاعت کی برابر نرمی کا اظہار نہیں کیا تو اس کی وجہ اُس مہلک ہٹ سے صرف منسوب کی جائیگی جس صفحہ ۱۴۱ سے انگلستان نے فرانس کی بربادی کے لئے اپنے تمام ذریعوں کو بڑے اسراف سے خرچ کیا ہے۔

” لیکن اگر برٹینیا کے بادشاہ کی یہ خواہش ہے کہ وہ فرانس کی جمہوری حکومت کے ساتھ متفق الرائے ہو اور از سرِ نو صلح قایم کرے تو ایسی تدابیر کی طرف توجہ کیوں منعطف نہیں کیجاتی کہ جنگ کا خاتمہ ہو اور جنگ کے عذرات کیوں ڈھونڈھے جاتے ہیں۔ اس میں شک

نہیں ہو سکتا کہ انگلستان کے بادشاہ کو دوسری قوموں کے اس حق کو تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ جس طرح چاہیں اپنی حکومت کی وضع منتخب کریں کیونکہ یہ بات بھی اُسی قومی استحقاق کی بدولت حاصل ہوئی ہے کہ وہ خود تاج پہنے ہوئے ہے لیکن فرسٹ کانسل کی سمجھ میں نہیں آتا کہ بایں اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد جس پر ملکی جماعتوں کے وجود کا انحصار ہے بادشاہِ انگلستان ایسے ایسے اشارے کیوں کرتا ہے جن سے ریپبلک کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہوتی ہے ایسی مداخلت فرانسیسی قوم کے لئے اُس سے زیادہ مضر نہیں ہے جتنی کہ وہ انگلستان اور انگلستان کے بادشاہ کو مضر ہو گی اگر اسی جمہوری وضع حکومت کا انگلستان میں اعلان دیا جاوے جو انگلستان نے سترھویں صدی کے وسط میں اختیار کی تھی[1]۔ یا تختِ شاہی پر انگلستان میں پھر اُسی خاندان کے بلانے کی نیک نصیحت کی جاوے جس کو اُس کے حق پیدایش نے تخت پر بٹھلایا تھا اور انقلاب نے اُس کو تخت سے اترنے پر مجبور کیا تھا[2]"

ایسے دندان شکن جواب ممکن نہ تھا کہ رد کئے جا سکتے لہذا لارڈ گرین وائل سے ضبط نہ ہو سکا اور ایک مراسلہ کے ذریعہ سے جو پہلی تحریر سے بھی زیادہ سخت اور غصہ سے بھرا ہوا تھا اُس نے اعلان کیا کہ فرانس کے مخالفین سرکار کے خلاف جملہ یوروپ کے بادشاہوں کی حفاظت کے لئے انگلستان جنگ کر رہا ہے اور جنگ پر از سر نو بلا کم و کاست اصرار کیا جائیگا۔ خط و کتابت کے اس نتیجہ پر نپولین نہ بے دل ہوا اور نہ مایوس ہوا۔ اگرچہ

---

[1] یہ اُس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ انگلستان کے بادشاہ چارلس اول کو انگلستان کی رعایا نے قتل کر کے جمہوری حکومت قایم کی تھی اور کرامویل اس حکومت کا محافظ ہوا تھا اور ۱۶۶۰ء میں یہ حکومت ختم ہوئی تھی۔ مترجم

[2] اصل موروثی خاندان جو انگلستان پر حکمراں تھا اسٹوارٹ خاندان تھا لیکن اس خاندان کو علیحدہ کر کے ہینوور خاندان بادشاہ ہوا۔ جس میں جارج سیوم تھا جس نے ۱۷۶۰ء سے ۱۸۲۰ء تک حکومت کی۔ نپولین کے زمانہ میں یہی جارج سیوم بادشاہ تھا۔ مترجم

وہ صلح کا دل وجان سے متمنی تھا لیکن ساتھ ہی اس کے وہ جنگ سے خائف نہ تھا وہ اس مشہور مثل سے واقف تھا کہ وہ شخص جو برسر حق ہوتا ہے بڑا مسلح ہوتا ہے اُس کو اس یقین سے خوشی تھی کہ تمام قوموں کے منصف مزاج اور غیر طرفدار آدمی اُس کے جانب دار ہونگے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اُس درشت لہجہ کی وجہ سے جو انگلستان نے اختیار کیا تھا تمام فرانسیسی قوم مل کر ایک شخص واحد ہو جائیگی اور بڑے استقلال سے اُن تھک مقابلہ کریگی۔ اُس نے کہا "لارڈ گرین وایل کے جواب سے مجھے اطمینان ہو گیا اس سے بڑھ کر موافق جواب ہو نہ سکتا تھا۔ انگلستان جنگ کا محتاج ہے۔ اچھا اُس سے جنگ کی جائیگی۔ بہت اچھا۔ اب جب تک دم میں دم ہے جنگ ہو گی"

شاید اس جنگ کے نتیجہ پر انگلستان کے بادشاہ۔ انگلستان کے اساقفہ (بڑے پادری) اور انگلستان کے امرا کی بیشمار جاگیروں کا انحصار تھا۔ فرانس کے امرا کے بلا شرکت غیرے حقوق کا توڑ دیا جانا اور تمام درجوں کے آدمیوں میں مساوی حقوق کا قایم ہو جانا واقعی ایک بھونچال تھا جس نے بادشاہ انگلستان کے تخت۔ انگلستان کے حکومتِ امرا اور انگلستان کی پیرزادگی کو ہلا دیا ہوگا۔ انگلستان کی حکومت خاصکر اُس کے بادشاہ۔ امرا اور اساقفہ کے ہاتھ میں تھی۔ ان لوگوں کی سب کائنات معرض خطر میں تھی۔ پس ایسے بڑے لالچ پر ضعیف بشری فطرت پر حد سے زیادہ نکتہ چینیاں نہ ہونا چاہیئے۔ قریب دس سال سے فرانس کے شاہزادے تمام یوروپ میں خانہ برباد آوارہ پھر رہے تھے۔ فرانس کے امرا اپنے قلعوں میں سے نکال باہر کئے گئے تھے۔ جاگیریں ضبط کر لی گئی تھیں اور دیس دیس بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ فرانس کے اساقفہ جو قاقم وسنجاب پہنتے تھے اور بڑی شاندار گاڑیوں میں سوار ہوتے تھے اب بیچارے اسی کو بڑی نعمت خیال کرتے تھے کہ کسی کاشتکا کے الاؤ پر کمر سینکنے کا موقع ملجائے یا کسان کی کالی لوکھٹ روٹی سے اپنی بھوک کی آگ کو بجھالیں۔ اب جائے انصاف ہے کہ انگلستان کے بادشاہ اور امرا اور اساقفہ کے لئے

یہ ہیبت ناک آگاہی تھی یا نہ تھی۔ اُن کی خیریت تو اسی میں تھی کہ فرانس اور انگلستان میں اتحاد کا کوئی رشتہ قایم ہی نہو۔ اور فرانسیسی ریپبلک کے اصولوں پر نفرین کی جاے اور اس سب سے بڑھکر اگر ممکن ہو تو یہ کریں کہ انگلستان کے باشندوں کو نپولین کے خلاف اغوا کریں جو رعایا کے حقوق کا زایدہ اور اُن کا حامی تھا۔ سب سے بڑا دشمن جس سے ڈرنا چاہیے تھا نپولین تھا اسلئے کہ اپنے زبردست ذہن وذکا سے وہ تمام ممالک کے لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر کر رہا تھا

لیکن ہفت اقلیم میں ایک منصف مزاج شخص بھی نہیں کہے گا کہ نپولین حق بہ جانب نہ تھا فرانس کے تین کروڑ باشندوں کا یہ فرض نہ تھا کہ انگلستان کے ڈیڑ کروڑ باشندوں سے اپنی طرز گورنمنٹ میں اصلاح کرنے کی اجازت مانگیں۔ یورپ کے بادشاہ۔ انگلستان کے بادشاہ کی ماتحتی میں متفق ہو کر بزور شمشیر فرانس پر لعنت کئے گئے خاندانِ بادشاہی کو مسلط کرنا چاہتے تھے ناتجربہ کار ریپبلک پریشان اور مفلس۔ ان خوفناک صدموں سے جلد جلد برباد ہو رہی تھی۔ قوم نے اختیاراتِ کلی دیکر نپولین کو اپنی حفاظت کے لئے منتخب کیا تھا. ساری امیدوں کا نپولین ہی کی ذات پر دارومدار تھا۔ نپولین اگرچہ اپنی قوت سے آگاہ تھا تاہم بڑی قابل رحم انسانیت کے ساتھ صلح کی التجائیں کر رہا تھا۔ اور اُس کی التجاؤں پر دریدہ دہنی اور گستاخی سے جواب ملے۔ اور مبارز طلب افواج کے بگلوں کی آوازیں دریاے ٹیمس[۱] سے لیکر دریاے ڈینوب[۲] تک ہوا میں گونجنے لگیں انگلستان کے زبردست بیڑوں نے فرانس کی بندرگاہوں کے راستے روک دئے۔ اور ریپبلک کے کمزور جہازوں کو برباد کر دیا اور شہروں پر گولے برسائے۔ فرانس کی سرحدوں پر تین لاکھ فوج کا نرغہ ہوا کہ شاد کامی سے فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں در آئیں اور سنگینوں اور بم کے گولوں کے زور سے

---

[۱] دریاے ٹیمس انگلستان کا دریا ہے جس پر شہر لندن واقع ہے۔ مترجم

[۲] دریاے ڈینوب یورپ کا بہت بڑا دریا ہے وہ آسٹریا میں ہو کر گزرتا ہے۔ آسٹریا کا دارالسلطنت وائنا اسی دریا پر واقع ہے مترجم

فرانسیسیوں کو اس بات پر مجبور کردیں کہ وہ بوربون خاندان کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں۔ اب نپولین کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے ملک کو بچائے اور اصل تو یہ ہے کہ اُس نے اپنے ملک کو بڑی شرافت سے بچایا[1]۔

نپولین کی خط وکتابت نے جو برٹش پارلیمنٹ سے ہوئی تھی نپولین کے حق میں بڑی عزت کے نتیجے نکالے اور انگلستان کے لوگوں میں نپولین کے بہت سے دوست بنادئے اور برٹش گورمنٹ کی کارروائیوں پر انگلستان کی پارلیمنٹ میں سخت مخالفت پیدا کردی اس مخالف فریق کے سرگروہ مسٹر فاکس۔ شریڈن۔ لارڈ ارسکن۔ ڈیوک آف بڈفرڈ اور لارڈ ہالینڈ تھے۔ صفحہ ۱۸۱ انھوں نے اس نہایت مذموم مقولہ پر عمل نہ کیا” ہمارا ملک۔ چاہے وہ حق پر ہو اور چاہے ناحق پر بلکہ ان لوگوں نے اس شریفانہ مقولہ پر عمل کیا۔ ہمارا ملک جب ناحق پر ہو ہم اُس کو حق پر لانے کی کوشش کرینگے،، لفظوں کی تاریخ میں کہیں نہیں دیکھا جاتا کہ اُس سے

---

[1] انگلستان میں یقین تھا کہ جنگ کے جاری رکھنے کا یہ سب سے بہتر موقع تھا۔ فرانس کے ہاتھ سے اٹلی نکل چکی تھی اور آسٹریا کی ایک لاکھ چالیس ہزار فوج سیوائے کو دھمکی دے رہی تھی۔ اور دریائے رین پر جمع ہو رہی تھی انگریز ابوکر اور اکری کی فتوحات سے پھولے ہوئے تھے۔ سوارو کی فتوحات بھی تازہ تھیں اور فیصلہ کردینے والی شمار کی جاتی تھیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ فرانس مفلس ہو رہی تھی اور اُس کے باشندوں کو ستانے کی حاجت تھی۔ اور اُس طریقہ سے جس سے نپولین نے فرسٹ کانسل کا عہدہ حاصل کیا تھا یہ امید تھی کہ موافقین سرکار اور جمہوری فریق اُس کی حکومت کے خلاف مقابلہ پر آمادہ کردیئے جائیں اور یہ فریق یا تو نپولین کے اختیارات چھین لینگے یا اُس کی کارروائیوں میں اسقدر مخل ہونگے کہ وہ اپنے بیرونی دشمنوں کا بہ آسانی شکار ہو جائیگا۔ پس لارڈ گرین وائل کا وہ جواب جو ٹیلیرانڈ کے نام آیا ایسے لفظوں میں تھا کہ خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہو اور کچھ عرصہ کے لئے صلح کی بات چیت کا موقع ہی نہ رہے۔ تاریخ نپولین مصنفہ۔ جی ایم۔ لبسی۔

بڑھ کر پُرجوش یا فصیح تقریریں ہوئی ہوں جیسی اس مسئلہ پر پارلیمنٹ میں ہوئیں۔ مسٹر پٹ کا رقیب۔ فاکس۔ نپولین کا بہت بڑا مداح تھا۔ اور اس مخالفت کا سب سے ممتاز سرگروہ تھا۔

نپولین اپنی واضح قلیل اللفظ فصاحت سے ان دونوں مخالف مدبران ملک پر ریمارک کرتا ہے "فاکس میں دل نے ذہن کو گرم کر دیا تھا۔ پٹ میں ذہن نے دل کو پژمردہ کر دیا تھا" پارلیمنٹ میں فریق مخالف نے سوال کیا۔ "تم یہ پوچھتے ہو کہ بانی فساد کون تھا؟۔ اس سوال سے کیا نتیجہ ہے تم کہتے ہو کہ بانی فساد فرانس ہے۔ فرانس کہتا ہے کہ بانی فساد انگلستان ہے۔ اب جس فریق کو تم بانی فساد ہونے کا الزام دیتے ہو۔ وہی فریق جنگ سے دست برداری پر پہلے آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ کیا یہ نہ ختم ہونے والی جنگ اسلئے جاری رکھی جاتی ہے کہ ایک تاریخی مسئلہ کا فیصلہ کیا جاوے۔ تم کہتے ہو کہ فرانس سے صلح کرنا بیکار ہے۔ لیکن تم نے ڈائرکٹری سے تو صلح کی تھی۔ پروشیا اور اسپین نے بھی ڈائرکٹری سے صلح کی اور اُن کو کوئی وجہ شکایت کی نہوئی۔ تم فرانس کے جرایم کا ذکر کرتے ہو۔ اور باوجود اس کے تمہاری رفیق طاقتیں اس سے بھی زیادہ نہایت مذموم جرائم کی مرتکب ہوئی ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ان طاقتوں کو فرانس کے خلاف اپنی رعایا کی جانب سے کسی بلوے یا فساد کی بھی شکایت نہیں تھی۔ تم فرانس کی بلند نظری کا تذکرہ کرتے ہو۔ لیکن۔ روس۔ پروشیا۔ اور آسٹریا نے پولینڈ کو جو باہم بانٹ لیا ہے۔ آسٹریا۔ کا اٹلی پر پنجہ دراز ہے۔ تم نے خود ہندوستان پر قبضہ کیا ہے اور اسپین کی نوآبادیوں کے ایک جزو اور ڈچ کی کل بستیوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اس حرص کے جھگڑے میں کون کہہ سکتا ہے کہ سب طاقتوں کے درمیان سب سے بڑا مجرم کون ہے۔ اگر فرنچ ریپبلک سے تمہارا کسی وقت میں بھی صلح کرنے کا ارادہ ہو تو یہ وقت سب سے زیادہ مناسب ہے"

اس اشارہ پر کہ فرانس کے تخت پر بوربون خاندان ضرور بحال ہونا چاہیئے شرح کے طور پر ایک خط شائع ہوا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خط اصل تھا یا جعلی تھا جس میں

معزول خاندان اسٹوارٹ نے موجودہ بادشاہ انگلستان یعنی جارج سیوم سے اپنا موروثی تخت واپس مانگا۔ اس الزامی جواب کا رد کر دینا کسی طرح امکان میں نہ تھا۔ خود جارج سیوم کو تسلیم تھا کہ وہ غاصب تھا اور جلاوطن اسٹوارٹ خاندان کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ اس تیر بہدف خط سے دشمن کی صفوں میں بڑی پریشانی پھیلی پارلیمنٹ میں مسٹر فاکس کی پارٹی کو بڑا ہی لطف آیا۔

وزراے انگلستان نے جواب دیا کہ فرانس سے صلح کر لینے میں یوروپ کے سب بادشاہوں کو خطرہ ہے۔ فرسٹ کانسل بڑے خوفناک عزم و ثبات سے انقلاب کے اصول یعنی عام لوگوں کی فضیلت قایم کر رہا ہے فرانس سے صلح کرنا گویا ظلم کی روک میں تساہل کرنا ہے۔ فرانس میں ہنوز وہ خیالات باقی ہیں جن سے اُس کے انقلاب کی ابتدا ہوئی تھی۔ فرانس جمہوری تھی۔ فرانس جمہوری ہے۔ وہ بادشاہوں کے مقابلہ میں جنگ کا اعلان کر رہی ہے۔ فرانس بادشاہوں کی بربادی کی جستجو میں ہے۔"

ان بیانوں میں بڑا زور تھا۔ یہ سچ ہے کہ لفظ کے معنی کی سختی سے تعبیر کرنے سے نپولین جمہوری نہ تھا۔ وہ اس بات کا حامی نہ تھا کہ عنان حکومت بہت سے آدمیوں کے گروہ کے ہاتھوں میں دیجاوے۔ اور اُس نے اس خیال کو پوشیدہ نہیں کیا۔ اُس نے صاف کہا کہ فرانس کے لوگوں میں نہ کافی تمیز ہے نہ نیکوکاری ہے جو ایک مضبوط عقلمندانہ جمہوری حکومت کے لئے ضروری ہے۔ اُس نے یہ بھی علانیہ کہدیا کہ "میری راے میں ریپبلک کی آزمایش میں قطعی ناکامی ہوئی۔ اور فرانس کو ضرور بادشاہ کے ہاتھوں میں لوٹنا چاہئے۔" اور فرانس کی ایک بڑی جماعت اس ضرورت پر راضی تھی۔ عموماً فرانسیسی آزادی نہیں چاہتے تھے وہ صرف حقوق میں برابری چاہتے تھے۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا، "انقلاب کے ابتدائی زمانہ میں میں بڑا سرگرم

جمہوری تھا۔ مگر معاملات ملکی کی حماقتوں اور ہمارے قانون سازوں کی بڑی بڑی زیادتیوں سے میری سرگرمی میں سردی پیدا ہوئی اور آخر میں ابوکر کی جنگ کے وقت ڈائرکٹری کے اس فعل پر کہ اُس نے رعایا کے انتخاب سے انحراف کیا میرے جمہوری خیالات بالکل زائل ہوگئے"۔

اب فرانس کو امیر دوست بادشاہ کی حاجت نہ تھی جو اپنی عنایتیں۔ دولت۔ مراتب جلیلہ امراہی پر صرف کیا کرتا تھا۔ پُرانا موروثی تخت بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا فرانس ہردلعزیز تخت کی طالب تھی اور رعایا کے حامی بادشاہ کی خواہشمند تھی جو رعایا کے مقاصد کا بھی لحاظ رکھے اور سب لوگوں کے لئے اختیارات مناصب۔ عزت وخوش حالی کے کوچے یکساں کھول دیوے۔ ایسا بادشاہ نپولین تھا۔ رعایا اُس کی پرستش کرتی تھی۔

لوگ بڑی مسرت سے نعرے مارتے تھے کہ "وہ ہمارا شاہنشاہ ہے۔ ہم اُس کو اُن سب بادشاہوں سے بڑا بنائیں گے جو امیروں کے بادشاہ ہیں۔ ہمارے شاہنشاہ کے ایوان زیادہ آراستہ ہونگے۔ اُس کا موکب زیادہ شاندار ہوگا۔ اُس کی شان وشوکت نگاہ کو خیرہ کردیگی" ہماری بیٹیاں اُس کے دربار کی اعزازی لیڈیاں ہونگی ہمارے بیٹے ٹوئی لریز و سلیس اور سینٹ کلاوڈ کے اندر جائینگے اور باہر آئینگے۔ اور فرانس کے سپہ سالار ہونگے" لارڈ گرین وائل نے کہا تو سچ تھا کہ نپولین انقلابی اصول قایم کررہا تھا۔ یعنی حقوق میں برابری کی بنیاد ڈال رہا تھا اور جمہور کے حقوق میں فضیلت قایم کرتا تھا۔ لیکن یورپ کے بادشاہ تو جیسے جمہوری حکومت کے خلاف تھے ویسے ہی نپولین جیسے بادشاہ کے۔

۳- فروری سنہ ۱۸۰۰ء کو مسٹر ڈنڈاس نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں اُس طریقہ کی پسندیدگی کا اظہار تھا جو وزرا نے نپولین کی درخواست صلح نامنظور کرنے میں اختیار

کیا تھا۔ اس کے بعد مسٹر وائٹ بریڈ۔ مسٹر کیننگ اور مسٹر مابعد لارڈ ارسکن نے تقریریں کیں جن میں بڑی سختی سے وزرا کے اُن ناشائستہ اور توہین کے کلمات کی نسبت نکتہ چینی کی جو وزرا نے فرسٹ کانسل کے دوستانہ اور شریفانہ پیغام صلح پر استعمال کئے تھے۔

مسٹر فاکس نے بھی اسی نکتہ چینی کے لہجہ سے اس طرح کہا۔

"صاحبو میں وزرا کی اُس غیر دوستانہ زبان پر جو فرانس اور اُس کے مودبانہ پیغام صلح کے مقابلہ میں اُنھوں نے استعمال کی ہے نہایت سخت افسوس کرتا ہوں اور اس افسوس میں صلح کا ہر ایک حامی میرا شریک ہے۔ ایسی زبان ہمیشہ غیر عقلمندانہ خیال کی گئی ہے اور مدبروں نے اُسے ہمیشہ ناپسند کیا ہے۔ چونکہ میں صدق دل سے صلح کا حامی ہوں میں لارڈ مالمیسبری کے ساتھ ہو کر کہتا ہوں کہ میل جول سخت زبانی اور ملامتوں سے نہیں ہوا کرتا اور مجھے یقین ہے کہ میں اس پارلیمنٹ کی رائے بیان کر رہا ہوں اور اگر اس پارلیمنٹ کی رائے نہیں بیان کر رہا تو کم سے کم انگلستان کی ایک بڑی جماعت کی رائے تو ضرور بیان کر رہا ہوں جب کہ میں وزرا کی بے ضرورت اور بغیر اشتعال دلائی ہوئی الٹی تہمتوں پر جو امن و صلح کے راستہ میں موانع پیدا کرتی ہیں نالہ و بکا کرتا ہوں۔

صفحہ ۱۱

"میں خیال کئے جاتا ہوں اور جب تک اپنی رائے بدلنے کے لئے اُن وجوہ سے جو رائٹ آنرایبل جنٹلمین نے آج کی رات پیش کی ہیں بہتر وجوہ دیکھ نہ لوں میں خیال کرتا رہونگا اور کہتا رہونگا کہ بانی فساد انگلستان تھا اور آسٹریا اور پروشیا کی بابت کیا کوئی ایک شخص بھی ایسا ہے جو ایک لمحہ کو اس بات میں کلام کر سکتا ہو کہ وہ بانی فساد نہ تھے۔ رائٹ آنرایبل جنٹلمین کے لئے ایسے صاف اور قطعی تحریری ثبوت کے خلاف جن پر بہت دفعہ اور نہایت پورے طور پر بحث ہو چکی ہے ایک طولانی اور نمائشی تردید کرنا بیکار فعل ہے"

"صاحبو میں رائٹ آنرایبل جنٹلمین کی ذرا ذرا سی تفصیلوں پر جو اُنھوں نے پہلی

بنار فساد کی نسبت دینا مناسب خیال کیا ہے بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن آسٹریا اور پروشیا کے بانی فساد ہونے کی نسبت کوئی شخص بھی جس نے ذرا بھی تکلیف کر کے اس مضمون پر غور کیا ہے شک نہیں کر سکتا۔ اُن کی جملہ کارروائیوں سے بڑھ کر کوئی شے مخاصمانہ نہیں ہو سکتی۔ کیا انھوں نے فرانس سے یہ علانیہ نہیں کہا کہ وہ اُس کے اندرونی معاملات تھے بیرونی معاملات نہیں تھے جن کی وجہ سے اُن دونوں نے باہم جتھہ بندی کی۔ ذرا اُن اعلانوں پر نظر ڈالیئے جن کے بعد اُنھوں نے فرانس پر یورش کی اُن کے اُن اقرارو کو پڑھیے جو اُنھوں نے باہم کئے اور کہا کہ ہمارا جنگ کرنا حق بہ جانب ہے۔ اُنھوں نے یہ عذر نہ کیا کہ اُن کو فرانس کی بلند نظری یا اُس کی فتوحات سے خوف تھا یا اُس نے اپنے ہمسایوں کو ستایا تھا بلکہ اُنھوں نے فرانس پر یہی الزام قایم کیا کہ اُس نے اپنی طرز حکومت کو نئی وضع پر قایم کیا ہے۔ اُنھوں نے تو فرانس کی ملک گیری کا ذکر نہیں کیا۔ اُنھوں نے تو فرانس کی سڑکوں اور جماعتوں کا جو پیرس میں تھیں ذکر کیا ہے

"صاجواب رہا خاندان بوربون کا بحال ہونا۔ تو اگر یہ فرانس کے لوگوں کی خواہش ہو تو میں ایک بوربون خاندان کیا کسی خاندان کی بادشاہی کے متعلق پورا اظہار رضامندی کرنے کو تیار ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فرانس کے لوگوں اور اسی طرح دوسرے ملک کے باشندوں کو اپنی وہی وضع حکومت رکھنا چاہیئے جس کو وہ سب سے زیادہ پسند کریں اور میری رائے میں وضع حکومت یا وہ اشخاص جن کے ہاتھ میں وہ حکومت ہو اُس قوم کے ساتھ ہماری صلح یا میل جول سے رہنے میں روک نہیں ہونا چاہیئے۔

لیکن بہ حیثیت ایک انگریز ہونے کے اور انگریزی خیالات سے تحریک کئے جانے کے میں یقیناً خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان فرانس کے تخت کا پھر بادشاہ ہو۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ کسی خاندان کی طرف سے بد اندیشی کروں۔ مجھے بوربون خاندان کی طرف سے ہمدردی ہے اور اُن کی مصائب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں

لیکن چونکہ میں انگلستان کا بہی خواہ ہوں میں یہ خواہش نہیں کر سکتا کہ بوربون خاندان کو وہی اختیارات پھر ملیں جن کا اُنھوں نے بیجا استعمال کیا ہے۔ مجھے یہ بات نہیں بھول سکتی کہ گذشتہ صدی کی تاریخ صرف اُن لڑائیوں اور اُن مصائب کی ایک داستان ہے جو بوربون خاندان کی بے چین بلند نظری۔ سازشوں اور فریبوں سے پیدا ہوئی تھیں۔

" لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ نے صلح سے انکار نہیں کیا ہے۔ آپ نے ایک حالت بیان کی ہے جس میں آپ فوراً صلح کے لئے تیار ہیں اور وہ یہ حالت بیان کی ہے کہ بوربون خاندان بحال کر دیا جاوے لیکن اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ناگزیر شرط نہیں ہے اور پھر آپ مہمل زبان میں جسے میں نہیں سمجھتا یہ بھی کہتے ہیں کہ محدود امکان اور بھی ہیں جن سے صلح ہو سکتی ہے اور وہ بوربون خاندان کے بحال ہوئے بغیر آپ کو صلح کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ محدود امکان کون سے ہیں۔ اب صاحبو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ایک حالت پیش کریں جس پر آپ بیان کریں کہ آپ فوراً صلح پر راضی ہیں اور اسی کے ساتھ آپ یہ بھی کہیں کہ اور بھی ایسی محدود ممکن حالتیں ہیں تو سوائے اس کے آپ کی باتوں کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناگزیر شرط کے سوا اور کچھ بیان نہیں کرتے۔

" صاحبو آج کی شب سوال کیا ہے؟ - یعنی ہم سے یہ بات چاہی گئی ہے کہ وزرا کے اُس انکار کے بارہ میں تائید کریں جو اُنھوں نے ایک صاف۔ سچی۔ مودبانہ۔ درخواست صلح کے خلاف کیا ہے اور لڑائی جاری رکھنے کی بابت اُن کی ہاں میں ہاں ملائیں۔

" تو صاحبو میں اپنی تقریر ختم کر چکا میں نے اپنی رائے آپ پر ظاہر کر دی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کو اس درخواست صلح کے جواب میں جو ایمانداری اور خوبی کے ساتھ کی گئی تھی ملایم۔ صاف اور واضح جواب دینا چاہیئے تھا۔ ہاں اگر آپ کی یہ خواہش تھی کہ اس صلح کے پیغام میں سب بادشاہ جو فرانس کے خلاف تھے شریک کئے جاتے

کہ صلح عام طور سے ہونی تو آپ کو لازم تھا کہ بوناپارٹ کو اسی طرح مطلع کر دیتے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کو خوف تھا کہ بوناپارٹ اس پر راضی نہ ہوگا"۔

ان دلائل کی تردید میں ولیم پٹ نے بڑی پرزور اور فصیح تقریر میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ رعایا کی مجالس جو فرانس میں قائم ہوئی تھیں اور جن کو ولیم پٹ نے اس وقت مخالفین سرکار اور خودسر کے نام سے موسوم کیا یورپ کے ہر ایک بادشاہ کے خطرہ کا باعث تھیں۔ اور اُس نے اصرار کیا کہ نپولین کے پیغام صلح پر فوراً انکار ہونا چاہیئے تھا اور آخر دم تک جنگ ہونا چاہیئے تھی۔ ولیم پٹ نے آخر میں کہا کہ ایسے حالات میں اگر ہم پورے استقلا سے کوشش کرینگے تو ہمارے مقاصد بر آنے کی پوری امید ہے۔ لیکن اگر بالفرض محال ہم کو اپنی بڑی بڑی امیدوں میں ناکامی بھی ہوئی تو اجرائے جنگ سے آخر میں تو ہم کو ضرور کچھ نہ کچھ مل ہی رہیگا۔ جنگ کا ہر ایک ماہ گو اپنے نتائج کے اعتبار سے مخالفین سرکار کو نیست و نابود نہ بھی کرے لیکن اتنا تو ضرور ہوگا کہ وہ اتنے کمزور اور نیست ہوجائینگے کہ ہم کو پہلے کے مقابلہ میں زیادہ امن و حفاظت حاصل ہوجائیگی۔ ان سب وجوہ پر غور کرنے سے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ یہ بات ہمارے مقاصد اور ہمارے فرائض کے مطابق ہو کہ ہم موجودہ فرانس کے حاکم کے پیغام صلح پر توجہ کریں"۔

برٹش پارلیمنٹ میں وزرا کے ساتھ ۲۶۵ رائیں جنگ کرنے پر موافق تھیں اور ۶۴ جنگ کے خلاف تھیں۔ پس نپولین کے پیغام صلح کو ایسی حقارت کے ساتھ نامنظور کیا گیا اور پھر اس پر ایسی پست ہمتی سے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں خود انھیں وزرا نے تمام قوموں کے کان اس اعلان سے بہرے کر دیئے تھے کہ "بوناپارٹ اپنے شوقِ جنگ اور بلند نظری کی نہ بجھنے والی پیاس کی بدولت یورپ میں خونریزی کا طوفان برپا کر رہا ہے"۔ اور لطف یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اب بھی ہزارہا آدمی ایسے موجود ہیں جن کے دلوں سے اس مذموم بہتان کا گہرا اثر دور نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن دنیا کی بازی گاہ میں آزاد لوگوں کی ایک نئی قوم آرہی ہے اور وہ اس جمہور کے حقوق کی ہمسری کے سورما حامی کے ساتھ انصاف کریگی۔

جس دن نپولین نے انگلستان کو پیغام صلح بھیجا اُسی روز اُسی مضمون پر ایک مراسلہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے نام بھی بھیجا۔ اُس کی لفظیں حسب ذیل تھیں۔

"اٹھارہ ماہ باہر رہنے کے بعد یورپ کی واپسی پر میں نے دیکھا کہ فرنچ ریپبلک اور جہاں پناہ میں شعلۂ جنگ پھر مشتعل ہوگیا چونکہ میں شیخی کے خیالات سے بری ہوں میری پہلی خواہش یہی ہے کہ خونریزی موقوف کی جائے۔ ہر پہلو پر نظر ڈالنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ میں بے شمار فوجیں جن کی زیادہ لیاقت کے ساتھ رہنمائی کی جائیگی مقتولوں کی تعداد کو اُس تعداد سے جو ابتدائے جنگ سے اب تک شمار ہوئی ہے سہ چند کر دینگی جہاں پناہ کے ارادے سے میں واقف ہوں اور اگر میرے پیغام صلح پر توجہ کی گئی تو دونوں طاقتوں میں اتحاد ہوجائیگا۔ صفحہ ۱۴۳

"پہلے تعلقات کے اعتبار سے جو میرے دل میں جہاں پناہ کی طرف سے ہیں مجھے معلوم ہے کہ جہاں پناہ نے میرا ذاتی لحاظ کیا ہے اس لئے میں ملتجی ہوں کہ اس پیغام صلح میں جو میں پیش کرتا ہوں جہاں پناہ ملاحظہ فرمائیں کہ مجھے حضور کے لحاظ مذکور کا گونہ بدلی کرنے کی خواہش ہے اور میں جہاں پناہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ذات والا کا مجھے بڑا بھاری پاس وخیال ہے"

اس مراسلہ کا جواب آسٹریا نے نرم الفاظ میں دیا جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رفیق انگلستان کے مشورہ بغیر وہ صلح کے بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کرسکتا۔ اس طرح نپولین کی حیلہ کوشش کہ جنگ کی بربادیاں ٹل جائیں ناکام رہی۔ اس نتیجہ کی پہلے سے توقع تھی۔ نپولین کو اُس بے رحم دشمنی سے جس سے یورپ کے متحدہ بادشاہوں نے جمہوری تخت اُلٹ دینے کے منصوبے کئے تھے اور اُس مہلک عداوت سے جس سے

یہ بادشاہ ایک جمہوری فرماں روا کو اپنے امرائی بادشاہوں کی برادری میں داخل کرنے کا خیال کرتے تھے پہلے ہی سے آگاہی تھی۔

نپولین کے لئے اب سوائے اس کے کہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی تیاری کرے اور کچھ باقی نہ رہا۔ متحدہ بادشاہوں کو اس بڑے کپتان کی ذکاوت کا پورا علم تھا جس سے اُس نے دنیا کو اپنی فتوحات کی شہرت سے بھر دیا تھا اور اُنھوں نے ایسی افواج کھڑی کرنے کی کوششیں کیں اور نپولین پر اس شد و مد اور اتنے مختلف مقاموں سے حملے کرنے کے انتظام کئے کہ وہ یعنی پریشان اور برباد ہو جائے۔ آرچ ڈیوک چارلس، جو نپولین کے عزم و ثبات کو عملی طور سے تجربہ کر چکا تھا صلح پر اصرار کرتا تھا لیکن انگلستان اور آسٹریا کو یقین تھا کہ فرانس روپیہ اور فوج کے اعتبار سے تہیدست ہو چکا تھا لہذا دوسری جنگ کے دوران میں قایم نہیں رہ سکتا تھا۔

صفحہ ۱۴۳

باب ہیژدہم

فرسٹ کانسل کا دربار

نپولین کے نام لوئی ہیجدہم کا خط۔ نپولین کا جواب۔ ڈچیز گائیچی۔ نپولین اور بیورین کی گفتگو۔ فرسٹ کانسل کے مقابل یاوہ الفاظ۔ مانسیئور ڈیفیو۔ دولتمند خاندانی جوان فرسٹ کانسل کا نیا شاہانہ چال چلن۔ ٹولی لریز کا ایک دن۔ اپنے دربار کو پاک کرنے میں نپولین کی فوری کوششیں۔

اب بوربون نے نپولین کو اسلئے رشوت دینے کی کوشش کی کہ وہ اُن کو بادشاہ بنا دے۔ کونٹ آف پرووِنس Count of Provence نے جو بعد کو لوئی ہیجدہم[1] کہلایا نپولین کو لندن سے حسب ذیل خط لکھا:۔

جنرل تم کو ضرور معلوم ہے کہ ایک عرصہ دراز سے میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اگر میری شکرگذاری پر تم کو شک ہو تو تم اُس عہدہ کو نامزد کرو جو تم اپنے لیے چاہتے ہو اور اُن عہدوں کا بھی نام لکھدو جو تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے

---

[1] ۱۸۱۴ء میں جب نپولین ایلبا بھیجا گیا تو یہی لوئی ہیجدہم بادشاہ ہوا تھا۔ ۱۲ مترجم

پسند کرتے ہو۔ لودی۔ کیس ٹگلین اور آرکولا کا فاتح سچی شان و عظمت پر متکبرانہ شہرت کو کبھی ترجیح نہیں دے سکتا۔ لیکن تم بڑے قیمتی لمحے ہاتھ سے کھو رہے ہو۔ ہم فرانس کی خوشی و خرمی مضبوط کر سکتے ہیں اور میں ہم کا لفظ اسلئے کہتا ہوں کہ ایسا ارادہ کرنے کے لئے مجھے بوناپارٹ کی حاجت ہے اور بغیر میرے بوناپارٹ یہ کام تنہا کر نہیں سکتا۔ تمام یورپ کی تم پر نگاہیں ہیں اور شان و عظمت تمھاری منتظر ہے اور اپنی رعایا میں صلح اور امن و چین قایم کرنے کے لئے میں بیقرار ہوں۔"

نپولین نے بادشاہ انگلستان کی روش اختیار نہیں کی کہ یہ خط اپنے وزیر کے حوالے کر دیتا۔ اُس نے بڑے اخلاق اور نرمی سے اس کا جواب دیا اور یہ جواب اُس نے خود اپنے قلم سے لکھا:۔

"مجھے آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں اُن ممنون کرنے والے الفاظ کی بابت جو اس عنایت نامہ میں لکھے ہیں شکر گذار ہوا۔ فرانس کی واپسی کے متعلق آپ کو اپنی سب اُمیدوں سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے۔ اگر آپ واپس آئینگے تو ایک لاکھ فرانسیسیوں کی لاشوں پر سے آنا ہوگا۔ اپنے اغراض کو اپنی رعایا کی خوشی اور اُس کے آرام پر قربان کر دیجیئے اور اگر آپ ایسا کرینگے تو تاریخ واجبی طور سے آپ کے چال چلن کی قدر کریگی یہ نہیں ہے کہ آپ کے خاندان کے مصائب سے میرے دل پر اثر نہ ہو۔ میں یہ سننے سے خوش ہونگا کہ آپ کی علحدگی کی حالت میں آپ کے گرد جملہ سامان آرام مہیا ہیں۔"

بینی ڈکٹ آرنلڈ[1] نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ممالک متحدہ امریکہ مردود بادشاہ کو حوالہ کر کے

---

[1] ممالک متحدہ امریکہ میں جب جارج سیوم بادشاہ انگلستان کے خلاف انقلاب ہوا اور جمہوری حکومت قایم کرنے کو رعایا آمادہ ہوئی تو سخت جنگ کے بعد رعایا غالب آئی اس وقت بینی ڈکٹ ارنلڈ نے یہ چاہا تھا کہ جارج سیوم کی حکومت بدستور قایم ہو جائے لیکن اُس کی پیش نہ چلی ۱۲ مترجم

انقلاب کا خاتمہ کر دے لیکن نپولین کے طریق بلند نظری میں ایسے شخص کی تقلید کرنا نہ تھا۔ بوربون خاندان نے یہ دیکھکر کہ براہِ راست پیغام انعام بھیجنے سے تو کوئی نتیجہ ہوا نہیں لہذا اب یہ چال چلی کہ عورتوں کی دلربائیوں سے نپولین پر جادو کرنا چاہیئے چنانچہ دلفریب ڈچیز کاٹچی جو بلا کی حسین اور چالاک عورت تھی خفیہ قاصد بنا کر نپولین کے دربار میں اس غرض سے بھیجی گئی کہ وہ اپنی چرب زبانی۔ مکر۔ اور سخت اوباشانہ دلربائیوں سے نپولین کو دام فریب میں لائے۔ جوزیفاین جسے ایام انقلاب میں بڑے بڑے صدمے پہونچ چکے تھے اور فرانس کے امیروں میں نشست و برخاست رہی تھی فریق شاہی کی طرفدار تھی۔ وہ اپنے شوہر کی خیریت کے لئے لرزتی رہتی تھی اور اسی فکر میں تھی کہ جہاں تک ہو سکے آبرو بچا کر بوربون خاندان کی فرانس کے تخت پر واپسی ہو جائے اور جہاں تک بن پڑتا فریق شاہی کی طرفداری کرتی۔ اور تمام یورپ میں فریق شاہی اُس کو اچھی وقعت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

جوزیفائن تک ڈچیز کاٹچی کی بہت آسانی سے رسائی ہو گئی۔ ایک مرتبہ صبح کو ناشتہ کے وقت وہ بڑی چترائی سے کہنے لگی کہ چند روز ہوئے میں کونٹ آف پروونس کے ساتھ لندن میں تھی کسی نے اُس سے پوچھا کہ اگر تم فرانس کے بادشاہ ہو جاؤ تو نپولین کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ میں اُس کو فرانس کا کانسٹیبل (سلطنت میں سب سے بڑا عہدہ) مقرر کرونگا اور سب کچھ دونگا جو وہ پسند کریگا۔ اور کیروزیل میں بڑا شاندار مینار بناؤنگا اور اُس پر نپولین کا بت اس طرح قایم کرونگا کہ وہ بوربون بادشاہ کو اپنے ہاتھ سے تاج پہنا رہا ہوگا۔"

یہ بات ختم ہی ہوئی تھی کہ نپولین بھی آگیا اور جوزیفائن نے بڑی خوشی سے یہ لفظیں اُس کے سامنے دہرائیں نپولین نے کہا "اور تم نے اس کا یہ جواب نہ دیا کہ اس مینار کی بنا فرسٹ کانسل کی لاش پر ہوگی۔"

یہ دلفریب ڈچیز موجود تھی اور اُس نے نپولین پر اپنے حسن و تبسم اور تملق کے

توپخانوں سے حملہ کیا۔ اُس کے اطوار کی اوباشانہ آزادی اور اس سراپا جادو قاصدہ کی دل آویزیوں نے جوزیفائن کی ڈاہ کو چوکنا کیا لیکن نپولین ایسی زمین نہ تھا جس میں ان حملوں کا پانی مرتا۔ صفحہ ۱۴۴ ڈچیز کو اُسی شب حکم دیدیا گیا کہ پیرس سے چلی جائے اور صبح ہوتے ہی وہ پولیس کی حراست میں فرانس کی سرحد کی طرف روانہ کر دی گئی۔

یہ اکثر کہا گیا ہے کہ نپولین نے بوربون خاندان کو اس بارہ میں پیغام بھیجے کہ وہ اپنے حقوقِ شاہی اُس کے حوالہ کردیں۔ اس بیان کے متعلق نپولین نے کہا ایسی بات بھلا کیونکر ممکن تھی۔ میرے لئے جو صرف اُسی اصول سے فرماں روائی کرسکتا تھا جس نے بوربون خاندان کو تخت سے دفع کیا تھا یعنی جمہوری فرماں روائی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ میں انھیں کے ذریعہ سے اُن حقوق پر قبضہ کرنا چاہتا جو خود اُن کے قتل کے انعام میں حاصل ہوئے تھے۔ ایسا کرنا تو اپنے قتل کا انعام مقرر کرنا تھا۔ یہ بات تو بچوں کی سمجھ میں آسکتی تھی اور نہایت ہی مضحکہ خیز تھی۔ اگر میں ایسا کرتا تو ہمیشہ کے لئے لوگوں کی نگاہ سے گر جاتا اور واقعہ یہ ہے کہ نہ تو میں نے بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ فرانس کے اندر یا اُس سے باہر کبھی اس قسم کی کوئی بات کی۔"

شاید یہ افواہ اس واقعہ سے اُڑائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ فرانس اور پروشیا میں ربط و دوستی تھا۔ پروشیا کی گورنمنٹ نے پوچھا کہ اگر بوربون شاہزادوں کو پروشیا میں رہنے کی اجازت دیجاوے تو نپولین ناخوش تو نہو گا اس پر نپولین نے جواب دیا کہ اُسے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ نپولین نے فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا لہذا یہ پوچھنے کی بھی جرأت کی گئی کہ فرانسیسی گورنمنٹ ان شاہزادوں کو کوئی وثیقہ بھی دے سکتی تھی۔ نپولین نے جواب دیا۔ بڑی خوشی سے اس کا انتظام کیا جا سکتا تھا اگر پروشیا اس بات کی ذمہ داری کرلے کہ یہ شاہزادے خاموش رہینگے اور فرانس کی امن میں خلل انداز سازشوں سے محترز رہینگے۔"

لوئی ہیجدہم کی اس آخری کوشش کو جو اُس نے تاج حاصل کرنے کے لئے کی تھی کچھ بہت دن نہ گذرے تھے کہ نپولین بیورین کے ساتھ شام کو اپنے دل پسند باغ مالمیسن میں ٹہل رہا تھا۔ طبیعت اُمنگ پر تھی کیونکہ جملہ معاملات بڑی کامیابی سے ہو رہے تھے۔

اُس نے بیورین سے پوچھا "بیورین میری بیوی نے بوربون خاندان کا کبھی تم سے ذکر کیا ہے"؟

بیورین نے جواب دیا "نہیں جنرل۔ مجھ سے کبھی ذکر نہیں کیا"

نپولین نے کہا "لیکن بیورین جب تم جوزفائن سے باتیں کرتے ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ تم تھوڑا اُس کی رائے کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہو۔ اب اس وقت تم مجھے بتلاؤ کہ تم بوربون خاندان کی کیوں واپسی چاہتے ہو۔ اُن کی واپسی سے تم کو کوئی نفع نہیں ہے۔ تم کو اُن سے کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ اُن کی نگاہ میں تم کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتے اور تمھارے لئے کوئی امید نہیں کی جا سکتی سوائے اس کے کہ تم ایک ادنی عہدہ پر پڑے رہو۔ اور کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے بادشاہوں کے یہاں صرف لیاقت کے ذریعہ سے بڑے مرتبے پائے ہوں"

بیورین نے جواب دیا "جنرل۔ میں اس بارہ میں تم سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ بوربون بادشاہ کے زمانہ میں مجھ پر کوئی عنایت نہ کی گئی اور نہ میں اتنا احمق ہوں کہ میں یہ خیال کر لوں کہ اُن کے زمانہ میں مجھے کوئی ممتاز عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن میری نظر تو فرانس کے مقاصد پر جاتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے اختیارات تو اُسی وقت تک رہینگے جب تک آپ زندہ ہیں۔ لیکن آپ کے کوئی اولاد نہیں ہے اور مجھے یہ بھی بمنزلہ یقین کے ہے کہ جوزفائن سے آپ کے اولاد نہوگی۔ پس اُس وقت جبکہ آپ نہونگے ہم کیا کرینگے فرانس کا کیا ہوگا اور آپ نے اکثر یہ بات کہی ہے کہ آپ کے بھائی اس قابل نہیں"

نپولین نے یہیں پر بیورین کو روک دیا اور کہا "ہے ہے۔ بیورین تم سچ کہتے ہو

اگر میں تین برس اور نہ جیا کہ اپنے کام کو ختم کر دوں تو تم لوگوں میں میرے مرنے کے بعد طولانی خانہ جنگیاں ہونگی ۔ میرے بھائی فرانس کے لئے موزوں نہیں ۔ اُس وقت تمھارے بڑے بڑے جنرلوں میں فساد ہونگے اور اُن میں سے ہر ایک یہ خیال کریگا کہ میری جگہ کا وہی مستحق ہے ۔“

بیورین نے کہا ” تو اچھا جنرل جب آپ کی یہ سب مصائب پیش نظر ہیں تو آپ ان کا علاج کیوں نہیں کرتے ۔“

نپولین نے جواب دیا ” کیا تم کو خیال ہے کہ میں نے اس بات کو کبھی نہیں سوچا ہے لیکن اُن موانع کو بھی تو دیکھو جو میرے راستہ میں ہیں ۔ اگر بوربون بحال ہو گئے تو اُن لوگوں کا کیا ہونا ہے جنھوں نے انقلاب میں بڑی نمایاں کارگذاریاں کی ہیں ۔ ضبط شدہ جاگیروں کا کیا ہوگا ۔ جمہوری عملداری کا کیا ہوگا ۔ جو بار بار لوگوں کے ہاتھ فروخت ہو چکی ہے اور اُن سب تبدیلیوں کا کیا ہوگا جو گذشتہ بارہ سال میں ہو چکی ہیں ۔“

بیورین نے کہا ” لیکن جنرل مجھے ضرورت ہے کہ آپ کی توجہ اس بات پر دلاؤں کہ لوئی ہیجدہم نے اپنے خط میں جو آپ کو لکھا ہے سب باتوں کے خلاف ذمہ داری جو کر لی ہے ۔ جن کا آپ کو اندیشہ ہے ۔ کیا آپ ایسے مرتبہ پر نہیں ہیں کہ جو شرائط آپ مناسب سمجھیں مقرر کر دیں ۔“

نپولین نے کہا ” بیورین بس ۔ بوربون یہ خیال کرینگے کہ اُنھوں نے اپنے آبائی ملک کو پھر سے فتح کیا ہے اور جس طرح اُن کے جی میں آئیگا سلطنت کا انتظام کرینگے بڑے بڑے حلفیہ معاہدے ۔ نہایت پکے وعدے زور و طاقت کے سامنے سے غائب ہو جاتے ہیں ۔ کوئی سمجھدار آدمی تو اُن کے وعدہ پر یقین لانے کا نہیں ۔ اور بیورین میں نے تو اپنی رائے قایم کر لی ہے ۔ اچھا اب اس مضمون کو جانے دو ۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ جیسا یہ عورتیں تم کو عذاب میں ڈالتی ہیں ۔ ان کو اپنے سوئی تاگے میں مصروف

رہنے دو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے کام پر توجہ کروں "

بیورین نے بڑا زور دے کر کہا ہے " عورتیں اپنے سوئی تاگے میں مصروف ہوئیں۔ میں نے اپنی میز پر لکھا۔ نپولین نے اپنے کو شاہنشاہ بنایا۔ سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔ نپولین کی لاش سینٹ ہلینا میں ہے اور بوربون تخت شاہی پر بحال ہوگئے[1] "

لیکن اب ۱۸۵۹ء میں کہا جا سکتا ہے۔ بوربون پھر جلاوطنی میں ہیں اور انولیڈس کے گنبد میں نپولین کی لاش آرام کر رہی ہے اور ایک قوم کی شکرگزاریوں نے اُس کو ایسا معطر کیا ہے کہ وہ کبھی خراب نہ ہوگی۔ سلطنت پھر فرانس والوں کے ہاتھ میں ہے اور نپولین کا خاندان پھر تخت نشین ہے۔

نپولین کی غیر محدود ہردلعزیزی اُس کی فتوحات سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ وہ ہردلعزیزی نہ تھی جو بدکاریوں کو ناز و نعمت سے پرورش کرنے اور خلق خدا کے نقصان کو تسلیم کرکے بےحمیتی سے چاہی جاتی ہے۔ نپولین ہرگز فتنہ انگیز نہ تھا اُس کی فرماں روائی مصدقہ اصولوں کے ساتھ تھی۔

نپولین نے کہا ہے " بادشاہ کو آن بان کے ساتھ اپنی رعایا پر حکومت کرنا چاہیئے اُس کو صرف رعایا کے خوش کرنے کی فکر نہ ہونا چاہیئے۔ رعایا کا محبوب بننے کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ رعایا کی بہبودی کے طریقے مضبوط و محفوظ کئے جائیں بادشاہ کے لئے اس سے زیادہ خطرناک کوئی شے نہیں ہے جتنا کہ اُس کا رعایا کو پھسلانا ہے اگر بعد کو رعایا سب چیزیں اپنی مرضی کے موافق نہیں پاتی ہے تو وہ ناراض ہوجاتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ وعدہ شکنی کی گئی۔ اور اگر اُس وقت رعایا کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو

---

[1] چونکہ نپولین نے بیورین کو بعد میں برخاست کر دیا تھا اسلئے بیورین نپولین کا دشمن ہوگیا اور اُس نے نپولین کا کارنامہ لکھ کر خوب جی کے پھپھولے پھوڑے۔ چنانچہ اس فقرے میں بھی وہ نپولین پر چوٹ کر گیا ہے۔ مگر دوسرے ہی جملہ میں مصنف نے اُس کو جواب دیدیا ہے ۱۲ مترجم

اُس کی نفرت میں اُسی نسبت سے زیادتی ہوتی ہے کیونکہ وہ خیال کرتی ہے کہ اُس کو دغا دی گئی۔ لاکلام بادشاہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ رعایا کی خواہشوں سے موافقت کرے۔ لیکن رعایا کے منہ سے وہ باتیں جو نکلتی ہیں اُس کی خواہشیں نہیں ہوتیں۔ رعایا کی خواہشیں اور اُس کی حاجتیں ویسی اچھی طرح خود اُس کی زبان سے سمجھ میں نہیں آسکتیں جیسی کہ بادشاہ خود ان (ص ۱۴۵) خواہشوں کو سمجھ سکتا ہے ”

نپولین نے یاد رکھنے کے قابل لفظوں میں کہا ہے۔ جو نپولین کے چال چلن کا سچا اندازہ کرنے میں کبھی بھولنا نہ چاہیئے “ قوم کا رجحان دیکھکر قاعدۂ حکومت اختیار کرنا چاہیئے، فرانس کو ایک قوی حاکم کی ضرورت تھی۔ فرانس اسی حالت میں تھا جیسے کہ روم تھی جبکہ ایک با اختیار حاکم اعلیٰ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا۔ یورپ کی سب سے قوی طاقتیں انگلستان کے زر سے ریپبلک کو نیست و نابود کرنے کے لئے جتھوں پر جتھے باندھ رہی تھیں اور ان جتھوں کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کو یہ بات ضروری تھی کہ تمامی فرانس کے عزم و اختیارات اُس حاکم اعلیٰ کے قبضۂ اختیار میں ہوں۔

“ میں نے کبھی فتح نہ پائی جب تک کہ اپنی حفاظت کی خاطر جنگ نہ کی۔ یورپ نے فرانس اور اُس کے اصولوں کے خلاف کبھی جنگ کو موقوف نہ کیا۔ ہمارے لئے ضروری تھا کہ فاتح ہوں مفتوح نہوں۔ اُن فریقوں کے درمیان جن کی وجہ سے فرانس میں درہمی برہمی پھیلی ہوئی تھی میری حالت ایسے شخص کی سی تھی جو ایک سرکش گھوڑے پر سوار ہو اور وہ گھوڑا ہر وقت کجروی کی کوشش کرتا ہو اور اُس کو سیدھے رستہ پر رکھنے کے لئے یہ سوار مجبور ہو کہ لگام کا اثر اُس کے منہ میں محسوس کرائے۔ ایسے ملک کی فرماں روائی جو نیا نیا انقلاب سے ابھرا ہو۔ خارجی دشمن اُس کو دھمکا رہے ہوں۔ اور اندرونی نمکحرام اپنی سازشوں سے اُسے پریشان کر رہے ہوں بڑے عزم و استقلال سے ہونا چاہیئے تھی۔ اگر اس زمانہ سے زیادہ امن کا زمانہ میسر آتا تو میری خودسر حکومت ختم ہو جاتی اور میں

جمہوری حکومت شروع کر دیتا۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ میرے خلاف علانیہ یا خفیہ جتھہ بندیاں ہمیشہ ہوتی رہیں تاہم یورپ کے تمامی ملکوں سے فرانس میں حقوق کی برابری کا زیادہ لحاظ رہا ہے۔

"میرے بڑے مقاصد میں سے ایک یہ مقصد بھی تھا کہ تعلیم ہر شخص کی دسترس میں ہو جائے۔ میں نے ہر ایک مدرسہ ایسے اصول پر قایم کیا تھا کہ یا تو اُس میں مفت تعلیم ہو یا اتنی تھوڑی خرچ کی ضرورت ہو کہ ایک عامی کاشتکار بھی اپنے بچوں کو پڑھوا سکے۔ میںنے تمام قوم کے لئے عجائب خانے کھولدیے تھے۔ فرانسیسی قوم دنیا کی سب قوموں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہو جاتی۔ میری سب کوششیں قوم کو روشن خیال بنانے کے لئے تھیں۔ یہ میرا خیال نہ تھا کہ جہالت اور باطل پرستی سے میں اُن کو بہائم بناؤں۔ انگریز لوگ جو آزادی پر مرتے ہیں واٹرلو کی فتح پر آنسوؤں سے روئینگے۔ یورپ کے لئے واٹرلو کی جنگ اُسی طرح زہر قاتل تھی جس طرح فلپی کی لڑائی روم کے لئے مہلک تھی۔ واٹرلو کی جنگ نے یوروپ کو خود سر بادشاہوں کے ہاتھوں میں سر کے بل ڈال دیا جنھوں نے بنی نوع انسان پر ظلم کرنے کے لئے جتھہ باندھا تھا"

اگرچہ نپولین قانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس بات کی ضرورت سے بھی آگاہ تھا کہ قانونی سزاؤں کا پورا عملدرآمد ہونا چاہیئے لیکن جب وہ عفو کے ذریعہ سے مجرموں کی چارہ سازی کر سکتا تھا تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوتی تھی۔ بورین جس کی شہادت پر کلام نہیں ہو سکتا کہتا ہے "جب کبھی نپولین کے راستہ میں ملکی حالت کی اشد ضرورت جس کے سامنے وہ ہر شئے کو واقعی قربان کر دیا کرتا تھا حائل نہوتی تو اُسے جانیں بچانے میں واقعی بڑی خوشی ہوتی تھی۔ وہ یہاں تک کہا کرتا تھا کہ خود اُنھیں لوگوں کے سامنے اظہار شکر گذاری کرتا تھا جن کی وجہ سے اُس کو یہ خوشی میسر آیا کرتی تھی"

ایک فرانسیسی تارک وطن جس کا نام مانشیور ڈیغو تھا گرفتار ہوا وہ مسلح تھا اور فرانس

کے مقابل جنگ کر رہا تھا۔ یہ جرم بغاوت کا تھا اور اُس کی سزا موت تھی۔ ڈیفو۔ فرانس کے نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُس کی معافی کے لئے بڑی سرگرمی سے عرضی پیش کی گئی۔

نپولین نے سختی سے جواب دیا کہ "اس موقع پر رحم کی گنجایش نہیں کیونکہ جو شخص اپنے ملک کے خلاف جنگ کرتا ہے ایسا بچہ ہے جو اپنی ماں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے "

اس پر اصرار کیا گیا کہ ڈیفو کا خاندان بڑی زار حالت میں ہے اور کہا گیا کہ رحیمانہ فعل سے ایک جماعت پر مفید اثر پڑیگا۔

نپولین نے ایک لمحہ سکوت کیا اور کہا: "اچھا لکھو۔ فرسٹ کانسل حکم دیتا ہے کہ ڈیفو کے معاملہ کی تجویز ملتوی کی جائے "

قتل کے التوا کا یہ پُر معنی حکم لکھا گیا اور نپولین کے دستخط ہو گئے۔ اور سینس کو بھیجدیا گیا جہاں یہ بدقسمت آدمی محبوس کیا گیا۔ دوسری صبح کو جب نپولین اجلاس پر آیا تو اُس نے فوراً کہا: "

" میں ادھورا کام نہیں کرنا چاہتا۔ سنس کو لکھدو کہ فرسٹ کانسل کی خواہش ہے کہ ڈیفو فوراً رہا کر دیا جاوے۔ اب ڈیفو کے جی میں آئے تو اس کا بدلہ چاہے ناشکری ہی سے کیوں نہ دے۔ اور اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اب دوبارہ ایسا کرنا ڈیفو کے حق میں زیادہ مضر ہوگا۔ اور ہورٹین۔ ایسے معاملات جب کبھی ہوا کریں تو تم بلا پس و پیش میرے سامنے کہدیا کرو۔ اور اگر میں معاف کر دینے سے انکار کرونگا تو تم یہ سمجھ لینا کہ میرے امکان میں سوائے انکار کے اور کوئی پہلو ہی نہ ہوگا "

نپولین کے مزاج میں نرمی اور استقلال عجب انوکھے پن اور خوبی سے مخلوط تھے۔

حسب ذیل واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے انصاف میں لغزش آہی نہ سکتی تھی:-

ایک دولتمند اشراف آدمی نے جس کی تیس برس کی عمر تھی ایک سولہ سال کی لڑکی سے شادی کی۔ یہ عیاشانہ وضع کی شادی تھی اور اس لڑکی کے رشتہ داروں نے اُس کے خیالات

کا کچھ لحاظ نہ کیا اور زبردستی گرجا کے قربان گاہ پر کھینچ لے گئے اور شادی کر دی۔ اس لڑکی کو اپنے شوہر سے کوئی الفت نہ تھی۔ پس یہ جوان اُس سے عداوت رکھنے لگا اور بغیر اس بات کے ذرا سے ثبوت کے کہ وہ بدچلن تھی اُسے قتل کر دیا۔ یہ جوان گرفتار ہوا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ اور سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ چونکہ وہ خاندانی امیرزادہ تھا اُس کے لئے بڑے بڑے با اختیار لوگوں نے سفارش میں آمادگی کی۔ اور فرسٹ کانسل سے معافی دلانے میں بہت کچھ زور لگایا۔ نپولین نے اس امیر کے حامی سفارش کرنے والوں سے حسب ذیل کہا:۔

"میں اس آدمی کو کیوں معاف کردوں۔ اُس نے اپنے زر کے بل سے یہ بات چاہی کہ ایک لڑکی اُس سے محبت کرنے لگے اور وہ اپنے اس کمینہ مقصد میں کامیاب نہوا اور اُس کو رشک پیدا ہوگیا۔ یہ رشک اُس کی محبت کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اُس کی خودپسندی کا نتیجہ تھا۔ وہ قتل کے جرم کا مرتکب ہوا۔ قتل کی اُس کو کس شے نے تحریک کی تھی۔ اُس کی غیرت نے تحریک نہ کی تھی۔ وہ رحم کا مستحق نہیں ہے۔ امیر آدمی اپنے کو قانون کی دسترس سے بالاتر خیال کرنے پر حد سے زیادہ مائل ہیں وہ دولت کو بڑی محافظ سپر خیال کرتے ہیں اس آدمی نے ایسا قتل کیا ہے کہ کوئی وجہ اشتعال کی موجود نہ تھی۔ اور اُس کو ضرور سزائے موت برداشت کرنا ہوگی جس کا بڑے انصاف کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اگر میں اسے معاف کردونگا تو میرے اس بیجا فعل سے تمام بیاہی ہوئی عورتوں کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی۔ چونکہ قانون مظلوم مردوں کا محافظ ہے پس ضرور ہے کہ وہ ص۱۲۶۔ عورتوں کی بھی ویسی ہی حفاظت کرے جن کو شوہر اپنی ناپسندی۔ اپنے ذاتی اغراض اپنے رشک۔ اور نئی آشنائیوں کی بدولت طلاقیں دیدیتے ہیں اور عدالت تک آنے اور باضابطہ خرچ کے متحمل ہونے سے بچتے ہیں۔

جوزیفائن کے بھی خیالات رحم نے اس وقت اُس کی عقل و تجویز پر قبضہ کر لیا تھا

اور چونکہ اس مصیبت زدہ جوان کے بہت سے قریبی رشتہ دار جوزیفائن کے بڑے بے تکلف دوست تھے۔ اُس نے نپولین سے کہا "جب سے تم اس بڑے عہدہ پر ممتاز ہوئے ہو جس سے تم کو سب سے زیادہ بڑے اختیارات حاصل ہوئے ہیں یہ پہلی درخواست ہے جو میں تم سے کرتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہ کرو گے"

نپولین نے جواب دیا میں تمھاری یہ درخواست منظور نہیں کرسکتا۔ اسلئے کہ جب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کسی نامنصفانہ فعل کے کرنے میں میں جوزیفائن کا کہنا بھی نہیں سنتا تو بس میرے پاس ایسی درخواستیں آنا موقوف ہو جائینگی"

انگلستان۔ آسٹریا۔ روس۔ اور یورپ کی دوسری طاقتیں جہاں جہاں بادشاہ فرماں روا تھے۔ اب فرانس کے مقابلہ میں ایک ہوگئیں۔ شاہنشاہ پال۔ والی روس نے بہت سی فوجیں بھیجدیں کہ ریپبلک پر حملہ کرنے میں وہ جتھے کی مدد کریں دس ہزار روسی فوج فرانسیسیوں کے ہاتھ میں قید تھی لیکن اُن حادثات کی وجہ سے جو فرانس پر واقع ہوئے تھے ہزاروں فرانسیسی بھی جتھہ کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ نپولین نے قیدیوں کے تبادلہ کی تجویز پیش کی۔ آسٹریا کے بادشاہ نے انکار کردیا۔ اور خود غرضی سے یہ عذر پیش کیا کہ فرانسیسی قیدیوں کا آسٹریا کے قیدیوں کے ساتھ اگر وہ کوئی قید ہوتے تو تبادلہ کیا جاسکتا تھا اور اسی طرح انگلستان کے دربار نے بھی یہ کہکر انکار کردیا کہ یہ بات اُس کے اصول کے خلاف ہے کہ دوسری قوم کے قیدیوں کے معاوضہ میں اپنے فرانسیسی قیدیوں کو چھوڑ دے۔

اس پر نپولین نے سینٹ جیمس (انگلستان) کے دربار کو بڑے استعجاب سے لکھا "ارے آپ روسیوں کی رہائی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ وہی روسی ہیں جو آپ کے رفیق تھے اور جنھوں نے خود آپ کی فوجوں کے ساتھ شریک ہوکر خود آپ کے سپہ سالار ڈیوک آف یارک کی ماتحتی میں جنگ کی تھی۔ اور اسی طرح آسٹریا کے بادشاہ

کو نیک نصیحت کے کلمات میں تحریر کیا کہ کیا تم اُن روسی سپاہیوں کی وطن کی واپسی کے لئے التجا کرتے ہو جن کے تم اٹلی کی فتوحات اور ملک گیری کے متعلق ممنون احسان ہو اور جنھوں نے اتنے بہت سے فرانسیسی سپاہی قید کر کے تمھارے ہاتھوں میں دیدیے ہیں جن کو اُنھوں نے گرفتار کیا تھا۔ ایسی ناانصافی پر مجھے غصہ آتا ہے" اور پھر اُنھیں تحریکوں کی ترغیب سے جو اُس کے فیاض چال چلن میں ہمیشہ نمایاں رہی ہیں اُس نے کہا" بہت اچھا۔ میں بلا کسی معاوضہ کے زار روس کے پاس ان روسی سپاہیوں کو بھیجے دیتا ہوں اور اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ شیر مردوں کی میں کیسی قدر دانی کیا کرتا ہوں"

نپولین نے جو کچھ کہا تھا بڑی عالی حوصلگی سے وہی کیا۔ روسی افسروں کو فوراً اُن کی تلواریں عطا کر دی گئیں اور مقید سپاہی اکیسلاشیپل Aix la Chapelle میں جمع کیے گئے۔ ان کو پوری نئی وردیاں خود اُن کی وردیوں کی طرح دی گئیں اور فرانس کے بنے ہوئے عمدہ سے عمدہ اسلحہ سے وہ مسلح کیے گئے۔ پھر اُن کو باقاعدہ کمپنیاں اور بٹالین بنانے کے لئے اُن کے افسروں کو اختیار دیا گیا اور اس طرح بڑی شادمانی کے سا یہ مسلح فوج اُنھیں بے شمار افواج میں واپس کر دی گئی جو فرانس پر حملہ کرنے کو جمع ہوئی تھیں۔ اور یہ لکھنے سے خوشی ہوتی ہے کہ ایسی انوکھی عالی حوصلگی ناقدری کے سا فراموش نہ کی گئی۔

شاہنشاہ پال۔ والی روس کو آسٹریا اور انگلستان کی خود غرضی سے ایسی گھن آئی اور نپولین کی بے نظیر فیاضی سے ایسا حیرت زدہ ہوا کہ وہ جتھہ سے علحدہ ہو گیا اور بڑی سرگرمی سے نپولین کا مداح بن گیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے نپولین کو حسب ذیل خط لکھا:-

" شہری کانسل۔ یہ خط میں تم کو اس لئے نہیں لکھتا کہ مخلوق یا شہریوں کے حقوق پر بحث کروں۔ ہر ملک اپنی طرز فرماں روائی اپنی مرضی کے موافق منتخب کیا کرتا ہے۔

جہاں کہیں میں قوم کا سردار ایسے شخص کو دیکھتا ہوں جو یہ بات جانتا ہے کہ کس طرح فرماں روائی کرتے ہیں اور کیسے جنگ کرتے ہیں میرا دل اُس کی طرف کھنچ جاتا ہے - یہ خط لکھ کر میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں انگلستان سے جو اقوام کے ہر ایک ضمن قانون سے انحراف کرتا ہے اور جس کا سواسے اُس کی لاف زنی اور خود مطلبی کے کوئی ہادی نہیں ہے ناخوش ہوں میں تمھارے ساتھ متفق ہونا چاہتا ہوں کہ اُس طاقت کی ناانصافانہ کارروائیوں کا خاتمہ کردوں ”

اس طرح روس جتھ سے علحدہ ہوگیا اور پیرس میں اپنا وزیر بھیجکر فرانس کی نئی حکومت کو تسلیم کرلیا۔

نپولین نے اب پروشیا کے دربار میں ایک ایلچی اس غرض سے بھیجا کہ اگر ممکن ہو تو اُس طاقت کے ساتھ ربطِ دوستی پیدا کیا جاوے اس کام کے لئے ڈیوراک منتخب کیا گیا کیونکہ وہ بڑا شیریں زبان اور مہذب تعلیم یافتہ شخص تھا اور اُس میں دوسری طرح طرح کی اور لیاقتیں بھی تھیں - ڈیوراک - اٹلی اور مصر کی مہمات میں شریک تھا اور وہ بہت سے واقعات شجاعت سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ پروشیا کے فرماں روا سے ڈیوراک کی پہلی ملاقات قطعی تنہائی میں ہوئی اور دو گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی دوسرے روز بادشاہ کے ساتھ خاصہ میں شریک ہونے کو ڈیوراک مدعو ہوا اور پروشیا کے بادشاہ نے کانسل کی فرمانروائی کو تسلیم کرلیا۔

باوجودیکہ نپولین بہت رفیع الشان مرتبہ پر پہونچگیا تھا لیکن عادات وخصائل میں وہی سادگی تھی اور جفاکشی کی وہی حالت تھی اور ویسی ہی اپنی جنرلی کے زمانہ کی دوستیاں قایم تھیں۔ صبح کے سات بجے وہ اُٹھتا تھا و نہایت ہی صفائی کے ساتھ لباس پہنتا تھا اور اس عرصہ میں اس تاریخ کے رسالے اور اخبار اُسے سنائے جاتے تھے - پھر وہ دربار میں آتا تھا یہاں جملہ مراسلات پڑھتا اور دس بجے تک یا تو خود ان کے جواب لکھتا

یا لکھواتا اس کے بعد وہ جوزیفائن اور ہورٹنس کے ساتھ کھانا تناول کرتا اور اس کھانے میں یا تو کوئی اُس کا مصاحب یا علما و فضلا میں سے دو ایک شریک کئے جاتے۔ پھر اس مختصر کھانے کے بعد وہ مجالس میں شریک ہوتا یا دفتروں کے معائنے وغیرہ کرتا۔ پانچ بجے شام کے وہ کھانا کھانے واپس آتا اور معمولی موقعوں پر پندرہ منٹ سے زیادہ وہ دسترخوان پر صرف نہ کرتا۔ پھر وہ جوزیفائن کے کمرے میں جاتا اور یہاں وزرا اور پیرس کے بڑے بڑے ممتاز شخصوں سے ملاقات کرتا۔

اپنے دربار کی ترتیب کے متعلق نپولین کا عزم بالجزم تھا کہ اطوار کی جملہ آوارگیوں کو جنھوں نے زمانہ دراز سے فرانس کے بادشاہوں کے محلوں کو خوار کر دیا تھا اور جو دین صفحہ ۱۴۲ مسیحی کے زائل ہونے کے زمانہ سے گندگی کے سیلاب کی طرح تمام فرانس میں پھیل پڑی تھیں قطعی موقوف کر دے۔ اُس نے اُن عورات پر بہت سختی کی اگرچہ وہ بہت بڑے بڑے رتبوں کی تھیں جنھوں نے اپنے لباس یا گفتگو کی آزادی سے اپنی طرف توجہ دلانا چاہی تھی یہ توقع کی گئی کہ شوہر اور اُن کی بیویاں جماعت میں ساتھ ساتھ آیا کریں اور یہ ایسی بات تھی جس کی نظیر اب تک نہیں دکھائی گئی تھی اور اُس طرز معاشرت کے خلاف تھی جس کا رواج پڑ چکا تھا۔ اب تک تو یہ فرانس کا دربار بد وضعی میں آگے آگے تھا اور قوم اُس کے پیچھے پیچھے تھی لیکن نپولین کا خیال یہ تھا کہ پہلے ایوان شاہی میں اخلاق کی درستی ہونا چاہئے اور پھر وہ قوم کو زیادہ شائستہ اطوار کی طرف واپس کھینچ لیگا اُس نے کہا بے شک و شبہ سب عیبوں سے بڑا عیب بادشاہ میں اوباشی ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے وہ رعایا میں فسق و فجور کا رواج ڈالتا ہے اس لئے کہ پھر رعایا بھی بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے ویسی ہی حرکات کرنے لگتی ہے۔ اس سے ہر ایک بدی قوت پاتی ہے اور ہر ایک نیکو کاری پژمردہ ہوتی ہے اور متعدی مرض کی طرح بدکاریاں جماعت میں پھیل جاتی ہیں۔ اور مختصر آنکہ ایک قوم کے لئے یہ قہر خدا ہے۔"

ایک مرتبہ ایک بڑے جلیل القدر درباری نے جو میر حاجب کے عہدہ پر سرفراز تھا یہ درخواست پیش کی کہ اُس کی بہو کو حاضریِ دربار کی اجازت دے دی جائے۔ یہ بلا کی حسین تھی اور اگرچہ اپنی سادگی دل آویز کے لئے مشہور تھی تاہم حضرت حوّا کی بیٹیوں میں یہ سب سے پرفن عیارہ تھی۔ وہ ایوانِ شاہی کے ہر ایک جلسہ میں شریک ہونے لگی۔ لیکن جب چلتی تو ایسی چلتی کہ نپولین کے سامنے آ جاتی۔ اُس کی خوبصورت نشیلی آنکھیں نپولین ہی پر جمی رہتیں۔ وہ آہیں بھرتی شرما جاتی۔ لیکن بایں ہمہ رہتی ایسے ہی موقعوں پر کہ اُس پر نپولین کی نگاہ پڑتی رہے بعض اوقات وہ نپولین کی تصویر کے سامنے بیخود کھڑی ہو جاتی اور بہت دیر تک اُس کو بغور دیکھتی رہتی اور سرد آہیں بھرتی۔ بظاہر اُس کا خُسر اُس کی ان حرکات پر اظہار ناراضمندی کرتا اور اس کمبخت لیکن نہ روکے جا سکنے والے جذبہ کی شکایت بھی کرتا جو اُس کی بہو کے دل میں نپولین کی طرف سے اثر کر گیا تھا۔ اُس کا شوہر جو نہایت ہی رذالت سے اس سازش میں شریک تھا ان سب باتوں کو بڑی حکیمانہ بے توجہی سے دیکھتا تھا۔ اُس کی ماں بھی اس کارروائی میں مددگار تھی اور کٹنی تھی۔ "یہ سب کچھ ہے لیکن۔ نپولین جیسے شخص پر اگر وہ مفتون ہے تو قابل معافی ہے"۔ کچھ عرصہ تک نپولین نے اس سازش پر کوئی توجہ نہ کی لیکن اب یہ معاملہ ہر شخص کی زبان پر آنے لگا اور ضرورت ہوئی کہ اس کا تدارک کیا جائے۔

ایک شب مجلس ملکی کے ایک جلسہ کے بعد جس میں نپولین میر مجلس تھا وہ کیمبے سیرز کو ایک دریچے میں علیحدہ لے گیا اور کہنے لگا "کیمبے سیرز۔ میڈیم۔ بی کی حرکات تو اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں اور اُس کے رشتہ داروں کا چال چلن تو اُس سے بھی بدتر ہے۔ اُس کا خسر ایک بدنام آدمی ہے اور اُس کا شوہر ایک پست خیال ناہنجار شخص ہے۔ اور اس کی ماں ایک بڑی عیارہ مکّارہ ہے۔ لیکن میں اُس کے فریب میں آنے والا نہیں ہوں۔ دیکھو ایک فاحشہ جو علانیہ کسب کراتی ہو میری رائے میں اُس ریاکار

فاحشہ سے جس کے اغراض ہوں تو حصول زر کے۔ لیکن رقت انگیز پردہ میں اُن کو نہاں کرنے بہت مرجح ہے پس میری خواہش ہے کہ تم میرے میر حاجب سے کہدو کہ میں نے ایک سال کے واسطے اُس کو برخاست کیا۔ اور اُس کی بیوی کو مطلع کردو کہ چھ برس تک میرے دربار میں نہ آئے۔ اور اُن میاں بیوی دونوں سے خبر کردو کہ اُن کو ایک دوسرے کی صفات کی قدر دانی کا موقع دینے کے لئے میں اُنھیں رخصت دیتا ہوں کہ چھ مہینے تو نیپلس میں رہیں اور چھ مہینے وانا میں رہیں چھ مہینے جرمنی میں جہاں اُن کا جی چاہے رہیں۔"

ایک اور موقع پر ایک لفٹنٹ کرنل نے اپنی ترقی کے لئے نپولین کو درخواست دی اور اُس سفلے دون زمانہ کے حسب حال عرضی میں یہ بھی لکھا کہ اُس کی دو حسین بیٹیاں تھیں اور اگر اُن کے باپ پر مرحمت خسروانہ ہوئی تو حضور میں حصول قدمبوسی اور اظہار سپاس گذاری سے اپنے کو بڑا خوش نصیب خیال کرینگی۔

نپولین اس نہایت مذموم اشارہ پر غضب آلود ہوگیا اور کہنے لگا "کہ میرے جی میں آتا ہے کہ اس لفٹنٹ کے رسالہ کے احکام یومیہ میں اس چھٹی کو داخل کردوں لیکن پھر نہ معلوم کون سی چیز مجھے اس خیال سے باز رکھتی ہے۔" اس افسر کو اُس نے فوراً برخاست کردیا کیونکہ تحقیقات سے اُس کو معلوم ہوگیا تھا کہ ایام انقلاب میں منجملہ قاتلوں کے ایک قاتل یہ بھی تھا اور روبسپیر[1] کا بڑا یار غار تھا۔ نپولین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کی دونوں بیٹیاں نیک نہاد اور قابل تھیں چنانچہ اُن بیچاریوں کو اپنے باپ کی رذیل تجویز کی خبر بھی نہ تھی۔ بس اس نیت سے کہ باپ کی سزا سے اُن بے گناہوں کو کوئی گزند نہ پہونچے نپولین نے اُن کے مختصر سے وظیفے کردئیے اور حکم دیا کہ پیرس سے وہ اپنے شہر کو چلی جائیں۔

فرانس کی تمام غریب مخلوق کے دل میں نپولین نے پورا گھر کرلیا تھا اور یہ لوگ نپولین کو

---

[1] فرانس کے انقلاب عظیم کے سرغناؤں میں سے ایک سرغنا۔ مترجم ۱۲

اپنا خیر خواہ اور سچا حامی سمجھتے تھے۔ اور اب تک اُن کے عقیدہ کا وہی حال ہے۔ اور اس وقت بھی کوئی زندہ یا مُردہ بادشاہ ایسا نہیں ہے جو ایسی پرجوش محبت سے یاد کیا جاتا ہو جس طرح فرانس کے لوگ اب تک نپولین کو یاد کرتے ہیں اور اس فخر کے اعتبار سے کوئی اُس کا نظیر نہیں ہے۔ اُس کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔

رابرٹ بساوری اس بڑے جھگڑہ کی بابت جو حقوق رعایا کے حامی نپولین اور یورپ کے خودسر بادشاہوں کے درمیان واقع ہوا تھا حسب ذیل اقرار کرتا ہے:-

"نیپلس کی بادشاہت کا چند سطور میں ذکر ہونا مناسب ہے۔ یہاں کا بادشاہ اسپین کے بوربون خاندان سے تھا۔ جیسا ہم پرسیرز۔ نے ظاہر کر دیا ہے کہ فطرت انسانی بگڑ کر کس ذلیل حالت کو پہونچ سکتی ہے۔ اسی طرح اس خاندان نے بھی خوب اچھی طرح نمایاں طور سے ثابت کر دیا تھا کہ ان کا ذہن و فطرت کچھ سیرز سے کم خراب نہ تھے فرڈی نینڈ اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کی طرح صید افگنی اور تماشوں کا دلدادہ تھا اور کسی اور چیز کی اُسے پروا نہ تھی اور اُس کی ملکہ میں خاندان آسٹریا کی جملہ بدکاریاں بھری ہوئی تھیں جس میں نہ ان بدکاریوں کے گھٹانے کا مادہ تھا اور نہ ان کو نیکوکاریو سے بدلنے کی صلاحیت تھی اور اگر اس ملکہ کو اپنے جی بہلانے کے موقعے ملتے رہتے اور بادشاہ کے لئے سیر شکار کے سامان مہیا رہتے تو انھیں اس بات کی کچھ پروا نہ ہوتی کہ محاصل کس طرح آتے ہیں اور کیونکر اُن کا انتظام ہوتا ہے۔ اور یہ قدرتی ہے کہ دربار میں منہ چڑھے لوگوں پر خاص عنایتوں کا دستور موجود تھا اور ارذل بے باک رشوت ستانیاں جملہ محکمجات میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن ان سے بہتر معاملات کا خیال بعض نیپلس والوں میں اپنے علم اور زیادہ خوش نصیب ملکوں کے ربط و ضبط کی بدولت موجود تھا۔ ان لوگوں نے بھی یہ بات فطرتی ہے کہ آغازِ انقلاب کے وقت فرانس پر نظر ڈالی اور انقلاب کے جملہ خطرات کے ایام میں اسی امید سے

خوش ہوتے رہے کہ فرانس کی مدد سے نیپلس میں بھی وہ نئے ڈھنگ سے معاملات کی ترتیب ہوتے دینگے اور ایسا یقین کرنے میں وہ غلطی پر تھے کہ اُن کی موجودہ فرماں روائی سے بدتر دنیا میں بدتر فرماں روائی نہ تھی۔ یہ سب آدمی جو تبدیلی کے جویا تھے مخالفین سرکار کے عام لقب میں شامل تھے اور براعظم یوُرپ کے جملہ مخالفین سرکار سے انگلستان کو اُس سے زیادہ نفرت تھی جتنی نفرت کے وہ مستوجب تھے۔ یورپ کے بہترین مقاصد کے لیے اُن حالات سے بڑھ کر مُضر کوئی دوسری حالتیں نہ ہوسکتی تھیں جنھوں نے براعظم یوُرپ کے کہُن سال اور ملعون بادشاہوں کی انگلستان سے بڑی گاڑھی دوستی کرا رکھی تھی اور بس اسی واسطے جملہ اُن فرمانرواؤں کی رعایا جو آزادی چاہتی تھی انگلستان کی دشمن گردانی گئی تھی “

یہ یہ اقرار واقبال ہیں جن کے کرنے پر ساددی مجبور رہے اگرچہ یہ سب کچھ ہے کہ وہ امرایانِ انگلستان کا ہمدرد ہے۔ نپولین کو بڑی عالی حوصلگی اور شرافت کے ساتھ مظلوم مخلوق سے ہمدردی تھی۔ وہ اصلاح میں ترقی کا خواہاں تھا لیکن وہ اندھے اور مجنون انقلاب کے کافی حالات دیکھ چکا تھا۔ وہ مخلوق کے حقوق کو بحال کرنا چاہتا تھا اور غضب انبوہِ عوام کی بربادیوں اور لوٹ کھسوٹ سے اُن کو بچانا چاہتا تھا اور اس عزم سے اُس کے عہد کی ہر ایک کارروائی قطعی مطابق ہے۔ اُس نے طوائف الملوکی کی دست درازیوں اور امرائی غضب وغبن کے گھمنڈ کا یکساں مضبوطی سے مقابلہ کیا۔ اس طرح عجب انوکھے اتحاد کے ساتھ تاجداروں اور طوائف الملوکی کے خواہاں عوام کے انبوہوں نے نپولین کے خلاف دوستی سے ہاتھ ملایا۔ اور نپولین کروڑوں آدمیوں کا محبوب ہوا۔

جس زمانہ میں نپولین مصر میں تھا نیپلس کی رعایا نے یہ ارادہ کیا کہ ناقابل برداشت ظلم کا جوا اپنی گردنوں سے اُتار کر پھینک دیں جس سے ملک پر تشدد ہو رہا تھا اور اس میں کچھ عرصہ تک لوگوں کو کامیابی بھی پوری رہی اور نیپلس کے آزاد ہو جانے کی بڑی قوی اُمید

تھی لیکن انگلستان۔ روس۔ اور خود نیپلس کے بادشاہ کی فوجیں ان جمہوریوں پر اس شدت سے ٹوٹ پڑیں کہ اُن کی کوششوں کا خاتمہ ہوگیا اور ان محبانِ وطن جمہوریوں کے گروہ نے دو مضبوط قلعوں میں پناہ لی۔ متحدہ افواج نے ان قلعوں کا محاصرہ کیا۔ یہ جمہوری نیپلس والوں اور روسیوں کے مکر سے اچھی طرح واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آزادی کے لئے کوشش کرنے والے جمہوریوں سے انگلستان ہمدردی نہ کریگا۔ لیکن اُنھوں نے درخواست کی کہ ایک انگریزی افسر بھیجا جاوے اور اُس کے سامنے وہ اطاعت قبول کرلینگے۔ چنانچہ انگریزوں کے اس پاک معاہدے پر کہ اُن کی جان و مال محفوظ رہے گی اور وہ اُن کے بال بچے بلا مزاحمت فرانس پہونچا دیئے جائینگے جہاں ہمدرد فرانسیسی اُن کی خاطر و مدارات کرینگے اُنھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور قلعوں کے پھاٹک کھول دئیے اور اس معاہدہ پر تینوں متحدہ فوجوں کے افسروں کے دستخط ہوگئے۔ کارڈنیل روفو نے نیپلس کے ویسراے کی حیثیت سے دستخط کئے اور کرانڈی نے شاہنشاہ روس کی طرف سے اور کپتان فوٹ نے انگلستان کی جانب سے دستخط کئے۔

لیکن اسی وقت لارڈ نیلسن اپنے فتحمند بیڑہ کو لے کر خلیج میں داخل ہوا اور اُس کے جہاز پر اُس کی مجرم آشنا لیڈی ہملٹن بھی تھی اور نیپلس کے بدنام بادشاہ اور ملکہ بھی موجود تھے نیلسن نے فوراً نقض عہد کا جھنڈا کھڑا کردیا اور اعلان کردیا کہ وہ باغیوں سے کوئی عہد نامہ روا نہ رکھے گا۔ صرف اسقدر ہوسکتا تھا کہ وہ بلا کسی شرط کے چاہیں تو اطاعت قبول کرسکتے ہیں۔ نیپلس کے کارڈنیل نے اس نقض عہد کے خلاف بہت ہاتھ پیر پیٹے لیکن برٹش امیر البحر نے ان حجتوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ اُس نے ان مظلوم جمہوریوں کو گرفتار کیا اور دو دو کو باہم ملاکر اپنے جہاز پر پابہ جولاں کردیا۔ نیپلس کے بادشاہ میں اتنی بہادری نہ تھی کہ وہ اُن خوفناک تماشوں کو جو اب پیش آنے والے تھے آنکھ سے دیکھ سکتا چنانچہ وہ جہاز سے اُتر فوراً اپنے ایوان کو چلتا ہوا اور اپنی ملکہ اور نیلسن اور لیڈی ہملٹن کو چھوڑ گیا کہ وہ اپنی خوشی کے موافق

جی کے پھپھولے پھوڑیں۔ ایلیسن کہتا ہے "کہ بہت کثرت سے اشخاص مجرم تجویز کیے گئے اور قتل کیے گئے۔ جمہور کی سزایابی نے عدالت فوجداری کی چرپراہٹ کی خامی کو پورا کردیا۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ مردوں۔ یا رتبہ کی کوئی تمیز نہ کی گئی۔ عورتیں۔ مرد اور سولہ سولہ برس کے گبھرو اور ستر ستر برس کے بوڑھے ضعیف ایک حالت سے پھانسی دیے گئے۔ اور بارہ بارہ برس کے نابالغ لڑکے جلاوطن کیے گئے لیکن ہر ایک جمہوری نے اپنے مرنے پر وہ استقلال و جوانمردی کے ثبوت دیے کہ دیکھنے والے اُن کی مصیبت دیکھ کر رحم سے پگھل گئے اور اُن کی ناشکری یا نمک حرامی کو جس کے وہ اس سے قبل مجرم تھے بھول گئے"

سر آرچیبالڈ اُن شرفا کو جو نیپلس کے شاہ فرڈی نینڈ کے مکروہ ظلم سے نفرت کر رہے تھے ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے ملقب کرنے کی اپنے کو اجازت تو دیتے ہیں لیکن اگر واشنگٹن۔ ایڈمس۔ اور ہینکاک بھی اپنے ارادوں میں ناکام رہے ہوتے اور پھانسی دے کر مارے گئے ہوتے تو ان کے بھی ناسپاس نمک حراموں کے لقب سے کلنک کا ٹیکا لگا ہوتا اور وہی لوگ جو اپنے کو آزادی پسند قوم سمجھ کر ڈینگ مارتے ہیں اُن بیچاروں پر انبار مطاعن لگا دیتے۔ جو ان ناسپاس نمک حراموں کے معاملہ کی تائید کرتے۔

امیر البحر کرکیسیولی۔ جو نہایت ہی بے داغ اور اشراف چال چلن کا شخص تھا جمہوری غول کے سرگروہوں میں سے ایک شخص تھا اور اُس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی نو بجے صبح کے وہ گرفتار ہوا۔ دس بجے جھنڈہ والے انگریزی جہاز پر اُس کا مقدمہ ہوا۔ بارہ بجے وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اور پھانسی کا حکم صادر ہو گیا اور جہاز کے اگلے پال کی ڈنڈی میں اُس کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اُس کی لاش کے ٹکڑے کیے گئے اور سمندر میں ڈال دیے گئے۔ اس امیر البحر نے لارڈ نیلسن سے درخواست

درخواست کی کہ اُس کا مقدمہ از سرِ نو کیا جاوے کیونکہ اُس کو جواب دہی کی تیاری کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ لارڈ نیلس نے یہ درخواست نامنظور کی۔ اس پر امیر البحر نے بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ اُسے گولی سے مار دیا جاوے کیونکہ پھانسی پر لٹکنے کی ذلت اُس کے لئے بہت خوفناک تھی۔ یہ استدعا بھی بڑی سختی کے ساتھ نامنظور ہوئی۔ اب آخری امید کے طور پر اُس نے لفٹنٹ پارکن سن کو جس کی حراست میں وہ تھا لیڈی ہملٹن کے پاس بھیجا کہ جا کر سفارش کرے۔ لیکن لیڈی ہملٹن نے لفٹنٹ پارکن سن سے ملنے سے انکار کر دیا لیکن یہ نہایت بدکار عورت جمہوری امیر البحر کو پھانسی پر تشنجی حالت میں لٹکا دیکھنے اور اپنا جی خوش کرنے کو جہاز کے عرشہ پر آئی۔ یہ بیدردی کارگذاریاں تھیں جن کے صلہ میں لارڈ نیلسن نے نیپلس کے دربار سے الماسی قبضہ کی تلوار پائی تھی اور ڈیوک آف برونٹ کا خطاب پایا تھا جس پر اُس کو بڑا فخر تھا اور چھہتر ہزار فرانک سالانہ کی آمدنی حاصل کی تھی۔

ایلیسن کہتا ہے کہ "ان ظالمانہ افعال کے متعلق نہ کوئی عذر پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ پیش ہونا چاہیئے۔ جس پہلو سے نگاہ کی جاتی ہے اس دردناک واقع میں نیلسن کی کارروائی غیر قابل معافی ہے۔" ساوری کہتا ہے "اس فعل کی پردہ پوشی کرنا بیکار ہے اور اُس کو منصفانہ کارروائی کہنا بدذاتی ہے۔ اُس شخص کے لئے جو اس جرم میں شریک ہونا نہیں چاہتا سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس پُر ذلت داستان کو غم اور شرم ہی کے ساتھ لکھے۔"

ص ۱۴۹ اگر ایسی کارروائی نپولین کے نام سے منسوب کی جاتی تو کیا کہا جاتا؟ کہ اپنی شریف شکستہ دل بیوی کو چھوڑ کر وہ ایک بدوضع عورت سے پھنس گیا اور اُس کی دلفریبیوں کا بندہ ہو کر اُس نے نہایت ہی سنجیدہ عہدنامہ سے انحراف کیا اور شاہی نمک حرامی کے ملزموں کا گلا گھونٹا اور مردوں عورتوں اور بچوں کو حوالہ کر دیا کہ خوفناک انبوہ عوام کے

ہاتھوں سے وہ قتل کئے جاویں اور اُن کی بے حرمتی ہو۔ اور باوجود اس کے سرکار برطانیہ نیلسن کے نام پر یادگاریں قایم کرتی ہے اور نپولین کے نام کو بدنامی سے مخصوص کرنے کی کوشش کرتی ہے کیا اس ناانصافی کو دنیا کا فیصلہ صحیح مان لیگا۔ اور اس کے جواب میں ہم بے پس وپیش کہہ سکتے ہیں۔ نہیں[1]۔

---

[1] ایلیسن کہتا ہے "یہ بات اس کی مستحق ہے کہ نپولین کی عالی ہمتی سے منسوب کی جاوے کہ اس نے اس مذموم فعل میں نیلسن کے حصہ کو خفیف کرنے کی کوشش کی ہے اور اُس کو اطلاع دروغ اور لیڈی ہملٹن کے غلبہ دلفریبی سے منسوب کیا ہے"

* * *

باب نوزدہم

کوہستان آلپس کا عبور

(صفحہ ۱۴۹)

انگلستان اور آسٹریا کے ازسرنو حملے۔ اعلان ۔ موروکے ساتھ بیاضی۔ نپولین کی اپنے واسطے تجویزیں۔ انگریزی ہجویہ تصویریں۔ گریٹ سینٹ برنارڈ کا درہ۔ بڑی بڑی تیاریاں سپاہیوں کی پرجوش جفاکشی۔ نوجوان دہقان۔

نپولین نے یہ دیکھکر کہ اس کے پیغام صلح کو انگلستان نے حقارت و نفرت سے رد کردیا اور آسٹریا نے بھی انکار کردیا اپنے معمولی عزم وہمت سے متحدہ بادشاہوں کے حملے روکنے کی کوشش شروع کی۔ جیسے کہ وہ اپنے دربار میں ٹوئی لریز کے ایوان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا فرانس کی تمامی سرحدوں سے جنگ کی بے رحم توپوں کی گرج اُس کے کانوں میں آرہی تھی۔ انگلستان کے مخالفانہ بیڑے انگلش چینل میں پھر رہے تھے اور فرانس کی تجارت کو غارت کردیا تھا۔ وہ فرانس کے ساحل پر مسلح تارکان وطن کے گروہ اُتارتے تھے اور بوربن بادشاہوں کے معاونوں کو بڑے اسراف کے ساتھ روپیہ و سامان حرب دے رہے تھے کہ خانہ جنگی پر آمادہ ہوں۔ وہ ہر ایک غیر محفوظ شہر میں گولے برساتے تھے۔ شمالی بحر

پر مارشل رے بلیک فارسٹ میں ہوتا ہوا اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ دریائے رین پر آپہنچا تھا۔ جس کی فوج میں جو بظاہر لافتح معلوم ہوتی تھی بڑے زبردست توپخانے اور عمدہ سے عمدہ رسالے تھے دوسری طرف اٹلی میں آسٹریا کا دوسرا سپہ سالار میلاس ایک لاکھ چالیس ہزار فوج کے ساتھ جس کے بازو پر انگلستان کی کل بحری فوج کی کمک موجود تھی ریپلک کے مشرقی اور جنوبی کنارہ سے بڑھا چلا آرہا تھا۔ فرانسیسی فوج جو شکست سے بیدل ہوگئی تھی اپنے دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر کوہستان آلپس میں گھس گئی تھی یا شہروں میں بند ہوگئی تھی جہاں محصور ہوکر اپنے گھوڑے اور بوٹ کے چمڑے کھا رہی تھی۔ فرانس کی ہر ایک راس سے خواہ اس کے نیچے بحر روم موجزن ہو یا انگلش چینل انگریزی ہیبتناک دھمکی دینے والے جہاز نظر آرہے تھے اور فرانس کا ہر طرف سے راستہ بند کر دیا تھا۔

قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو اس کام کے کرنے میں جس میں اسے پوری دستگاہ ہو لطف آتا ہے۔ نپولین اپنی حربی لیاقتوں سے پورا آگاہ تھا اس نے بڑی مروت اور قابل رحم انسانیت سے صلح کی درخواست کی تھی لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا تھا۔ اب وہ بڑی خوشی اور آمادگی سے مستعد ہوا کہ اپنے کثیر التعداد دشمنوں کو ایسا ٹھیک کرے کہ ذرا معلوم تو ہو ایسے خوفناک عزم وہمت سے اس نے یہ کام کیا کہ اس کے دشمنوں نے اسے **ایک لاکھ فوج کا خطاب** دیا۔ جہاں وہ خود موجود ہوتا وہ تنہا ایک لاکھ سپاہیوں کی برابر شمار ہوتا۔

نپولین نے حسب ذیل اعلان دیا جو بگل کی آواز کے مانند پہاڑوں اور گھاٹیوں میں گونج گیا۔

”اے فرانس کے باشندو۔ تم صلح کے لئے متردد رہے ہو۔ اور تمھاری گورنمنٹ نے تم سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ صلح کی جستجو کی ہے۔ اس مدعا کے حاصل کرنے میں اس کی ابتدائی کوششیں اور اس کی سب سے زیادہ مستقل خواہشیں متواتر ظاہر

ہوتی رہی ہیں۔ وزرائے انگلستان نے اپنی نامنصفانہ حکمتِ عملی کا راز فاش کر دیا وہ چاہتے ہیں کہ فرانس کے پرزے بکھیر دیں۔ وہ فرانس کی تجارت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یا تو فرانس کو براعظم یورپ کے نقشہ سے مٹا دیں یا اُس کو ذلیل کر کے درجہ دویم کی طاقت کر دیں۔ انگلستان کی خواہش ہے کہ یورپ کی جملہ طاقتوں کو باہم مخاصمت میں پھانس کر اُن کے مال غنیمت سے اپنے کو امیر بنالے اور تمام دنیا کی تجارت پر قبضہ کر لے۔ اس مدعا کے حصول کے لئے وہ زرپاشی کر رہا ہے اور بڑے مبالغہ کے ساتھ وعدے کرتا ہے اور اپنی سازشوں کو ترقی دے رہا ہے"

اس اعلان پر تمام قوم میں جوش جنگ پیدا ہو گیا۔ نپولین فرانس کی عافیت اور فرانس کو اُس کے دشمنوں پر مظفر و منصور کرنے کے خیال میں ایسا محو تھا کہ وہ اپنی حربی ناموری اور شہرت کو بھی بھول گیا اور رشک و حسد کے خیالات پر اُس کی عالی حوصلگی ایسی غالب پڑی کہ اُس نے ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی اکٹھی کی کہ جس میں فرانسیسی فوج کی اصل جان یعنی سوسو لڑائیوں کے تجربہ کار بہادر شامل تھے اور یہ سب فوج اُس نے مورو کے حوالہ کر دی۔ یہ مورو فرانس میں صرف ایک شخص تھا جو نپولین کا ہمسر شمار کیا جا سکتا تھا۔ نپولین نے مورو کے سامنے ایک ایسی تجویز جنگ پیش کی جو خود نپولین کے عزم و ثبات۔ دلیری۔ اور ذہانت کے موافق تھی اور اس تجویز کی تکمیل سے مورو کی شہرت کی آب و تاب اور بھی زیادہ ہو جاتی۔ لیکن چونکہ مورو ایک محتاط جنرل تھا وہ اس تجویز پر عمل کرنے سے ڈرا اور اُس نے ایک دوسری تجویز پیش کی جو شاید زیادہ محفوظ تھی لیکن جس سے لوگوں کے دلوں پر حیرت میں ڈال دینے والا اثر نہ ہوتا۔

مورو کے ایک دوست نے نپولین سے کہا "آپ کی تجویز زیادہ عظیم الشان

اور زیادہ فیصلہ کرنے والی اور نیز زیادہ یقینی ہے لیکن مورو جیسے شخص کے زیادہ مدھم اور احتیاط کرنے والے ذہن کے موزوں نہیں ہے جو اس تجویز کو عمل میں لانے کو ہے۔ آپ کا طرزِ جنگ جدا ہے اور وہ سب پر فایق ہے۔ مورو کا طرز اور ہے اور اگرچہ آپ کے طرز سے یقینی کمتر ہے لیکن پھر بھی بہت اچھا ہے اُس کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیجئے۔ اگر آپ اپنی رائے کا اُس پر زور ڈالیں گے تو اُس کی خودداری کے خیال کو مجروح کرینگے اور پھر اُس کا جی اچاٹ ہو جائیگا۔"

چونکہ نپولین بشری دل کے علم کا بڑا ماہر تھا اُس نے فوراً جواب دیا "تم سچ کہتے ہو۔ مورو اس قابل نہیں ہے کہ اُس تجویز پر جو میں نے پیش کی ہے کامیاب ہو سکے اچھا اُس کو اُسی راستہ پر چلنے دو جو اُس نے تجویز کیا ہے۔ وہ اُس تجویز کو عمل میں نہیں لا سکتا جسے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ میں بازی گاہِ جنگ میں اس تجویز کو کسی اور موقع پر کر کے دکھاؤنگا۔ جس تجویز کو مورو دریائے رین پر پورا کرنے سے ڈرتا ہے اُسی تجویز کو میں کوہستانِ الپس پر پورا کرونگا۔ اور ایک دن وہ آئیگا کہ مورو اُس ناموری کو دیکھکر کفِ افسوس ملے گا جو اس وقت وہ خود میرے حوالہ کئے دیتا ہے"

(۱۵۰) نپولین کی پیشین گوئی کے یہ الفاظ نہایت ہی متکبرانہ تھے۔ حملہ آوروں کو پیچھے ہٹا دینے میں مورو کو اوسط درجہ کی کامیابی ہوئی۔ لیکن نپولین کا آفتاب میرنگو کے میدان کی افق سے جلد طلوع ہوا اور ایسی آب و تاب سے چمکا کہ مورو کی ٹمٹماتے ہوئے تارہ کی چمک اُس کے سامنے بالکل زرد ہو گئی۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ کتبِ تاریخ میں اُس سے زیادہ عالی حوصلہ فیاضی کی مثال کے لئے جیسی نپولین سے اس موقع پر ظاہر ہوئی کس مقام پر جستجو کریں۔ کیونکہ نپولین نے اس وقت ریپبلک کی سب سے بہتر فوج مورو جیسے شخص کے ہاتھ میں دیدی جو اپنے کو نپولین کا ہمسر جانتا تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی خیال تھا کہ وہ نپولین کا رقیب تھا۔ اور اس طرح نپولین نے

مورو کے لئے حربی بازیگاہ میں ایسے ایسے منظر پیش کردئے جہاں اُس کو یقینی بڑی ناموری کے سہرے حاصل ہوسکتے تھے۔ پھر اسی کے ساتھ تاریخ میں اُس خود اعتمادی کی بھی نظیر نہیں ملتی جو اس وقت نپولین سے ظہور پذیر ہوئی۔ اس موقع پر نپولین نے کہا "میں مورو کے ہاتھ فرانس کی چیدہ ڈیڑھ لاکھ فوج ایسی دیتا ہوں جو سو سو لڑائیوں میں فتح پا چکی ہے اور میں اپنے ہمراہ ساٹھ ہزار فوج لیتا ہوں۔ جس میں نئی بھرتی کے سپاہی اور دوسری افواج کے پنچے کھچے آدمی ہیں اور ایسی فوج کے ساتھ میں زیادہ وقت طلب میدان جنگ میں اتنی ہی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے جاتا ہوں جتنی بڑی مورو کے مقابلہ میں ہے" آسٹریا کے سپہ سالار مارشل میلاس نے اپنی بڑی فوج کو جو تعداد میں ایک لاکھ چالیس ہزار تھی اٹلی کے تمامی مضبوط قلعوں میں پھیلا رکھا تھا اور بڑے خوفناک عزم و ثبات اور خود اعتمادی سے فرانس کی سرحد پر بڑھا چلا آرہا تھا۔ نپولین نے بجائے اس کے کہ اپنی غیر آزمودہ فوج سے میلاس کی فاتح و فیروز فوج کے ہراول سے مٹ بھیڑ لے یہ ارادہ کیا کہ کوہستان الپس کے ناہموار اور بظاہر بے گذر کگاروں پر چڑھ جائے اور اُن بلندیوں سے جہاں رستہ کا پتہ بھی نہ تھا بحرالثلج کی تیزی کے ساتھ اُتر کر غنیم پر عقب سے حملہ آور ہو۔ یہ بات ضروری تھی کہ اس فوج کو کسی مفید مقام پر جمع کیا جاتا اور بڑی کثرت سے سامان رسد و حرب جمع کئے جاتے اور حملہ کارروائیوں کا خفیہ عمل میں لایا جانا بھی اشد ضروری تھا کیونکہ یہ ممکن تھا کہ آسٹریا کی فوج کوہ الپس پر چڑھ کر اُن دروں کو محفوظ کر لیتی جن سے نپولین جانے کو تھا اور پھر ان دروں سے گذرنا غیر ممکن ہو جاتا۔ انگلستان اور آسٹریا کے جاسوس تیار تھے کہ نپولین کی حملہ کارروائیوں سے اُس کے مخالفوں کو فوراً آگاہ کردیتے۔

اس فوج کی فراہمی کے لئے نپولین نے ڈیجن اور اُس کے قرب و جوار کے مقامات کو منتخب کیا لیکن اپنی تجویز کا اعلان کر کے اُس نے اپنے مخالفوں کو دھوکھا

دیدیا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جنھ نے اس تجویز کو احمقانہ خیال کیا اور خیال کرلیا کہ نپولین چاہتا ہے کہ اصل حملہ کے مقام سے اُن کی توجہ کو دوسری طرف پھیر دے اور جسقدر مخالفین اس تجویز پر قہقہے لگاتے تھے اُسیقدر اعلان کے ساتھ نپولین ڈیجن پر افواج اور سامان جمع ہونے کے احکام جاری کرتا تھا۔ جاسوسوں نے ڈیجن کو دیکھا اور یہی اطلاع دی کہ وہاں تھوڑی سی فوج جمع ہوئی ہے اور نپولین کا یہ اعلان دھوکہ دینے کا ایک نہایت بودا بہانہ ہے لندن اور وائنا کے چھاپہ خانوں میں ڈیجن کی افواج کے متعلق کثرت سے ہجویہ تصویریں بنائی جاتی تھیں خصوصاً انگریز نپولین کی فوج پر جو کوہستان آلپس عبور کرنے والی تھی بڑے ٹھٹھے مارتے تھے۔ یہ یقین کرلیا گیا تھا کہ مورو کی فوج قایم کرنے سے ریپبلک میں اب دم سکت باقی نہیں ہے۔ ان ہجویہ تصویروں میں سے ایک تصویر یہ تھی کہ ایک لونڈے کو اُس کے باپ کے کپڑے پہنائے تھے اور اُس کے کندھے پر ایک بندوق رکھی تھی جو بدقت تمام اُس سے اُٹھ سکی تھی اور آذرک کا بسکٹ کھا رہا تھا اور ایک بوڑھا آدمی بنایا گیا تھا جس کا ایک ہاتھ تھا اور لکڑی کی ایک ٹانگ تھی۔ زنگ آلود قرابینوں سے توپیں ظاہر کی گئی تھیں۔ نپولین دل سے چاہتا تھا کہ دشمن اسی قسم کی دل لگیوں میں مصروف رہیں۔ اگرچہ وہ ایک پُرراز اُداسی کے سایہ میں رہتا تھا جو ہمیشہ اُس کی روح کو گھیرے رہتا تھا لیکن اپنی طبیعت کی گہری رسائی سے اپنی تجاویز کی عظیم الشان ترقی پر لطف ضرور اُٹھاتا ہوگا۔

فرانس کی مشرقی سرحد پر مرغزار انگورستان۔ اور کوہستان واقع ہیں جہاں کوہ آلپس کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ دونو جانب بڑے بڑے کوہی سلسلے چلے گئے ہیں جن میں تاریک اور خوفناک درے اور گھاریاں واقع ہیں۔ اور ان گھاریوں میں جھاگ اُٹھانے والے دریا بڑی تیزی سے بہتے ہیں۔ ان دریاؤں کے دونوں کناروں پر بلند کوہی دیواروں کے

پشتے واقع ہیں جن کی چوٹیوں پر صنوبر کے درخت سنسان کھڑے ہیں اور جہاں پہونچنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ اس عظیم الشان کوہی سلسلہ کا خاص درہ گریٹ سینٹ برنارڈ ہے۔ مسافر ایک راہبر کی ہمراہی میں خچر پر سوار بدقت تمام آہستہ آہستہ اس ڈھلوان اور ناہموار راستہ پر چڑھتا ہے اور کسی مقام پر ایسے پل سے گذرنا ہوتا ہے جو بے انتہا عمیق گھاری پر بندھا ہے اور کبھی ایسے کنارے پر چلنا پڑتا ہے جہاں کہ اوپر تو صنوبر کی چوٹیوں پر عقاب اڑتا اور بولتا ہے اور نیچے دوسری طرف ایک ایسا گہرا کھڈ واقع ہوا ہے کہ جس کی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور ایک کوہی دیوار کا پیچ در پیچ سلسلہ آسمان سے باتیں کرتا چلا گیا ہے۔ اکثر مواقع پر راستہ اتنا تنگ ہے کہ پہاڑی بکریوں کے پتلے پتلے کھر مشکل سے ٹکتے اور جمتے ہیں اگر مسافر کا قدم غلطی کر جاے یا برف پر پھسل جائے تو مسافر سر کے بل ہزاروں فیٹ گہرے غار میں جا پڑتا ہے اور ہڈی پسلی کا پتہ نہیں چلتا اور جبکہ اپنے وفادار خچر کی مدد سے یہ مسافر ان خوفناک مقامات میں زیادہ اور زیادہ بلند چڑھتا ہے تو کبھی مہلک بحر الثلج کا سامنا ہو جاتا ہے جس کے ساتھ پتھر۔ درخت۔ مٹی۔ برف۔ پالا نہ روکی جا سکنے والی طاقت کے ساتھ نیچے کو کھسکتا چلا آتا ہے اور یہ مسافر حیرت زدہ کھڑا دیکھتا رہ جاتا ہے۔ پھر یہ بحر الثلج انجام کار کھڈ میں بہنے والے دریا سے جا ملتا ہے۔

خدا کے حکم سے یہ بحر الثلج گرتا ہے اور کسی قسم کی بھی احتیاط اُس مسافر کو جو اُس کے سامنے آ جاتا ہے نہیں بچا سکتی۔ مسافر کا فوراً کام تمام ہو جاتا ہے اور وہ ایسی جگہہ دفن ہو جاتا ہے جہاں سوائے حضرت اسرافیل کے صور کے اور کوئی آواز اُس کے کان میں نہیں پہونچ سکتی۔ برف و باد کے سخت طوفان بھی ان برفستانی بلندیوں پر آیا کرتے ہیں جن سے مسافر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور دم خفا ہو جاتا ہے صدہا جسم برف کے تودوں کی شکل میں برف ہی کے ذریعہ سے سڑنے گلنے سے محفوظ ان برف کے انباروں میں

مدفون پڑے ہیں اور ہمیشہ وہیں دفن پڑے رہینگے جب تک آخری شعلۂ آتش اُن کے اس برف کے کفن کو نہ پگھلا ئیگا۔ ایسے ایسے مہلک اور پرخطر مقامات پر چل کر دو دن کے بعد قسمت آزما مسافر اس درہ کی چوٹی پر پہونچتا ہے جو سطح سمندر سے آٹھ ہزار فیٹ اونچی ہے یعنی امریکہ کے کوہ واشنگٹن سے بھی دو ہزار فیٹ زیادہ اونچی ہے۔ اس چوٹی سے جہاں سے اُتار شروع ہوتا ہے ملحق ایک چھوٹا سا ہموار میدان ہے جس کے گرد برف سے ڈھکے ہوئے بلند پہاڑ کھڑے ہیں۔ (۱۵۱)

اس مقام کا منظر بیان سے باہر ویران اور اداس ہے۔ قدرت نے ان ہیبتناک مقاموں میں اپنی سب سے زیادہ سخت اور ڈراونی وضع اختیار کی ہے اور جبکہ مسافر ڈھلوان کگاروں اور بلندیوں سے نکلکر اس وادی ہلاکت میں پہنچتا ہے تو سینٹ برنارڈ کی خانقاہ سامنے نظر آتی ہے۔

اس مقام پر جہاں کوئی سامانِ آسایش نہیں ہے اور جو یوروپ کے سب آباد مقاموں سے اونچا ہے ہزار برس سے زیادہ سے راہبوں کی ایک نسل چلی آتی ہے جن کا کام نفس کُشی ہے اور جن کو کسی آرام و آسایش سے واسطہ نہیں ہے۔ یہ راہب اس برفستانی اور پہاڑی مقام پر مستقل طور سے رہتے ہیں اور اپنے خالق کی اس طرح بندگی بجالاتے ہیں کہ حیران اور تباہی میں پڑے ہوئے مسافروں کو بچاتے ہیں جو بربادیاں اِن مسافروں پر طوفان کے ہاتھ سے ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔

اس برف سے گری ہوئی وادی کے وسط میں ایک جھیل ہے جس کا پانی صاف گہرا اور ٹھنڈا ہے اور جس میں موسم گرما میں بھی ان بحر الثلجوں کا عکس معکوس ہوتا ہے جو اُس کے گرد واقع ہیں۔ اٹلی کی جانب کا اوتار فرانس کی جانب کی چڑھائی سے بھی زیادہ خطرناک ہے ان برہنہ اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں پر کسی قسم کی نباتات نہیں ہے اور ان پر ہمیشہ طوفان کے جھوکے چلتے رہتے ہیں ان کی بلندیوں پر

ہوا کی رقت کا وہ عالم ہے کہ عقاب کا شہپر کام نہیں کرتا اور اُس کے ڈھالو اور پھسلونے ہونے کا یہ حال ہے کہ پہاڑی بکریاں چڑھنے کی جرأت نہیں کرتیں۔ ان برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر بشر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ہاں اکّا دُکّا ٹھٹھرے ہوئے مسافر جو ذرا دیر کو راہبوں کی خانقاہ میں ٹھہر جاتے ہیں یا یہ کلاہ پوش۔ راہب جو موٹی جھوٹی پوشاک سے جسم کو ڈھانپے رہتے ہیں نظر آجاتے ہیں۔ ان راہبوں کے ہاتھوں میں عصے اور ان کے ہمراہ ان کے کتّے ہوتے ہیں اور برف و باران میں یہ ٹٹول ٹٹول کر چلتے ہیں ایندھن بھی جو کفایت شعاری سے جلایا جاتا ہے بڑی دقت اور محنت سے خود ان پادریوں کے کندھوں پر نیچے سے اوپر کو آتا ہے۔

پس ایسے ایسے موانع تھے جن کے عبور کرنے کا نپولین نے ارادہ کیا تھا کہ آسٹریا کی فوج پر پیچھے سے جا کر حملہ آور ہو۔ اس وقت آسٹریا کی فوجیں جینوا کی فصیلیں گولوں سے مسمار کر رہی تھیں اور یہاں مسینا گھرا ہوا تھا اور فتح سے پھولی ہوئی آسٹریا کی فوج نیس کے پھاٹکوں پر حملہ کر رہی تھی۔ اس وحشت خیز کوہی درہ سے جہاں خچر بڑی دقت سے جاتا تھا اور جہاں کبھی گاڑی کا پہیہ نہیں گھوما ہے اور نہ گھومنا ممکن ہے نپولین نے ارادہ کیا تھا کہ ساٹھ ہزار فوج مع بھاری توپوں۔ لاکھوں من گولوں۔ سامانوں اور وزنی حرب کے اسباب کے دوسری جانب لیجائے۔ انگلستان اور آسٹریا اس خیال محال پر قہقہے لگا رہے تھے اور ایسے کام کا انجام کو پہونچنا غیر ممکن خیال کرتے تھے"

لیکن ذرا ذرا سی خفیف باتوں کا انتظام کرنے میں بھی نپولین ویسا ہی مشاق تھا جیسے بڑی بڑی اہم تجویزوں کے سوچنے میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ اگرچہ نپولین کا عزم بالجزم تھا کہ فوج کا بڑا جزو یعنی چالیس ہزار سپاہ سینٹ برنارڈ کے درّہ سے اٹلی کو لیجاوے تاہم اُس نے آسٹریا کی فوج کا خیال بانٹنے کو یہ بھی تجویز کی کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں۔ سینٹ گوتھرڈ۔ لٹل سینٹ برنارڈ۔ کوہ سینس کو بھی بھیجدیں۔ اور اس طرح وہ

یکایک ساٹھ ہزار فوج اٹلی کے میدان میں جمع کرسکتا تھا۔ جس سے دشمن حیرت میں ہو جاتا اور یہ فوج نپولین کی ماتحتی میں آسیب کی طرح بادلوں سے نیچے اُتر کر آسٹریا کی فوج پر عقب سے حملہ آور ہوتی اور آسٹریا والوں کا سارا تعلق اُس کے ملک سے قطع کردیتی اور فرانس پر یورش کرنے والے دشمنوں کے دل خوف سے تھرا دیتی۔

ڈیجن کے قرب وجوار میں مختلف مقامات پر فوجیں جمع کی گئیں اور یہ سب ایک اشارہ پر اپنی جائے بازگشت پر جمع ہو جانے کو تھیں کہ ہوا کے بگولہ کی طرح پہاڑ کی گھاری میں گھس پڑیں۔ گیہوں۔ بسکٹ۔ اور جَو کے بڑے بڑے ذخیرے مختلف مقامات میں جمع کردئیے گئے تھے اور بڑی کثرت سے روپیہ بھیجدیا گیا تھا کہ پہاڑوں میں رہنے والے پہاڑی کسان مزدور کرلیئے جاویں۔ طلسمی سرعت سے کاریگروں کی دُکانیں راستہ کے کنارے کنارے قایم ہوگئیں جن میں اچھے اچھے کاریگر موجود تھے کہ سامان کی مرمت کریں۔ توپوں کو گاڑیوں سے اُتاریں۔ اور توپوں اور سامان کی گاڑیوں کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کردیں کہ آدمیوں اور خچروں پر وہ ڈھالو ناہموار راستہ پر جا سکیں۔ گولہ بارود کے لئے ہزارہا چھوٹے چھوٹے چوبی صندوق تیار ہوئے کہ خچروں پر بآسانی لد سکیں۔ کاریگروں کی ایک اور جماعت سفری بھٹیوں سمیت فوج کے پہلے دستہ کے ساتھ پہاڑ کے دوسری طرف بھیجدی گئی کہ میدان میں دکانیں قایم کرکے شکستہ اسباب کی مرمت کردیں اور گاڑیوں کو قایم کرکے اُن پر توپیں پھر سے چڑھا دیں۔

پہاڑ کے دونوں طرف اسپتال قائم کردئے گئے اور مریضوں اور مجروحوں کے لئے ہر قسم کا سامان آرام مہیّا کردیا گیا اور نپولین کی دور اندیشی ایسی وسیع تھی کہ اُس نے پہاڑ کی چوٹی پر خانقاہ میں نہایت افراط سے روٹی۔ پنیر اور شراب بھی بھیجدی تھی۔ اور ہر سپاہی کو حیرت ہوگئی جبکہ چوٹی پر پہونچتے ہی اُس نے ایک روٹی کا ٹکڑا اور پنیر اور ایک جام شراب کا ایسی حالت میں کہ محنت شاقہ سے چور ہو رہا تھا پایا اور یہ راہبوں نے اُس کو دیا تھا

نپولین نے جملہ باتوں کا انتظام کر دیا تھا اور اسی کے ساتھ وہ فرانس کی جماعت کو از سرِ نو ترتیب دینے میں ایک درجن آدمیوں کی برابر اور بھی محنت کر رہا تھا۔ اگر محنت کا ثمر واقعی عظمت ہے تو نپولین نے اُس عظمت کو خریدا تھا جس پر وہ پہونچا۔ اور تاہم اُس کے جسم و دماغ ایسے بنے تھے کہ نہ سونا اور چست و چاق بنے رہنا اُس کے لئے ایک مسرت تھی۔

آخر کار مقررہ وقت آپہونچا۔ ۶ مئی ۱۸۰۰ء کو ٹوئی لریز کے ایوان سے یہ لفظیں کہتا ہوا نپولین اپنی گاڑی میں سوار ہوا:۔ "اچھا۔ جوزیفائین۔ خدا حافظ۔ اٹلی جانا مجھے بڑا ضروری ہے۔ میں تمھیں نہ بھولونگا۔ اور میں بہت دنوں تک غیر حاضر نہ رہونگا"

حکم کی دیر تھی اور یہ ساری پرشکوہ جماعت چل دی۔ نپولین نے شہاب ثاقب کی طرح فرانس کو طے کیا اور وہ کوہستان کے دامن میں پہونچا اور یہاں مقررہ وقت پر جملہ سامانِ حرب آپہونچا۔ اب نپولین نے بڑی احتیاط کے ساتھ فوج کا معائنہ کیا۔ ہر ایک پیدل اور ہر ایک سوار اُس کے سامنے سے گذرا۔ اگر بوٹ ٹوٹا ہوا تھا۔ یا کوٹ پھٹا ہوا تھا۔ یا بندوق میں نقصان تھا تو اس نقص و خرابی کی فوراً درستی کر دی گئی۔ اُس کی پُر آب و تاب لفظوں سے اُس کے سپاہیوں کے سینہ میں وہی جوش بھر گیا جس سے خود اُس کا سینہ بھڑکا ہوا تھا۔ نپولین ہی کے سے عزم و ثبات تمام اس زبردست فوج میں پیوست
ص (۱۵۲) ہو گئے تھے۔ ہر شخص جہاں تک ممکن تھا محنت کرتا تھا۔ اُس کے سردار کی آنکھ اُسے ہر جگہ دیکھ رہی تھی اور اس کی جی بڑھانے والی آواز اس سے فوق العادت محنت کراتی تھی۔ دو لایق انجنیر راستہ کی تحقیقات کو بھیجے گئے تھے۔ کہ جہاں تک ہو سکے راہ کے موانع دفع کر دیں۔ لیکن اپنی واپسی پر اُنھوں نے بڑی خوفناک داستان بیان کر کے کہا کہ راستہ بظاہر بے گذر ہے۔

نپولین نے پوچھا "بھلا اس راستہ کو پار کرنا ممکن ہے یا نہیں؟" انجنیروں نے بڑے پس و پیش کے ساتھ کہا۔ کہ ہاں "حدودِ امکان کے اندر تو

ہے لیکن اس میں شک ہے"

یہ سن کر نپولین نے بڑی ہمت سے کہا: "پھر کیا ہے۔ چلو بڑھو" ہر شخص کو تاکید تھی کہ اپنے ہتھیاروں کے علاوہ کئی روز کا کھانا بھی اپنے ساتھ لیوے۔ اسلئے کہ پہاڑ کے پرپیچ وخم راستہ میں آدمی صرف ایک ہی قطار میں آگے پیچھے جا سکتے تھے۔ گاڑیوں کے بھاری بھاری پہیے اُتار لئے گئے اور ہر ایک پہیہ کے سوراخ میں ڈنڈا ڈال کر دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھدیا گیا۔ پیدلوں کے مقابلہ میں سواروں کو بڑی دقت تھی۔ سوا پیدل چلتے تھے اور اپنے گھوڑوں کو اپنے پیچھے لے کر چلنا پڑتا تھا۔ اُتار کے وقت سخت مصیبت کا سامنا تھا کیونکہ تنگ اور ڈھالو راستہ پر سوار کو گھوڑے سے آگے آگے چلنا پڑا تھا۔ اور ذرا سی لغزش پر اُس کھڈ میں جو مُنہ پھیلائے سامنے موجود تھا سر کے بل گر پڑنے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ اور یوں ہی بہت سے سپاہی اور گھوڑے مر بھی گئے۔ کٹھے بیچ سے چیر کر اُن کی پھانٹوں کو اندر سے خالی کر دیا تھا اور توپوں کی نالیں اُس خلا میں جڑ دی تھیں۔

اس طرح ان نالوں کو پہاڑ پر چڑھانے کے لئے خچروں کی ایک قطار آگے پیچھے جوت دی گئی لیکن خچروں کے کھینچنے میں جلد ناکامی کا تجربہ ہوا۔ پھر آدمیوں نے بڑی مستعدی سے جوت اپنے کندھوں پر ڈالے اور ایک ایک توپ کے کھینچنے میں سو سو آدمی شریک ہو گئے۔ نپولین نے بارہ پنی توپ کے چڑھانے کے ایک ہزار فرانک کسانوں کو دینا کئے۔ لیکن زر کا لالچ اتنا قوی نہ تھا کہ اُن کو ایسی شاقہ محنت کی طرف لبھاتا۔ مگر نپولین کی ہر دلعزیزی کا اثر اُس کے سپاہیوں پر روپیہ کے اثر سے زیادہ تھا۔ ہمت بڑھانے والے نعرے مار مار کر وہ رسے میں زور لگاتے تھے اور ہر آدھ گھنٹہ میں نئی ٹولی تھکے ہوئے جوانمردوں کی جگہ آموجود ہوتی تھی۔ یہ مسلح جھلکتے ہوئے سپاہی ان بلند کگاروں پر کھڑیں ستاروں کی طرح چمکتے تھے اُن کی بلندی

کا یہ حال تھا کہ عقاب اُن کے نیچے اڑتا اور بولتا تھا۔ پہاڑی بکریاں یہ غیر معمولی منظر دیکھ کر خوف سے بھاگ گئی تھیں اور کگاروں پر کھڑے ہو کر اس فوجی دَل کو جس نے اس ویرانہ کو یکایک آباد کر دیا تھا بڑے غور و حیرت سے دیکھتی تھیں۔

جب کسی خاص وقت طلب موقع پر پہونچتے تھے تو ہلہ کا بگل دیا جاتا تھا اور اُس کی آواز پتھریلی چٹانوں اور برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں میں گونجنے لگتی تھی۔ ان آوازوں پر ہمت باندھ کر جہاں تک ہو سکتا تھا سپاہی زور لگاتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی غنیم پر حملہ کر رہے ہیں۔ نپولین نے ان سپاہیوں کے گروہ کو بھی وہی انعام دینا چاہا جو وہ مزدوروں کو دیتا تھا۔ لیکن ان سپاہیوں میں سے ایک ایک نے اُس کے لینے سے انکار کیا۔ انھوں نے تو اپنے سردار کے جوش سرگرمی کا اظہار کیا تھا اُن میں تو نپولین جیسی عالی حوصلگی پیدا ہو گئی تھی جو تمامی روپیہ پیسے کے لالچ پر غالب تھی۔

اُنھوں نے کہا ہم روپیہ کے لالچ میں جان نہیں لڑا رہے ہیں۔ بلکہ یہ محنت اس غرض سے ہے کہ آپ پسند کریں اور ہم بھی آپ کی شان و شوکت میں حصہ لیں"

نپولین نے حیرت انگیز سلیقہ شعاری سے توپ خانہ کی خدمات میں ایک خفیف تبدیلی کر دی جس سے بے انتہا اخلاقی نتیجے برآمد ہوئے۔ اس وقت تک یہ دستور تھا کہ توپوں کی گاڑیوں کے چلانے والے معمولی گاڑیبان ہوتے تھے اور وہ سپاہی شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ خدمتگار سمجھے جاتے تھے اور اُن کو فتح کی ناموری میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا اور نہ اُن کو غیرت و آبرو کا کچھ لحاظ و پاس ہوتا تھا۔ جہاں خطرہ پیش آجاتا تھا وہ گھوڑوں کے جوت کاٹ دینے اور فرار ہو جانے کو تیار رہتے تھے اور توپوں کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ جاتے تھے۔

نپولین نے کہا یہ توپوں کی گاڑی ہانکنے والا جو اپنی توپ کو میدان میں لاتا ہے

بڑی قیمتی خدمت انجام دیتا ہے اور گولنداز کی طرح کام کرتا ہے یہ بھی گولنداز ہی کی طرح خطرہ کے سامنے ہوتا ہے اور پس اس گاڑی والے کو بھی گولنداز ہی طرح اخلاقی تحریک اور غیرت کی حاجت ہے۔

پس اُس نے توپ خانوں کے گاڑی بانوں کو سپاہیوں میں تبدیل کر دیا اور اُن کو بھی اُن کے رجمنٹوں کی طرح وردیاں دیں اور ان گاڑیبانوں سے بارہ ہزار سوار تیار ہو گئے جو اپنی توپوں کو میدانِ جنگ میں لیجاتے تھے اور اُن کو بھی گولندازوں کی طرح غیرت و آبرو کے خیال سے تحریک ہو گئی تھی اور جس طرح گولنداز اپنی توپوں کو بھرنے اور فیر کرنے میں غیرت کے خیال سے متحرک ہوتے تھے اُسی طرح یہ گاڑیبان بھی اپنی توپوں کو جلد لیجانے اور اُن کی حفاظت کے خیال سے متاثر تھے۔ اپنی توپوں کی حفاظت کرنا ان کے نزدیک بڑے فخر کی بات تھی اور ان بے رحم آلاتِ قتل کو وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس مہلک جھلکتے ہوئے اور مجلّیٰ پیتل کو وہ پیار کرتے تھے اور اُس سے کثرت سے محبت آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔ انسان کا دل بھی ایک عجیب معمہ ہے۔ اُس وقت بھی جبکہ اُس کی خواری کی کوئی انتہا باقی نہ رہی ہو اُسے کسی نہ کسی چیز سے محبت کرنے کی حاجت رہتی ہے یہ خون سے رنگے ہوئے سپاہی جن کو بدی نے بہایم بنا دیا تھا جنگ کے تمامی خطرات میں ان مہلک حربی کلوں سے بڑا اظہارِ الفت کرتے تھے اور اُس کو مخاطب کر کے کہتے تھے "میری پیاری تو مجھے اُسی نام سے پکار جو گھر میں لیا جاتا ہے" یہ بے رحم توپ گویا ان لوگوں کی سنگ دل معشوقہ تھی۔ یہ لوگ بے دھوئے ہوئے موچھندر ہونٹوں سے اُس کے بوسے لیتے تھے۔ اور اپنی وحشیانہ غیر مہذب جاں نثاری میں اُن کو یہ منظور تھا کہ خود مارے جائیں لیکن اپنی محبوبہ کو چھوڑ کر بھاگ جانا گوارا نہ تھا۔ بڑی احتیاط سے وہ خونخوار توپوں کو لہو سے اصطباغ دیتے

تھے۔ اور بڑے پیار سے کسی کا میری۔ کسی کا ایما۔ اور کسی کا لزی نام رکھتے تھے۔ کوہ الپس عبور کرنے میں بعض گولندازوں کو جو برف پر اپنی توپ کے ساتھ محنت کر رہے تھے رات ہو گئی۔ اُنھوں نے اس توپ کو میدان اور برف میں تنہا نہ چھوڑا نہ آپ خشکی اور سایہ میں آرام کرنے کو گئے۔ بلکہ ایسے سپاہیوں کی طرح جو اپنی بہن کی حفاظت کرتا ہے رات بھر توپ ہی پاس سردی اور برف میں پڑے رہے۔ یہ سب نپولین ہی کی ذکاوت تھی جو انسانی روح کی تہ میں پڑ گئی تھی اور بڑے زبردست عزم و ثبات اس روح کی مدد کو آموجود ہوئے تھے ایک شخص نے نپولین سے کہا کہ "دیکھئے سب خیال ہی خیال ہے" نپولین نے جواب دیا "بیشک سب خیال ہی خیال ہے اور تمام دنیا پر یہ خیال ہی حکومت کرتا ہے۔"

جب یہ سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے تو اُن آرام کی چیزوں کو دیکھ کر جو نپولین نے اُن کے لئے مہیا کی تھیں خوشی اور حیرت سے بھر گئے۔ ہر شخص کو یہی خیال ہو سکتا تھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر بڑی بے انتظامی اور بے ترتیبی پیش آئیگی۔ چالیس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلادینا کچھ آسان کام نہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے اس خوبی سے ہر شخص کا اہتمام کیا گیا تھا اور نپولین کا اثر اسقدر زبردست تھا کہ ایک سپاہی کو بھی اپنی صفوں سے باہر نکلکر جانے کی ضرورت نہ ہوئی اور ہر شخص کو روٹی۔ پنیر اور شراب کا پیالہ ملگیا اور وہ کھاپی ص ۱۵۳ آگے چلنا ہوا۔ اس موقع پر یہ بات بڑے فخر کی خیال کی گئی تھی کہ پہاڑ کی چوٹی پر توقف نہ کیا جاوے اور راہ میں کسی قسم کے موانع کیوں نہ پیش آجاویں لیکن حکم تھا کہ کسی کا خیال نہ کیا جاوے تاکہ بیس میل لمبی آدمیوں اور جانوروں کی قطار میں ابتری واقع نہو۔ اُتار چڑھائی سے بھی زیادہ خطرناک تھا لیکن اقبال یاور تھا۔ یعنی آسمان صاف اور موسم نہایت خوشنما تھا اور چار دن کے اندر یہ تمامی فوج اٹلی کے میدان میں جاکر جمع ہوگئی۔

نپولین نے برتھیر کو آگے بھیجدیا تھا کہ جو فوج کا دستہ پہونچتا جاے وہ انتظام و ترتیب سے قایم کردیا جائے اور سب چیزیں ٹھیک ٹھاک اور ضروری مرمت سے فراغت ہولی جاوے اور خود سب سے پیچھے رہ گیا تھا کہ اس بڑے انبوہ کو آگے بڑھاے اُس نے سب سے پیچھے پہاڑ سے عبور کیا۔ وہ ایک خچر پر سوار تھا اور ایک نوجوان کسان اُس کا رہبر تھا اور خیال میں ڈوبا ہوا ان خوفناک چڑھائیوں پر چڑھا چلا جارہا تھا۔ وہ بھورا کوٹ اپنی معمولی عادت کے موافق پہنے ہوے تھا۔ اس موقع پر نپولین کو مصوروں نے اس طرح دکھایا ہے کہ وہ ایک چنچل گھوڑے پر سوار ہے اور پہاڑ کی چوٹی پر طرارے بھرتا چلا جارہا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ نہایت ہی سادی وضع سے تھا اور حتیٰ کہ اُس کے رہبر کسان نے بھی اُس کو نہ پہچانا تھا۔

بہت زیادہ راستہ تک نپولین خاموش رہا اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا لیکن باوجود اس کے اُس کو رحم سے بھری ہوئی ہمدردی کا موقع ملا یعنی اپنے سیدھے بھولے رہبر کے جی کا حال نپولین نے لے لیا۔ یہ نوجوان کسان سچا اور نیک نہاد تھا۔ وہ ایک حسین پہاڑن لڑکی کو چاہتا تھا۔ وہ بھی اس کو چاہتی تھی اور اس نوجوان کو اُس سے شادی کرنے کی بڑی تمنا تھی۔ لیکن وہ غریب تھا اور اُس کی کوئی آمدنی ایسی نہ تھی کہ خانہ داری کے اخراجات کا کفیل ہوسکتا اور نہ اُس کا گھر تھا۔ اگرچہ یہ ایسا وقت تھا کہ نپولین کے عزم و ہمت اور تمام خیالات انگلستان اور آسٹریا کی طرف متوجہ تھے۔ اور ایک عظیم الشان فوج کی فکر اُس کو دامنگیر تھی کیونکہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے اُس کا مقابلہ تھا لیکن پھر بھی اپنے رہبر کا وہ رازدار ہوگیا اور اُس سے اُس کے عشق و آرزو کی ساری داستان کھلوا کر سُن لی۔

جب پورا انعام دیکر نپولین نے اپنے رہبر کو رخصت کیا تو اپنی جیب سے ایک پنسل نکالی اور ایک روی کاغذ پر چند سطریں لکھکر اُس نوجوان سے کہا کہ واپسی پر

پہاڑ کے دوسری جانب یہ خط مہتمم عساکر کو دیدے۔ جب یہ رہبر واپس آیا اور وہ پرزہ مہتمم عساکر کو دیا تو یہ معلوم ہونے سے کہ اُس نے پہاڑ پر نپولین کی رہبری کی تھی اور نپولین نے اُسے قطعہ آراضی اور ایک مکان عنایت کیا تھا اُس کی حیرت و مسرت کا کوئی پایان نہ رہا تھا پس اس طرح اُس کی شادی کا سامان بہم پہونچا اور اُس کی عاجز بلند نظری کا خواب صحیح ہوگیا۔ اُس دل میں فیاضی کی تحریکیں ضرور فطرتی تھیں جو باوجودیکہ ایسے اہم معاملات کی فکروں میں مبتلا تھا لیکن اس پر بھی افکار سلطنت و جنگ سے پھر کر ایک کسان کے ساتھ ہمدردی کرنے سے مسرور ہوا۔ یہ کسان ابھی حال میں مرا ہے اور تمام عمر اُس زمین اور مکان سے جو ہفت کشور کے شاہنشاہ نے اُس کو عطا کیا تھا لطف اٹھاتا رہا ہے۔

صفحہ ۱۵۳

باب بستم

میرنگو

قلعۂ بارڈ۔ میلاس کی پریشانی۔ نپولین کے تفکرات۔ املان۔ ڈیزے۔ مانٹی بیلو زیزے کا آنا خوفناک جنگ۔ ڈیزے کا مارا جانا۔ جنگ کے نتائج۔ فطرتی جوشِ قلب۔ شاہنشاہ آسٹریا کے نام خط۔ اطاعت کی شرطیں۔ نپولین کا میلان میں داخلہ۔ پیرس میں بڑے جوش سے استقبال۔

دریائے اوسٹا کے کنارے کنارے اب فوج بڑی تیزی سے روانہ ہوئی۔ یہ فوج ایک خوبصورت وادی میں تھی جو نہایت ہی تر و تازگی سے آفتاب نوبہار کے نیچے شگفتہ ہو رہی تھی۔ فوج کے راستہ کو دیہات کے مکانوں۔ باغوں انگورستانوں نے جہاں شگوفے کھل رہے تھے رونق دے رکھی تھی اور فوج کے دونوں جانب نہایت رفیع الشان صنوبر کے درختوں سے ڈھکی ہوئی کوہی دیواریں بلند تھیں آسٹریا کی فوج فرانس کی سرحد پر بڑھی چلی جاتی تھی لیکن اُس طوفان سے کچھ خبر نہ تھی جو اُس کے عقب میں یکایک جمع ہو گیا تھا اور بے روک تیزی کے ساتھ اُس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ فرانسیسی سپاہی اُس اہم مہم سے جو ابھی وہ کوہستان کے

عبور کے متعلق پوری کر چکے تھے خوشی سے پھولے ہوئے تھے۔ اُن کو اپنے سردار پر پورا بھروسہ تھا اور خوشی خوشی بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن اُن کے سامنے یہ وادی تنگ ہوتی چلی جاتی تھی اور ہر دو طرف پہاڑ زیادہ ڈھلوان اور کگاروں والے ہوتے جاتے تھے اور دریائے اوسٹا سمٹ کر ایک تنگ ظرف میں بہنے لگا تھا اور پتھروں سے ٹھوکریں کھاتا جھاگ اٹھاتا بہتا چلا جاتا تھا۔ اور اُس کے کناروں اور پہاڑ کے بیچ میں بدقت سڑک کی جگہ باقی تھی۔ لیکا یک فوج کا آگے بڑھنا ایک قلعہ نے روک دیا جو ایک بلند بے گذر چٹان پر بنا ہوا تھا اور یہ چٹان دریائے اوسٹا کے کنارے بلند مینار کی طرح واقع تھی۔ اس قلعہ کی عمدہ بنی ہوئی فصیلوں پر بڑی ہنرمندی سے توپیں چڑھی ہوئی تھیں جن کی زد میں سارا درہ تھا اور نپولین کی فوج کا آگے بڑھنا قطعاً غیر ممکن تھا۔

اس غیر متوقع روک کی خبر فوراً اگلے حصہ سے پچھلے حصہ میں پہونچی۔ نپولین فوراً اگلی صفوں میں جا پہونچا اور ایک نہایت ہی تنگ راستہ سے قلعہ کے مقابل پہاڑ پر چڑھ گیا اور چند جھاڑیوں کی آڑ میں دشمن کی گولیوں سے بچکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور اپنی دوربین سے بہت دیر تک احتیاط کے ساتھ قلعہ اور اُس کے قریب کے کگاروں کو دیکھتا رہا اور اُس نے ایک مقام پر جو قلعہ سے بہت بلند تھا یہ اندازہ کرلیا کہ وہاں ایک توپ کا کھینچکر پہونچایا جانا ممکن تھا اور اُس مقام سے دشمن کی غیر محفوظ فصیلوں پر گولہ باری ہوسکتی تھی۔

مقابل کے پہاڑ میں اُس نے ایک دریچہ دیکھا جو قلعہ کے توپخانوں کی زد سے بہت بچا ہوا تھا اور اُس نے خیال کیا کہ اس راستہ سے ایک ایک آدمی نکل سکتا تھا اور پس اُس نے فوراً کوچ شروع کرا دیا۔ اور سب فوج ایک قطار میں اس پیچیدہ راستہ سے ہو کر چل پڑی۔ یہاں تک کہ گھوڑے بھی جو سینٹ برنارڈ

کے خطرناک درہ کو پار کرنے سے خطرہ کے عادی ہو گئے تھے اسی راستہ پر اپنے سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ قلعہ میں آسٹریا کی فوج کو کسقدر صدمہ ہو رہا تھا کہ وہ پینتیس ہزار فوج کو مع بہت سے گھوڑوں کے پہاڑی دیوار سے چپٹی ہوئی ایک ہوائی خط میں چلی جاتی ہوئی دیکھ رہی تھی اور اس فوج کو گولی یا گولہ سے کوئی گزند نہ پہونچا سکتی تھی۔

نپولین اس سنگین کگارے پر چڑھ گیا اور رات دن کی بیخواب محنت سے قطعی تھکا ہوا چٹان کے سایہ میں لیٹ کر سو گیا۔ سپاہ کی لمبی قطار بڑی احتیاط و خاموشی (۱۵۴) سے پاس ہو کر نکلی چلی جاتی تھی اور ہر ایک سپاہی اپنے ساتھی کو خاموشی کا اشارہ کرتا جاتا تھا کہ اُس کے محبوب سردار کی نیند میں خلل نہ واقع ہو۔ یہ بڑا پرلطف نظارہ تھا کہ یہ معرکہائے جنگ کے تھکے ہوئے سپاہی اس پر محبت الفت کا اظہار کر رہے تھے اور جبکہ وہ دبے پاؤں نپولین کے قریب سے ہو کر گذرتے تھے تو ہر ایک سپاہی کی آنکھ نپولین کے زرد ستے ہوئے رخساروں پر جمی ہوئی تھی۔

لیکن اس راستہ سے توپخانہ کا گذرنا قطعی غیر ممکن تھا اور بے توپ خانہ کی فوج نہتے سپاہی کی طرح ہے۔ آسٹریا کے قلعہ دار نے میلاس کو لکھا کہ مینے پینتیس ہزار فوج دیکھی ہے جس میں چار ہزار سوار ہیں اور یہ قلعہ کے پاس سے کوہ البریڈو کے کنارے کنارے رینگتی ہوئی گئی ہے" لیکن اُس نے میلاس کو یقین دلایا کہ ابھی توپ ایک بھی نہیں گئی ہے اور نہ اُس کے قلعہ کی توپوں کی مار کی وجہ سے جا سکتی ہے مگر طرفہ یہ ہے کہ جب وہ قلعہ دار یہ خط لکھ رہا تھا تو نپولین کی فوج کی آدھی توپیں اور آدھا سامان حرب نکل چکا تھا اور بڑی حفاظت و سرعت کے ساتھ وادی میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

رات کی اندھیری میں بڑے بڑے قابل اعتبار آدمیوں نے احتیاط و خاموشی

سے سڑک پر گھاس اور پیال بچھایا۔ اور توپوں کے کھڑکھڑانے والے پہیوں میں کپڑے اور گھاس لپیٹ دی اور دُھریوں میں اچھی طرح روغن لگایا اور خاص قلعہ کی دیوار کے نیچے اور قلعہ کی توپوں سے چار قدم کے فاصلہ سے ان توپوں کو خود کھینچکر دوسری طرف پہنچا دیا اور دو راتوں میں سب توپیں اور جملہ سامان حرب دوسری طرف نکال دیا۔ اور چند روز میں اس قلعہ کو بھی چھین لیا۔

آسٹریا کا سپہ سالار میلاس اب جاگا۔ لیکن اپنی عافیت کی جانب سے اُس کے حواس باختہ ہو رہے تھے۔ نپولین۔ خوفناک۔ نپولین اعجازی قوت سے کوہستان آلپس عبور کر آیا تھا اور آمد و رفت و رسد کے سب راستے بند کر دئے تھے۔ اور آسٹریا کی فوج کے لئے بھاگ بچنے کا کوئی امکان باقی نہ چھوڑا تھا۔ اپنی خطرناک حالت کی مقدار سے بدحواس ہو کر اُسے پیرس پر یورش کرنے کا خیال باقی نہ رہا اور اب یہی فکر کرنے لگا کہ کسی طرح بھاگ کر آسٹریا کی سرحد پر پہونچ جاتا۔ بڑے بڑے تردد اُس کی روح کو کھائے جاتے تھے اسلئے کہ نصرت و فتح کے بلند مینار سے اب وہ ہزیمت کے گہرے غار میں جا رہا تھا۔

ادھر نپولین کو طرح طرح کے تفکرات دامنگیر تھے۔ اس کے ہمراہ اس وقت صرف سولہ ہزار فوج تھی اور جس میں دو تہائی ایسے جوان تھے جنھوں نے سچ مچ گولی چلتے کبھی دیکھی تھی اور اتنی اور ایسی فوج سے نپولین کو ایک لاکھ بیس ہزار پرانی تجربہ کار آسٹریا کی فوج کو روکنا تھا جس کے پاس نہایت ہی مکمل آلات و سامان حرب موجود تھے۔ پھر ایسے بہت سے راستے تھے کہ میلاس نپولین سے فرسنگوں کے فاصلہ سے ہو کر نکل جا سکتا تھا۔ نپولین کے لئے یہ ضروری تھا کہ اپنی چھوٹی فوج کو اس طرح تقسیم کرے کہ آسٹریا کی کل فوج کی نگرانی رہتی۔ یہ ہر وقت خدشہ لگا ہوا تھا کہ نپولین کی فوج کے کسی چھوٹے ٹکڑے سے کہیں آسٹریا والوں کی ایک زبردست

فوج کی مٹ بھیڑ نہ ہو جائے اور قبل اس کے کہ کمک پہونچے آسٹریا والے اُسے کا ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیں۔ نپولین نہ کھاتا تھا۔ نہ سوتا تھا نہ آرام کرتا تھا۔ رات دن اور دن رات گھوڑے کی پیٹھ پر زرد۔ خیال میں ڈوبا ہوا اور بظاہر خراب تندرستی کی حالت میں گھوڑے پر سوار رہتا تھا اور اُس کے اُداس اور غور میں ڈوبے ہوئے خوبصورت چہرہ کے دیکھنے سے جی پر اثر ہوتا تھا۔ اُس نے ہر طرف جاسوس دوڑا رکھے تھے اور دشمن کی ہر ایک ممکن حرکت اور اجتماع پر وہ کامل غور کر رہا تھا۔ خیال ہی خیال میں وہ تمام لمبارڈی کے صوبہ پر پھر آتا تھا۔ اور نصرت و فتح کے ساتھ میلان میں داخل ہوتا تھا میلاس نے بڑے تردد سے اپنی فوج کو ایک مرکز پر جمع کیا کہ اُس جال کو توڑ کر نکل جاوے جس نے اُسے گھیر لیا تھا اُس نے حتی المقدور نپولین کو فریب دینے کی کوشش کی کہ نپولین کو وہ خاص مقام نہ معلوم ہو سکے جہاں سے وہ حملہ کرنے کو تھا۔ نپولین نے بڑے زور شور سے اپنی فوج کو حسب ذیل اعلان دیکر جوش سے بھر دیا:-

”سپاہیو۔ جس وقت ہم نے اپنا کوچ شروع کیا تھا فرانس کا ایک حصہ دشمن کے ہاتھ میں تھا۔ ہماری ریپبلک کے جنوب میں پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ تم آگے بڑھے اور فرانسیسی ملک محروسہ رہا ہو گیا۔ ہمارے ملک میں فکر و خوف کے بجائے اطمینان و مسرت ہے۔ دشمن کا خوف سے بُرا حال ہے اور اُس کو اب یہی جستجو ہے کہ کسی طرح وہ بچکر اپنی سرحد پر پہونچ جائے۔ تم نے دشمن کے اسپتال۔ سامان حرب کے ذخائر اور محفوظ چراگاہیں چھین لئے ہیں۔ ہماری مہم کا پہلا حصہ ختم ہو چکا کروڑوں آدمی تمھاری تعریفیں کر رہے ہیں۔ لیکن کیا تم اپنے دشمن کو جس نے تمھاری ریپبلک میں مداخلت بیجا کی ہے گوشمالی دیئے بغیر چلا جانے دو گے ؟ تم ہرگز نہ جانے دو گے۔ لہذا اُن سے مقابلہ کرنے کو آگے قدم بڑھاؤ۔ اور اپنے دشمن کی پیشانی سے فتح کے وہ سہرے جو اُس نے حاصل کئے ہیں نوچ لو۔ اور دنیا کے کان کھول دو کہ قوم اعظم کی سرزمین

میں مداخلت کرنے والوں پر ایسی پھٹکار پڑتی ہے۔ ہماری کوششوں کا نتیجہ کھلی ہوئی یکجائی اور پائدار امن و صلح ہوگی "

جس دن نپولین نے پیرس سے کوچ کیا اُسی دن ڈیزے مصر سے فرانس میں پہونچا چونکہ ڈیزے صاف۔ سچا۔ ایماندار۔ اور حد درجہ باویانت تھا لہذا وہ بھی منجملہ اُن چند آدمیوں کے تھا جن سے نپولین کو سچی محبت تھی۔ ڈیزے نپولین کو اپنے سے بہت زیادہ صاحب فضیلت شخص یقین کرتا تھا اور اُس کو پرستش کے درجہ کی نگاہ عزت سے دیکھتا تھا۔ اور نپولین سے اُس کو ایسی شدت سے محبت تھی کہ بمنزلہ ایک جذبہ کے تھی۔ اور ایسے اشراف شخص کی الفت سے موثر ہوکر نپولین نے بھی اُس کو ہم راز کرلیا تھا۔

پیرس پہونچنے پر نپولین کے خطوط ڈیزے کو ملے اور جیسے کہ اُس نے ان رازداری کی سطور کو پڑھا تو اُن کے اداس لہجہ سے حیرت زدہ ہوکر کہنے لگا "نپولین کو سب کچھ حاصل ہوگیا لیکن پھر بھی مصیبت زدہ ہے پس مجھے فوراً اُس کے پاس پہونچنا چاہئے اور ایک دم اُس نے کوہستان کو عبور کیا اور جنگ میرنگو سے چند ہی روز قبل نپولین کے صدر مقام پر جا پہونچا۔ نپولین اور ڈیزے تمام رات مصر کے واقعات اور فرانس کے حالات کے متعلق باتیں کرتے رہے اور نپولین کو اب اپنے لایق دوست کے آجانے سے بڑی تقویت ہوگئی۔ اور اُس نے فوراً فوج کے ایک حصہ کا ڈیزے کو افسر بنادیا۔ نپولین کہتا تھا "ڈیزے میرے جہاز کا لنگر ہے "

دوسری صبح کو بیورین نے نپولین سے کہا "ڈیزے سے آپ کی بڑی لمبی ملاقات رہی "

نپولین نے جواب دیا "ہاں اس تخلیہ کی میرے پاس وجوہ ہیں جس وقت میں پیرس واپس جاؤنگا میں ڈیزے کو وزیر صیغہ حرب کردونگا۔ وہ ہمیشہ میرا نائب

رہیگا۔ اور اگر مجھ سے ہوسکا تو میں اُسے بادشاہ کرونگا۔ وہ شجاعانِ قدیم کی وضع کا شخص ہے۔"

نپولین کو خوب معلوم تھا کہ ایک فیصلہ کر دینے والی لڑائی جلد ہوگی۔ میلاس بہ سرعت تمام ہر جانب سے اپنی فوج کو ایک مقام پر سمیٹ رہا تھا نپولین نے اپنی مختصر واضح لفظوں میں مرات اور لانس کو حسب ذیل حکم بھیجا۔

"اپنی فوجیں دریائے اسٹیڈلا پر جمع کرو۔ ۸۔ یا زیادہ سے زیادہ ۹ کو تمہارا پندرہ یا اٹھارہ ہزار آسٹریا کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اُس کا مقابلہ کرو اور اُس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اور اُس فوج میں جس کا میلاس کی ماتحتی میں ہمارا ایک فیصلہ کر دینے والی جنگ میں مقابلہ ہونے کو ہے اُسی قدر کمی ہو جائیگی۔"

نپولین کی پیشین گوئی صحیح ہوئی۔ آسٹریا کی پوری اٹھارہ ہزار فوج آگے بڑھی۔ لانس نے مانٹی بیلو میں اُس کا مقابلہ کیا۔ آسٹریا کی فوج مضبوط مقام پر مورچہ بند تھی۔ اور ایک پہاڑی پر توپیں جما رکھی تھیں کہ سارا میدان اُن کی زد میں تھا یہ امر بڑا ضروری تھا کہ یہ فوج آسٹریا کی بڑی فوج سے ملنے نہ پاتی۔ لانس کے پاس صرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور اگر اس نابرابر لڑائی کو لانس چند گھنٹہ روک لیتا تو وکٹر جو چند میل کے فاصلہ پر تھا چار ہزار فوج سے اُس کی کمک کو پہونچ سکتا تھا۔ فرانسیسی سپاہیوں کو معلوم تھا کہ کتنی بڑی فوج سے اُن کا مقابلہ تھا۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُن کی صفوں میں کسقدر خونریزی ہونے والی تھی۔ وہ جوش کے نعرے بلند کر کے حملہ آور ہوئے۔ آسٹریا کی توپوں سے فوراً اُن کی صفوں میں گراب کا طوفان برپا ہوگیا۔ لانس نے کہا ہے "میں اپنی صفوں میں ہڈیوں کے چٹاخے اُسی طرح سُن رہا تھا جس طرح طوفانِ تگرگ میں شیشہ ٹوٹتا ہے۔"

گیارہ بجے سے آٹھ بجے رات تک کامل نو گھنٹہ خونریزی کا بازار گرم رہا۔

کچلی ہوئی اور خون سے نہائی ہوئی۔ اور تباہ صفیں حملہ کے لئے بار بار جمع کی جاتی تھیں اور انجام کار جس وقت تین ہزار فرانسیسیوں کی لاشیں میدان میں بچھ گئیں تو آسٹریا کی فوج کی صفیں ٹوٹنا اور بھاگنا شروع ہوئیں۔ آسٹریا کی فوج سے بھی تین ہزار آدمی کام آئے لیکن وہ فرانسیسیوں کے ہاتھ میں چھ ہزار قیدی بھی چھوڑ گئے۔ نپولین اپنے لفٹنٹ کی مدد کو بڑی سرعت سے آیا لیکن اس وقت لانس کو فتح ہو چکی تھی۔ نپولین گھوڑے پر سوار لانس کے پاس پہونچا۔ یہ بہادر نڈر سپاہی مقتولوں کے انبار کے بیچ میں کھڑا تھا۔ اور اُس کے شل ہاتھ کی تلوار سے لہو ٹپک رہا تھا اور اُس کا چہرہ دھوئیں اور بارود سے سیاہ ہو گیا تھا اور اُس کی وردی لتھڑ گئی تھی اور اس طولانی لڑائی میں پارہ پارہ ہو گئی تھی۔ نپولین خاموشی سے لیکن بڑے فخر سے اپنے بہادر جنرل کو دیکھکر مسکرایا اور اُس کو انعام دینا نہ بھولا۔ اس جنگ سے لانس کو ڈیوک آف مانٹی بیلو کا خطاب عطا ہوا اور اسی نام سے آج تک اُس کا خاندان ممتاز ہے۔

جنگ کی یہ ابتدا تھی۔ فرانسیسی اس جنگ سے جوش خوشی سے بھر گئے لیکن آسٹریا کی فوج پر مایوسی سے خوف چھا گیا۔ میلاس نے اب جال توڑ ڈالنے کا عزم بالجزم کیا۔ نپولین بڑے تردد سے اپنے دشمن کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ اور نہیں معلوم تھا کہ کس موقع پر حملہ ہوگا۔ ۱۴- جون ۱۸۰۰ء کو میلاس نے چالیس ہزار فوج مع سات ہزار سواروں اور دو سو توپوں کے جمع کر کے فرانسیسیوں پر حملہ کیا جو تعداد میں صرف بیس ہزار تھے۔ میرنگو کے میدان میں صف آرا ہوئی۔ ڈیزے ایک محفوظ فوج کے ساتھ میرنگو سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا اور شام سے قبل اُس کا طلب کیا جانا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ اب خطرہ کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ کمک پہنچنے سے پہلے فرانسیسی فوج کے ٹکڑے اڑا دیئے جا سکتے تھے۔

لیکن ڈیزے کی تیز قوت سامعہ نے بھاری توپوں کی گرج سن کر غور سے کان لگایا اور فوراً قیاس کر کے کہ کوئی زبردست جمی ہوئی جنگ ہو رہی تھی اُسے اپنے محبوب سردار کی خیریت کی طرف سے بڑی فکر پیدا ہوئی اور وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور اپنی فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا اور اپنے بہادر رفیقوں کی مدد کو جھپٹا۔ نپولین قاصد پر قاصد بھیج رہا تھا کہ ڈیزے کی فوج جلد آوے اور اس عرصہ میں اُس کی فوج مستحکم کھڑی ہوئی تھی۔ اور اُس کی صفوں موت کا بازار دشمن کی توپوں نے گرم کر رکھا تھا اور آخر کار وہ بربادی پھیلی کہ جس کا مقابلہ کرنا بشر کے امکان سے خارج تھا نپولین کی فوج کے چند مربعے ٹوٹ گئے اور یہ کہکر بھاگے کہ سب خاتمہ ہو گیا اب جس سے ممکن ہو اپنی جان بچائے۔

ایسی خوفناک بے ترتیبی اور ابتری پیش آئی کہ اب تمام میدان فراریوں سے بھر گیا۔ جو کثیر التعداد آسٹریا کی فوج کے سامنے سے سیلاب کی طرح بھاگے چلے جا رہے تھے لیکن نپولین کے پاس ہنوز چند مربعے قایم تھے جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے آ رہے تھے اور دو سو توپیں اُن کو برابر دباتی چلی آ رہی تھیں۔ اب دن کے تین بج چکے تھے میلاس محنت سے بالکل چور ہو گیا تھا اور اُس کو یقین ہو چکا تھا کہ اُس کی کامل فتح ہو گئی تھی۔ پس اُس نے فتح کو مکمل کرنے کے لئے جنرل زیچ کو چھوڑا اور خود صدر مقام کو چلا گیا۔ اور فوراً تمام یورپ کو اپنی نامی فتح کے مراسلات روانہ کر دئے اس وقت آسٹریا کی فوج کے ایک تجربہ کار سپاہی نے جو نپولین کے مقابلہ میں آرکولا اور ریوولی میں جنگ کر چکا تھا کہا میلاس بڑا احمق ہے۔ میری بات پر یقین کرو۔ ابھی ہماری فتح نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ یقیناً اپنی محفوظہ فوج سے نپولین ہم پر ابھی حملہ آور ہو گا۔"

اسی وقت نپولین نے ڈیزے کی فوج کے گھنے کالموں کو میدان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ ڈیزے اپنے سمند کو مہمیز کر کے صفوں سے آگے نکلا اور نپولین

کے پاس آیا۔ اور جب اُس نے فوج کی یہ ابتری دیکھی تو بے ساختہ کہا۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ہزیمت ہوگئی مجھے خیال ہے کہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتا کہ تم کو میدان سے بچالے چلوں"

نپولین نے جواب دیا "کون کہتا ہے ہزیمت ہوگئی" اُس کے چہرہ سے وہی استقلال ظاہر تھا جیسا کہ وہ گویا اپنے کمرے میں آتشدان کے پاس بیٹھا ہوا تھا "مجھے تو یقین ہے کہ فتح ہماری ہوگی۔ تم فوراً حملہ کرو اور یہ سب منتشر فوج تمھاری فوج کے پیچھے جمع ہوجائیگی"

ڈیزے ایک چٹان کے مانند اپنی دس ہزار فوج کے مربعے لے کر حملہ آور ہوا اور اس نے آسٹریا کی فتح کے چڑھتے ہوئے مدوجزر کا مقابلہ کیا۔ اسی وقت نپولین نے کلرمن کو ہدایت بھیجی کہ اپنے رسالوں سے وہ آسٹریا کی فوج کے ایک بازو پر حملہ آور ہو۔ یہ سب ایک لمحہ کا کام تھا۔ اور لڑائی کی صورت بدل گئی۔ اور بھاگتی ہوئی فوج س ۱۵۶
کے سامنے سے نپولین یہ کہتا ہوا نکلا۔

"میرے عزیزو۔ اب تم کافی پیچھے ہٹ چکے۔ اب ہمارے آگے بڑھنے کی باری ہے۔ کیا تم بھول گئے کہ میں تو میدان جنگ میں سویا کرتا ہوں" یہ بھاگنے والے محفوظہ فوج کے آجانے سے تقویت پاکر فوراً اُس کے پیچھے جمع ہوگئے اور اب سامنے سے اور ایک پہلو سے آسٹریا کی فوج پر دوہرا حملہ شروع ہوا آسٹریا کی فوج یا تو آگے بڑھ رہی تھی یا اب رُک گئی۔ اور لغزش میں آئی اور اسی حالت میں ڈیزے کی صفوں نے اُس پر گولیوں کا مینہ برسایا۔ اس کے جواب میں اُنھوں نے بھی فرانسیسیوں کے سینہ پر ایک باڑھ ماری اور ایک گولی ڈیزے کے سینہ میں ایسی لگی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اور عدم کو سدھارا۔ اُس کی آخری لفظیں یہ تھیں فرسٹ کانسل سے کہدینا کہ مرنے کا مجھے صرف اسیقدر افسوس ہے کہ میں

اتنی خدمت انجام نہ دے سکا کہ میں یاد رہتا"

سپاہی چونکہ ڈیزے سے بڑی محبت رکھتے تھے اُس کا یہ حال دیکھ کر غصہ سے بدحواس ہو گئے اور اپنے سردار کی موت کا بدلہ لینے کو بڑے جوش وخروش سے حملہ آور ہوئے۔ شور وغل۔ ابتری اور پریشانی کا مدوجزر پلٹ پڑا اور اونچی اونچی موجیں مخالف سمت کو بہنے لگا۔ ابھی ایک لمحہ ہوا تھا کہ آسٹریا کی فوج فتح سے پھولی ہوئی تھی یا اب انھوں نے ہزیمت کی آفت اپنے سر پر دیکھی۔ اسی خوفناک منظر میں ایک شخص نپولین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "ڈیزے مارا گیا"

ابھی ذرا دیر ہوئی تھی کہ ڈیزے اور نپولین کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ نپولین نے تھرتھرا کر اپنا سر زور سے پکڑ لیا اور بڑی غم آلود آواز سے کہا "مجھے رونے کی کیوں اجازت نہیں دی جاتی۔ اس قیمت پر فتح گراں ہے۔

فرانسیسیوں نے نعرۂ فتح بلند کر کے ایک گول حلقہ باندھا۔ آسٹریا کی فوج میں خارج از بیان ابتری پھیلی ہوئی تھی اور بدحواس ہو کر وہ بے رحم تعاقب کرنے والوں کے سامنے سے فرار ہوئی۔ اُس کی ہزیمت قطعی اور مایوسانہ تھی۔ اور جب اس میدان قتال پر بارہ گھنٹہ کی طولانی جنگ کے بعد آفتاب غروب ہوا ہے تو وہ خوفناک منظر تھا کہ شیطان کا دل بھی خوف سے لرز جاتا تھا۔ بیس ہزار سے زیادہ انسان میدان میں بچھے پڑے تھے۔ کچھ تو مر گئے تھے اور کچھ جاں بلب تھے اور خون میں شرابور تھے اور جہاں تک بدنمائی کی حد تصور میں آسکتی ہے اُن کی صورتیں بدنما ہو گئی تھیں گھوڑوں کے اعضا جسم سے علحدہ ہو گئے تھے اور وہ تشنجی حالت میں پڑے تڑپ رہے تھے۔ توپوں۔ تلواروں اور ہر قسم کی گاڑیوں کے پُرزے اور ٹکڑے اس وحشت خیز بربادی کے میدان میں پھیلے پڑے تھے دل کے پار ہو جانے والی چیخیں جو جنگ کے گھائل مظلوم جاں کنی کی تکلیفوں کی حالت میں پڑے مار رہے

تھے عام درد کی کراہوں سے زیادہ بلند تھیں اور فریاد کرنے والے طوفان باد کی مانند بڑے غم سے کانوں میں آتی تھیں۔ اس مصیبت کے ہیبت ناک منظر پر اب رات کی تاریکی چھا رہی تھی۔ مجروحوں کی اسقدر بڑی جماعت تھی کہ جراحوں کی حد درجہ کوششوں کے باوجود اس طولانی شب کا گھنٹہ پر گھنٹہ گذرتا چلا جاتا تھا اور ہزاروں مجروح انتہاے درد سے پڑے زمین کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے۔

اگر جنگ کے ہمراہ بہادری اور ناموری ہے تو اُس کے ساتھ مکروہ۔ ڈراونی اور شیطانی لعنت بھی ہے۔ نوجوان پرارمان۔ اور اُمنگوں والے سکرات موت میں پڑے اینٹھ رہے تھے۔ بندوق کی گولیاں حسینوں کی عزت نہیں کرتیں۔ وہ آنکھ نکال لیتی ہیں۔ جبڑوں کے ٹکڑے کر ڈالتی ہیں اور رخسار کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔ اور انسانی چہرہ کو ایسی صورت میں بدل دیتی ہیں کہ دیکھنے سے جی ڈرتا ہے۔ میزنگو کے میدان سے بہت سے ایسے نوجوان وطن کو لوٹے کہ اُن کے عزیزوں نے بھی اُن کو نہ پہچانا اور اُنھوں نے مصیبت زدہ بدصورتی کی زندگی جھیلی۔ جنگ کے اکھاڑہ سے رحم رخصت ہو جاتا ہے۔ پاگل جنگی گھوڑے اپنے آہنی سموں سے مجروح چہروں ٹپکتے ہوئے اور سوجے ہوئے زخموں اور پاش پاش ہڈیوں کو روندتے ہیں اور مظلوموں کی چیخوں اور کراہوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ بھاری بھاری توپوں کی گاڑیوں کے پہیوں سے خون کی کیچڑ میں خمیرہ ہو کر بے درد لڑائی کا مظلوم اپنی ماں۔ اپنی باپ۔ بہن اور وطن کو یاد کرتا ہے اور چیخیں مارتا اور کراہتا ہے اور پھر جان نکل جاتی ہے۔ اُس کی نعش سے وہ بدمعاش جو لشکر کے ہمراہ رہتے ہیں۔ کپڑے اتار لیتے ہیں اور اُس کی برہنہ پامال نعش پر ایک یا دو پھاوڑے مٹی ڈال کر سگ و کرگس کی خوراک کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کو ناموری کہا جاتا ہے۔

وہ گناہ اور حماقت کا سب سے زیادہ ممتاز فریب خوردہ شخص ہے جو جنگ کو اُس کے جوش۔ شان و ناموری اور فرضی شہرت کی خاطر عزیز رکھتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو جنگ سے لا بیان نفرت کے ساتھ گھن کھاتا ہے۔ جو حتی المقدور اس زبون اور ہولناک مصیبت کے ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جو باوجود ان باتوں کے نہایت ہی مجبوری کی حالت میں ملک و وطن کی محبت سے بڑے استقلال کے ساتھ اُس کی سب مصائب کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی جان اور ہر شئے کو جو اُسے عزیز ہے بنی نوع انسان کی ترقی و بہبودی پر قربان کر دینے کو مستعد ہوتا ہے۔ تمام دنیا کی نگاہ میں عزت کا مستحق ہوگا اور ہم کو پورا یقین ہے کہ خدا بھی اُس سے راضی ہوگا۔

واشنگٹن جنگ کو اُس کی ہر وضع میں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن پھر اس کی سب مصیبتوں کا دلیری سے مقابلہ بھی کرتا تھا۔

میرنگو کی خونریزی کے متعلق نپولین مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ اس غمناک حادثہ کے تمامی جرم انگلستان اور آسٹریا کے ذمہ ہیں کیونکہ جہاں تک ہو سکا تھا نپولین نے خونریزی کے روکنے کی کوشش کی تھی اُس نے مغرور و خودبین دشمنوں کے سامنے صلح کی استدعا کر کے اپنے آن بان کے خیال کو قربان کر دیا تھا۔ اُس کی دلیل و حجت پر کچھ توجہ نہ کی گئی تھی۔ تین لاکھ فوج فرانس کے تخت پر مکروہ بادشاہ کو زبردستی بٹھا لینے کے لئے دھاوے کئے چلی آ رہی تھی۔ فرانس کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسے تحکم کے سامنے سرِ اطاعت خم کرتا۔ پس نپولین نے اپنے ملک کی حفاظت میں شمشیر خونفشاں نیام سے کھینچی۔ میدان جنگ میں آیا اور الحمد للہ کہ اُس نے فتح پائی۔

ممکن نہیں ہے کہ اس نامی فتح پر نپولین کو بہت خوشی نہوئی ہو۔ وہ جانتا تھا کہ میرنگو اُس کی فتوحات میں بڑی زبردست فتح خیال کی جاویگی۔ میرنگو کی ہزیمت نے جتھہ کے چھکے چھوڑا دیئے تھے۔ میلاس اب نپولین کے اختیار میں تھا اور نپولین اپنی

اپنی حسب منشا شرایط صلح قایم کرسکتا تھا۔ باوجود اس کے میدان قتال پر وہ بڑے غم سے پھرتا تھا اور بڑے تاسف سے اپنے گرد تباہی اور ہلاکت کی منظر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے کہ وہ آہستہ آہستہ مغموم سوار چلا جارہا تھا کیونکہ مقتولوں کے انباروں سے زمین پٹی پڑی تھی اُسے ایسے مجروحوں سے بھری ہوئی چند گاڑیاں ملیں جن کو گولوں گراب اور گولیوں نے بُری گت کو پہنچا دیا تھا۔ اور یہ بھاری گاڑیاں اپنے پہیوں سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو کچلتی اور سوجے ہوئے زخموں کو دوبارہ پھاڑتی ہوئی کھڑکھڑاتی چلی جارہی تھیں اور مظلوم مجروح شدت تکلیف سے پڑے چیخیں مار رہے تھے۔ صفحہ ۱۵۰

نپولین نے اپنا گھوڑا روک دیا اور جیسے کہ یہ غم اندوز مصیبت زدہ سلسلہ اُس کے پاس سے گذرا اُس نے اپنے سر سے ٹوپی اُتار لی۔

اور اپنے ایک ہمراہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کاش ہم بھی اُن مظلوموں کی طرح مجروح ہوتے اور ان کی مصیبت و تکلیف میں شریک ہوتے"۔ ان کلمات سے زیادہ ہمدردی کے کلمات تاریخ میں ناپید ہیں اور جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ یہ نپولین کی ریاکاری تھی تو ایسا کہنے والا شخص ایک اشراف آدمی کے دل کی فیاضانہ تحریکوں اور ولولہ سے مس تک نہیں رکھتا۔ غیر ممکن ہے کہ اس فطرتی قلبی جوش کا اظہار کسی حکمت عملی کی وجہ سے ہوا ہو۔

اس جنگ میں نپولین نے بڑی نڈری سے اپنی جان کو معرض ہلاکت میں جھونک جھونک دیا تھا۔ چند مرتبہ اُس کی وردی کو پھاڑکر گولیاں پار نکل گئی تھیں۔ گولہ اُس کے گھوڑے کی ٹانگوں کے بیچ میں ایسا پڑا کہ تمام خاک دھول سے نپولین اٹ گیا۔ پھر ایک گراب اُس کے بوٹ کا حصہ مع پیر کی کھال کے اس طرح اڑا لے گیا کہ یہ نشان تمام عمر نہ گیا۔

اٹلی کا عزم کرنے سے قبل نپولین نے حتی المقدور صلح کی کوشش کی تھی۔ اور

اب بھی عدیم النظیر عالی حوصلگی سے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی اُس نے یہ انتظار نہ کیا کہ اُس کے مغلوب دشمنوں کی طرف سے صلح میں پیش قدمی ہو۔ اور اُس نے صلح کے بارہ میں پھر دوبارہ خود تحریک کی۔ میرنگو کے میدان ہی میں اپنے دشمنوں کو بھُس کے مانند اپنے سامنے سے اڑا کر اُسی وقت جبکہ جنگ کے دھوئیں سے ہوا صاف نہوئی تھی اور جاں بلب مجروحوں کی کراہیں وہ سُن رہا تھا۔ اُس نے فرمانروائی کے سب ضوابط سے قطع نظر کرکے نہایت خلوص و آرزو سے آسٹریا کے شاہنشاہ کو لکھا۔ یہ انوکھا مراسلہ حسب ذیل شروع ہوا تھا:۔

“جہاں پناہ عین میدانِ جنگ سے اور بے شمار مجروحوں کی مصیبتوں اور پندرہ ہزار مقتولوں کے درمیان سے میں خدام والا کی التجا کرتا ہوں کہ حضور صدائے رحم پر گوش توجہ فرمائیں۔ اور دو بہادر قوموں کو اُن مقاصد کے لئے جو خود اُن کے نہیں ہیں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی اجازت نہ دیں۔ چونکہ تماشاگاہ جنگ میں میں موجود ہوں لہٰذا یہ بات میرے ذمہ ہے کہ باصرار کہوں کہ جہاں پناہ کے قلب پر ایسا زبردست اثر نہیں ہے جیسا میرے قلب پر ہو سکتا ہے۔”

یہ مراسلہ بڑا طولانی اور بڑا فصیح و بلیغ تھا۔ لکھا تھا کہ آپ کس مدعا سے جنگ کرتے ہیں۔ کیا یہ جنگ مذہب کی خاطر ہے؟۔ اگر مذہب کی خاطر ہے تو روس اور انگلستان سے جنگ کیجیئے۔ جو آپ کے عقائد کے دشمن ہیں۔ کیا آپ کی یہ آرزو ہے کہ “انقلابی اصول” سے اپنی حفاظت کریں۔ تو جاننا چاہیئے کہ اسی اجرائے جنگ نے فرانس کی فتوحات کو وسیع کرکے ان انقلابی اصولوں کو آدھے براعظم یورپ میں پھیلا دیا ہے اور اگر یہ جنگ جاری رہی تو یہ انقلابی اصول اور زیادہ ترقی کئے بغیر نہ رہینگے۔ کیا یہ جنگ اسلئے ہے کہ یورپ کی جملہ طاقتوں کا پلّہ برابر رہے تو اس ہموزنی کو انگلستان جیسا خطرہ میں ڈال رہا ہے فرانس نہیں ڈالتا ہے۔ اسلئے کہ وہ تجارت کا مالک ہوگیا ہے

اور ایسی طاقت بنگیا ہے جو تجار پر ظلم کر رہی ہے اور وہ زد سے باہر ہے۔ کیا یہ جنگ خاندان آسٹریا کے مقاصد محفوظ کرنے کی غرض سے جاری رکھی گئی ہے۔ تو آئیے ہم "کیمپو فورمیو" کے سابق صلحنامہ پر کاربند ہوں جو جہاں پناہ کے نیدرلینڈ کے بہت سے گئے ہوئے صوبوں کی واپسی کی ضمانت ہے۔ اور ایسے ملک میں جہاں بندگان عالی کو بڑی آرزو ہے یعنی اٹلی میں بہت سے مقبوضات حاصل ہونے کا یقین ہے۔ حضور والا اپنے وکلاے مصالح کو جہاں پسند فرمائیں بھیجدیں اور میں کیمپو فورمیو کے صلحنامہ میں ایسی شرائط اضافہ کر دونگا جن سے جہاں پناہ کو یقین ہو جائیگا کہ ورجیسہ و دم کی طاقتوں کی بقا کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا جن کے ہلا دینے کا الزام فرانس پر لگایا جا رہا ہے۔ اگر جہاں پناہ منظور فرمائیں تو ان شرائط پر صلح ہوئی جاتی ہے۔ آئیے سب فوجوں کے لئے التواے جنگ کے حکم صادر کر دیں اور فوراً صلح کی گفتگو شروع کریں"

یہ مراسلہ دیکر آسٹریا کے دربار کو فوراً ایک قاصد روانہ کیا گیا۔ شام کو بیورین اس حیرت خیز فتح پر نپولین کو مبارکباد دینے آیا۔ اور کہنے لگا "سبحان اللہ کیسی بڑی شادمانی کا دن ہے" نپولین نے آہ سرد بھر کر کہا "ہاں بڑی شادمانی کا دن ہے۔ لیکن کاش میں میدان جنگ میں ڈیزے کو گلے سے لگا سکتا"

اُسی دن اور قریب قریب اُسی وقت جبکہ ڈیزے کے سینہ میں گولی لگی مصر میں ایک قاتل نے کلیبر کے سینہ میں ایک خنجر مارا اور اس طرح ان دو مشہور جنگجو بہادروں کی روحیں عالم ارواح میں اچانک جا ملیں۔ اب وہ اسی عالم کی سیر کر رہی ہیں لیکن وہ نقاب جس نے ان دونوں کی قسمتوں کو ہم سے نہاں کر رکھا ہے کیسا دبیز ہے ہماری روح کو تمنا ہے کہ اُس دور و بعید عالم کو جو ان زبردست مرنے والوں سے آباد ہے زیادہ صاف طور سے دیکھ سکتی۔ اُسی عالم میں اب نپولین کا قیام ہے۔

کیا اُس کی وہی ذہنی فضیلت قایم ہے؟ کیا اُس کے جنرل اب بھی اُسی اطاعت سے اُس کے گرد جمع ہیں؟ کیا اُس کی روح اُداسی اور مایوسی میں غرق ہے یا وہ پاکی اور دلجمعی کے صاف و بے غبار آسمان میں پرواز کر رہی ہے۔ ہے! ہے!! موت بھی کیا بڑا راز ہے اور اس راز کا عقدہ موت ہی سے حل ہوگا۔ مذہب مسیحی بھی باوجود اپنے رفیع الشان الہاموں کے عدم آباد کا کچھ صاف حال نہ بتا سکا۔

سینٹ ہلینا میں نپولین نے کہا "تمام جنرلوں نے جو میرے ماتحت رہے ہیں ڈیزے اور کلیبر ہیں سب سے زیادہ جوہر تھے۔ لیکن ڈیزے کلیبر پر فایق تھا۔ کیونکہ کلیبر فتح مندی کو اسلئے پسند کرتا تھا کہ وہ حصول عیش و مسرت کا ایک ذریعہ تھی۔ لیکن ڈیزے فتح کو فتح ہی کی غرض سے چاہتا تھا۔ اس غرض کے ماسوا ڈیزے کو اور کسی غرض سے غرض نہ تھی کیونکہ اُس کے خیال میں دولت و عیش کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اور نہ اُس نے ان دونوں کی طرف کبھی توجہ کی۔ وہ چھوٹے سے ڈیل کا شخص تھا اور مجھ سے قد میں قریب ایک انچہ کے چھوٹا تھا۔ وہ ہمیشہ خراب لباس پہنتا اور بعض اوقات تو اُس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ آسایش و آرام سے یکساں متنفر تھا۔ وہ لبادہ اوڑھ کر اکثر توپ کے نیچے پڑ رہتا اور ایسے آرام سے سوتا جیسے کوئی اپنے محل میں سوتا ہے۔ عیش و عشرت کی کوئی خوبی اُس کی نگاہ میں نہ تھی۔ چونکہ وہ بڑا ہی بے تکلف اور سادہ آدمی تھا عرب اُس کو سلطان عادل کہتے تھے فطرت کا منشا تھا کہ اُس کو جنرل بھی ایسے ہی پایہ کا بنائے۔ ڈیزے اور کلیبر کا مارا جانا فرانس کے لئے ایسا نقصان تھا جس کی تلافی نہوئی۔"

اُس پریشانی کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے کہ جو آسٹریا کی فوج پر اس ہزیمت کے بعد واقع ہوئی۔ اُس کو اب لوٹنے کا کوئی راستہ نہ رہا تھا اور اب وہ قطعی نپولین کے اختیار میں تھی۔ رات میں آسٹریا کے افسروں نے جنگی مشورہ کیا اور

بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ اطاعت کئے بغیر چارہ نہ تھا چنانچہ صبح ہوتے ہی نپولین کے پاس بارے چندے صلح کر لینے کا پیغام صلح کے جھنڈے کے ساتھ بھیجا گیا۔ آسٹریا کی فوج کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اگر فاتح کی فیاضی اجازت دے تو آسٹریا کی فوج اسیر نہ کی جائے اور وہ اٹلی خالی کر دیگی۔ نپولین اس ایلچی سے بڑے اخلاق کے ساتھ
صفحہ ۱۵۰ پیش آیا اور اپنی عادت کے موافق ایسی قطعی شرائط جن میں پھر ترمیم نہیں ہو سکتی تھی پیش کر کے کہا کہ میں ان شرائط پر صلح کر سکتا ہوں۔" یہ شرطیں بہت نرم تھیں۔

اُس نے کہا "آسٹریا کی فوج بلا مزاحمت اپنے وطن کو واپس جا سکتی ہے لیکن تمام اٹلی چھوڑ دینا ہوگی۔"

میلاس نے جس کی اسّی برس کی عمر تھی شرائط میں ترمیم کی توقع سے وکیلِ مصالح کو چند تبدیلیوں کا اشارہ کرنے کو دوبارہ بھیجا۔

نپولین نے کہا "جناب میری شرائط میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ کل کی جنگ میں میری طرف سے ابتدا نہیں ہوئی تھی آپ کی حالت کو میں آپ ہی کی طرح اچھی طرح سے سمجھے ہوئے ہوں۔ آپ کے ساتھ مقتولوں۔ مجروحوں اور مریضوں کی علت لگی ہوئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ نہ آپ کے پاس رسد ہے اور نہ آپ کی فوج میں بہادر سپاہی باقی ہیں اور آپ ہر طرف سے محصور ہیں۔ میرا جو جی چاہے کر سکتا ہوں لیکن میں آپ کے سپہ سالار کے سفید بالوں اور آپ کے سپاہیوں کی شجاعت کی قدر و عزت کرتا ہوں۔ اور حالت موجودہ کو دیکھکر انصاف کی رو سے جو کچھ طلب کیا جا سکتا ہے میں وہ ہی مانگتا ہوں۔ اب آپ کی مرضی جو جی میں آئے کیجئے۔ شرائط میں تبدیلی نہو گی۔"

چنانچہ شرائط پر فوراً دستخط ہو گئے اور وائنا سے جواب آنے تک جنگ ملتوی کر دی گئی۔

اس مہم پر نپولین پیرس سے ۷ مئی کو روانہ ہوا تھا- ۱۴ جون کو میرنگو کی جنگ ہوئی اور ان پانچ ہفتوں میں نپولین نے آلپس جیسے کوہستان کو عبور بھی کیا- ساٹھ ہزار سپاہ سے جس میں بہت سے نئے ناتجربہ کار سپاہی تھے غنیم کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج کو شکست بھی دیدی اور تمام اٹلی کے ملک کو چھین بھی لیا- اس کامیابی سے شائستہ دنیا دنگ ہوگئی تھی- ہر ایک فرانسیسی کا دل فخر و شکر سے دھڑک رہا تھا- تمامی فرانس نے یک زبان ہوکر نعرۂ جوش بلند کیا- نپولین نے اپنی سلطنت کی بڑی گہری بنیاد فرانسیسیوں کے دلوں میں قایم کردی تھی اور یہ بنیاد اب بھی بڑی مضبوطی سے اُن دلوں میں قایم ہے

نپولین اب میلان میں بڑی شادکامی کے ساتھ داخل ہوا اور وہاں دس روز مقیم رہ کر رات دن اٹلی کی ملکی حالت کے ترتیب دینے میں برابر مصروف رہا- اس کے سنجیدہ مذہبی میلان طبیعت کا حال اُس تحریر سے معلوم ہوتا ہے جو میرنگو کی جنگ سے چار روز بعد اُس نے پیرس کو کانسلوں کے نام بھیجی تھی- اُس نے لکھا تھا “ہمارے ملحدین آج چاہے جو کچھ کیوں نہ کہیں لیکن میں تو بڑے کرّوفر سے میلان کی گرجا میں ٹی ڈیم[له] اداکرنے جا رہا ہوں”

اس فتح کی ناموری بعض تنگ خیالوں نے نپولین سے چھیننے کی کوشش کی ہے اور اس فتح کو بالکل کلرمن کے حملہ سے جو اُس نے ایک بازو سے کیا تھا منسوب کرتے ہیں ایسی بیجا باتوں کے لئے کسی مفصل جواب کی حاجت نہیں ہے ظاہر ہے کہ نپولین نے نہایت مخفی طور سے یکایک ایک فوج قایم کی تھی اور اُس کے اس طرح قایم ہونے سے جو بظاہر ایک اعجاز معلوم ہوتا تھا تمام یورپ دنگ

[له] - ٹی ڈیم- ترانہ حمد ہے جو شکر گذاری کے موقع پر گایا جاتا ہے - اور اس کو ٹی ڈیم- اسلئے کہتے ہیں کہ اس کے شروع کے الفاظ- ٹی ڈیم- لاڈے مس ہیں- جس کے معنی ہیں اے خدا ہم تیری تعریف کرتے ہیں- ۱۲

ہوگیا تھا اور اُس کی کامیابی نے دشمن کی ہوشیاری اور نگرانی کو ایسا ناکام کر دیا تھا کہ سرے سے دشمن کو یہی معلوم نہوا کہ نپولین کس جانب سے حملہ کریگا اور اس فوج کو مع تمامی ذخائر کے گریٹ سینٹ برنارڈ کے بڑے گذرگاروں پر لے گیا اور پہاڑوں سے اٹلی کے میدان پر بحر الثلج کے مثل اترا اُس نے آسٹریا کی فوج کو جو اگرچہ خود اُس کی فوج سے تعداد میں دوچند تھی ایسے جال میں پھانسا کہ وہ جال آسٹریا کی فوج سے ٹوٹ نہ سکا اور پھر ایک قطعی فیصلہ کر دینے والی جنگ میں اُس نے دشمن کو یوں اپنے سامنے سے اڑا دیا جیسے بگولہ باد سے بھُس اُڑ جاتا ہے اور اُس کے جنرلوں نے جن کو اُس کی ذہانت نے معزز و منتخب کیا تھا بڑی بہادری سے اُس کی مدد کی۔

یہ تو واقعی درست ہے کہ اپنے جنرلوں اور سپاہیوں کی مدد بغیر نپولین فتح نہیں پا سکتا تھا کیونکہ اس فتح میں مسینا کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے عدیم النظیر شجاعت سے جنیوا بچایا۔ موریو کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے دریائے رین پر دشمن کی فوج کو آگے بڑھنے نہ دیا لانس کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے مانٹی بیلو کی جنگ میں نہایت ہی پرلے درجہ کے استقلال کا اظہار کیا۔ ڈیزے کا بھی حصہ ہے کہ وہ بڑی چابکی سے عین موقع پر جبکہ توپوں کی گرج اُس کے کان میں آئی کوچ کر کے کمک کو آ پہونچا۔ کلرمن کا بھی حصہ ہے کہ اُس نے ایک پہلو سے دشمن پر قابل تعریف حملہ کیا۔ لیکن تھی تو یہ سب نپولین ہی کی حسن تدبیر کہ اُس نے یہ سب موقعے قایم کئے تھے۔ جنرلوں میں جوش کی روح پھونک دی تھی اُسی نے جنرلوں کی رہبری کی۔ اور اُسی نے سپاہیوں میں تہور بھر دیا تھا۔

نپولین نے اب اپنی فاتح و فیروز فوج کو جو تعداد میں بڑھ کر اسّی ہزار ہوگئی تھی دریائے پو کی شاداب وادی میں مقیم کیا اور بہادر مسینا کو اس فوج کی سپہ سالاری دی اور حکم دے دیا کہ سب قلعے اور گڈھ جو فرانس کے راستہ میں بطور موانع کے واقع تھے مسمار کر دیئے جاویں۔ اور ۲۴ جون کو پیرس کو واپس روانہ ہوا۔ کوہ سینس کے درہ سے

جب وہ کوہ الپس عبور کر رہا تھا اُس کو میڈیم کلرمن کی گاڑی ملی جو اپنے شوہر کے پاس اٹلی کو جا رہی تھی۔ نپولین نے اُس کی گاڑی روک دیئے جانے کا حکم دیا اور اپنی گاڑی سے اُتر کر اُس نے میڈیم کلرمن سے بہت تپاک کے ساتھ سلام و دعا کے بعد اُس کے شوہر کے اظہار شجاعت پر جو میرنگو کی جنگ میں اُس نے ظاہر کی تھی اُس کو مبارک باد دی اور جیسے کہ وہ سوار چلا آ رہا تھا۔ بیورین نے اُس کی عالمگیر شہرت کا ذکر کیا۔

نپولین نے ذرا تامل کر کے جواب دیا "ہاں ایسے ہی چند واقعات اور کامیابی کے ساتھ تکمیل کو پہونچ جائیں تو شاید آنے والی نسلوں تک میرا نام باقی رہیگا"

بیورین نے جواب دیا "میں تو خیال کرتا ہوں کہ تم کو کافی کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور تمھارا نام اب کبھی فراموش نہیں ہو سکتا"

نپولین نے تعجب سے جواب دیا۔ ارے۔ کافی کامیابی حاصل ہو چکی! بیورین تم بھی نہایت ہی بزرگ ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں نے دو برس سے کم میں۔ قاہرہ۔ پیرس۔ اور میلان کو فتح کیا ہے۔ لیکن اگر میں کل مر جاؤں تو میرے کارنامہ کے لئے عام تاریخ کا آدھا صفحہ کافی ہوگا"

نپولین کا صوبجات فرانس میں ہو کر پیرس کو مراجعت کرنا سرتاپا شادمانی کا منظر تھا۔ لوگوں کا جوش حدِ جنون کو پہونچ گیا تھا۔ خوشی کی آگ۔ چراغاں گھنٹوں کا بجنا توپوں کا گرجنا۔ متواتر راستہ بھر اُس کے ساتھ ساتھ رہا۔ نوخیز لڑکیوں کی لمبی لمبی قطاریں جو اپنے حسن و سلیقہ کے اعتبار سے فرد تھیں نپولین کی گذرگاہ میں صف بستہ کھڑی ہو ہو کر تبسم کے ساتھ پھولوں کا مینہ برساتی تھیں۔ نپولین ۲ جولائی کی نصف شب کو آٹھ ہفتے باہر رہنے کے بعد پیرس واپس پہونچ گیا۔

پیرس والوں کے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رات دن جشن ہوتے صفحہ ۱۵۹
رہے۔ ٹوئی لریز کے ایوان میں فرانس کے محافظ کی ایک جھلک دیکھنے کو شہریوں

کا ایک بڑا انبوہ جمع رہتا تھا۔ تمام سرکاری عہدہ دار آ آ کر اُس کو مبارک باد دیتے تھے گھنٹے بجتے تھے۔ توپیں گرجتی تھیں۔ خوشی سے آگ روشن کی جاتی تھی اور چراغاں سے دن کا عالم ہو رہا تھا۔ ہوائیاں۔ اور آتشبازیاں چھوٹتی تھیں اور گویا شہاب ثاقب کی ضیا سے ہوا بھر گئی تھی۔ بینڈ باجے بجتے تھے اور ساری پیرس کی مخلوق ٹوئی لریز کے باغ میں جمع ہو کر کیمپ ایلائی سس تک موجیں مارتی تھی اور خوشی کے نعروں سے کان بہرے کر دیئے تھے۔ نپولین اپنے ایوان کے غرفہ سے شکر گذار قوم کا یہ حال دیکھکر کہنے لگا۔

" یہ خوشی کے نعرے میرے کانوں کو جوزیفائن کی آواز کی طرح بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ ایسی قوم مجھے اپنا محبوب سمجھتی ہے "

اس فتح کی یادگار میں ایک بڑے جشن کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لیکن نپولین نے اپنے نام اور اپنی یادگار میں کسی محراب وغیرہ کے بنائے جانے کی ممانعت کر دی کیونکہ قوم کے اطمینان کے سوا اُسے کسی فتح کی محراب کی حاجت نہ تھی۔

کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ شکر گذاری اور جوش سے پرجوش فرانسیسیوں کے سینے بھڑکنے لگے ہوں کیونکہ چار ہی ماہ کے اندر نپولین نے ذلت وخواری اور بربادی کے قعر سے نکال کر فرانس کو ناموری اور سرسبزی کے مینار پر چڑھا دیا تھا۔ اس نے طوائف الملوکی کے بجائے پرامن قانون قایم کیا۔ خزانہ جو دوالیہ ہو چکا تھا اب معمور تھا۔ اور ذلیل ہزیمتوں کے بجائے اُس نے فرانسیسیوں کو فتوحات سے خورسند کر دیا تھا اور دائمی ناراضگی کے بجائے رضامندی قایم کر دی تھی۔ فرانس پر حملہ کرنے والوں کو دفع کر دیا تھا۔ مخالف جتھ کو توڑ دیا تھا اور جنگ کی ستائی ہوئی فرانسیسی قوم سے اب دشمن صلح کی التجائیں کرتا تھا۔

اس مہم کے دَوران میں نپولین کی پیش بینی کے متعلق ایک نہایت حیرت انگیز

واقعہ پیش آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی پیش بینی کی طاقت کسقدر زبردست تھی۔ اس مہم کے آغاز سے کچھ ہی قبل بیورین ڈوئی لریز کے دربار کے کمرے میں آیا اور دیکھا کہ اٹلی کا ایک نہایت ہی بڑا نقشہ فرش پر پھیلا ہوا ہے اور نپولین اُس پر جھکا ہوا ہے اور آلپینوں کے ذریعہ سے جن کے سرخ و سیاہ چُپڑے سے سر رنگے ہوئے تھے اور سُرخ سے فرانسیسی اور سیاہ سے آسٹریا کی فوج سے مراد تھی نپولین تمامی مسٹ بھیڑوں اور حرکتوں پر جو دونوں مخالفانہ فوجوں کو پیش آنا ممکن تھیں غور کر رہا ہے۔ بیورین بڑی خاموشی اور دلچسپی سے ان آلپینوں کی جنگ کو دیکھتا رہا۔ نپولین نے سرخ آلپینیں اُن مقامات پر جہاں وہ اپنی فوج لیجانا چاہتا تھا قایم کرکے اور سیاہ آلپینوں کو اُن مقامات پر چبھو کر جہاں آسٹریا کی فوج قایم ہوسکتی تھی بیوریت سے کہا۔

"بیورین تمھاری سمجھ میں آتا ہے کہ میں میلاس کو شکست دیدونگا۔؟"

بیورین نے جواب دیا" بھلا میں کیسے کہہ سکتا ہوں ؟"

نپولین نے مذاق کے لہجہ میں کہا" احمق داس ادھر دیکھو میلاس۔ اپنے صدر مقام اللیسنڈرا میں ہے اور جب تک جینوآ اطاعت نہ کریگا میلاس الیسنڈرا سے نہ ہٹے گا۔ اسی مقام پر میلاس کا سامان حرب اور محفوظ فوجیں ہیں۔ اور یہاں سے (سینٹ برنارڈ پر ایک آلپین چبھو کر) آلپس کو عبور کرکے میں میلاس پر اُس کے عقب سے حملہ آور ہونگا۔ میں آسٹریا سے اُس کے تعلقات قطع کردونگا۔ اور میرا اُس سے بارمیڈا کی وادی میں مقابلہ ہوگا" اور یہ کہکر نپولین نے ایک آلپین میرنگو کے میدان پر چبھو دی۔

بیورین نے ان آلپینوں کی نقل و حرکت کو ایک کھیل سمجھا اور اُس کے چہرہ سے معلوم ہوا کہ اُس کو کچھ بھی یقین نہیں ہوا۔ نپولین نے یہ دیکھ کر اپنے معمولی لہجہ سے

جو وہ تفنن کے وقت استعمال کرتا تھا کہا "چل گاؤدی" اور نقشہ کو لپیٹ دیا۔

دس ہی ہفتے گزرے تھے اور بیوریں نے دیکھا کہ اُسی دریائے بارمیڈا کے کنارے نپولین میرنگو کی جنگ کی حال لکھا رہا تھا اور بیوریں خود بیٹھا لکھ رہا تھا اور نپولین کی پیش بینی حرف بہ حرف پوری ہوئی تھی۔ بیوریں دنگ تھا اور نپولین کی حربی ذکاوت کی بے اختیار داد دے رہا تھا۔ اور نپولین بھی اپنی پیش بینی کے اس طرح پورے ہونے پر تبسم کرتا تھا۔

وائنا میں میرنگو کی جنگ کی خبر آنے سے دو دن قبل انگلستان نے آسٹریا سے ایک جدید عہدنامہ کیا تھا کہ جنگ اور بھی زیادہ زور شور سے ہونا چاہئے اِس عہدنامہ کے ذریعہ سے یہ طے ہوا تھا کہ انگلستان آسٹریا کو پانچ کروڑ فرانک قرض دیگا اور دورانِ جنگ میں اس قرضہ پر کچھ سود نہ لیگا۔ اور آسٹریا انگلستان کی مرضی بغیر فرانس سے صلح نہ کریگا۔ اب تو آسٹریا کے شاہنشاہ کو بڑی پریشانی نے گھیرا۔ اُس کی غیرت یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ انگلستان سے معاہدہ شکنی کرکے فرانس سے صلح کرے اور اس کے برخلاف وہ اس خیال سے بھی کانپ رہا تھا کہ لافتح نپولین کی فوجیں دوبارہ اُس کے دارالسلطنت وائنا پر چڑھائی کرینگی۔ لہذا اُس نے برائے چندے التوائے جنگ کا عزم کرکے مہلت مانگنے کو پیرس میں اپنا وکیل مصالح بھیجا۔ اس وکیل نے نپولین کے سامنے ایک مراسلہ پیش کیا جس میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے لکھا تھا۔

"کونٹ جولین ہماری طرف سے آتا ہے اُس کی بات کا اعتبار کرنا چاہئے۔ اور جو کچھ وہ کریگا ہم اُس کو حق تسلیم کرینگے۔"

نپولین نے چونکہ وہ جلد کام کرنے کا عادی تھا اور اُس کو آسٹریا اور انگلستان کے جدید عہدنامہ کا حال معلوم نہ تھا۔ فوراً شرائط صلح لکھوانا شروع کردیں اور ان شرائط پر

آسٹریا اور فرانس کی جانب سے دستخط ہو گئے۔ اس پر وائنا کا دربار اپنے وکیل مصالح سے بہت غصہ ہوا کہ اُس نے گفتگوے صلح کو طول کیوں نہیں دیا اور اُس صلحنامہ کے جواز سے قطعی انکار کر کے کونٹ جولین کو واپس طلب کر لیا اور جلا وطن کر دیا اور فرسٹ کانسل کو لکھا کہ ہمارے اور انگلستان کے باہم جدید عہدنامہ ہوا ہے اور ہم انگلستان کی رضامندی بغیر صلح نہیں کر سکتے ہیں اور یقین دلایا کہ انگلستان صلح کی بات چیت پر آمادہ ہے اور اصرار کیا کہ لیونوائل میں ایک بڑا جلسہ کیا جائے اور مخالف فریق اپنے وکلائے مصالح بھیجیں[۵]۔

اس فریب دہی اور دغابازی پر نپولین کو نہایت ہی سخت غصہ آیا۔ لیکن اپنے غصہ کو ضبط کر کے اُس نے انگلستان سے نامہ و پیام پر رضامندی ظاہر کر دی اور اس نیت سے ([illegible]۔ ۱۶۰) اُس نے یہ تجویز پیش کی انگلستان بحری جنگ کو ملتوی کرے مگر اس تجویز سے انگلستان نے صاف انکار کر دیا کیونکہ اگر بحری جنگ ملتوی کی جاتی تو فرانس مصر اور مالٹا کو سامان رسد و حرب بھیج دیتی اور اس وقت انگریزی جہاز مالٹا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے

---

[۵] اب اس بات سے آگاہ ہو کر نپولین کی درخواست صلح نامنظور کرنے میں نہایت مہلک غلطی ہوئی شاہنشاہ آسٹریا نے کونٹ جولین کو سفیر بنا کر بھیجا۔ لیکن اسکا منشا یہ تھا کہ فرانس کی گورنمنٹ کے جی کا حال دریافت کرے اور کونٹ جولین کو در اصل اختیارات صلح حاصل نہ تھے۔ بانیہمہ پٹ کو اس موقع پر خطرہ تھا۔ اور اُس نے آسٹریا کو جنگ جاری رکھنے کی ترغیب دینے میں ایڑیوں تک زور لگایا اور انگریزی قوم کی جانب سے امداد زر کے بڑے بڑے مسرفانہ وعدے کئے۔ اور واقع میں آسٹریا اب بھی جنگ سے قسمت آزمائی کرنے کو آمادہ تھا کیونکہ چاروں طرف سے وہ پریشانی سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن اُسکو دم راست کرنے کی حاجت تھی۔ اس لیئے کہ وہ بڑے بڑے نقصان اُٹھا چکا تھا۔ اور اُس نے التجا کی کہ اٹلی کی التواے جنگ کو جرمنی تک وسعت دیجاوے۔ فرنچ ریوولیوشن۔ مصنفہ۔ ٹی ڈبلو۔ رڈ ہیڈ۔ ۱۲

بحری جنگ کے التوا سے فرانس کو سراسر فائدہ تھا۔ لیکن بڑی جنگ کے ملتوی کرنے سے اُسکا سخت نقصان تھا کیونکہ آسٹریا کو اپنی شکستوں سے افاقہ حاصل کرنے اور اپنی افواج کو مضبوط کرنے کی مہلت ملجاتی۔ نپولین کو پورا یقین ہوگیا کہ انگلستان ایسا واقع ہے کہ وہاں کسی کا گذر نہیں ہے لہذا وہ صلح کا خواہشمند نہیں ہے۔ اور جلسۂ صلح میں شرکت سے صرف اُس کا یہ مدعا ہے کہ آسٹریا کے ساتھ صلح کے راستہ میں موانع پیدا کرے پس اُس نے انگلستان کے ساتھ کسی قسم کی التوائے جنگ سے انکار کرکے یہ کہدیا کہ انگلستان سے صلح کی گفتگو جدا ہوسکتی ہے۔ انگلستان نے اس بات کو بھی نامنظور کردیا۔

باب ۲۱ بست و یکم

ہوہنلنڈن

آسٹریا کا فریب۔ انگلستان کی ہٹ۔ مسٹر پٹ کی ذمہ داری۔ ہوہنلنڈن کی جنگ۔ ١٦٠
لیون وایل کا صلحنامہ۔ اسکاٹ اور ایلی سن کی شہادت۔ نپولین کی شہرۂ آفاق ذہانت
جنرل ڈیوروزل کے نام مراسلہ۔ مہلک آتشین کل۔ جوزیفاین کا خط۔ بیہودہ افواہیں
سینٹ ڈیم جونو۔ ہورٹنس۔

اب یہ ستمبر کا مہینہ تھا اور بے نتیجہ خط و کتابت میں پورے دو ماہ ضائع ہو چکے تھے نپولین نے حتی الوسع کوشش کی تھی اور وہ صدق دل سے صلح کا طالب تھا۔ میدان حرب میں امکانی حد تک اُس کی شہرت ہو چکی تھی۔ اور اب فرانس کے ترتیب و استحکام کی طرف متوجہ ہونا اُس کو ضروری تھا۔ ارے **نپولین کی طاقت کا اِستحکام**! یہی تو وہ چیز تھی جس سے انگلستان کو خطرہ تھا۔ ایک جمہوری حکومت کا استحکام اور وہ بھی دربار انگلستان سے ایک گولہ کے ٹپّہ پر ایسی بڑی مصیبت تھی۔ [illegible] سے بچنا بڑا ہی ضروری تھا۔ یہ جمہوری حکومت تو بادشاہ اور اُمرا دونوں کو اُلٹ دینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

ولیم پٹ۔ تو انگلستان کی حکومتِ امرا کی جان تھا اور اُس نے اب بھی جنگ جاری رکھنے کا عزم کیا۔ فرانس سے انگلستان کو تو کوئی گزند پہونچ نہ سکتا تھا لیکن انگلستان اپنے لافتح بیڑوں سے فرانس کی تجارت کو غارت کر سکتا تھا۔ مسٹر فاکس اور اُس کے ہمنشر کار بڑی فصاحت سے جنگ کی مخالفت کر رہے تھے لیکن طوطی کی نقارخانہ میں کون سُنتا تھا۔ با

انگلستان کی گورنمنٹ فرسٹ کانسل کو بدنام کرنے کی بہت کچھ کوشش کرتی تھی لیکن مزہ یہ تھا کہ انگلستان کی رعایا کو یہی یقین تھا کہ نپولین اُن کا خیر خواہ تھا۔ نپولین نے بعد کو سینٹ ہلینا میں اپنے ابتدائی کارناموں پر راے دیتے ہوئے بڑی فصاحت سے اور بڑی عالی حوصلگی سے حسب ذیل کہا اور اس میں شبہ نہیں کہ تمام دُنیا اس کی تصدیق کریگی:—

"یورپ کی حکمتِ عملی کا پٹ مالک تھا۔ قوموں کی اخلاقی قسمت اُس کے ہاتھ میں تھی لیکن اُس نے اپنے اختیارات کا بیجا استعمال کیا۔ اُس نے نفاق کی آگ تمام یوروپ میں بھڑکا دی اور شعلوں۔ آہ وزاریوں اور آنسوؤں کے درمیان اُس کا نام ایروسٹریٹس[1] Erostratus کی طرح تاریخ میں لکھا جائے گا۔ پچیس سال کی متواتر آتش فشانیاں۔ بے شمار جتھہ بندیاں۔ جو اس آتش فشانی کو اور تیز کرتی تھیں۔ یورپ کے انقلاب۔ اُس کی بربادی۔ قوموں کی باہم خونریزیاں۔ انگلستان کا خوفناک قرضہ جس سے یہ سب خطرات قائم رہے۔ قرض لینے کا مصیبت خیز طریقہ جس سے یوروپ کی رعایا کی جان عذاب میں ہے اور عام ناراضامندی جو اب پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سب پٹ سے ضرور منسوب ہونا چاہیئے۔ آنے والی نسلیں اُس کے نام پر اُسی طرح نفرین کریں گی جیسے کسی بلا پر لعنت کی جاتی ہے۔

"یہ شخص جس کی خود اُس کے زمانہ میں تعریف ہوئی ہے آنے والے زمانہ میں بدی کا بھوت خیال کیا جائے گا۔ اِس کا سبب یہ نہیں ہے کہ مَیں اُس کو خیال کرتا ہوں کہ وہ جان بُوجھ کر ایسا مذموم شخص بنا تھا۔ یا مجھے اِس بات میں شبہ ہوتا ہے جو یہ یقین میں تھا کہ وہ راستی کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ لیکن اِس سے کیا ہوتا ہے۔ سینٹ برتھالومیو[2] کے بھی تو صاف باطن حامی تھے۔ پوپ اور مُجتہدین نے اُس کے متعلق ٹی ڈیم کی رسم ادا کی اور ہمارے پاس اس بارہ

---

[1] ایرُوسٹریٹس:— افیسیا کا ایک باشندہ تھا جس نے ڈائنا کے مشہور مندر کو اُسی شب جس شب اسکندر اعظم پیدا ہوا تھا صرف اِس مدعا سے جلا دیا تھا کہ ایسے انوکھے فعل سے اُس کا نام یادگار رہے ۱۲ مترجم۔

[2] ملاحظہ ہو نوٹ صفحہ ۳۰۶ پر

میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُنھوں نے پوری صدق دلی سے ایسا نہیں کیا۔ پس انسان کی عقل و تجویز ایسی بودی ہے۔ لیکن اِس سب سے بڑھ کر آنے والی نسلیں جس بات کی وجہ سے پِٹ کے نام پر نفریں کریں گی وہ ایک قابلِ نفرت فرقہ ہے جو اُس نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور اِس فرقہ کی خود پسند مکّاری ہے۔ اُس کی گہری بدکرداری ہے۔ اُس کی سرد خودستائی ہے اور بنی نوع انسان کی آسودہ حالی اور انصاف کی جانب سے اُسکی بے اعتنائی ہے۔

”درحقیقت پِٹ کے چال چلن میں سِلاؔ[1] Sylla کی ایک جھلک تھی۔ اُس کے طریقہ نے عام مخلوق کی ترقی کو روک دیا اور اُمراء کو کامیاب کر دیا۔ اب رہا فاکس۔ تو قدما میں اُس کی نظیر تلاش کرنا بیکار ہے۔ وہ اپنی آپ نظیر تھا۔ اُس کے اُصول جلد یا بدیر دُنیا پر حکومت کریں گے۔ میرے عہد کی مہلک باتوں میں سے ایک فاکس کا مرجانا بھی مہلک بات تھی۔ اگر وہ زیادہ زندہ رہا ہوتا تو معاملات کی صورت ہی کچھ اور ہوگئی ہوتی۔ رعایا کو کامیابی ہو جاتی۔ اور ہم یورپ کے معاملات کو نئے طرز پر ترتیب دیتے۔“

---

[1] سِلاؔ (Sylla) مشہور رومی جنرل تھا۔ روم کی جمہوری حکومت کے عہدۂ اعلیٰ پر پہونچنے کی اُسے تمنا تھی لیکن میریس نے اُس کی سخت مخالفت کی۔ یونان کو فتح کرنے کے بعد سِلاؔ شہر روم میں فتح و شادمانی کے ساتھ داخل ہوا۔ اور سب شخصوں کو جو اُس کی بلند نظری کے راستہ میں حائل تھے قتل کر دیا۔ روم کے کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے۔ اور سِلاؔ نے اُن لوگوں کو بھی قتل کر دیا جن سے جاں بخشی کا وعدہ کیا تھا۔ بڑی بے رحمی سے حکومت کرنے اور قوانین کو اپنی مرضی کے موافق تبدیل کر دینے کے بعد اُس نے سنہ ۷۹ میں قبل مسیح کے حکومت سے علحدگی اختیار کرلی اور اپنی ریاست پیوٹیولیو میں چلا گیا۔ اور بقیہ زندگی نہایت بدکار عامی شخصوں کے ساتھ عیاشی میں صرف کی۔ اُس نے اپنا خود تذکرہ بھی لکھا تھا۔ لیکن وہ ضائع ہوگیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پلوٹارک نے اُس کو استعمال کیا ہے۔ ولادت سنہ ۱۳۸ قبل مسیح۔ وفات سنہ ۷۸ قبل مسیح۔

مترجم۔

آسٹریا کو واقعی صلح کی آرزو تھی۔ کیونکہ نپولین کی افواج کا اُس کے دار السلطنت وائنا پر یورش کرنا اُس کے نزدیک فرانس میں نپولین کی طاقت کے اِستحکام سے زیادہ خطرناک تھا۔ لیکن قرضوں اور معاہدوں کی وجہ سے آسٹریا انگلستان کے ہاتھ میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ وہ دربارِ انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح نہ کر سکتا تھا۔ نپولین نے خیال کیا کہ اُس کی بات یوں ہی صاف اُڑا دی گئی ہے اور صلح کے راستہ میں نہ ختم ہونے والے موانع حائل کیے جاتے ہیں اور اِس التوائے جنگ سے آسٹریا کو اپنی شکست خوردہ افواج پھر سے آراستہ کرنے کا موقع مل رہا ہے اور یہ بھی خیال ہوا کہ آنے والا سرما ختم ہونے پر پھر آسٹریا بڑے زور شور سے فرانس پر حملہ آور ہوگا۔

اب نومبر کا مہینا آگیا اور پہاڑ برف سے سفید ہوگئے اور چوٹیوں پر بادِ سرد کے طوفان چلنے لگے۔ التوائے جنگ کی میعاد بھی ختم ہوگئی۔ آسٹریا نے درخواست کی کہ التوا کی مدت میں اور اضافہ کیا جاوے لیکن اب دوبارہ نپولین فریب میں آنے والا نہ تھا۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ جنگ کے التوا پر راضی ہوگیا اور وہ شرط یہ تھی کہ چوبیس گھنٹے کے اندر صلحنامہ پر دستخط ہو جائیں۔ مگر آسٹریا نے یہ یقین کر کے کہ کوئی عقل و شعور والا انسان ایسے شدید سرما میں جرمنی کے اندر چڑھائی نہ کرے گا اور اِن ایام سرما میں مہلت مل جاوے گی کہ موسمِ بہار میں پھر جنگ شروع کی جاوے اِس شرط کے منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور فرانس کی فوجیں فوراً متحرک ہوگئیں۔

اِس التوائے جنگ کی قلیل ہی مدت میں آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنی افواج کو ترقی دینے میں ایک لمحہ بھی بیکار جانے نہ دیا تھا۔ اُس نے فوجوں کا جوش بڑھانے کے

سینٹ برتھالومیو۔ بارہ حواریوں میں سے ایک حواری تھا۔ اُس نے انجیل شریف کا مشرق میں ایتھی اوپیا۔ اور لکونیا میں وعظ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ آرمینیا میں اُس کی زندہ کھال کھینچی گئی۔ لیکن اِس بیان کی بنیاد ٹھیک نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

لئے اُن کا بذاتِ خود ملاحظہ کیا اور اِن فوجوں کا سپہ سالار اپنے دوسرے بھائی آرچ ڈیوک جان کو مقرر کیا۔ نپولین نے اپنی معمولی تیزی سے فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔ پیرس اور فرانس کی ملکی ضروریات سے اُس کو دارالسلطنت چھوڑنا غیر ممکن تھا۔ اُس نے ایک زبردست فوج کو جو جنرل برون کے ماتحت تھی آسٹریا کی فوج پر اٹلی میں حملہ کرنے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ دریائے من سیو کے کنارہ سے حملہ کر کے وائنا کی طرف استقلال سے بڑھتی چلی جاوے اِس مہم کی تکمیل میں جنرل میکڈانلڈ نے نہایت شدید سرما میں کوہستان آلپس کو سلوجن کے درہ سے عبور کیا اور فرانسیسیوں کو فتح ہوئی۔

مورو نے اپنی عظیم الشان فوج سے دریائے رین پر جنگ کا آغاز کیا۔ دریائے آیزر اور دریائے اِن کے درمیان بڑا گنجان جنگل واقع ہے اور فرسنگوں تک اُس میں صنوبر او دیودار کے نہایت بلند درخت کھڑے ہیں۔ یہ جنگل نہایت سُنسان واقع ہوا ہے جس میں کوئی نہیں بستا اور خوفناک گھاریاں اور اُلجھی ہوئی جھاڑیاں بہ کثرت واقع ہیں۔ اِس جنگل میں دو بڑی بڑی سڑکیں کاٹ کر نکالی گئی ہیں۔ اور اِکا دُکا وحشی لوگوں کے آنے جانے سے پگڈنڈیاں پڑ گئی ہیں۔ اِس جنگل کے بیچ میں ایک چھوٹا سا مزرعہ ہے جس کو ہُو ہنلنڈن کہتے ہیں۔ اِسی جنگل میں مورو کی ساٹھ ہزار فوج سے آرچ ڈیوک جان کی ستر ہزار فوج کا مقابلہ ہوا۔

شہر میونچ کے گھنٹہ گھر پر رات کے ٹھیک بارہ بجے تھے۔ کہ دونوں فوجیں اِس توقع سے کہ غنیم پر شب خون ماریں۔ روانہ ہوئیں۔ خوفناک موسم سرما کی بادِ تند کے جھونکے درختوں کی چوٹیوں پر چل رہے تھے۔ اور دم خفا کرنے والی برف جلد جلد گر رہی تھی اور اُس نے راستہ کے سب نشان میٹ دیے تھے۔ اور برف کے تودوں پر بھاری توپوں کا کھینچنا غیر ممکن ہوگیا تھا۔ فریقین اِس تاریک طوفانی رات میں جنگل کے درمیان پھنس گئے اور اُن کی جماعتوں کی اگلی صفوں کا کئی مقام پر ایک دوسرے سے مقابلہ ہوگیا اور جنگ گشت

وخون اور ابتری کا ایک ہول ناک منظر پیش آیا جس کی خوف ناک سنجیدگی کو خیال احاطہ نہیں کر سکتا۔ اندھیری آدھی رات۔ سرما کے طوفان کا شور برف کی بارش۔ ایک لاکھ تیس ۱۳۰۰۰۰ ہزار جنگ آزما فوجوں کی بندوقوں اور توپوں کی علی الاتصال گرج۔ توپ کے شعلوں کی دمک اور بھاری بھاری گولوں کے صدمہ سے بڑے بڑے درختوں کے پھٹنے اور گرنے کے اڑاسے بے شمار سواروں کا بے راستہ برف پر پریشان ہو کر باہم گڑبڑ ہو جانا۔ حملوں کے شور وغل۔ مجروحوں کی چیخیں۔ ہزاروں پُرجوش فوجی بینڈ باجوں کی گونج۔ ان سب نے مل کر وہ اوسان خطا کرنے والا شیطانی منظر پیدا کیا کہ شاید اس بوڑھی دنیا میں اس سے قبل کبھی پیش نہ آیا ہوگا۔

اس تاریک جنگل میں ایسا گھُپ اندھیرا تھا اور ایسی کثرت سے اندھا کرنے والی برف گر رہی تھی کہ دوست و دشمن میں مشکل سے تمیز ہو سکتی تھی۔ دشمن صرف اپنی وضع سے پہچانا جاتا تھا اور شعلوں پر فیر کئے جا رہے تھے جو جنگل میں دشمن کی طرف سے نظر آتے تھے۔ اکثر مقامات پر فریقین باہم ایسے خلط ملط ہو گئے تھے کہ علٰحدہ نہ ہو سکتے تھے اور آسیبوں کی طرح خوں خواری کے ساتھ سنگینوں اور تلواروں سے دست بدست لڑتے تھے۔ اگرچہ فوجی افسروں کو اُن کے مرتبہ کے خیال سے غیرت کا بڑا پاس ولحاظ ہوتا ہے لیکن بنی نوع انسان میں عامی سپاہی سب سے مبتذل۔ شریر اور کمینہ ہوتے ہیں جیسے کہ آگے بڑھتی ہوئی اور پیچھے ہٹتی ہوئی فوجیں موجزن تھیں ہزارہا مجروح پہاڑ کے پہلو پر۔ تاریک گھاریوں میں جمع ہوتے ہوئے برف کے درمیان جو لہو سے لال ہو گئی تھی۔ اور یہی برف بیچاروں کا کمل تھی۔ کراہنے ٹھٹھر جانے اور مر جانے کو چھوڑ دیے گئے تھے۔ خدائے بصیر کی آنکھ نے خون سے رنگے ہوئے۔ طوفان سے جھومتے ہوئے۔ تاریک۔ ویران جنگل میں اُس شب کیسے کیسے موت کے منظر دیکھے ہوں گے۔

آخرکار صبح ہوئی لیکن بادل صاف نہ ہوا تھا۔ اور لڑائی دوچند شدت سے شروع

ہوئی۔ بیس ہزار ۲۰۰۰۰ کے قریب مجروحوں اور مقتولوں کی نعشیں بچھی پڑی تھیں اور جن کی خون سے لتھڑی ہوئی بالوں کی لٹیں اُن کے برف کے تکیوں میں جم گئی تھیں۔ اُن کے جسم برف میں دب رہے تھے۔ انجام کار فراسیسیوں کو ہر موقع پر فتح ہوئی۔ اور آسٹریا کی فوج پچیس ہزار ۲۵۰۰۰ مقتول و مجروح اور قیدی۔ سو ۱۰۰ توپیں اور بے شمار گاڑیاں چھوڑ کر بدحواسی سے فرار ہوئی۔ کمبل صاحب نے اس واقعہ کو منظوم کر کے لافانی کر دیا ہے اور جہاں کہیں لوگ انگریزی زبان کو جانتے ہیں اس نظم سے اچھی طرح واقف ہیں۔

”ہوہنلنڈن کے آسمان میں غروبِ آفتاب نہ ہوا تھا۔ اُس وقت برف کی وہ حالت تھی کہ کسی کا قدم اُس پر نہ پڑا تھا نہ وہ لہو سے لال تھی۔ دریائے آیزر کی دھار آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ لیکن ہوہنلنڈن کو ایک اور تماشہ دیکھنا پڑا۔ یعنی شب میں جنگ کے طبل بجے اور آتشِ موت کو حکم دیا کہ ہوہنلنڈن کے اندھیرے منظر کو روشن کر دے۔“

فراری آسٹریا والے دریائے ڈینیوب کی وادی میں بھاگے۔ مورو اپنے توپخانوں سے گولے برساتا اور اُن کی صفوں کو چیرتا ہوا تعاقب میں روانہ ہوا۔ فاتح فراسیسیوں سے وائنا اب تیس میل رہ گیا تھا۔ اور پس وائنا میں لا بیان پریشانی پھیل گئی اور شاہنشاہ نے پھر ایک وکیل بھیجکر التوائے جنگ کی استدعا کی اور یہ درخواست منظور کی گئی۔ کیونکہ نپولین تو صرف صلح کے مدعا سے جنگ کر رہا تھا۔ تاہم عدیم المثال عالی حوصلگی سے باوجود ان حیرت خیز فتوحات کے نپولین نے اپنی شرائط صلح میں کوئی ضروری تبدیلیاں نہ کیں۔ آسٹریا اُس کے قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کی فاتح فوج وائنا سے اسقدر قریب پہونچ گئی تھی کہ شہر کے مینار نظر آتے تھے اور شاہنشاہِ آسٹریا کے پاس کوئی ایسا ذریعہ باقی نہ تھا۔ کہ یورش کرنے والے فرانسیسیوں کو روک سکتا۔ نپولین جیسی چاہتا شرائط کرا سکتا تھا لیکن پھر بھی وہ انھیں شرائط پر قائم رہا جو اُس نے پہلے لکھوائی تھیں۔

مورو کے بعض افسروں نے اصرار کیا کہ وائنا پر یورش کرنا چاہیے لیکن مورو نے

جواب دیا "بہتر ہے کہ ہم یہیں رہیں اور صلح پر قانع رہیں اِس لیے کہ ہم صلح کی خاطر جنگ کر رہے ہیں" اب آسٹریا کا شاہنشاہ مجبور ہو گیا کہ انگلستان کی بغیر رضامندی کے صلح کر لے اور -۱۶۲ اِس طرح وہ موانع جن کا دُور ہونا ممکن معلوم نہ ہوتا تھا صلح کے راستہ سے دفع ہو گئے لیون وایل میں جوزیف بوناپارٹ فرانس کی طرف سے وکیلِ مصالح ہو کر آیا۔ اور کونٹ کوبنٹزل Count Cobenzl آسٹریا کی طرف سے مامور ہوا۔ شرائط صلح بہت جلد طے ہو گئیں۔ اور فرانس کی اب پھر سارے یوروپ سے باستثناے انگلستان کے صلح ہو گئی۔

اِس صلحنامہ کی رُو سے دریاے رین فرانس کی سرحد مقرر ہوا۔ آسٹریا کا اٹلی میں ایڈج پر تصرف قائم رکھا گیا۔ اور نپولین نے اِس شرط پر بہت زور دیا کہ اٹلی کا ہر ایک باشندہ جو معاملاتِ ملکی کی وجہ سے آسٹریا کے زندانوں میں اسیر تھا فوراً رہا کر دیا جائے اٹلی کی نئی جمہوری طاقتوں سے فرانس یا آسٹریا کو مداخلت کا کوئی اختیار نہ رہا اور اِن طاقتوں کو اختیار دیدیا گیا کہ اپنی مرضی کے موافق اپنی وضع حکومت قائم کریں۔

اِس صلحنامہ کے متعلق سر والٹر اسکاٹ نے بڑی راستی سے تسلیم کیا ہے کہ "لیون وایل کا صلحنامہ فرانس کے لیے کیمپو فورمیو کے صلحنامہ سے کچھ زیادہ مفید نہ تھا۔ فرسٹ کانسل کی جانب سے اُس نرمی نے جس کا اِس صلحنامہ میں اظہار ہوا دونوں باتیں ثابت کر دیں یعنی اُس کو واقعی صلح کی تمنا تھی اور اُس نے آسٹریا کی بہادری اور اُس کی فرماں روائی کی قدر بھی کی" ایلی سن صاحب لکھتے ہیں "واقعی تو یہ بات ہے۔ کہ لیون وایل کے صلحنامہ کی شرائط اور اُن شرائط میں جو نپولین نے آغازِ جنگ سے قبل پیش کی تھیں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور جب یہ یاد کیا جاتا ہے **تو سخت ہی حیرت ہوتی ہے** کہ آغازِ جنگ سے قبل کی فوجی حالت میں اور اُس حالت میں جبکہ نپولین کو میرنگو۔ اور ہوہنلنڈن۔ اور منسیو میں عظیم الشان فتوحات حاصل ہو چکی تھیں زمین و آسمان کا

فرق ہوگیا تھا۔"

حقیقت میں سخت حیرت کا مقام ہے کہ نپولین نے اپنی ایسی بڑی توہین کے باوجود صلح میں اسقدر نرمی ظاہر کی کہ عدیم المثال ہے۔ اپنی پہلی اٹلی کی مہم میں نپولین نے صرف صلح کی خاطر جنگ کی تھی۔ اور انجام کار کیمپو فورمیو کے صلحنامہ سے اُس نے اپنا مدعا حاصل کیا اور ایسی شرائط کیں جو فرانس اور آسٹریا دونوں کی عزت کا باعث ہوئیں۔ مصر سے واپس آنے پر اُس نے دیکھا کہ آسٹریا کی تین لاکھ فوج میدانِ جنگ میں تھی۔ آسٹریا اور انگلستان کا ایک جتھہ تھا۔ اور ریپبلک کے مقبوضات پر حملے ہو رہے تھے۔ نپولین نے صلح کے لیے اِلتجائیں کیں۔ رحم و انسانیت کے واسطے دیے۔ اور استدعا کی کہ کیمپو فورمیو کے ایماندارانہ صلحنامہ کی شرائط پر کاربند ہونا چاہیے۔ لیکن اُس کے مخالفوں نے اِن زاریوں کو کمزوری پر محمول کیا اور حقارت سے ٹکا سا جواب دیدیا اور نئے زور و شور سے فرانس پر اپنے سِیل کے گولے اُتارنا شروع کیے۔

نپولین کوہستان آلپس پر بڑھ گیا۔ اور میرنگو کے میدان میں دشمن کو اِسطرح بکھیر دیا جس طرح برگہائے خزاں دیدہ بادِ صرصر کے سامنے اُڑ جاتے ہیں۔ دھوین۔ خون۔ اور اپنے میدان فتح کی کراہوں کے عین درمیان سے اُس نے صلح کی پھر التجا پیش کی اور اُس نے ایسی لفظوں میں یہ مراسلہ لکھا جو کسی دردمند اور ایماندار آدمی کے اُبلتے ہوئے ہمدرد قلب سے لکھا جانا ممکن ہو سکتا ہے۔ اُس کے لہجہ میں کوئی تحکم کی وضع نہ تھی۔ اُس کے مراسلہ میں مُلکی توڑ جوڑ کا رنگ نہ تھا۔ اگرچہ اُس کے دشمن نیچا دیکھ چکے تھے لیکن اب بھی اُس نے کوئی بڑے بڑے دعوے پیش نہیں کیے۔ اُس نے بڑی عالی حوصلگی سے وہی کیمپو فورمیو کی شرائط پیش کیں۔ اور اِن ہی شرائط پر قانع رہنے کا یقین دِلایا۔

اُس کے دغاشعار مخالفوں نے اپنی فوجوں کو تازہ کرنے کے لیے مہلت حاصل کرنے کو کہ اُس پر از سرِ نو بڑے زور و شور سے حملہ آور ہوں التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر کی

اور پھر اُنھوں نے صلح کی بات چیت کے رستہ میں ایسے موانع حائل کئے جو اُن سے ممکن ہو سکتے تھے اور التوائے جنگ کے زمانہ کو یہاں تک طول دیا کہ آسٹریا کے برف پوش پہاڑوں پر موسم سرما کی سرد ہوائیں تیزی سے چلنے لگیں اور اب اِن مخالفوں نے خیال کیا کہ نپولین کے لئے موسم بہار آنے تک نقل و حرکت کرنا غیر ممکن تھا۔ اور اِتنی مہلت میں جنگ کی طیاریاں کر لینے کو کافی وقت تھا اور پس اُنھوں نے جھٹ صلح سے صاف انکار کر دیا۔

طوفانِ باد اور ٹھٹھرا دینے والے گرتے ہوئے برف میں بہ ہزار دِقّت نپولین کی فوجیں ہوہنلنڈن تک پہونچیں اور آسٹریا کی فوجوں کو پھر ہزیمت ہوئی۔ اور برف کے پاروں کے مانند اُس کے دُھوئیں اُڑ گئے۔ دس ہزار فرانسیسی موت میں سرد پڑے تھے اور یہ خوفناک فتح کا فخر تھا۔ آسٹریا کے شاہنشاہ نے اپنے ایوان میں نپولین کی یورش کرنے والی فوج کے توپخانوں کی گرج سُنی اور اُس نے صلح کی التجا پیش کی۔ اور نپولین کی طرف سے فوراً جواب دیا گیا کہ یہی وہ چیز تھی جس کی اُس کو تمنّا تھی۔ وہ بلند نظری یا فتوحات کی غرض سے جنگ نہیں کر رہا تھا۔ اور اب بھی وہ کیمپو فورمیو کے صلحنامہ کی شرائط کے موافق صلح پر راضی تھا۔

اب تمام برّ اعظم یوروپ سے فرانس کی صلح ہو گئی تھی اور صرف انگلستان بڑے شدّ و مد سے اُس کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ اور نہ اب کوئی یوروپ کی طاقت اُس کی رفیق تھی اور نہ اُس کا ظاہر یا اعلان کیا ہوا کوئی جنگ کے واسطے مقصد ہی تھا۔ بحری قوت کے اعتبار سے فرانس۔ انگلستان سے کمزور تھا۔ اور انگلستان کو کوئی ایسا صدمہ نہ پہونچا سکتی تھی جو اُس کو محسوس ہو سکتا۔ سر والٹر اسکاٹ نے لکھا ہے کہ ”ہر موقعہ پر انگریزی جہاز فرانسیسی تجارت کو برباد کر رہے تھے اور اُس کی آمدنی کے ذریعوں کو خراب کر رہے تھے اور اُس کے بندرگاہوں کا راستہ بند کر دیا تھا۔“

لیون وایل کے عہدنامہ پر ۹- فروری ۱۸۰۱ء کو دستخط ہوئے۔ جس وقت نپولین

نے اِس صلحنامہ کا اعلان کیا تو انگلستان سے صلح نہ ہونے پر اُس نے بڑا اظہارِ افسوس کر کے کہا کہ "افسوس یہ صلحنامہ ایک عام صلحنامہ کیوں نہ ہوا۔ فرانس کی تو یہی خواہش تھی اور فرانس کی گورنمنٹ کے تو مدام یہی مدعا و کوششیں رہی ہیں۔ لیکن اُس کی خواہشوں سے کچھ نہ ہوا تمام یوروپ واقف ہے کہ انگلستان کے وزیر نے لیون وایل کے صلحنامہ کی گفتگو کے راستہ میں ناکامی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انگلستان کے وزیر سے یہ بات کہی گئی کہ اُس سے جدا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اور ہمارے اِس اعلان پر انگلستان کی طرف سے انکار ہی ہوا۔ اور یہ عذر پیش کیا گیا کہ وہ اپنے رفیق آسٹریا سے کیسے جدا ہو سکتا ہے لیکن اب جبکہ اِس رفیق یعنی آسٹریا نے انگلستان کی مرضی کے بغیر صلح پر رضامندی ظاہر کی تو انگلستان نے دوسرے ذریعے تلاش کیے کہ اُس صلح میں جو دُنیا کے لیے نہایت ضروری تھی تساہل پیدا ہو گا۔ اِس فعل سے تمام قوموں کے مراتب اور حقوق کے خلاف انگلستان کا زعم ثابت ہوتا ہے۔ تمام ایشیا کی تجارت اور بے شمار نوآبادیوں کا بیوپار اُس کی ہوس کی پیاس بجھانے کو کافی نہیں ہے۔ سب سمندروں کو بلا مزاحمتِ غیرے انگلستان کا فرماں بردار ہونا ضرور ہے۔" جس وقت ولیم پٹ نے اپنے رفیق آسٹریا کی ہزیمت کی خبر سُنی تو سر دُھن کر مایوسی سے کہنے لگا۔ "اچھا یوروپ کے نقشہ کو تہ کرو۔ اب بیس برس تک اُس کے کھولنے کی حاجت نہیں ہے۔"

جس عرصہ میں یہ بڑے بڑے واقعات پیش آ رہے تھے نپولین پیرس میں بیٹھا اعجازی قوت سے اُس بڑی سلطنت کے جملہ ذریعوں کو ترتیب دے رہا تھا جو اب اُس کے قبضہ میں تھی۔ اُس کے غور و فکر میں ڈوبے رہنے کی طاقت کی غالباً کہیں نظیر نہیں ملتی۔ کبھی عرصۂ دراز تک وہ ایک ہی مضمون پر اپنے خیالات کو لگائے رکھ سکتا تھا۔ اور پھر اُس خیال سے الگ ہو کر بے سُود غور و فکر میں اپنا ذرا سا بھی وقت ضائع کیے بغیر وہ دوسرے خیال کی طرف ایسی چستی و تازگی سے مصروف ہو جاتا کہ گویا اُسکا دماغ پہلے سے کسی کام

میں مصروف ہی نہ تھا۔ متواتر دماغی محنت اُس کی زندگی کا ایک لطف تھی۔

نپولین کہا کرتا تھا "مصروفیت تو میرا ایک عنصر ہے۔ میں اسی کے لیے بنا ہوں۔ میں اسی لیے خلق کیا گیا ہوں۔ مجھے وہ حدود تو مل گئی ہیں جن کے پار میری ٹانگیں مجھے نہیں لے جا سکتیں اور میں نے وہ وسعت بھی معلوم کر لی ہے جس کے پار میری آنکھیں مجھے دکھا نہیں سکتیں لیکن اپنی مصروفیت کی طاقت کی مجھے حدیں نہیں ملتیں"۔

اب نپولین کی ذکاوت کی عمومیت عام طور پر نمایاں ہو گئی تھی۔ قومی محاصل سرسبزی پر تھے۔ رعایا کے حسب منشا محصولوں کی ترتیب ہو گئی تھی۔ فرانس کا بنک پھر سے قائم ہوا۔ اور اُس کے کاروبار میں نئے عزم و ہمت سے کام ہونا شروع ہوا۔ کئی کروڑ فرانک پانچ بڑی سڑکوں پر صرف ہوئے۔ جو پیرس سے فرانس کی سرحدوں کو گئی تھیں۔ اُس زمانہ میں قزاق اور برخاست شدہ فوجوں کے بدمعاش سڑکوں پر کثرت سے تھے اور سفر کرنا نہایت خطرناک بات تھی۔ نپولین نے کہا "مجھے ایک دو مہینہ کی مہلت دیدو کہ میں باہر والوں کو ہزیمت دے کر صلح حاصل کر لوں اور پھر ایک چٹکی بجاتے میں ان راہزنوں کا انتظام کر دوں گا"۔

ایک بڑی کارآمد نہر بلجیم اور فرانس کو ملاتی ہوئی چند سال قبل شروع کی گئی تھی۔ انجنیر اس بارہ میں رائے کا اتفاق نہ کر سکے کہ اُس کوہستان میں جو دریائے اویس Oise اور سوم Somme کی وادیوں کو جدا کرتا تھا یہ نہر کس بہترین سمت میں کاٹی جائے۔ نپولین نے خود موقعہ کا معائنہ کیا اور بڑی دانائی سے فوراً اس معاملہ کو طے کر دیا۔ اور نہر کا کام زور شور سے تکمیل کو پہونچنے کے لیے شروع ہو گیا۔ پیرس میں نپولین نے دریائے سین پر دو پل تعمیر کرائے۔ اُس نے سمپلن کی عظیم الشان سڑک کو شروع کیا جس کا عریض ہموار راستہ ناہموار کوہ آلپس کے پار چلا گیا ہے۔ اور نپولین کے ذہن اور عزم و ہمت کا قرنہا قرن تک یادگار رہے گا۔ اُن مہربانیوں کے معاوضہ میں

جو سینٹ برنارڈ کے راہبوں سے ظاہر ہوئی تھیں۔ نپولین نے مسافروں کی امداد کے لیے اسی قسم کی دو اور خانقاہیں کوہ سینس اور کوہ سمپلن پر قائم کر کے اُن کو سینٹ برنارڈ کا ماتحت و معاون بنا دیا۔ اور اِن ہی بڑی بڑی تجاویز کے ساتھ ساتھ اُس نے فرانس کے مجموعہ ضابطۂ دیوانی کی تالیف و تدوین شروع کی اور اس کام کے لئے اُس نے یورپ کے لائق ترین قانون داں لوگ بُلائے اور مجلسِ شاہی میں جس کا خود میرِ مجلس ہوتا تھا۔ دفعہ دفعہ بحث شروع ہوئی۔ اِن قانون کے عالموں کو حیرت ہو ہو جاتی تھی جب وہ دیکھتے تھے کہ قانون اور علمِ سیاست سے فرسٹ کانسل کو اُسی طرح واقفیت ہے جس طرح معاملاتِ حرب و فنِ جنگ میں مہارت ہے۔

ہورین کا بیان ہے کہ ایک دن ایک تارکِ وطن جنرل ڈیوروزیل (Dumouriez) کا خط آیا جس نے جزیرہ جرسی میں پناہ لی تھی اور اُس خط کا ایک حصہ حسب ذیل ہے۔

"جنرل تمھیں ضرور یاد ہوگا کہ جب تمھارے مرحوم والد نے تمھارے بھائیوں کو آٹن کالج سے بہ مجبوری جدا کرنا چاہا تھا تو اُس وقت اُس کے پاس روپیہ نہ تھا۔ اور مجھ سے ۶۲۵ چھ سو پچیس فرانک قرض مانگے تھے اور میں نے بڑی خوشی سے دیے تھے۔ اپنی واپسی پر اُسے ادا کرنے کا موقع نہ ملا۔ اور جب میں اجیشیو سے رخصت ہونے لگا تو تمھاری والدہ نے اپنے کچھ ظروف فروخت کر ڈالنا اور میرا روپیہ دیدینا چاہا لیکن میں نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ میں یہ روپیہ نہ مانگوں گا اور جب کبھی اُس کو ادا کرنے میں آسانی ہو ادا کر دینا۔ انقلاب سے قبل غالباً اُس کی طاقت میں یہ بات نہ تھی کہ وہ میرا روپیہ ادا کرنے کی بابت اپنی خواہش پوری کر سکتی۔ جنرل۔ مجھے بڑا تاسف ہے کہ اس حقیر رقم کی بابت میں تم کو تصدیع دینے پر مجبور ہوں۔ لیکن میری قابلِ رحم حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اب یہ قلیل رقم بھی میرے لیئے بہت بڑی رقم ہے۔ جنرل۔ چھیاسی سال کی عمر میں اپنے ملک کی ساٹھ برس خدمت کرنے کے بعد میں اس جزیرہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا ہوں۔ اور اب اُس خفیف رقم پر جو سرکار انگریزی سے تارکانِ وطن

کو عنایت ہو رہی ہے میری اوقات گزاری ہے۔ میں تارکانِ وطن کا لفظ اِس لئے استعمال کرتا ہوں کہ اپنی مرضی کے خلاف میں تارکِ وطن ہونے پر مجبور کیا گیا ہوں۔"

جس وقت یہ خط نپولین کو سُنایا گیا تو اُس کا جی بھر آیا اور بیورین سے کہنے لگا "بیورین یہ خط واجبی ہے۔ دیکھو ایک لمحہ کی دیر نہ ہونے پائے۔ جنرل ڈیوروزیل کو دس گنی رقم ارسال کر کے ابھی لکھ بھیجو کہ تارکانِ وطن کی فہرست سے اُس کا نام میٹ دیا جائے گا۔ ہائے مجھ سے پہلے اِن کانونشن کے بدذات اراکین نے کیسے کیسے ستم ڈھائے ہیں اور اِن کی مجھ سے تلافی ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتی۔" جسوقت نپولین نے یہ لفظیں کہیں تو اُس کا قلب اِس قدر بھرا ہوا تھا کہ یہ حالت اُس کی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ اور پھر شام کو اُس نے بڑے تعلقِ خاطر سے دریافت کیا "کیوں بیورین میرے حکم کی تعمیل ہو گئی یا نہیں۔"

اِس زمانہ میں فرسٹ کانسل کو قتل کر دینے کے بہت سے ارادے کئے گئے۔ اگرچہ فرانسیسی قوم بے نظیر یک دلی سے اطاعت۔ شکر گزاری اور تعریف کے ساتھ اُس کے گرد جمع تھی تاہم مخالفین سرکار اور موافقین سرکار کے اشد گروہوں میں ایسے بدذات شخص موجود تھے جو نپولین کو اپنے راستہ میں حائل سمجھتے تھے۔ اُس وقت نپولین کا ایک شیطانی آتشی کل سے بچ جانا جو موافقین سرکار نے قائم کی تھی ایک اعجاز سمجھنا چاہیے۔

۲۴- دسمبر سنہ ۱۸۰۰ء کی شب میں نپولین تماشہ گھر کو ہیڈن کا اوریٹوریو آف دی کریشن جو پہلی مرتبہ ہونے کو تھا سُننے کو جا رہا تھا۔ اگرچہ اُس کو کثرتِ کار سے فرصت نہ تھی اور وہ جانا نہ چاہتا تھا لیکن جوزیفاین کی خوشی کرنے کو وہ اُس کے اصرار پر راضی ہو گیا۔ اُس کی گاڑی ایک تنگ سڑک سے گزرنے کو تھی جب اِس سڑک پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک چھکڑہ لوٹا ہوا پڑا ہے اور راستہ کو روک رکھا ہے اور اِس اُلٹے ہوئے چھکڑے کے نیچے ایک پیپہ لٹکا ہوا تھا۔ اس پیپہ کے اندر ایک نہایت مہلک کل تھی۔ جو بارود اور اشیائے آتش گیر گولی گریپ سے بھری ہوئی تھی۔

نپولین کا کوچ میں بہ دقت اپنی گاڑی کو اُس جھکڑ سے نکال کر گاڑی آگے بڑھانا چاہتا ہی تھا کہ یہ پیپا ایک دم پھٹا اور ایسی مُہیب آواز ہوئی کہ تمام پیرس گونج گئی۔ آٹھ آدمی تو فوراً مر گئے۔ اور ساٹھ سے زیادہ ایسے زخمی ہوئے کہ جن میں سے بیس بعد کو مر گئے۔ سڑک کے دورویہ دُور تک مکانات شق ہو گئے اور بعض مُنہدم ہو گئے۔ اور نپولین کی گاڑی کو ایسی حرکت ہو گئی جیسے وہ سطح آب پر ہو۔ اور گاڑی کی کھڑکیوں کے پُرزے پُرزے اُڑ گئے

لیکن نپولین تو ایسے خطرناک واقعات میں رہ چُکا تھا کہ کیسی ہی مہیب آواز کیوں نہ ہوتی اُس پر اثر نہیں ہو سکتا تھا اور اُس نے مُسکرا کر کہا "بھلا بے بدمعاشو۔ ہمیں اُڑا ہی دیا تھا"۔ نپولین کے ساتھی نے جو حد درجہ خائف ہو گیا تھا کھڑکی سے اپنا سر نکال کر کوچ میں سے ٹھہر جانے کو کہا"۔ نپولین نے اس پر کہا "اُجی چلے چلو"

ص ۱۶۴

جس وقت نپولین تماشہ گھر میں پہونچا تو اُس کے بُشرہ سے کوئی پریشانی ظاہر نہ تھی اور اپنی معمولی حالت کے موافق ویسا ہی مستقل تھا لیکن تمام تماشہ گھر میں بڑا ہی خوف پھیلا ہوا تھا کیونکہ یہ ہیبت ناک آواز سب نے سُنی تھی۔ اور اپنے محبوب نپولین کی خیریت کی طرف سے نہایت ہی متفکر ہو گئے تھے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی تمام تماشہ گھر خوشی کے نعروں سے گونجنے لگا اور سب حاضرین نے اپنی ہمدردی اور محبت کا اِس طرح ثبوت دیا۔ چند ہی ساعتوں کے بعد جوزیفاین بھی اپنی گاڑی میں آ پہونچی اور جب نپولین کے پاس اپنی نشست گاہ پر آ بیٹھی تو نپولین نے ہنس کر کہا "جوزیفاین۔ تم نے کچھ سُنا حرامزادوں نے میرے اُڑا دینے کی تدبیریں کی تھیں۔ جوزیفاین آج کے تماشہ کی کتاب تو ذرا مجھے دینا"

تھوڑی دیر بعد نپولین تماشہ سے اُٹھ آیا اور جب ٹوئی لریز کے ایوان میں پہونچا تو وہاں آدمیوں کا بڑا ہجوم دیکھا جو بڑی ہمدردی کے ساتھ اُس کی خیریت کی طرف سے متفکر ہو کر جمع ہوئے تھے۔ اِس قبیح سازش نے عام خطرہ پھیلا دیا اور فرسٹ کانسل کی لامحدود ہر دلعزیزی کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ فرانس کے جُملہ محکموں اور پیرس کی طرف سے ایڈریس

اور ڈیپوٹیشن پیش ہوئے اور اُس کی سلامتی پر اُس کو مبارک بادیں دی گئیں۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ مخالفین سرکار کی یہ سازش تھی اور اِس ملعون فریق کے ننّوے سے زیادہ سرغنا اُس وقت پیرس میں موجود تھے۔ اور انقلاب کے دَوْرِ پُرخطر میں خوب خوب نام پیدا کر چکے تھے۔ یہ لوگ مخالفین سرکار کے بڑے شاطر اراکین تھے۔ اور اُن کا ایک خونخوار اور جاہل جلسہ ہمیشہ سازش میں لگا رہتا تھا۔ کہ فرماں روائی کو اُلٹ دے۔ اور فرسٹ کانسل کو قتل کر ڈالے۔ اِس گروہ سے فرانس کے لوگوں کو سخت نفرت تھی اور بہانہ ہی ڈھونڈھتے تھے کہ اِن پر جُرم تھوپ کر اُن کو فرانس بدر کر دیں۔ اِس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر بڑے جوش اور غصہ کی حالت میں اگرچہ اِس گروہ کے خلاف اثباتِ جرم کی قرار واقع شہادت موجود نہ تھی۔ جماعت ہائے قانونی نے ایک قانون پاس کر دیا کہ ایک سو ساٹھ اِس خونریز گروہ کے مجرم فرانس سے خارج کر دیے جائیں۔ اور اس کے بعد بڑی سرگرمی سے یہ اِستدعا پیش کی گئی کہ اپنے اعلےٰ اختیارات کی رُو سے نپولین اِس قانون کو منظور کر دے اگرچہ نپولین کو واقع میں ایسی مقبولیت حاصل ہو چکی تھی اور اُس کے انصاف و دانائی پر مخلوق کو ایسا بھروسہ ہو گیا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ دیتا فوراً تعمیل ہو جاتی۔ لیکن اس موقعہ پر اُس نے کہا کہ یہ حکم اس طرح منظور نہیں کیا جا سکتا۔ معاملہ کی باضابطہ تفتیش ہونا چاہیے اور بعد کو ججوں کے سامنے باضابطہ پیش کیا جاوے۔

نپولین نے کہا "اِس کارروائی کی ذمہ داری مجالس قانونی کے ذمہ رہے گی۔ کانسلوں سے اس کی جواب دہی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن وزرا کے سر جواب دہی ضرور ہے۔ اِن میں سے جس کسی نے ہٹ دھرمی کے حکم پر اگر دستخط کر دیے تو ممکن ہے کہ اِس کے بعد اُن سے جواب طلب ہو۔ کسی ایک شخص کو بھی بے ثبوت پھانسنا نہ چاہیے اِس لئے کہ خود کانسلوں کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے کہ کل کیا پیش آنا ہے۔ رہا میں تو جب تک میں زندہ ہوں میں اس حق پسندی کے ساتھ کام کروں گا کہ میرے افعال کی

نسبت مجھ سے جواب طلب کرنے کی کسی کو ہمت ہی نہ ہوگی۔ لیکن ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں تو پھر اُس کے بعد اپنے دونوں ہم منصب کانسلوں کی حفاظت کا میں کس طرح ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ اور اُس وقت فرماں روائی کی تمھاری باری ہوگی۔" اور پھر مسکرا کر نپولین کیمبے سریز کی طرف مخاطب ہوا "حضرت رکابوں میں آپ کے قدم ابھی مضبوط نہیں جمتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ قانون ایسا پاس ہو جو آج اور کل یکساں کام آوے۔"

آخر میں بہت سے مباحثوں کے بعد یہ طے ہوا کہ قانون کی اِس خاص دفعہ کے متعلق مجلس فرماں روائی وجوہ کے ساتھ ایک اعلان طیار کرے اور فرسٹ کانسل اُس پر دستخط کرے۔ اور پھر سینیٹ سے یہ بات آخر میں طے ہو کہ آیا یہ قانون جائز ہے یا نہیں۔ پس ایسے جوش کے موقعہ پر نپولین نے اِس احتیاط کے ساتھ کام کیا۔ لیکن یہ قانون ظالمانہ اور بعید از انصاف تھا۔ چونکہ یہ لوگ دیگر جرائم کے مجرم ہو چکے تھے لہذا اُن کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی۔ لیکن بعد کو معلوم ہو گیا کہ موجودہ کل سے اُڑا دینے کی سازش میں یہ لوگ قطعی شریک نہ تھے۔ اِس معاملہ میں نپولین بڑے پس و پیش میں تھا کیونکہ اِن لوگوں کے جُرم پر اُسے یقین نہ تھا اور وہ نہ چاہتا تھا کہ شیطانی آتشی کل کے موجد ہونے کا جرم ان لوگوں پر لگایا جاوے۔ اُس نے کہا "ہم کو یہ تو یقین ہے کہ یہ لوگ مجرم ہیں لیکن ہم اِس بات کو جانتے نہیں ہیں۔ اُن جرائم کی پاداش میں جو اُنھوں نے کئے ہیں یعنی اُن خوں ریزیوں اور سازشوں کی سزا میں جو اُن کے خلاف ثابت ہو گئی ہیں اُن کو فرانس سے خارج کر دیا جاوے۔" یہ قانون پاس ہو گیا۔ لیکن چونکہ نپولین بہت ہر دل عزیز تھا۔ اور اُس کو یقین تھا کہ یہ لوگ اُس کا کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ اِس قانون کا اِن لوگوں کے خلاف نفاذ نہیں ہوا۔ وہ فرانس ہی میں رہے۔ لیکن اُن کو کھٹکا ضرور ہو گیا تھا۔ کہ پولیس اُن کی دیکھ بھال میں لگی رہتی ہے۔

نپولین نے کہا "میں نے کچھ اپنی ذاتِ خاص کا بدلہ نہیں لیا۔ کیونکہ میری تقدیر نے تو مجھے بڑے بڑے ہولناک موقعوں پر پہونچایا ہے اور مجھے سلامت نکال لائی ہے۔ مجھے

اپنا خیال ہرگز نہیں ہے اور میری تقدیر تو مجھے ہمیشہ اسی طرح بچاتی رہے گی لیکن مجھے تو قومی انتظام و ترتیب کا خیال ہے کیونکہ یہی تو میری رسالت ہے کہ فرانس کا نظم و نسق پھر سے قائم کروں اور قومی اعزاز کو پھر بحال کروں۔ اور فرانس کے دامن سے ذلت کا داغ مٹا دوں“

مبارک باد کے بے شمار ایڈریسوں کے متعلق جو اس موقعہ پر پیش ہوئے نپولین نے کہا ”اس موقعہ پر پیرس کے لوگوں کی ہمدردی سے جو اُن کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ مجھ پر بڑا اثر ہوا ہے۔ میں اسی لائق ہوں۔ میرا صرف یہی مدعا ہے کہ فرانس کی شان و عظمت کو پھر سے قائم کروں۔ جن بدمعاشوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے میں اُن کو قانون کے حوالے کیے دیتا ہوں کہ اُن کو سزا دیدے۔ اور چونکہ اس مذموم فعل سے اُنھوں نے پیرس کی مخلوق کو خطرہ میں ڈال دیا ہے اور اس فعل کی تاریخ میں نظیر نہیں لہٰذا سزا بھی فوراً اور بے نظیر ہونا چاہیے“

نپولین کو یہ بات معلوم ہونے سے بڑی سخت حیرت ہوئی کہ یہ سازش بوربون خاندان کے حامیوں کی تھی۔ فریقِ شاہی کے بہت سے نامور طرفدار اس سازش میں شریک تھے۔ نپولین کو خیال تھا کہ یہ لوگ اُس کے شکرگزار تھے۔ کیونکہ اِن کو انبوہ عوام کے غیظ سے اُس نے پناہ میں رکھا تھا۔ اور باوجود نپولین کے خیرخواہوں کے اختلاف کے نپولین نے نہ مانا تھا اور ڈیڑھ لاکھ ایسے تارکانِ وطن کو فرانس لوٹ آنے کے لیے ایک قانون پاس کر دیا تھا اور حتی الامکان یہ بھی کوشش کی تھی کہ اُن کی ضبط شدہ جاگیریں بھی واپس ہو جائیں۔ نپولین نے اُن پر ہر صورت سے احسان کیے تھے اور اُن کے ساتھ رعایتیں کی تھیں اور نپولین کو ہرگز توقع نہ تھی کہ اِن نیکیوں کا اس بدی کے ساتھ بدلا دیا جائیگا۔ اب اس معاملہ میں ایسا بیّن ثبوت بہم پہونچ گیا کہ جائے کلام باقی نہ رہی پُرفن نوشتے سے جملہ سازش کا انکشاف کرلیا۔ سرغنا گرفتار ہوئے اور گولی سے جب دیے گئے۔ جوزیفائن نے اس وقت وزیر صیغۂ پولیس کو ایک خط لکھا تھا اور اس

صہ ۱۶۵

خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جوزیفاین کیسی حیرت انگیز عالی حوصلہ خاتون تھی اور نپولین کیسا فیاض چال چلن کا شخص تھا۔

”اِس خوف ناک سازش سے جو ابھی واقع ہوئی ہے میرا کلیجہ کانپ ہی رہا تھا کہ مجرموں کے سزا کے خیال نے میرے دل کو تازہ مصیبتوں سے اور گھیر لیا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ یہ مجرم اُن خاندانوں سے ہیں جن سے میرا ایک وقت میں رابطۂ اتحاد تھا۔ پس اِن مجرموں کی مائیں بہنیں۔ اور غم زدہ بیویاں جس وقت اگر مجھ سے ملتجی ہوں گی تو میں قیاس نہیں کر سکتی کہ میرے جی کی کیا نوبت پہونچے گی۔ میں جانتی ہوں کہ میں اُس قدر رحم حاصل نہ کر سکوں گی جس کی میں سفارش کرنا چاہوں گی۔ یہ مجھے یقین ہے کہ فرسٹ کانسل کا رحم بہت وسیع ہے اور اُس کو میرے ساتھ بدرجۂ کمال الفت ہے۔ لیکن جب یہ خیال کرتی ہوں کہ اِس وقت اس سازش سے گورنمنٹ کے سرداری کی جان پر وار نہ کیا گیا تھا تو میں ڈرتی ہوں کہ فرسٹ کانسل زیادہ سخت گیری کرے گا اور اپنے ارادے سے نہ ہٹے گا۔ پس میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے تحقیقات کو دیکھو طول مت دیجیو۔ یہ ممکن ہے کہ لوگ نفسانیت سے اور غلط بیانی سے بہت سے ناکردہ گناہ لوگوں کو بھی پھانس دیں میں عورت ذات ہوں۔ اور ایک شوہر کی بیوی ہوں۔ اور بچّوں کی ماں ہوں۔ لہٰذا تم خیال کرو کہ لوگوں کے بلکنے اور آہ و فریاد سے میرے جی پر کیا کچھ نہ بن جائے گی۔ میرے اچھے وزیر۔ تم دیکھو اسی طرح کارروائی کیجیو کہ اِن بیچاروں کی تعداد میں کمی ہو جائے۔“

نپولین کا اُن بے شمار سازشوں سے جو اِس زمانہ میں اُس کے خلاف ہو رہی تھیں بچ جانا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ بوربوں کے حامی خیال کرتے تھے کہ اگر نپولین اُن کے رستہ سے ہٹا دیا جاوے تو وہ بوربوں بادشاہ کو فرانس میں تخت نشین کر سکتے تھے۔ اور یہ بات صرف نپولین کی لیاقت کی بدولت تھی۔ کہ متحدہ یوروپ کے مقابلہ میں فرانس کو نُصرت حاصل ہوئی۔ پس اگر نپولین مر جاتا تو فرانس بے سری رہ جاتی۔ اور پھر جتھہ کی فوجیں

خوں ریزی سے دھاوے کرتی ہوئی پیرس پر چڑھ آتیں اور ملعون بوربوں کو تخت پر بٹھال دیتیں یہ سب باتیں فرانسیسیوں کو بھی معلوم تھیں اور وہ اپنے محافظ نپولین کی پرستش کر رہے تھے۔ اور یہی سب باتیں یورپ کے بادشاہوں کو بھی معلوم تھیں اور اِس لیے اُنھوں نے اپنے تمامی عزم وہمت کا نپولین کو نشانہ بنالیا تھا۔ اِس قسم کی تیس سے زیادہ سازشوں کی سُراغ رسانی تو پولیس نے کی تھی۔

اِن سازشوں کے پکنے کی بھٹّی لندن تھی۔ نپولین پر ہوائی بندوقیں چلائی گئیں۔ خنجروں سے مسلّح قاتل اُس کی گھات میں پھرتے تھے۔ ایک بم کا گولہ ایسا ایجاد کیا گیا تھا۔ کہ پندرہ پونڈ وزن میں تھا اور تجویز کیا گیا تھا کہ کھڑکی سے نپولین کی گاڑی میں ڈال دیا جائے جہاں وہ خود اپنے گرنے کی دھمک سے پھٹکر گاڑی کے سواروں کو ریزہ ریزہ کر دے اِن سازش کرنے والوں کو نپولین کے ہلاک کر دینے کی غرض سے کسی دوسرے کی جان کی ہرگز پروا نہ تھی۔ اُس مہلک کل کی سازش کے متعلق سازش کرنے والوں کی بیرحمی قابلِ غور ہے اِس لیے کہ شُبہ رفع کرنے کی غرض سے بدمعاشوں نے اِس گاڑی کے گھوڑے کو ایک پانزدہ سالہ لڑکی کو تھما رکھا تھا۔ اور کل کے پھٹتے ہی یہ ناواقف لڑکی ایسی پاش پاش ہوگئی کہ بعد کو سوائے ٹانگوں کے بیچاری کے جسم کا کہیں پتہ تک نہ چلا۔ آخر کار نپولین چوکنا ہوا اور اُس نے اعلان کر دیا کہ اب میں بوربوں کے کان کھولتا ہوں کہ نپولین وہ شخص نہیں ہے جو کتّے کے موافق گولی سے مار دیا جاوے۔ نپولین ایک دن سینٹ ہلینا میں اپنا فلالین کا واسکٹ پہن رہا تھا اور اُس نے دیکھا کہ لیس کیس اُس کی طرف بہ غور دیکھ رہا تھا۔ اور نپولین نے مُسکرا کر پُوچھا ”کیا دیکھ رہے ہو؟“

لیس کیس نے کہا ”میں نے ابھی ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ آپ زرہ کے ذریعہ سے اپنے جسم کی حفاظت رکھا کرتے تھے۔ تو میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سینٹ ہلینا میں جہاں اب جملہ حفاظت کے ذریعہ علیحدہ کر دیے گئے ہیں کم سے کم میں اِتنی شہادت دینے

کے قابل تو ہو جاؤں کہ سینٹ ہلینا میں آپ زرہ جیسی کوئی شے استعمال نہ کرتے تھے۔"

نپولین نے جواب دیا "لاکھوں بہتانوں میں سے جو میرے متعلق شائع کیے گئے ہیں یہ بھی ایک بہتان ہے لیکن یہ قصہ جو تم نے بیان کیا زیادہ ہنسانے والا ہے۔ ہر ایک شخص جو میرے پاس رہا ہے خوب جانتا ہے کہ میں اپنی جان کے متعلق کس قدر بے پروا ہوں۔ اٹھارہ ۱۸ برس کی عمر سے میں گولوں کے سامنے رہا ہوں اور حفاظت کی حماقت سے خوب آگاہ ہوں اور اسی لیے میں نے اپنی جان کو تقدیر کے حوالہ کر دیا۔ اور جب میں فرانس کا سردار بنایا گیا تو اُس وقت بھی میدانِ جنگ ہی کے سے خطرات ہمیشہ میرے سامنے رہے اور میں اُن سازشوں کو جو آئے دن میری جان کے خلاف ہوتی رہتی تھیں بم کے گولہ سے کم نہ خیال کرتا تھا۔ لیکن میں نے اپنا وہی پُر اثار استہ قائم رکھا۔ میں نے اپنی تقدیر کے ستارہ پر بھروسہ کیا اور سب احتیاطیں پولیس کے حوالہ کر دیں اور تمام یوروپ کے فرماں رواؤں میں شاید میں ہی وہ فرماں روا تھا جس نے اپنا باڈی گارڈ تک موقوف کر دیا تھا۔ میرے قریب ہر شخص بہت آزادی سے آیا کرتا تھا اور آنے سے قبل اُس کو بہت سی فوجی بارگیں نہ طے کرنا پڑتی تھیں۔

"میرے حفاظت کے ذریعوں کو نہایت ہی مختصر دیکھنے سے میریا لوئیا کو بڑی حیرت ہوئی۔ وہ اکثر اپنے باپ شاہنشاہ آسٹریا کا ذکر کیا کرتی تھی جو ہر وقت سنگینوں سے محصور رہتا تھا۔ اور پھر ٹیولریز کے ایوان میں بھی حفاظت کی وہ ہی حالت تھی جو تم یہاں سینٹ ہلینا میں دیکھتے ہو۔ میرے یہاں کون سے چوکی پہرے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ میری تلوار کہاں پر رکھی ہوئی ہے۔" اور پھر کمرہ میں اِدھر اُدھر نگاہ ڈال کر کہنے لگا۔ لیس کیس تمھیں معلوم ہے کدھر رکھی ہے۔ میں بھی عجب آدمی ہوں کہ اپنی حفاظت کی ذرا فکر نہیں کرتا۔ میرے خلاف تیس سے زیادہ سازشیں ہوئیں اور قابلِ وثوق شہادت سے پایۂ ثبوت کو پہونچیں اور بہت سی سازشوں کا تو حال بھی معلوم نہ ہوا۔ بعض بادشاہ اپنے

ہاتھوں سے اپنے خلاف سازشیں ایجاد کرلیا کرتے ہیں لیکن میرا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان سازشوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اور میرنگو کی جنگ سے لیکر جارج کیڈوڈیل کے اقدامِ قتل اور ڈیوک ڈی انگہین کے واقعہ تک کا زمانہ میرے لیے نہایت ہی مخدوش تھا"

نپولین نے اب قزاقوں کے استیصال کا کام اپنے ہاتھ میں اپنی معمولی ہمت سے لیا اور بہت جلد اُن کی بیخ کنی کردی۔ لاونڈی کے سرکشوں کی فوج جو تعداد میں ایک لاکھ کے قریب تھی اور جس میں بڑے چھوٹے بدمعاش تھے اُسی وقت منتشر ہوگئی تھی جس وقت اُس کے سرغناؤں نے نپولین کی اطاعت اختیار کرلی تھی لیکن اُن میں سے بعض بدذاتوں نے بٹ ماری کا پیشہ اختیار کرلیا تھا اور سڑکوں پر اُن کی وہ کثرت ہوگئی تھی کہ سفر پُرخطر ہوگیا تھا اور پیرس سے جانے والی ہر ایک گاڑی کے ساتھ مسلح سواروں کا جانا ضروری ہوگیا تھا۔ ایسی جماعت کی حالت کا علاج کرنے کے لئے جو اپنے مرکز صـ (۱۶۶) تک ہل گئی تھی خاص عدالتیں قائم کی گئیں جن میں آٹھ آٹھ جج مقرر ہوئے اور سازشوں راہزنیوں اور دوسرے جابرانہ جرائم کی سماعت کے اختیارات اُن کو تفویض ہوئے

نپولین کے مسلح سوار تمام فرانس میں آندھی کی طرح دھاوے کرتے پھرتے تھے۔ ڈاکو پکڑے جاتے تھے اور عدالت میں پیش ہوتے تھے۔ اور بے درنگ گولی سے مار دیئے جاتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سب امن ہوگیا۔ لوگوں کو اُن خطرناک اختیارات کا حال معلوم نہ تھا جو وہ نپولین کو دے چکے تھے۔ واقع میں اُن کو ایک کمانڈر کی حاجت تھی جو موجودہ بدنظمیوں اور فسادوں کو بسیٹ دیتا۔ ایسا کمانڈر نپولین تھا اور لوگ نپولین کو جملہ اختیارات جن کی وہ خواہش کرتا دیدینے کو طیار تھے۔ لوگ نپولین سے اعلان کے ساتھ کہتے تھے کہ اُس کو معلوم تھا کہ اُن کی بہبودی کس بات میں تھی۔ وہ اُس سے ہدایت چاہتے تھے اور تعمیل کرنے کو طیار رہتے۔ اور اسی طرح یہ معاملہ پیش بھی آیا کہ نپولین کو قطعی اختیارات دے دیئے گئے۔ اور جان

بوجھ کر دیے گئے۔ اور چونکہ فرانس کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی تو اگر اِتنا پیش بھی آیا تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ نپولین نام کا فرسٹ کانسل تھا۔ لیکن دراصل اُس کے اختیارات روم کے قیصروں سے بھی زیادہ تھے۔

فریجس میں جہاز سے اُترے ہوئے ابھی نپولین کو صرف سولہ[۱۶] ماہ ہوئے تھے اور اِتنے ہی عرصہ میں اُس نے فرانس کا تخت لے لیا۔ انقلاب کے ہیولے سے اُس نے اِنتظام و خوش حالی کو پیدا کر دیا۔ اپنی عالی حوصلگی سے اُس نے روس کو دوستی پر آمادہ کر دیا۔ اپنی فوجوں سے اُس نے آسٹریا کو نیچا دکھایا اور برِّ اعظم کو صلح کر لینے پر مجبور کر دیا۔ اپنے ملک والوں کی شکر گزاری کا وہ سزاوار تھا۔ اور اُس کے ملک والوں نے خوب جی کھول کر اُس کی شکر گزاری کی۔ اِن تمامی واقعات میں جو ایسے حادثہ انگیز اور دِقّت سے بھرے ہوئے تھے کوئی بھلا نپولین کا ایک فعل بھی تو ایسا پکڑ دے جس میں حاسدانہ رکیک خیال کی آمیزش ہو۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ''اپنی نیک نامی کے متعلق میں کسی بات سے نہیں ڈرتا ہوں۔ آنے والی نسلیں میرے ساتھ انصاف کریں گی اور اُن نیکیوں کو جو میں نے کی ہیں میرے قصوروں سے موازنہ کریں گی۔ اگر میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو میں دُنیا کا سب سے بڑا آدمی مرتا۔ ایک بے بُنیاد حقیقت سے صرف اپنی جاں فشانیوں کی بدولت میں دُنیا کا سب سے قوی بادشاہ ہوا۔ اور اِس بادشاہی پر بھی میں نے ایک جُرم نہیں کیا۔ میری بلند نظری بہت بڑی بے شک تھی لیکن اُس کی بُنیاد جمہور کی رائے پر تھی۔ میں نے ہمیشہ یہی خیال کیا کہ بادشاہت کی جائے سکونت رعایا ہی کے دلوں میں ہے۔ میں نے جس قسم کی سلطنت کی ترتیب دی تھی وہ دراصل ایک بہت بڑی جمہوری حکومت تھی۔ فرانس کے باشندوں کی رائے سے تخت نشین ہو کر میرا ہمیشہ یہی اصول رہا کہ لائقوں کے لیے ترقی کے راستے کھلے رہیں۔ اور

خاندان کا کچھ لحاظ نہ ہو۔ اور یہی مخلوق کے حقوق میں ہمسری قائم رکھنے کا وہ طریقہ تھا جس کی وجہ سے تمامی یوروپ کے تاجدار مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور تاہم انگلستان میں جو ہر اور اعلیٰ خدمات کے انجام دینے پر لوگ بڑے بڑے مرتبوں پر پہونچتے ہیں۔ انگلستان کو چاہیے تھا کہ میرے مدعا کو تو سمجھا ہوتا۔"

نپولین نے کہا فرانس کا انقلاب کیا تھا۔ وہ صرف رعایا کی جانب سے ایک کوشش تھی جو رعایا نے اُن لوگوں کے خلاف کی تھی جن پر بادشاہ کی سرکار سے خواہ مخواہ عنایتیں ہوتی تھیں۔ جملہ اخراجات سلطنت سے اُمرا مستثنےٰ تھے اور پھر بلا شرکت غیرے جملہ اعلیٰ منفعت کے عہدوں پر وہی ممتاز تھے۔ انقلاب نے اِس اجارہ کو توڑ دیا اور سب کے حقوق میں برابری قائم کر دی۔ دولت و عظمت کے کوچے ہر شہری کے لیے اُس کے جوہر کے لائق کھول دیئے۔ پھر فرانسیسی قوم نے شاہی تخت قائم کیا۔ اور اُس پر مجھے بٹھال دیا۔ اور یہ وہی فرانس کا تخت تھا جس پر اِس سے قبل چند اساقفہ اور اُمرا بوربون بادشاہ کو بٹھال دیا کرتے تھے۔ لیکن مجھے جب یہ تخت ملا ہے تو فرانس کے تمامی جمہور کی خواہش سے ملا ہے۔"

جوزیف بوناپارٹ اِس زمانہ میں ملکی سفارتوں کے متعلق نپولین کی بہت مفید خدمات انجام دیتا تھا۔ لیوشین بھی مختلف خدمات انجام دیتا تھا اور اِس سارے خاندان کا فرسٹ کانسل سرپرست تھا۔ سینٹ ہلینا میں نپولین نے اپنے بھائی بہنوں کے متعلق اِس طرح واضح طور سے بیان کیا ہے:۔

"ایسے حالات میں جو پیش آئے میرے خاندان سے بڑھ کر کون سا خاندان کام کر سکتا تھا۔ ہر شخص میں مدبر ہونے کی صفات نہیں ہوتیں۔ ایسے شخص میں اُن قوتوں کے اجتماع کی حاجت ہے جو ہر فرد بشر کی قسمت میں نہیں آتیں۔ اِس معاملہ میں میرے بھائیوں کی ایک انوکھی وضع واقع ہوئی تھی۔ یعنی اُن میں ایک ساتھ حد سے فزوں تر

اور حد سے کمتر جوہر جمع ہوئے تھے یعنی وہ اپنے کو اس قدر قوی سمجھتے تھے کہ اندھوں کی طرح اپنے کو کسی رہنما مشیر کے حوالہ نہ کر سکتے تھے اور پھر ساتھ ہی اس کے وہ اس قدر کمزور واقع ہوئے تھے کہ تنہا کام کر نہ سکتے تھے۔ لیکن جملہ امور پر نظر ڈال کر میرے پاس اپنے خاندان پر فخر کرنے کے لیے یقینی وجوہ موجود ہیں۔ کسی ملک میں جوزیف کیوں نہ ہوتا وہ ایک جماعت کی آبرو کا باعث ہو سکتا تھا۔ اور لیوشین کسی گروہ میں کیوں نہ ہوتا وہ اُس کی عزت کا سبب ہو سکتا تھا۔ جیروم میں اپنی عمر کی زیادتی کے ساتھ وہ نشو و نما پا رہی تھیں جو ایک بادشاہ کے لیئے درکار ہیں۔ لوئی زندگی کے کسی درجہ اور کسی حالت میں ممتاز ہو سکتا تھا۔ میری بہن ایلیزا میں مردانہ دماغی قوا موجود تھے اور اپنے ایّام مصائب میں وہ اپنے لیئے ایک فلسفی ثابت ہو سکتی تھی۔ کیرولاین میں بڑی بڑی لیاقتیں اور جوہر تھے۔ پالاین جو شاید اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ حسین عورت تھی۔ دنیا بھر کی خوش اطوار عورتوں میں یگانہ تھی اور اپنے آخری لمحوں تک ایسی ہی رہے گی۔ میری ماں۔ تو ہر قسم کی عزّتوں کی وہ مستحق ہے۔ اِتنا بڑا خاندان اِتنی بہت سی تعریفوں کا شاذ ہی مستحق ہوا کرتا ہے اِس کے بعد خلل انداز ملکی راے زنیوں کو علیحدہ کر کے اِس سب میں اِتنا اور اضافہ ہونا چاہیئے کہ ہم سب میں باہم بڑی محبت تھی۔ میں ہمیشہ اُن سب سے برادرانہ محبت کرتا رہا اور مجھے یقین ہے کہ اُن کے قلوب میں بھی میری طرف سے ایسی ہی محبت جاگزیں تھی۔ اور اگر حاجت ہوتی تو وہ اُس کے ثبوت بھی دے دیتے۔"

اُن متکبّر اُمرا نے جن کو نپولین نے فرانس لوٹ آنے کی اجازت دے دی تھی اور جن کی منضبطہ جائدادیں بھی اُن کو واپس کر دی تھیں اپنے محسن کے ساتھ کسی قسم کا اظہار شکر گزاری نہ کرتے تھے۔ وہ بوربون کے تخت نشین ہونے کے لیئے بے چین تھے اور پُرانے اچھے زمانہ کی تمنّائیں کر رہے تھے۔ کہ جملہ عزت و منفعت کے عہدے اُن کو اور اُن کی اولاد کو ملیں اور باقی مخلوق آب کشی اور ہیزم فروشی

کیا کرے۔ صبح کو تو بھکاریوں کی طرح اپنی عرضیاں لے لے کر وہ فرسٹ کانسل کے اجلاس میں حاضر ہوتے تھے۔ لیکن شام کو وہ اُس کے دربار کو اپنی موجودگی سے عزّت دینے کو بُرا سمجھتے تھے۔ وہ جوزفیاین اُس کے رشتہ داروں اور اُس کی اِس کوشش کے متعلق کہ سب فریقوں میں ایک اتحاد پیدا ہو جائے کلمات ناملائم زبان پر لاتے تھے۔ اور نپولین کے ہر فعل پر اعتراض کرتے تھے۔ لیکن نپولین اُن کے بڑبڑانے پر کوئی توجہ نہ کرتا تھا۔ اور وہ یہ بھی تو نہ کرتا کہ اُن کی جانب سے تغافل ہی کر کے سزا دیتا۔ اُس بڑے فخر کے ساتھ جس نے اُسے یہ کہنے کو مجبور کیا تھا کہ میں اپنی فرماں روائی میں خدا کے رحم کی تقلید کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سب کے فائدے کے لیے بُروں اور ناشکروں دونوں سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں وہ اپنی ناموری نہ سمجھتا تھا بلکہ فرانس کو اسے مرتبہ پر پہونچا دینے میں وہ اپنی ناموری خیال کرتا تھا۔

اِس زمانہ میں لوئی لریز کے ایوان میں اپنے خدم وحشم کے اعتبار سے نپولین کی حالت ایک بہت امیر اشراف آدمی کی سی تھی کوئی شاہانہ دربار کی سی وضع نہ تھی۔ نپولین کے مصاحب جونو کی میڈموالیسل پرین کے ساتھ شادی ہوئی۔ یہ وہی لیڈی تھی جس کا ”پُس اِن بوٹس“ کے لطیفہ کے متعلق نام فراموش نہیں ہوسکتا۔ اُس کی ماں کہنہ وضع امیروں کی طرح بڑی خود بیں تھی۔ اور نپولین کو اس وجہ سے کہ وہ خاندان شاہی سے نہ تھا حقارت سے دیکھتی تھی۔ شادی کی شام کو میڈیم جونو۔ جوزفیاین کے سامنے پیش ہونے کو تھی۔ جب وہ تماشہ گھر سے لوئی لریز کو آئی تو رات کے گیارہ بج گئے تھے۔ چونکہ جوزفیاین نے وقت مقرر کر دیا تھا۔ لہذا میڈیم جونو کا انتظار تھا۔ یوجین گاڑی کے پہیوں کی آواز سُن کر زینہ سے نیچے اُترا اور صحن میں جا کر میڈیم جونو کو گاڑی سے اُتارا اور دونوں ساتھ ساتھ بڑے کمرہ میں آئے جو نہایت ہی خوش اسلوبی سے سجا ہوا تھا۔ مومی شمعوں کے دو جھاڑوں پر نہایت ہی باریک ریشمین پارچہ کا غلاف

چڑھا ہوا تھا کہ چھن چھن کر مدھم روشنی آوے۔ اور شمعوں کی چمک کم ہو جائے۔ جوزیفاین کے سامنے اڈا رکھا ہوا تھا اور وہ کارچوب بنا رہی تھی اور اُس کے قریب ہی کو پری تمثال ہورٹنس جو اپنے عادات و اطوار کی خوبی کے اعتبار سے اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ بیٹھی ہوئی تھی۔ نپولین۔ جوزیفاین کے قریب اپنے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا اپنی بیوی اور اپنی پیاری بیٹی سے باتیں کر رہا تھا۔ جس وقت میڈیم جونو کمرہ میں داخل ہوئی۔ جوزیفاین فوراً اُٹھی اور اُس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے کر اُلفت سے کہنے لگی۔

"جونو سے میری کچھ آج کی شناسائی نہیں ہے کہ مجھے اُس کی دُلھن سے اور خصوصاً ایسی دُلھن سے جس کو اُس نے انتخاب کیا ہے ویسی ہی محبت نہ ہو۔"

اس پر نپولین نے کہا "جوزیفاین تم بھی بڑی جلدباز ہو۔ تم کس طرح جانتی ہو کہ یہ چھوٹی سی امیرانہ خیال دُلھن محبت کرنے کے لائق ہے۔ کیوں میڈموایسل لُوٹو (دیکھا مجھے اپنے پُرانے دوستوں کے نام نہیں بھولتے) میرے لیے بھی تمہارے پاس کوئی بات ہے۔" اور یہ کہکر آہستہ سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

یہ نوخیز دُلھن گھبرائی۔ لیکن تاہم اپنے امیرانہ خیالِ تکبر سے اپنے کو کھینچنے لگی۔ اور مُسکرا کر کہنے لگی۔ "جنرل گفتگو میں پیش قدمی میری طرف سے نہیں ہو سکتی۔"

نپولین نے مذاق کے لہجہ سے کہا "خوب ٹالا۔ یہ طبیعت تو ماشاء اللہ اپنی والدہ صاحبہ کی سی پائی ہے۔ اچھا۔ خیر۔ یہ تو کہو میڈیم پرمن کیسی ہے۔"

جنرل۔ وہ تو بڑی بیمار ہیں۔ اور دو برس سے اُن کی بیماری نے ہم سب کو بے کل کر رکھا ہے۔

نپولین نے کہا "ہے۔ ہے۔ ایسی بیمار ہیں۔ مجھے اُن کی بیماری کا حال سننے سے بہت قلق ہوا۔ اگرچہ تمہاری ماں غلط خیال کی اور متکبر مزاج والی خاتون ہے۔ لیکن اُس کا دل فیاض ہے اور حوصلہ عالی ہے۔ میڈیم جونو مجھے توقع ہے کہ تم ہم سب سے اکثر ملا کرو گی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے گرد ایک بڑا کنبہ جمع ہو جاتا جس

میں میرے جنرل اور اُن کی بیویاں ہوتیں۔ اور جوزیفاین اور ہورٹنس کی اُن سے ویسی ہی دوستی ہوتی جیسی میرے جنرلوں سے میری ہے۔ لیکن میڈیم جونو تم کو یہاں یہ توقع نہ ہونا چاہیے کہ تم کو تمھارے قدیم امرا کے شناسا ملیں گے۔ اُن کو میں پسند نہیں کرتا۔ وہ میرے دشمن ہیں۔ اور مجھے بدنام کر کے وہ اپنی دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں۔"

یہ سپیدۂ صبح اُس شاہنشاہی عظمت کا تھا جس صبح کے نور نے بعد کو یوروپ کے بڑے بڑے بادشاہوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ ہورٹنس جو بعد کو لوی بوناپارٹ کی بیوی اور لوی نپولین کی ماں ہوئی۔ اُس وقت اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ لوی نپولین اس کتاب کی تالیف کے وقت فرانس کا بڑا جبروتی شاہنشاہ ہے۔ میڈیم جونو نے ہورٹنس کی بابت کہا ہے "ہورٹنس گلِ نوشگفتہ کی مانند شاداب تھی۔ اگرچہ اُس کے گورے رنگ میں بہت زیادہ سرخی نہ تھی تاہم اُس میں وہ شے کافی تھی جس نے وہ تازگی اور شگفتگی پیدا کر دی تھی جو اُس کا خاص حسن تھی۔ اُس کی خوب صورت تیز نیلگوں آنکھوں کے دونوں طرف خوبصورت چمکدار بالوں کے ریشمین لچھے پڑے ہوئے تھے۔ اُس کے تنِ نازنین کو جو شمشاد کے مثل سیدھا اور کھجور کی طرح تیلا تھا اُس کے سڈول سر کی چھب نے موزوں کر دیا تھا۔ لیکن وہ چیزیں جن سے اُس کی انوکھی دل رُبائی پیدا ہوئی تھی اُس کے اطوار کی نرمی اور لطافت تھی جن میں جنوبی امریکہ کا الھڑپن اور فرانس کی چلبلاہٹ آمیز تھی۔ وہ خندہ پیشانی۔ بے شر اور نیک نہاد تھی۔ اُس میں تیز فہمی تھی جس میں ذرا سی بھی بدخوئی کے بغیر کافی دلچسپ رشک تھا۔ اُس کی شستہ اور پوری نگرانی کی ہوئی تعلیم و تربیت نے اُس کے فطرتی سلیقہ میں اور ترقی کر دی تھی۔ وہ بڑی اچھی نقّاش تھی۔ قاعدہ سے گانا جانتی تھی۔ اور کامیڈی[ملہ] میں بڑی خوبی سے پارٹ کرتی تھی۔ سنہ ۱۸۰۰ع میں وہ نہایت ہی دل فریب نوجوان لڑکی تھی۔ بعد کو وہ یوروپ کی سب سے زیادہ نیک نہاد شاہ زادیوں میں سے ایک شاہ زادی ہوئی۔

[ملہ] کامیڈی۔ وہ سوانگ یا تماشہ جس کا انجام خوشی ہو۔ مترجم۔

اور میں نے بہت سی شاہزادیوں کو خود اُن کے درباروں اور پیرس میں دیکھا ہے۔ لیکن میری نظر سے ایک بھی ایسی نہ گُزری جو ہورٹنس سے سلیقہ میں برابری کا دعویٰ کر سکتی۔ اس کا بھائی اُس سے بہت محبت کرتا تھا اور فرسٹ کانسل ہورٹنس کو اپنی بیٹی خیال کرتا تھا“

نپولین پر الزام لگایا گیا ہے کہ اُس کو ہورٹنس کے ساتھ اَور قسم کی محبت تھی۔ اور اس بُہتان نے دنیا کو بھر دیا ہے۔ بیورین کہتا ہے ”نپولین کو ہورٹنس کے ساتھ سوائے پدرانہ محبت کے اور کسی قسم کی محبت نہ تھی۔ اور جب ہورٹنس کی ماں یعنی جوزیفاین سے نپولین کی شادی ہو گئی تو وہ ہورٹنس سے اُسی طرح اُلفت کرتا تھا جس طرح وہ اپنی خاص بیٹی سے کر سکتا تھا۔ کم سے کم تین برس تک تو خود میں نے مخفی سے مخفی حالات آنکھوں سے دیکھے ہیں اور میں بہ اعلان کہتا ہوں کہ ذرا سے شُبہہ کا بھی کوئی موقعہ پیش نہیں آیا۔ اور نہ قابلِ الزام یارانہ کا خفیف سا سُراغ چلا ہے۔ یہ تہمت بھی اُن ہی قسم کی تہمتوں سے ایک تہمت شمار ہونا چاہیئے جو لوگ ایک ناموَر شخص پر حسد کی وجہ سے بہ خوشی لگا دیا کرتے ہیں اور یہ بہتان بے تامل بے سوچے سمجھے یقین کر لیئے جاتے ہیں۔ نپولین اب زندہ نہیں ہے۔ اُس کی یادگار کو اُن ہی اچھی یا بُری باتوں سے جو در اصل واقع ہوئیں منسوب کرنا چاہیئے۔ اور آخر میں اس نازک معاملہ کی نسبت مجھے کہدینا چاہیئے کہ نپولین کے اصول نہایت ہی سخت تھے۔ اور اس قسم کا قصور جس کا اِس موقع پر اُس کے سر الزام تھوپا جاتا ہے نہ تو کبھی اُس کے دل میں آیا۔ اور نہ اُس کے اخلاق یا مذاق کے موافق تھا“

ایک دن سینٹ ہلینا میں نپولین ایک کتاب دیکھ رہا تھا جس میں اُس کی عشق بازیوں کے حالات لکھے ہوئے تھے۔ اُن صفحوں کو وہ دیکھتا جاتا تھا اور مسکرا کر کہتا جاتا تھا:—

ارے بے ایمانو — مجھے تو اِن میں سے بہت ہی عورتوں کے نام تک معلوم نہیں جن کا یہاں تذکرہ لکھا ہے۔ یہ تو سرتاپا حماقت ہی حماقت ہے۔ دُنیا جانتی ہے — کہ ایسی لغویات کے لیئے میرے پاس **وقت** ہی نہ تھا“

بابِ ۲۲ بست ودوم

انگلستان کے ساتھ صلح

ص (۱۶۸)

ممالک متحدہ امریکا سے صلح۔ پوپ کا انتخاب۔ ملکہ نیپلس۔ اٹروریا کے بادشاہ اور ملکہ کی تاج پوشی۔ میڈیم ڈی مان ٹیسن تلاشی لینے کا استحقاق۔ نیلسن کی شجاعت پال شاہنشاہ روس کا انتقال۔ مصر کی فوج کو کمک کا بھیجا جانا۔ انگلستان کی حالت نپولین کا عزم بالجزم۔ انگلستان میں پریشانی۔ ملاحوں کی غلطی۔ کارنوالیس۔ شرائطِ صلح نپولین کی فاکس کے ساتھ الفت۔

طاقت و اقتدار پر پہونچ کر نپولین کا پہلا بڑا مقصد یہ تھا کہ فرانس کی جملہ یورپ سے آشتی اور تمام دنیا سے صلح ہو جاوے۔ فرانس جنگ سے عاجز آگیا تھا اور انقلاب کی مصیبتوں سے افاقہ حاصل کرنے کے لیے اُسے دم لینے کی حاجت تھی۔ نپولین۔ فرانس کی ضروریات سے آگاہ تھا۔ اور حتی المقدور کوشش کر رہا تھا کہ صلح میں ترقی ہو۔ ڈائرکٹروں نے اپنی ظالمانہ حرکات سے ممالک متحدہ امریکہ کو برہم کر دیا تھا۔ لیکن نپولین نے صلح کا راستہ اختیار کر کے اُس برہمی کو فوراً دفع کر دیا۔ اور لیون وائل کے صلح نامہ سے چندے قبل امریکہ سے بھی صلح کر لی۔ اس صلح نامہ پر بڑی دھوم دھام سے ایک دیہی کوٹھی میں دستخط ہوئے۔ جس کو جوزیف

نے جو اپنی شادی کی بدولت اپنے بھائی سے بھی زیادہ امیر ہو گیا تھا۔ مارفان ٹین میں خریدا تھا۔ اسی مقام پر نپولین جس کے ہمراہ بڑی زرق برق جماعت تھی امریکا کے وکلاء سے ملا۔ اس کوٹھی کی نہایت خوش نما زینت و آرایش فرانس اور امریکا کا اتحاد ظاہر کر رہی تھی

نپولین نے اِن لفظوں سے جامِ شراب پیش کیا "یہ جامِ شراب میں اُن فرانسیسیوں اور امریکہ والوں کی یادگار میں پیش کرتا ہوں جنہوں نے دُنیا کی آزادی کی خاطر میدان جنگ میں اپنی جانیں دی ہیں"

دوسرے کانسل لیبرن نے یہ تجویز کیا "شمالی دول کے ساتھ امریکہ کا اِس غرض سے اتحاد کہ سمندروں میں آزادی بہ زور قائم کی جاوے"

کمبے سریز نے تیسرا جام یہ کہکر پیش کیا "واشنگٹن کا جانشین" پس نپولین نے ممالک متحدہ امریکہ کی دوستی مضبوط طور سے حاصل کرنے کے لیے متذکرۂ بالا طریقہ سے کوشش کی۔

اس زمانہ میں پوپ پائیس ششم کا انتقال ہوا اور رومی فرقہ کے نصرانی مقتدا اُس کا جانشین منتخب کرنے کو جمع ہوئے۔ چونکہ اٹلی کی پہلی مہم میں نپولین نے پوپ کی بڑی عزت کی تھی اور تارکِ وطن پادریوں پر غایت درجہ مہربانی کا اظہار کیا تھا۔ اور یہ دونوں باتیں ڈائرکٹری کے برتاؤ کے محض خلاف تھیں۔ لہٰذا خود پوپ اور دیگر مجتہدین پر بڑا اثر ہوا تھا۔

آئیمولا (   ) کے بشپ کی۔ اُس کی مضبوط راستبازی۔ رحیمانہ نیکوکاریوں اور علم و عقل کی وجہ سے عام عزت تھی۔ سس آلپین ریپبلک کے ساتھ اُس کے پادریوں کے علاقہ کا اتحاد ہو جانے پر اُس نے ایک مشہور وعظ کہا تھا اور اُس میں فرانسیسیوں کے سلوک کی نسبت ایسے کلمات کہے تھے کہ نوجوان فاتح نپولین کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اب نپولین کو اعلیٰ اقتدار حاصل تھا۔ پس یہ امر ضروری متصور ہوا کہ اُس کی

حمایت حاصل کر لی جائے۔ بشپ گونسالوی نے کہا " یہ بات فرانس ہی کی طرف سے ہوئی کہ گزشتہ دس سالوں میں ہم کو اذیتیں پہونچیں۔ اور شاید یہ بات بھی فرانس ہی کی طرف سے ہوگی کہ ہم کو آئندہ تسلی حاصل ہو۔ اِس وقت ایک نہایت ہی انوکھا نوجوان جس کی بابت رائے قائم کرنا نہایت دشوار ہے فرانس پر حکمراں ہے۔ اٹلی میں اُس کا اثر جلد غالب آنے والا ہے۔ یاد کرو کہ ۱۷۹۷ء میں اُس نے پادریوں کو اپنی حفاظت میں رکھا تھا۔ اور اب حال میں اُس نے پائیس ششم کے انتقال پر رسمِ عزاداری ادا کر کے اُس کی عزت افزائی کی ہے" یہ باتیں بڑی پیش بینی کی تھیں اور دُور اندیش پادریوں نے اُن کی قدر کی۔ نپولین کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے آئمولا کا بشپ پوپ پائیس ہفتم کے لقب سے پوپ کی مسند پر متمکّن کر دیا گیا۔

اپنی مخاصمت میں نیپلس نے فرانس کے خلاف بڑی دغا بازی کا اظہار کیا تھا نیپلس کی ملکہ۔ میریا تھریسیا کی متکبّر بیٹی اور شاہنشاہ آسٹریا اور بد قسمت میری اینٹوائے نیٹ کی بہن تھی۔ اور اگر نیپلس کی ملکہ نے فرانس کے ایسے انقلاب کو نگاہِ نفرت سے دیکھا جس نے اُس کی بہن میری اینٹوائے نیٹ کو پہلے تو محبس میں مقید کیا اور پھر گلوٹین سے اُس کو قتل کیا تو وہ حد سے زیادہ موردِ الزام نہیں ہو سکتی۔ نیپلس۔ آسٹریا کی مدد سے محروم ہو کر اب کمزور رہ گئی تھی اور نپولین کے انتقام کے ڈر سے کانپ رہی تھی۔ اور آسٹریا کا شاہنشاہ اب اپنی بہن کو مدد دے نہ سکتا تھا۔ لیکن نیپلس کی ملکہ نے ایک قطعی اور انوکھی تجویز اختیار کی۔ یعنی باوجود سخت سرما کی آمد آمد کے اُس نے عزم کیا کہ بذاتِ خود سینٹ پیٹرزبرگ کو جاوے اور پال شاہنشاہِ روس کی مدد حاصل کرے۔ اِس متلوّن مزاج بادشاہ نے اِس حسین ملکہ کی چاپلوسی سے باتوں میں آ کر اُس کی طرف داری کی ذمہ داری کر لی۔ اور نپولین کے پاس ایک ایلچی بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اگر نپولین نیپلس کے ساتھ نرمی کریگا تو گویا خود شاہنشاہِ روس پر ذاتی عنایت کریگا

قدرتی ہے کہ اِس واقعہ سے نپولین کو شادمانی ہوئی۔ اور اُس نے فوراً اِس استغاثہ پر توجہ کی اور درحقیقت نپولین کی اِس وقت یہی بڑی کوشش تھی کہ وہ انقلاب کی ترقی کے سیلاب کو روکے اور ترتیب و قوانین کی بنا پر فرانس کے مقاصد کو قائم کرے۔ اور اطراف کے بادشاہوں پر ثابت کردے کہ وہ اُن کے ممالک میں انقلاب بپا کرنا نہیں چاہتا ہے۔ اور اِس طرح اُن کو دوست بنالے۔ اگر نپولین اپنے مُنہ سے ایک لفظ بھی نکال دیتا تو نیپلس کے بادشاہ اور ملکہ دونوں جلاوطن کر دیئے جاتے اور اُن کی بادشاہت ایک جمہوری حکومت میں تبدیل کر دی جاتی۔ لیکن نپولین نے ایسا لفظ منہ سے نکالنے سے انکار کیا۔ اور نیپلس کے بادشاہ کو اُس کے تخت پر قائم رکھا۔

اسپین کے بادشاہ کے بھائی ڈیوک آف پارما نے نپولین کے توسط سے اپنی ریاست کو ٹسکنی کے خوب صورت صوبہ سے تبدیل کر لیا تھا۔ فرسٹ کانسل نے ٹسکنی کو اٹروریا[۱] کی بادشاہت بنا دیا جس میں دس لاکھ آدمی رہتے تھے۔ اِس بوڑھے متعصب ڈیوک نے جو تمامی اِصلاحوں کا مخالف تھا اپنے ضعیف۔ واہی۔ بیٹے کی۔ اپنے بھائی اسپین کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کر دی تھی۔ اٹروریا کی بادشاہت اِن نوجوان میاں بیوی کے لئے بنائی گئی تھی۔ نپولین کی اُس وقت تیس برس کی عمر تھی۔ اور وہ بادشاہتیں قائم کر رہا تھا۔ اِن میاں بیوی کو اپنی تخت نشینی کی جلدی پڑی تھی۔ لیکن جب تک ڈیوک آف (۱۶۹) پارما زندہ تھا وہ تخت پر بیٹھ نہ سکتے تھے۔ اور یہ تکلیف دِہ بوڑھا ڈیوک نہ تو خوشی سے تخت دیتا تھا نہ مرتا تھا۔

نپولین کی خواہش تھی کہ پیرس پر اخلاقی اثر ڈالنے کے لئے اُن کو تخت نشین کردے پس اُس نے کُہن سال ڈیوک کو تو اجازت دے دی کہ اپنی حیات تک وہ پارما پر متصرف

---

[۱] اٹروریا: — قدیم اطالیہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہ نام نپولین نے پھر زندہ کیا جس سے اٹروریا کی بادشاہت کو قائم کیا۔ اور ۱۸۰۵ء میں اُس کو سلطنت فرانس سے ملحق کر لیا۔ ۱۲۔ مترجم۔

رہے اور اُس کا بیٹا اٹروریا کے تخت پر بٹھال دیا جاوے۔ نپولین فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں جس نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا یہ تماشہ دکھانا چاہتا تھا کہ فرانس نے ایک بادشاہ بنایا اور تخت نشین کیا۔ اور اِس طرح وہ اُمید کرتا تھا کہ دوسرے بادشاہوں کے دِلوں سے عداوت کم ہو جائے گی اور بادشاہی حکومت کے لیے جس کا وہ خیال باندھ رہا تھا راستہ تیار ہوگا اور اس طرح یورپ کے بادشاہوں سے بھی اتحاد کی ایک صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ اِس فعل سے اُن پر ثابت ہو جائے گا کہ اُس کی یہ خواہش نہ تھی کہ یوروپ کے بادشاہوں کا نام صفحات تاریخ سے میٹ دیا جاوے اور حقیقت میں یہ کام بڑی دلیری سے کیا گیا۔ لہذا اُس نے اِن نوجوان میاں بیوی کو پیرس بُلایا۔ کہ اگر اُس کے ہاتھ سے تاج پہنیں۔ جیسے کہ زمانۂ قدیم میں ماتحت بادشاہ اکثر قیصر روم سے عصائے شاہی حاصل کیا کرتے تھے۔ اِن نوجوان اُمیدواروں نے میڈرڈ (Madrid) سے کوچ کیا اور ٹوی لریز میں آئے کہ فرسٹ کانسل اُن کو تخت نشین کرے۔ اِس تجویز میں دو پہلو تھے اور دونوں انوکھے تھے۔ یعنی ایک تو جمہور کو جو بادشاہ کے خلاف تھے یہ تجویز خطرناک نظر آتی تھی۔ دوسرے اِس تجویز نے یورپ کے بادشاہوں کی اس شکایت کو رفع کر دیا تھا کہ فرانس یورپ کے تخت اُلٹنے اور جمہوری حکومت قائم کرنے کی فکر میں تھی۔ یہ تجویز تکبر کے ناگوار لہجہ میں یوروپ کے بادشاہوں سے یہ بھی کہہ رہی تھی "تم بادشاہ نہ در عاجز اور بچوں کے مثل ہو۔ دیکھو میں تم جیسے بادشاہوں کو خلق کر سکتی ہوں"۔

نپولین کو معلوم تھا کہ پرانے خاندان کی عظمت سے جس کا وہ جانشین تھا اُس کی عظمت بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور اُس نے شاہزادہ اور شاہزادی کو بڑی خوشی اور دُھوم دھام سے لیا۔ پیرس کے متلون مزاج لوگ جو جدت پسند طبیعت کے آدمی تھے۔ خونریز انقلاب کی گزشتہ بارہ برسوں کو بھول گئے۔ جس نے بہت سے شاہی تخت

زیر و زبر کر دیئے تھے اور اس انوکھے منظر کو اپنی فتوحات کا ثمر اور اپنے معاملہ کی فتح سمجھے اور بڑی خوشی سے نعرے مارنے لگے۔ "شاہا۔ زندہ ماناد"۔ اس کے برخلاف جھلّائے ہوئے اور ملول۔ موافقین سرکار۔ غصّہ سے جواب میں کہتے تھے "کیوں بادشاہوں کا صفحۂ ہستی سے نام مٹا نہ دیا؟! کیا ہی گردش ہے! لیکن کیسی فطرتی ہے! ہر دو فریق کو اپنی نئی حالت پر تعجب اور پریشانی ہوئی۔

رسوم ملاقات کے متعلق یہ طے ہوا۔ کہ شاہزادہ اور شاہزادی دونوں اوّل نپولین کے پاس آویں۔ اور دوسرے روز نپولین اُن سے ملاقات بازدید کرے۔

فرسٹ کانسل نے جس کے ہمراہ فوجی افسروں کا ایک پُرشکوہ گروہ تھا اس نوجوان بادشاہ کو پدرانہ شفقت لیکن ایسی شان و شوکت سے جس کی برتری سب کو تسلیم تھی۔ ٹیلیراند کے عالی شان محل میں بڑی دُھوم دھام اور جشن کے ساتھ لیا اور شاہزادہ کی دعوت کی۔ ایک ماہ تک پیرس میں دُھوم دھام اور جشن کا اظہار رہا۔ نپولین نے اپنے مہمانوں کی میزبانی اپنے وزیروں کے سپرد کر دی تھی۔ اِس لئے کہ امور سلطنت سے خود اُسکو اِس قدر فرصت نہ تھی کہ وہ تماشوں میں شریک ہو سکتا۔ نپولین نے شاہزادہ اور شاہزادی کو نصیحت کی کہ اٹروریا میں اُنھیں کس طرح بادشاہت کرنا چاہیئے۔ شاہزادہ کی ناقابلیت پر اُسے بڑا تعجب تھا کیونکہ اُس میں امور سلطنت کی ذمہ داریوں کا کوئی سلیقہ نہ تھا اور وہ لہو و لعب کی طرف قطعی مائل تھا۔ اُسے کوٹل پن (آٹھ آدمیوں کا ملکر ناچنا) لیپ فراگ (ایک کھیل جس میں ایک لڑکا دوسرے پر سے مینڈک کے مثل کودتا ہے) اور آنکھ مچونی میں بڑا لطف آتا تھا۔ اور اسی طرح وہ اپنے جلیسوں کے ساتھ تضیع اوقات کیا کرتا تھا۔ نپولین نے دیکھ لیا کہ یہ شاہزادہ حکومت کرنے کے ہرگز قابل نہ تھا اور اپنے وزیروں میں سے ایک وزیر سے اُس نے کہا "دیکھا کہ قدیم خاندان کی نسل کے شاہزادوں کی یہ حالت ہے۔ بھلا ایسے

شخصوں کے ہاتھ میں عنانِ حکومت کیسے دی جا سکتی ہے۔ لیکن بوربوں خاندان کے بادشاہوں کا نمونہ بھی فرانس والوں کو دکھا دینا اچھا ہوا۔ اور اب فرانس خود اندازہ کرے گی کہ آیا قدیم خاندان کے شاہزادے اس لائق ہیں یا نہیں کہ اُن دُشواریوں کا مقابلہ کرسکیں جو ہمارے زمانہ سے مخصوص ہیں"۔ اور جب نوجوان شاہزادہ پیرس سے اپنے ملک کو روانہ ہوا تو نپولین نے برجستہ کہا۔ "روم کو متردد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اب اُس کے ریوبی کن[1] عبور کرنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ نپولین نے شاہزادہ اور شاہزادی کے ساتھ اپنا ایک جنرل بظاہر وزیر فرانس کے طور پر بھیجا لیکن در اصل وہ فرسٹ کانسل کا ایک نائب السلطنت تھا۔ اِس کمزور بادشاہ کو صرف رُتبہ اور شاہانہ شان و شوکت کی ضرورت تھی اور افکارِ سلطنت سے سبکدوش رہنے سے خوشی تھی۔ نپولین کے تمامی کاموں میں سے جو اُس نے اپنے حیرت انگیز دَورِ زندگی میں کیے اٹروریا کے بادشاہ کا مقرر کرنا اُس کی سب حالتوں پر نظر ڈالنے سے سب سے زیادہ عالی دماغی کا کام تھا۔

لوئی فلپ کے دادا ڈیوک آف آرلینس کی۔ میڈیم ڈی مان ٹیسن مجرم سے آشنائی ہوگئی تھی ایسے تعلق سے اُسے قطعی غیرت نہ تھی۔ کیونکہ زمانہ کی بدکاری نے

---

[1] ریوبی کن۔ یہ ایک چھوٹی سی ندی کا قدیم نام تھا۔ جو ملک اٹلی کے شمال و مشرق میں ہے اور یہ ندی اس لیئے خصوصًا مشہور رہی ہے کہ جب شہر روم کے سینیٹ کو کمانڈر سیزر کی بلند نظری کی طرف سے یہ شُبہ ہوا کہ وہ طاقتِ اعلیٰ حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اِسی ریوبی کن ندی کو سینیٹ نے ایک حد قائم کیا تھا کہ سیزر اُس کے اِس طرف نہ آنے پائے۔ یہ ندی ٹسکنی کی سرحد سے نکلی ہے اور بیس میل بہنے کے بعد بحر ایڈریاٹک میں رمینی سے ۹ میل کے فاصلہ پر گرتی ہے۔ ۱۲۔

اِس موقعہ پر نپولین کے فقرہ سے یہ مُراد ہے کہ جس طرح سیزر ریوبی کن ندی کو پار کرکے روم پر قابض نہ ہو سکتا تھا۔ اِسی طرح بوربون خاندان بھی فرانس کے تخت پر اب واپس نہیں آ سکتا ہے۔ ۱۲ مترجم۔

اُس کو مُباح کر دیا تھا۔ پُرانے خاندان کے شاہزادہ سے ایسے تعلق پر بھی مغرور ہو کر اِس عورت نے خیال کیا کہ شاہی خاندان کی شہر پیرس کے اندر وہی صرف ایک قرابت دار باقی تھی اور اِٹروریا کے بادشاہ اور ملکہ کی اُس نے عزت افزائی کرنا چاہی اور چونکہ یہ عزّت افزائی پُرانے شاہی تعلق والے شخص کی طرف سے جو صرف پیرس میں باقی تھا ہونے کو بھی ملکہ اور بادشاہ کی خوشی کا موجب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ میڈیم ڈی مان ٹیسن نے ایک بڑا جلسہ کیا اور سب تارِکانِ وطن کو جو اَب پیرس میں اجازت سے واپس آ گئے تھے۔ مدعو کیا۔ میڈیم نے یہاں تک جرأت کی کہ فرسٹ کانسل کے خاندان والوں اور اُس کی جلو کے لوگوں کو بھی اِس جلسہ میں بُلایا۔ یہ جلسہ نپولین سے مخفی ہوا۔ کیونکہ بداخلاقی کے خلاف اُس کے چال چلن سے سب کو پُوری آگاہی تھی۔ دُوسرے دِن نپولین نے اِس جلسہ کا حال سُنا۔ اور اپنی جلو کے لوگوں کو جو اِس جلسہ میں شریک ہوئے تھے سخت ڈانٹ بتائی۔ اور اُونچے اُونچے لوگوں میں بدکاری موجود ہونے پر بڑے جوش وخروش سے لکچر دیا۔ سیوری جس پر شرکت کی وجہ سے نپولین غصہ ہوا تھا کہتا ہے کہ "میڈیم ڈی مان ٹیسن کی سخت سزا ہو جاتی اگر جوزیفاین حائل نہ ہو جاتی جو رحم کی ہمیشہ سفارشی رہتی تھی"۔

برِ اعظم یورپ سے صلح کر لینے کے بعد اب نپولین بڑی توجہ سے انگلستان کی طرف متوجہ ہوا کہ اِس دشمن کو ہتیار رکھ دینے پر مجبور کرے۔ اُس نے کہا" صلح کے درخت سے فرانس اُس وقت تک ثمر حاصل نہیں کر سکتا جب تک انگلستان سے اُس کی صلح نہ ہو جاوے۔ لیکن اِس طاقت پر تو ایک قسم کے سرسام کا غلبہ ہے جس نے کسی چیز کو واجب الاحترام نہیں چھوڑا ہے۔ اُس کا چال چلن غیر منصفانہ ہے اور صرف فرانس ہی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ برِ اعظم یورپ کے تمام ممالک کے ساتھ یہی حال ہے اور جب گورنمنٹ منصف نہیں رہتی تو اُس کی حکومت تھوڑے عرصہ میں ختم ہو جاتی ہے۔ یُورپ کی جملہ طاقتوں کو چاہیے کہ انگلستان کو مجبور کر دیں کہ وہ اعتدال

ص (۱۴۰)

انصاف - اور عقل کے راستہ میں واپس آئے"

باوجودیکہ باہم اس قدر مخاصمت تھی لیکن ان دونوں کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل دیکھنے سے بڑا لطف آتا ہے۔ شروع جنوری سنہ ۱۸۰۱ع میں نپولین نے چند قیمتی کتب جن کی نہایت اعلےٰ درجہ کی جلد بندھی ہوئی تھی لنڈن کی رائل سوسائٹی کو بھیجیں ان کتب کے ہمراہ ایک خط تھا اور اس کے نیچے نپولین کے اس طرح دستخط تھے -

بوناپارٹ - فرسٹ کانسل فرانس و پریسیڈنٹ نیشنل انسٹیٹیوٹ

اور اپنے اصول کی علانیہ اطلاع کے طور پر اس خط پر نہایت خوش نما کھلی ہوئی صدف میں تصویر کے ذریعہ سے دکھایا تھا کہ آزادی بحر اعظم پر جا رہی تھی اور یہ مقولہ تحریر تھا:-

"سمندروں کو آزادی"

انگلستان کو اس حق کا دعویٰ تھا کہ وہ تجارتی جہازوں کو چاہے جس قوم کے وہ کیوں نہ ہوں - کسی قسم کا مال اُن میں کیوں نہ لدا ہو اور چاہے جس مقام کو وہ جا رہے ہوں روک کر تلاشی لے گا - اور اگر اس حق پر کسی قسم کی مزاحمت کی جاتی تھی تو جہاز مع مال کے ضبط کر لیا جاتا تھا - انگلستان کہتا تھا کہ "بندرگاہوں کا راستہ بند کر دینے کے لئے کسی امر کی ضرورت نہ تھی - صرف اسی قدر اعلان کافی تھا کہ فلاں بندرگاہ بند کر دیا گیا - اور اُس کے سامنے چند جہاز متعیّن کر دیئے کہ گشت کرتے رہیں" اس طرح تمام دُنیا کی قوموں کے جہازوں کو فرانس کے بندرگاہوں میں جانے کی ممانعت تھی - انگلستان کہتا تھا کہ "یہ اُصول مقررہ بحری ضوابط کے موافق تھا" برخلاف اس کے وہ دول جن کو فرانس اور انگلستان کے باہمی نزاعات سے کوئی سروکار نہ تھا - کہتی تھیں کہ "یہ تو انگلستان کی طرف سے ایک دھینگا دھینگی تھی - اور اُس کی بُنیاد زور و طاقت پر تھی - اور یہ برتاؤ بحری ضوابط یا تمامی اقوام کے عملدرآمد کے خلاف تھا"

وہ کہتے تھے ”آزاد جہازوں کا مال بھی آزاد ہے۔ جہاز کا جھنڈا جہاز کے مال کا محافظ ہے کسی بندرگاہ کا راستہ اُس وقت تک بند شمار نہیں کیا جاتا ہے جب تک اُس کے سامنے ایسی فوج متعین نہ ہو کہ بندر میں جانا مخدوش ہو جائے“

ایسے حالات میں نپولین کے لیئے کوئی دشوار بات نہ تھی کہ متحدہ یوروپ کو اپنے سب سے قوی دشمن انگلستان کے مقابلہ پر آمادہ کر دے۔ انگلستان تمامی یوروپ کو نپولین کے خلاف متحد کر چکا تھا۔ اور اب نپولین کی باری تھی کہ سب طاقتوں کو اپنے ساتھ شریک کر کے اِس نہ ماننے اور نہ ڈرنے والے انگلستان کی مخالفت پر مستعد کرے۔ انگلینڈ سمندروں کی ملکہ تھی۔ اِس عنصر پر انگلینڈ اکیلی تمامی مجتمع طاقتوں سے بھی قوی تر تھی۔ وزراے برطانیہ کا یہ اُصول تھا کہ یوروپ کی کسی طاقت کو انگلستان کا بحری قوت کے اعتبار سے رقیب و ہمسر بننے کا موقعہ نہ دینا چاہیئے۔ نپولین جب اپنی عظیم الشان چار کرور آبادی کی سلطنت پر نظر ڈالتا تھا اور اپنی لا فتح افواج کو دیکھتا تھا تو اُس کو سخت غصہ آتا تھا کہ ڈیڑھ کرور آدمی جو ایک چھوٹے سے جزیرہ میں آباد تھے اِس تمامی ناپیدا کنار عالم آب کے مالک بنے بیٹھے تھے۔

اپنی دولت۔ طاقت۔ شجاعت۔ ذکاوت اور قائم نیکو کاری کی بدولت تمام دیگر اقوام کے مقابلہ میں انگریزوں کی زیادہ عزّت ہے۔ لیکن وہ محبوب کبھی نہیں رہے ہیں۔ اِسوقت بھی انگریزی قوم سب سے زیادہ قوی۔ سب سے زیادہ عزّت دار۔ لیکن صفحہ روزگار پر سب سے زیادہ غیر ہر دل عزیز ہے۔ قدرت پلّے برابر کر دیتی ہے۔ یہ دانائی نہیں ہے کہ ایک ہی قوم سے توقع کی جائے کہ وہ سب نیکو کاریوں کا مرکز بن جائے۔ نپولین کہتا تھا کہ ”وہ کون سا وقت آئے گا جب کہ فرانسیسی اپنی خود نمائی کو ایک ذرا سی خود داری سے تبدیل کریں گے“؟ اِس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ ”کونسا وقت آئے گا جب کہ انگریز اپنی خود داری کو تھوڑی سی خود نمائی سے بدلیں گے؟“

اگرچہ ہے تو یہ تنگ ظرفی لیکن ایسا عیب ہے جو بہتر طینت سے تعلق رکھتا ہے -

اپنے رفیقوں سے کنارہ کشی کیئے جانے پر انگلستان نے جنگ کے تنہا جاری رکھنے کی نیت کی کیونکہ بظاہر اُس کی غیرت تقاضہ نہ کرتی تھی کہ مجبوری کی حالت میں صلح کرلے - اور اصل تھی بھی یہ بات کہ انگلستان واقعی مغلوب نہ ہوا تھا - اُس کے بیڑوں کو ہر مقام پر فتح حاصل تھی - نپولین کی شدید ضربیں جو انگلستان کے رفقا پر پڑی تھیں خود انگلستان کے سمندر پر تیرتے ہوئے توپخانوں پر کوئی اثر نہ پہونچا سکی تھیں - خشکی میں نپولین کی ذکاوت نے سب کو ماند کردیا تھا - لیکن پٹ کی ذہانت تری پر ہوا کے طوفان کی طرح کام کررہی تھی - فرانس کی تجارت ستیاناس ہوگئی تھی - اور چونکہ انگریزی جہازوں کے ہاتھ بڑے بڑے شکار اب نہ آتے تھے تو وہ بیچارے غریب فرانسیسی ماہی گیروں کی کشتیوں کا تعاقب کرتے تھے اور اُن کی مچھلیاں چھین لیتے تھے تاریخ کا فیصلہ شاید یہی تجویز کرے گا" کہ بادشاہوں اور نوابوں کے ایوانوں سے فیدیاس[عہ] کے تراشے ہوئے بتوں اور ریفیل[عہ] کے بنائے ہوئے بڑے خاکوں کے لوٹنے سے اگرچہ

فیدیاس[عہ] - یونان کے دارالسلطنت ایتھنس کا ایک بت تراش تھا - اور زمانۂ قدیم کے مشہور سے مشہور مصوروں میں سے ایک مصور تھا - اِسی نے منوروا کا خوبصورت بُت تراشا تھا - لیکن اُس پر الزام لگایا گیا کہ اُس نے سونے میں سے جو اِس کام کے واسطے اُس کے سپرد کیا گیا تھا کچھ سونا غبن کرلیا - چنانچہ ایک بیان کے مطابق وہ جلاوطن کردیا گیا - جلاوطن ہونے پر وہ ایلس کو چلا گیا - اور انتقام لینے کی غرض سے اُس نے جوپیٹر اولمپیاس کا عظیم الشان بُت طیار کیا جو اُس کے بنائے ہوئے منوروا کے بُت سے بہت زیادہ فائق تھا - اور دُنیا کے عجائبات میں سے شمار ہوتا ہے - فیدیاس نے سنہ ۴۳۲ء میں قبل مسیح کے انتقال کیا - ۱۲ مترجم -

ریفیل[عہ] - ملک اٹلی کا مشہور نقاش تھا - آکسفورڈ میں اُس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے کاموں کا ایک عمدہ مجموعہ موجود ہے ولادت مقام اربنیو سنہ ۱۴۹۲ء - وفات شہر روم سنہ ۱۵۲۳ء - ۱۲ - مترجم

انگریزی جہازوں کا غریب مچھیروں کو لوٹنا برابر شان دار فعل نہ تھا تو اُس سے بہت زیادہ کم شان دار بھی نہ تھا۔

انگلستان نے اِعلان کر دیا تھا کہ فرانس کا راستہ قطعی بند ہے اور تمام دُنیا کو اُس سے تجارتی تعلق رکھنے کی ممانعت ہے۔ انگلستان کے لا فتح جہاز سب سمندروں میں گشت کر رہے تھے۔ اور انگریزی جہاز کو جب کوئی تجارتی جہاز مل جاتا تھا۔ تو کسی قوم کا وہ کیوں نہ ہو بس توپ سے ایک گولہ اِس طرح مارا جاتا تھا کہ اُس جہاز کے توس پر ہو کر نکل جاتا تھا اور انگریزی جہاز کی طرف سے یہی دھمکی دینے والا ٹھہر جانے کا حکم ہوتا تھا۔ اگر اِس حکم پر جہاز فوراً روک نہ دیا گیا تو گولوں کا مینہ شروع کر دیا جاتا تھا اور جہاز جائز مالِ غنیمت شمار ہوتا تھا۔ اور اگر پہلے ہی گولہ پر جہاز روک دیا گیا تو انگریزی جہاز سے ایک کشتی اُتاری جاتی تھی اور ایک نوعمر فوجی افسر اِس تجارتی جہاز پر چڑھ آتا تھا اور کپتان سے کاغذات طلب کرتا تھا اور جہاز کی تلاشی لیتا تھا۔ اور اگر جہاز میں کوئی ایسا مال ملتا تھا جو اُس کی تجویز میں فرانس سے متعلق ہوتا تھا تو اُس مال کو وہ لے لیتا تھا۔ اور اگر جہاز پر کوئی ایسا مال ہوتا تھا جس کو وہ سامانِ حرب تصوّر کرتا تھا اور جو اُس کی رائے میں یہ جہاز فرانس کو لیے جاتا ہوتا تھا تو یہ تجارتی جہاز مع جملہ مال و اسباب کے ضبط کر لیا جاتا تھا۔ بحری سر رشتہ کے نوعمر لفٹنٹ تکلف و مدارا میں بہت سے الفاظ ضائع کرنے کے لیے ضرب المثل نہیں ہیں۔ انگلستان اصرار کرتا تھا کہ بحری آئین کے یہی قوانین۔ مقررہ اُصول تھے۔

یُوروپ کی جملہ قومیں جن سے اب فرانس کی صلح ہو گئی تھی۔ اِس استحقاقِ تلاشی پر انگلستان سے صد درجہ ناخوش ہوئیں۔ کیونکہ تلاشی کا سختی سے عملدر آمد ہوتا تھا اور اِن قوموں نے اِعلان کے ساتھ کہدیا کہ انگلستان کی یہ زیادتی غیر قابلِ برداشت تھی۔ روس۔ پرشیا۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اور اسپین۔ نے سمندروں

کی ملکہ انگلینڈ کے اِن دعاوی کے مقابلہ میں جتھہ قائم کیا۔ یہ جتھہ نپولین نے قائم کرایا تھا۔ پال شاہنشاہِ روس۔ جو فرسٹ کانسل کا بڑا سرگرم مدّاح تھا اس جتھہ میں بڑی خوشی سے شریک ہوا۔ اب انگلینڈ کو معلوم ہوا کہ تمام یورپ کے مقابلہ میں وہ اکیلا رہ گیا تھا لیکن وزرائے انگلستان نے بڑے عظیم الشان عزم وثبات سے مقابلہ کے لیئے اپنی طاقت کو مجتمع کیا۔ مگر شکایتوں اور فریادوں کی صدائیں تمام انگلستان میں پیوست تھیں۔ اور ایک نئی شدّت کے ساتھ اختلاف شروع ہوا۔ اِس جنگ کو جاری رکھنے کی خاطر گورنمنٹِ انگلستان نے قوم کو کروڑہا روپیہ کے قرضہ میں مبتلا کر دیا تھا۔ لیکن انگلستان کا تکبر جوش پر تھا اور وہ کہتا تھا۔ "ہیں! ہم اور مجبور ہو کر صلح کریں گے"؟ انگلستان کو اپنی بحری طاقت سے واقفیت تھی۔ اور اُس کو ہفت اقلیم کی مخاصمت سے کوئی اندیشہ نہ تھا اور تمام دُنیا نے انگلستان کے سامنے ایک وسیع میدان کھول رکھا تھا کہ وہ اپنے نقصانوں کی تلافی کر سکتا تھا۔

انگلستان کے جہاز فتحمندی سے سمندر میں پھر رہے تھے اور جتھہ کی نوآبادیاں انگلستان کے قبضہ میں اِس طرح آرہی تھیں جس طرح شاخِ پُرمیوہ سے ثمر ٹپکتے ہیں اور جس وقت یہ جتھہ قائم ہوا انگلستان نے اِن متحدہ دُوَل کے ہر ایک جہاز کو سمندر میں چلنے کی ممانعت کر دی۔ اور یہ بھی مشتہر کر دیا کہ اِن طاقتوں کا ہر ایک جہازِ تجارت جہاں کہیں ہاتھ آئے گرفتار کر لیا جائے۔ انگریزی جہاز بحرِ اعظم پر کثرت سے گشت کرنے لگے اور انگریزی بحری فوج ہر مقام پر مستعد ہو گئی۔ جنگ کا کوئی اعلان نہیں دیا گیا تھا اور یوروپ کے تاجروں کو اِس قسم کی مصیبت کی طرف سے کوئی شبہہ نہ تھا اور اُن کے جہاز سب غیر محفوظ حالت میں تھے۔ لہذا ہزاروں جہاز گرفتار ہو گئے اور انگلستان کی بندرگاہوں میں داخل کر دیے گئے۔ اور شمالی دُوَل کے نصف سے زیادہ جہاز اِس طرح پکڑ لیئے گئے۔

روس۔ ڈنمارک۔ اور سویڈن کا بڑا فوجی بیڑہ بحر بالٹک میں تھا اور اُس کے برباد کرنے کے لیئے ایک زبردست انگریزی فوج جہازوں میں بھیجی گئی۔ نیلسن کے خوف ناک عزم وثبات جو ابوکر کی جنگ میں تاباں و درخشاں ہوئے تھے اب ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں اور بھی زیادہ شدت سے تاباں ہوئے۔ سخت ہنگامہ قتال شروع ہوا اور کوپن ہیگن شیون و بکا سے بھر گیا۔ کیونکہ ڈنمارک کے ہزاروں پُرحوصلہ جوان خاک وخون میں غلطاں نظر آرہے تھے۔

نیلسن کا قول ہے کہ "مجھے صد ہا لڑائیوں کا اتفاق ہوا ہے لیکن کوپن ہیگن کا معرکہ سب سے زیادہ سخت تھا۔"

جس وقت شدت سے توپ چل رہی تھی نیلسن اپنے جہاز کے عرشہ پر جلد جلد پھر رہا تھا۔ یہ عرشہ خون کی کثرت سے پھسلونا ہو گیا تھا۔ اور مقتولوں سے پٹ گیا تھا کیونکہ جتنی جلدی جلدی یہ لاشیں گرتی تھیں اُتنی جلدی اُٹھائی نہ جاسکتی تھیں۔ اب بڑے مستول میں ایک گولہ آکر لگا اور اُس کو ریزہ ریزہ کرکے چاروں طرف منتشر کردیا۔ نیلسن نے اپنے گرد بربادی کے منظر کو دیکھکر خوف ناک تبسم سے کہا "بڑا حشر برپا ہو رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ آج کا دن ہم میں سے کسی کے لئے ایک لمحہ میں آخری دن ثابت ہو۔ لیکن مجھے غور سے دیکھتے رہنا۔ ہزاروں آدمی اس موقعہ پر چاہے کیوں نہ مارے جائیں لیکن میں اس مقام سے نہ ہٹوں گا۔" اِن لفظوں سے بڑی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ لفظیں عالی حوصلگی کی نہیں ہیں۔ اِن سے تو شوقِ جنگ ظاہر ہوتا ہے۔ رحمدلی کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ جوش تو ایک ہندوستانی سردار کا سا ہے۔ مسیحی واشنگٹن کا یہ جوش نہیں ہے۔

اب جتھہ کے بیڑہ کے سپہ سالار نے یہ خوفناک خونریزی دیکھ کر التوائے جنگ کا جھنڈا بلند کیا۔ ایک لمحہ کے لئے نیلسن نے سکوت کیا اور پھر فوراً اپنے ایک رفیق

سے کہنے لگا۔ "میری تو صرف ایک آنکھ ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ بعض وقت مجھے قطعی نہ سوجھے"۔ چنانچہ اپنی کانی آنکھ پر دوربین رکھ کر وہ کہنے لگا۔ "واقع میں مجھے تو کوئی نشان دشمان نظر نہیں آتا۔ جنگ اور بھی شدت سے ہونا چاہیے اور ایسے التوا سے جنگ کے نشانوں کا میں اسی طرح جواب دیا کرتا ہوں"۔

انسان کی سرشت کچھ ایسی بنی ہے کہ شجاعت کی وہ ضرور داد دیتا ہے۔ یہ خیال ہر ایک عالی حوصلہ دل میں کسی نیک مقصد کے واسطے خدا نے قائم کیا ہے ویل موز۔ ہالینڈ کا ایک ہفتدہ سالہ بہادر جوان ایک چھوٹے سے جہاز پر جس پر چھ توپیں اور چوبیس جوان تھے سوار تھا۔ اور نیلسن کے جہاز کی توپوں کی زد میں تھا۔ انگریزی جہازوں سے اس غیر محفوظ چھوٹے جہاز پر برابر آگ کا مینہ برس رہا تھا لیکن یہ جوان مقتولوں میں کھڑا ہوا برابر توپوں کے فیر کئے جاتا تھا اور جگہ سے نہ ہٹتا تھا۔ دوسرے روز وہ نیلسن کو ایوانِ شاہی میں کھانے کے وقت ملا۔ اور اس جوان کی بہادری کی داد دیتے ہوئے نیلسن نے بڑی محبت سے اُسے چھاتی سے لگایا اور شاہزادہ ولی عہد سے سفارش کی کہ یہ جوان امیر البحر بنائے جانے کا مستحق تھا۔ اس پر شاہزادہ نے جواب دیا کہ "اگر میں اپنے سب بہادر افسروں کو امیر البحر بنا دوں تو میرے پاس کپتان اور لفٹنٹ باقی نہ رہیں"۔

اس جنگ سے جتھہ کی طاقت شکست ہو گئی۔ اور اسی اثنا میں شاہنشاہ پال کو اُس کے ایوان میں اُس کے اُمرا نے قتل کر دیا اور اُس کے بیٹے اسکندر (ایلگزانڈر) کو تخت نشین کر دیا۔ جس وقت نپولین نے پال کے مرنے کی خبر سُنی تو کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں وہ پہلی مرتبہ کہتے ہوئے سنا گیا" **مان ڈیو** (یا خدا) اور یہ وہ کلمہ ہے جو تمام فرانسیسیوں کی زبان پر ہر وقت رہا کرتا ہے۔ پال کی موت کو نپولین نے فرانس اور تمام دُنیا کے لیے ایک بڑی مصیبت خیال کیا۔ پال کی متلون مزاجی اگرچہ جنون

کے درجہ کی تھی لیکن چونکہ وہ نپولین کا بڑا مداح تھا روس و فرانس میں بڑا اتحاد ہوگیا تھا روسی اُمراء نے جمہوری ہمسری سے ناراض ہوکر جس کا فرانس میں نپولین حامی تھا اپنے شاہنشاہ کو قتل کر ڈالا اور اُس کے بیٹے اسکندر کو جس نے دوسری قسم کی حکمتِ عملی پر قول و قسم کر لئے تھے تخت نشین کر دیا۔ یہ نوجوان روسی شاہنشاہ جتھہ کی بحری شرکت سے علحدہ ہوگیا۔ اور انگلستان سے اُس نے صلح کر لی۔ یہ واقعات اگرچہ مقاصدِ فرانس کے بہ ظاہر خلاف تھے لیکن خاتمۂ جنگ کی طرف اُنھوں نے جلد رہنمائی کی۔ انگریز لوگ اجرائے جنگ سے عاجز آگئے تھے اور خون کے سمندروں سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اور صلح کے واسطے اب زیادہ شدت سے درخواست کر رہے تھے۔ اور اب انگلستان بھی صلح کر سکتا تھا اور اُس کی ناموری کو کوئی بٹّہ نہ آسکتا تھا۔

نپولین بڑی ہوشیاری سے مصر کو کمک بھیج رہا تھا اور اِس کمک کے بھیجنے کو وہ بحری عظمت کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ تاکہ مصر کی نوآبادی پر قبضہ قائم رکھا جاوے اور دُنیا پر ثابت ہوجائے کہ مصر کو نپولین چھیالیس ہزار فوج بیکار نہ لے گیا تھا۔ چنانچہ ہر قسم کے جہاز یعنی جنگی اور تجارتی جہاز۔ اور کشتیاں۔ ہالینڈ۔ فرانس۔ اسپین اور اٹلی کی بندرگاہوں سے قریب قریب روزانہ روانہ ہو رہی تھیں۔ اور حتیٰ کہ ملکِ بربر سے بھی برابر جاری تھیں اور اُن میں اشیائے خوردنی۔ یورپ کی ساخت کا مال۔ شراب اور سامانِ حرب مصر کو جاتا تھا۔ بہت سے اِن میں سے گرفتار بھی ہو جاتے تھے لیکن باقی ماندہ بچ کر مصر پہونچتے تھے اور نوآبادی کو اِس بات کا بڑا اطمینان بخش ثبوت ملتا تھا۔ کہ فرسٹ کانسل کو اُس کے معاملات سے لطف تھا۔ بذریعہ کاغذات کے جملہ حالات بھی مصر کو پہونچائے جاتے تھے۔ جس حالت میں نپولین یہ جزوی مدد مصر کو پہونچا رہا تھا اُس کے ساتھ ساتھ یہ طیاری بھی کر رہا تھا کہ مصر کو ایک زبردست

ص (۱۷۲)

فوجی مدد بھی بھیجی جاوے جس کے ہمراہ بہت سا اسباب و سامانِ حرب بھی ہو۔

نپولین نے یہ بیڑہ بہ مقام برسیٹ جمع کیا اور ظاہر کیا کہ وہ سینٹ ڈومنگو کو جاویگا۔ اُس نے سب سے زیادہ تیز رفتار جہاز منتخب کیے۔ اور اُن پر پانچ ہزار سپاہ مع بہت سے سامانِ حرب کے اور دوسری چیزوں کے جن کی مصر میں حاجت تھی سوار کی اور اُس نے ایک جہاز میں ایک ہی قسم کی شے بار نہ کی بلکہ ہر ایک جہاز میں جملہ اقسام کی چیزیں بھریں کہ کسی جہاز کے گرفتار ہوجانے سے کسی خاص شے کی طرف سے مصر میں ہرج واقع نہ ہو۔ اور سب چیزیں اُس کو پہونچ جائیں۔ چند اور مقامات پر بھی نپولین نے اسی قسم کے جہاز فراہم کیے اور اُمید کی کہ اس طرح انگلستان کا خیال بٹ جاویگا اور وہ جملہ غیر محفوظ مقامات کی حفاظت کے لیے اپنی فوج تقسیم کرنے پر مجبور ہوجائیگا اور اس ابتری سے فائدہ اُٹھاکر۔ اُسے یقین واثق تھا۔ کہ تھوڑے بہت جہاز ضرور مصر کو پہونچ جاویں گے۔ اور اگر بحری کمانڈر نپولین کی ہدایتوں پر پورا عمل کرتے تو جیسا بعد کو ثابت ہوا یہ تجویز بڑی شادمانی سے کامیابی کو پہونچتی۔

اب ایک عجیب مثال پیش آئی جس سے فرسٹ کانسل کی خود مختار فرمانروائی کی نظیر معلوم ہوتی ہے اور تاہم حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کا ایسی خودسری کی قدر و وقعت کرنا تعجب کی بات نہ تھی۔ وزیر صیغۂ پولیس کے نام حکم جاری ہوا:—

”شہری وزیر۔ مہربانی کرکے ایک مختصر سا سرکلر ہر چہار دہ اخبارات کے اڈیٹروں کے نام جاری کردیجیے کہ جب تک اُن کو خاص سرکاری اخبار کے ذریعہ سے خبر نہ پہونچے تب تک وہ اس قسم کا کوئی مضمون اپنے اخباروں میں شائع نہ کریں جن سے اُن واقعات کا جو ہماری فوجوں میں واقع ہو رہے ہیں دشمن کو ذرا بھی پتہ چل سکے۔“

اس سے قبل نپولین نے باقاعدہ عدالتوں کے ذریعہ سے پیرس کے سب

اخباروں کو سوائے چودہ کے بند کر دیا تھا۔ تمام دُنیا کو حیرت ہے کہ اِس طرح تمام فرانس نے نپولین کی خودسری کو کیونکر تسلیم کر لیا۔ لیکن اِس کا یہ سبب تھا کہ فرانسیسیوں کو یقین ہو گیا تھا کہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے قطعی خود مختارانہ اختیارات کی ضرورت تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نپولین کا ہر ایک کام نہایت ہی عقلمندانہ اور ملک دوستی کے ساتھ ہوتا تھا۔ فرانسیسی مطبع کی آزادی کو قربان کر دینے کے لیۓ طیار تھے۔ کہ اپنے دشمنوں پر فتح پائیں۔

اب انگلستان کی حالت واقعی پریشان تھی۔ قریب قریب تمام شایستہ دُنیا اُس کے مقابلہ میں مسلح تھی اور اُس کی آمدنی کے ذریعے روک دیے گئے تھے۔ ملک میں سخت قحط واقع تھا۔ اور فاقہ زدہ لوگ ملک میں چند مقامات پر فساد کو آمادہ تھے۔ اور انگریزی اُمراء کے دیہی عالی شان قیام گاہوں کو لوٹ رہے تھے۔ اور بلوائیوں کے غول شہروں کی سڑکوں پر پھر رہے تھے۔ انگلستان اور آئرلینڈ کے جمہور جو بھوکوں مر رہے تھے۔ باآوازِ بلند مسٹر پٹ کی شکایتیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے "ساری آفتوں کا بانی پٹ ہے۔ اُس نے قوم کو بھاری قرضہ کے نیچے پیس ڈالا ہے۔ اور ناقابلِ برداشت محصولوں سے بے جان کر دیا ہے۔ اور فرانس سے صُلح کا اِنکار کر کے اُس نے تمام یوروپ کو انگلستان کا دشمن بنا دیا ہے اور اِس طرح ہم کو اِس پٹ نے اُس روزی سے محروم کر دیا جو برّاعظم یوروپ سے ہماری بقائے حیات کے لیۓ بہم پہونچنا ناگزیر ہے۔" فریق مخالف نے مسٹر پٹ کی طاقت کو اِس طرح ہِل جاتے ہوئے دیکھ کر اور دوہرے حملے شروع کر دیئے۔ مسٹر فاکس۔ ٹیرنے۔ گرے۔ شیریڈن۔ اور ہالینڈ۔ نے اب اپنے حملے اِس طرح شروع کیۓ کہ گویا اُنھیں اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تھا۔

اِن لوگوں نے کہا "تم نے میرنگو کی جنگ سے قبل ہی جب کہ فرسٹ کانسل

سے صلح کی تجویز پیش کی تھی۔ کیوں صلح نہ کرلی؟۔ تم نے اُس وقت کیوں صلح نہ کی جبکہ سیرنگو کی جنگ کے بعد صلح کا پیغام تمھارے سامنے پیش کیا گیا تھا۔؟۔ تم نے جداگانہ صلح کی بات چیت سے کیوں انکار کیا۔؟ اُس وقت تو نپولین راضی تھا اور بحری جنگ کے التوا کا بھی دعویٰ نہ کرتا تھا" وہ انگلستان کی مصیبت کو فرانس کی خوش حالی سے مقابلہ کرتے تھے اور کہتے تھے۔" فرانس پر قابلِ تعریف حکمرانی ہو رہی ہے۔ اُس کی تمام یورپ سے صلح ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں وہ رحم دل ہے۔ عقیل ہے۔ صلح جو ہے۔ اور باوجود اپنی فتوحات کے ایسا اعتدال ظاہر کرتی ہے جو قابلِ پیروی ہے" وہ نہایت ہی سخت طنز سے کہتے تھے۔" فرمائیے تو سہی۔ اب آپ اُس اُجڈ لونڈے بوناپارٹ کی بابت کیا کہتے ہیں۔ جس کی وزرا کے فرمانے کے موافق اُس کے پیش رَواں کی طرح چند روزہ حیات تھی۔ اور وہ ایسا سریع الزّوال تھا کہ وہ اِس بات کا بھی مستحق نہ تھا کہ اُس سے صلح کی بات چیت کی جاتی"

فاقہ زدہ لوگوں کی فریادوں اور دشمنوں کی تعداد نے اب مسٹر پٹ کی چولیں ڈھیلی کر دیں۔ اُس کی متکبر روح گوارا نہ کرتی تھی کہ اپنے طریقہ سے باز رہے۔ وہ اپنی یہی حجت بیان کیے جاتا تھا" کہ اگر میں انقلابی فرانس سے جنگ نہ کرتا تو انگلستان میں بھی انقلاب واقع ہو گیا ہوتا۔ واقعی اُس استقلال میں جس سے اِس نامور وزیر نے مسلح دنیا کا مقابلہ کیا بڑی اخلاقی عظمت پائی جاتی ہے۔ اُن طاقتوں کے دعاوی کے متعلق جن کا اس جنگ سے کوئی سروکار نہ تھا پٹ کہتا تھا" اِن اقوام کے بحری مجموعہ قوانین کے اُصولوں کو جائز تسلیم کرنے کے بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم سب اپنے جھنڈے کے پھریرے میں لپٹ کر آبرو کے ساتھ سمندر میں ڈوب مریں"

اگرچہ پارلیمنٹ میں پٹ کی طرف اب بھی تعداد میں رائے کا غلبہ تھا لیکن جمہور بڑے شد و مد سے اُس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے۔ اور اُس کو محسوس

ہونے لگا کہ اُس کا عہدہ خطرناک حالت میں تھا۔ ایسے حالات میں جب کہ پٹ اُمراء کا محبوب تھا اور جمہور اُس سے نفرت کر رہے تھے۔ پٹ نے اِستعفا دیدیا۔ اِس کا عام طور سے یہ مطلب سمجھا گیا کہ اِس نامور وزیر نے یہ دیکھ کر کہ فرانس کے ساتھ صلحنامہ ناگزیر تھا۔ برائے چندے اپنی علیحدگی کر لی تاکہ یہ صلحنامہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو خود اُس کے ہاتھ سے نہ ہو۔ اُس نے اپنا جانشین مسٹر ایڈنگٹن کو مقرر کر دیا جو کوئی مشہور آدمی نہ تھا اور بالکل پٹ کے قابو میں تھا۔ بادشاہ انگلستان کی کمزور ذہانت اِس قابل نہ تھی کہ وہ اِن ملکی طوفانوں کا مقابلہ کرتی۔ گو یہ بادشاہ سب سے زیادہ نیکو صفات اور ایمان دار آدمی تھا لیکن چونکہ اُس پر جنون کا ایک اور دَوْرہ ہو چُکا تھا وہ اپنے متعلق خدمات شاہی انجام دینے کے قابل نہ رہا تھا۔ لہذا مسٹر پٹ جو سترّہ سال سے وزیر اعظم تھا اِس دَوْرہ کے واقعہ سے گویا جارج سوم بادشاہ انگلستان ہو گیا تھا اور مسٹر ایڈنگٹن اُس کا وزیر تھا۔

نپولین نے اب تمام دُنیا میں اعلان کر دیا کہ اُس کا انگلستان سے دست بدست مقابلہ کرنے کا عزم بالجزم تھا اور جب تک یہ طاقت فرانس سے صُلح نہ کرلے گی مقابلہ ختم نہ ہوگا۔ ص (۱۷۳) نپولین کو اپنے دشمن کی بحری طاقت کا پورا علم تھا۔ اور اُس نے اپنے عزم کا اِس طرح اعلان کیا کہ وہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ انگلش چینل (آبنائے کا نام ہے جو فرانس اور انگلستان کے درمیان حائل ہے) عبور کر کے براہِ راست لندن پر حملہ آور ہوگا۔ اور اِس طرح دربارِ انگلستان کو صلح کرنے پر مجبور کرے گا۔ یہ بڑا بے جگری کا ارادہ تھا اور اِس بات میں اب تک شبہ ہے کہ واقعی نپولین کا ایسا ارادہ تھا بھی یا نہیں۔ لیکن اب صرف یہی ایک چارۂ کار تھا جو نپولین کے لیے باقی تھا۔ انگلستان کی برتری بحری طاقت کے اعتبار سے ایسی جانی مانی برتری تھی کہ اُس سے کسی قوم کا بحری جنگ کرنا فعلِ عبث تھا۔ انگلش چینل کے بیڑہ پر نیلسن امیر البحر تھا۔ اور کیا مقدور تھا

کہ فرانس کی کسی کھاڑی سے بھلا ماہی گیر کی کشتی تو باہر آجاتی۔ نپولین کی بڑی خواہش تھی کہ انگلستان کے جمہور اُس کے حامی اور تمام یورپ کے لوگ اُس کے ہمدرد ہوجائیں۔

اُس نے مونیٹیر (پیرس کے اخبار کا نام) میں شائع ہونے کے لئے چند آرٹیکل خود اپنی قلم سے لکھے جو فصیح و بلیغ بحث کے نمونے تھے اور تمام ممالک کے ناظرینِ اخبار نے اُن پر تحسین و آفرین کی۔ اُس نے انگلستان کی نئی وزارت کے متعلق بڑے ادب و تعریف کے کلمات لکھ کر لکھا کہ "یہ وزراء ذکی۔ ایماندار اور نیک نیت ہیں"۔ اُس نے یورپ کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ فرانس کو بلند نظری کے خیالات نہ تھے۔ اُس نے اِس بات کو مقابلہ [illegible] دکھایا کہ فرانس اپنی فتوحات سے دست کش ہونے کو مستعد تھا۔ لیکن اِس کے خلاف ہندوستان اور جزائر میں انگلستان ملک گیری کی کسقدر ہوس کر رہا تھا۔ حتی المقدر احتیاط کے الفاظ میں کہ انگلستان اپنی شان کے خلاف خیال کر کے ناخوش نہ ہو اُس نے اِس بات کا یقین دِلایا کہ انگلستان پر یورش کرنا اُس کی آخری چارہ جوئی تھی۔ اور کہا کہ انگلستان کی طاقت۔ شجاعت۔ اور اُن خطرات کی جو اِس مہم میں اُس کو پیش آنے والے تھے وہ پوری وقعت کرتا تھا۔ لیکن اُس نے اِعلان کیا کہ اب اِس کے سوا اُس کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ اور کہا کہ اگر وزراء انگلستان یہ چاہتے تھے کہ جب تک دونوں قوموں میں سے ایک کا خاتمہ نہ ہو یہ جنگ جاری رہے تو یاد رہے کہ فرانس کا ایک ایک متنفّس فرانس کی فتح و فیروزی کی خاطر اپنی جان پر کھیل جائے گا کہ یہ جھگڑا ختم ہو۔

اور اُس نے انوکھے آب و تاب اور خوب صورت الفاظ میں جن کا لہجہ مغموم ہے کہا "لیکن اس معاملہ کو یہاں تک کیوں طول دیا جاوے۔ کہ یہ نوبت پہونچے۔ بنی نوع انسان کی مصائب ختم کیوں نہیں کی جاتیں۔ دو بڑی قوموں کی قسمت اِس طرح معرضِ خطر میں کیوں جھونکی جاتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ قومیں جو اعلیٰ درجہ کی سرسبزی پر پہونچ کر عاقلانہ حکومت کرتی ہیں اور ایسے اہم مفید مقاصد کو قسمت کی ایک بازی کے

اوہام اور گردشوں کے خطرہ میں نہیں ڈالتیں"۔

اِن اثر ڈالنے والے اخباری مضامین نے جو فرسٹ کانسل کے خود لکھے ہوئے تھے اور اپنی زبردست معقول اور پُرجوش فصاحت کے اعتبار سے انوکھے مضامین تھے تمام لوگوں کے دِلوں پر اثر کردیا۔ لیکن اِس صلح آمیز زبان کے ساتھ ہی نہایت ہی خوف ناک زور و طاقت کے ثبوت بھی انگلش چینل کے کنارہ پر نظر آرہے تھے۔ یعنی فرانس کے ساحل پر ایک لاکھ آدمی بُولون کے قریب انگلستان پر حملہ کرنے کی طیاریوں میں سرگرم تھے۔ اِس تنگ آبنائے کو عبور کرنے کے لیئے بے شمار کشتیاں جمع ہو گئی تھیں اور اعلان کردیا گیا تھا کہ ساعتِ مساعد میں فوراً اُس وقت جب کہ انگریزی بیڑہ کو طوفان منتشر کردے فرانسیسی فوج ایک مرکز پر جمع ہو کر انگلش چینل پر تھوڑے عرصہ کے لئے قابض ہو جائے اور چینل کو عبور کر جائے۔ انگلستان پُورا چوکنا ہو گیا تھا لیکن پریشان نہ ہوا تھا۔ ملیشیا[علہ] فوج کی قواعد ہونے لگی۔ اور تمام جزیرہ ایک لشکرگاہ بن گیا۔ گاڑیاں طیار کی گئیں کہ سپاہیوں کو ہر مقام پر جہاں غنیم کا زور ہو پہونچادیں۔ ناظرین کو یہ اتنیا لکھنا ضروری ہے کہ سنہ ۱۸۰۱ء کی طیاری اُس بڑی طیاری سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ جو سنہ ۱۸۰۴ء میں بعد کو کی گئی اور جس کا نام بولون کا لشکرگاہ ہے۔

اِس بڑے فاتح کی بسا ہے چندے کامیابی پر بھی انگلستان کو بڑی فکر کا موقعہ تھا۔ تمام جزیرہ میں قحط تھا۔ کام بند تھا۔ محصولوں کی بھرمار تھی۔ آیرلینڈ میں قریب تھا کہ بغاوت ہو جاوے۔ انگلستان کے جمہور نپولین کے مدّاح تھے۔ اور گورنمنٹ انگلستان تمام کوششوں کے باوجود وہ نپولین کو اُمراء کا دشمن اور جمہور کا حامی سمجھتے تھے۔ نیلسن بہت سے جنگی جہاز لیئے ہوئے انگلش چینل میں گشت کرتا پھرتا تھا اور کوئی فرانسیسی توپ والی کشتی بھی

[علہ] **ملیشیا**۔ ایسے لوگوں کی فوج جو جنگ کے وقت لڑائی کے لیئے طیار کیئے جاتے ہیں اور باقی ہمیشہ اپنے پیشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم۔

سمندر میں ایسی باہر نہ آسکتی تھی کہ اس بہادر کی نگاہ سے بچ سکتی۔ مصر سے بچ کر صاف نکل آنے سے نپولین نے نیلسن کو ایک لیڈی کی گود میں سوتا ہوا پکڑوا دیا تھا۔ اس بحری سورما کے بڑے سے بڑے مدّاح نیم خوش تبسّم کے ساتھ صرف یہی کہہ سکتے تھے کہ مجبرمانہ حالات ہی کی وجہ سے نیلسن پر یہ حادثہ واقع ہوا۔ یعنی مصر سے نپولین بچ کر نکل آیا۔ اور اب اس وقت ایک انوکھی شجاعت کے غلبہ سے نیلسن اس فکر میں تھا کہ اس پرانے دھبّہ کو دنیا کے دل سے محو کر دے۔ فرانس کا جنگی بیڑہ جو نپولین کی نگاہ کے نیچے سامان سے آراستہ کیا گیا تھا۔ تین ٹکڑوں میں ساحل سے متوازی کھڑا تھا۔ ۴۔ اگست کو طلوع آفتاب سے قبل نیلسن بڑی شان و شوکت سے فرانسیسی بیڑہ کے قریب آیا۔ اور برابر سولہ ۱۶ گھنٹے تک گولوں کا مینہ برساتا رہا۔ لیکن توپوں کی کشتیاں زنجیروں سے باہم جکڑی ہوئی تھیں۔ اور کنارہ سے بندھی ہوئی تھیں۔ نیلسن ایک فرانسیسی کشتی کو بھی گرفتار نہ کر سکا۔ اور اپنی ناکامی پر شکستہ دل ہو کر لوٹ گیا۔ لیکن یہ دھمکی دے گیا کہ چند ہی روز میں پھر واپس آکر انتقام لے گا۔ فرانسیسیوں کو بڑی خوشی تھی کہ بحری جنگ میں وہ شکست سے بچ گئے۔ چونکہ اس وقت فرانسیسی اپنی حفاظت ہی کی خاطر مبارز ہوئے تھے فتح سے ان کو کوئی بحث نہ تھی نیلسن کی واپسی کا ہر روز خیال رہتا تھا۔ فرانسیسیوں کا اپنی کامیابی سے جی بڑھا ہوا تھا اور وہ نیلسن کی پوری تواضع کرنے کو طیار تھے۔ بارہ ۱۲ دن کے بعد یعنی ۱۶۔ اگست کو نیلسن پھر واپس آیا اور اس مرتبہ اس کے ہمراہ بہت بڑی فوج تھی نیلسن نے رات کی تاریکی میں اپنی کشتیوں پر چیدہ آدمی سوار کئے اور وہ نڈری کا کام کیا کہ تاریخ میں انوکھا ہے۔ چار دستوں میں تقسیم ہو کر یہ انگریزی کشتیاں منڈھے ہوئے ڈانڈوں کی مدد سے کہ شور نہ ہو فرانسیسیوں کے قریب پہونچیں۔ تلواروں۔ کلہاڑیوں سنگینوں گولیوں۔ اور گولوں سے سخت خونریزی ہوئی۔ فریقین بڑی شدت سے لڑے۔ کسی آدمی کو اپنے ہاتھ پانوں یا جان کا خیال نہ تھا۔ انگلستان جنگ تو کر رہا تھا لیکن اسے یہ معلوم

سنہ (۱۷۹۸)

تھا کہ وہ کیوں جنگ کر رہا تھا۔ لیکن فرانسیسی اپنے ملک کی حفاظت میں لڑ رہے تھے۔ یہ قتال برابر چار گھنٹے تک رہا۔ ہزاروں مارے گئے۔ اب اس خوفناک منظر پر سپیدۂ صبح کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور ہر موقعہ پر پسپا ہو کر شکست کا اقرار کرتے ہوئے انگریز واپس چلے گئے ان دو لڑائیوں کے نتیجے نے انگریزوں کے اعتماد کو جو انھیں نیلسن کی لیاقت پر تھا کہ وہ نپولین کی طیاریوں کو برباد کر دے گا کم کر دیا۔ اور یہ خطرہ بڑھ گیا کہ شاید ایسے مواقع پیش آجائیں کہ حملہ آور خود انگلستان کے اندر گھس پڑیں اور انگریزوں کے الاؤ کے پاس جنگ کریں

نپولین نے بعد کو کہا "میرا عزم تھا کہ چیربرگ[1] میں وہی حیرت انگیز کام شروع کرتا جو میں نے مصر میں کئے تھے۔ اس لئے کہ سمندر میں مصر کے اہرام کی طرح بلند مینار تو میں قائم ہی کر چکا تھا مجھے میری اوٹس[2] جھیل قائم کرنا باقی تھی۔ میرا بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنی سب بحری افواج کو ایک مرکز پر جمع کرتا یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ بہت ہی کثیر التعداد فوجیں ہو جاتیں اور دشمن کو عظیم الشان نقصان پہونچانے کے میں قابل ہو جاتا میں بیڑ ٹکنے کی جگہ قائم کر رہا تھا کہ واقعی دونوں قوموں کو دوبدو سامنے کر دوں۔ اور آخری نتیجہ میں کوئی شک نہیں تھا۔ کیونکہ ہمارے چار کرور فرانسیسی تھے اور انگلستان کے ڈیڑھ کرور انگریز تھے۔ اور ایکٹیم[3] کی جنگ سے میں اس جھگڑے کا خاتمہ کر دیتا۔"

---

[1] **چیربرگ** (Cherbourg) فرانس کے شمالی ساحل پر ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ یہ اتنا بڑا بندرگاہ ہے کہ اس میں جہازوں کے بنانے کی جگہ برطانیہ کے سب سے بڑے بندرگاہ کی جہاز بنانے کی جگہ سے بڑی ہے ۱۲ مترجم

[2] **میری اوٹس جھیل** (Mareotis) مصر کے وادی زیریں میں ۴۰ میل لمبی اور ۱۰ میل چوڑی ایک جھیل ہے ۱۲۔ مترجم۔

[3] **ایکٹیم**۔ (Actium) ایپیرس میں ایک شہر اور راس ہے۔ یہ مقام ایک بحری فتح کے لئے مشہور ہے جو آگسٹس نے اینٹنی اور کلی اوپاٹرا کے مقابلہ میں ۲۔ ستمبر کو ۳۱ برس قبل حضرت مسیحؑ کے حاصل کی تھی۔ اور ایک شہر آباد کیا تھا۔ ۱۲۔ مترجم۔

صلح کے راستہ سے یکے بعد دیگرے رفتہ رفتہ موانع دفع ہوتے گئے۔ اور انجام کار نپولین کے پاس پیغام صلح آیا اور انگلستان کی پیش قدمی کو نپولین نے بڑے شوق اور بڑے اخلاق سے لیا۔ اور کہا "اگر انگلستان کی خوشی ہو تو بڑی آسانی سے صلح ہو سکتی ہے"

مسٹر انگریسال کہتے ہیں "پٹ جمہوری حکومت کے خلاف اُس وقت جنگ کر رہا تھا جب کہ فرانس کی جمہوری حکومت نے ایک کانسل کے ماتحت فرانس کے زخموں سے خون کا بہنا بند کر دیا تھا۔ خزائن پُر کر دیئے تھے۔ سر رشتۂ تعلیم کو ترتیب دے دی تھی۔ قریب قریب فریق شاہی کے سب حامیوں کو فرانس میں واپس بلا لیا تھا۔ مذہب کو از سر نو قائم کر دیا تھا اور قومی ترقی کے لئے بڑی عظیم الشان تجویزیں شروع کر دی تھیں۔ اور نئے مجموعۂ ضابطۂ دیوانی سے قانون میں اصلاح کر دی تھی۔ سوائے بیرونی تجارت کے اور بیرونی دستکاری کے اس وقت یہ فرنچ ریپبلک برطانیہ اعظم کے مقابلہ میں زیادہ خوش حال۔ زیادہ ترقی کرنے والی اور زیادہ مطمئن تھی۔ اور انگلستان جیسے ملک میں جہاں طبع کو بڑی آزادی ہے اور ملکی معاملات پر بڑی دریدہ دہنی سے بحث کی جاتی ہے اگر غیر ممکن نہ تھا تو مشکل ضرور تھا کہ فرانس جیسی ہمسر قوم کے ساتھ ایسی معقول صلح کی وجوہ کے مقابل کوئی وزارت سر اُٹھاتی"

۲۱۔ اکتوبر سنہ ۱۸۰۱ء کی شام کو صلح کی تمہیدی کارروائی پر لندن میں دستخط ہو گئے۔ اور اُسی شب یہ خوش خبری لیکر قاصد فرانس کو روانہ ہوا۔ وہ چار بجے شام کو ملمیسن میں بونپولین کی بیرون شہر رہنے کی کوٹھی جا پہونچا۔ اُس وقت تینوں کانسل معاملات ملکی میں کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ اور جس وقت اس مراسلہ کا لفافہ کھولا گیا تو خوشی کا کیا پوچھنا تھا۔ کانسلوں نے کام بند کر دیا اور خوب جی کھول کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے

نپولین نے اپنی خود داری ایک طرف رکھ دی تھی اور اُس جوش مسرت کا اظہار کر رہا تھا جس نے اُس کے سینے کو مملو کر رکھا تھا۔ اِس اہم معاملہ کو تکمیل کو پہونچانا

نپولین کے لئے بڑے فخر کی بات تھی۔ اپنی اَن تھک محنتوں۔ اور عزم وہمت اور ذکاوت سے اُس نے فرانس میں اندرونی امن وچین قائم کئے تھے اور تمام دنیا سے صلح حاصل کی تھی۔ اِس انتہائے شادمانی کے لمحہ میں بھی فرانس کی بہبودی کے متعلق اُس کی قطعی اور نہ جُنبش کرنے والی چپیدگی ایک غالب جذبہ کے مثل جو موت کے وقت بھی موجود رہتا ہے اُس کی مسرت سے بالاتر نظر آئی۔

کیمبے سریز نے کہا "اب چونکہ ہم نے انگلستان سے صلح کا عہدنامہ کرلیا ہے ہم اُس سے **تجارت** کا بھی عہدنامہ کرکے جُملہ اُمور کو جن سے دونوں ملکوں میں باہم فساد ہوا کرتا ہے دفع کردیں گے۔"

یہ سُن کر نپولین نے فوراً جواب دیا "نہیں۔ ہرگز اتنی جلد نہیں۔ یہیں تک غنیمت ہے۔ ہم کو ابھی صلح کے عہدنامہ سے فائدہ اٹھانے دو۔ رہی تجارتی صلح تو درصورت امکان یہ صلح بھی کرلی جائے گی۔ لیکن فرانس کے محنتی لوگوں کی جانیں میں کسی قیمت پر معرضِ خطر میں نہ ڈالوں گا۔ ۱۷۸۶ء کی مصیبتیں مجھے خوب یاد ہیں۔"

صلح کی خبر چوبیس گھنٹے تک لندن میں مخفی رکھی گئی۔ تاکہ دونوں دارالسلطنتوں میں ایک ہی وقت پر اِس خوش خبری کا اعلان کیا جاوے۔ انگلستان اور فرانس کے جمہور کی خوشی جس وقت اُنھوں نے یہ نوید سُنی۔ جنوں کے درجہ کو پہونچ گئی تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اِس صُلح سے تمام یُوروپ میں ٹھنڈک پڑگئی تھی۔ اور یہ صلح عالمگیر اور دائمی تھی اور اس نے سب قوموں کی تجارت کے لئے دنیا کا راستہ کھول دیا تھا۔ جنگ سے برّاعظموں پر ایک مصیبت کی گھٹا چھا جاتی ہے اور برخلاف اِس کے صُلح برّاعظموں پر آسمانی نور کی روشنی پھیلا دیتی ہے۔ ہر مقام پہ خوشی سے روشنی ہونے لگی۔ بلغمی سے بلغمی مزاج کے لوگ تک رو رو کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے تھے۔ انگلستان کے جمہور نے اپنے کو غیرمعمولی خوشی کے حوالہ کردیا تھا۔ اُن کو فرانسیسیوں سے محبت تھی

وہ شجاع۔ عاقل۔ اور صلح جو نپولین کی پرستش کرتے تھے جو اُس وقت فرانس پر حکمراں تھا۔ لندن کی گلیاں "نپولین زندہ ماناد" کے نعروں سے گونج رہی تھیں۔ ہر ایک ڈاک گاڑی جو لندن سے روانہ ہوتی تھی۔ شادمانی کے جھنڈے ہمراہ لے کر چلتی تھی۔ جن کے پھریروں پر لکھا ہوا تھا۔ "فرانس سے صلح ہو گئی"۔

لندن کے جمہور فرانس کے وکیلِ مصالح کے مکان کو جھپٹ پڑے۔ وہ لارڈ ہاکسبری کے پاس تصدیق کے کاغذات کا تبادلہ کرنے کو جانے کے لئے گاڑی پر سوار ہو رہا تھا۔ اِس شور و غل کرنے والے انبوہ نے گاڑی کے گھوڑے کھول ڈالے اور مجنونانہ شادمانی سے آسمانوں کو نعروں سے سروں پر اُٹھائے ہوئے گاڑی کو خود کھینچ کر لے چلے۔ اِس مجمع اور مسرت آمیز ابتری کی یہ نوبت پہونچی کہ لارڈ ونسنٹ کو کسی قسم کا حادثہ ہو جانے کا ڈر ہو گیا اور وہ خود اس سرور جماعت کے آگے آگے ہوا۔ اور یہ گروہ خوشی سے گاڑی کو کھینچتا ہوا لے چلا۔

لندن کے جشن میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے انگریزی ملاحوں کی سادہ لوحی لیکن مستعدی اور خیر خواہی کی تمثیل ملتی ہے۔ وزیر فرانس۔ مانشیو اوٹو کی کوٹھی بڑی آرایش کے ساتھ روشن کی گئی تھی اور اُس کی خوبصورتی سے کھینچ کر ملاحوں کا ایک بڑا گروہ کوٹھی کے سامنے جمع ہو گیا ← ← ← ← ← ← لفظ کانکرڈ۔ (Concord) جس کے معنی اِتحاد ہیں بڑی خوبصورتی سے روشنی کے حروف میں لکھا ہوا نظر آرہا تھا۔ یہ ملاح کتاب املا سے پورے آشنا نہ تھے اور اِس لفظ کانکرڈ کو دیکھتے ہی بڑی حیرت سے کہنے لگے۔ "ہیں! یہ کانکرڈ (Conquered) (یعنی فتح کر لیا) کیسا؟ کس نے اور کب فتح کر لیا۔ نہیں یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا"۔ اب جوش اور نارضامندی کا اظہار ہونے لگا۔ اور اِن ملاحوں نے حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ مانشیو اوٹو بڑی نرمی سے باہر نکل آیا۔ اور کانکرڈ کا مطلب سمجھانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا

اور مختصر آنکہ یہ دل آزار لفظ کا ٹکڑا ہٹا دیا گیا اور اُس کے بجائے ایمٹی (Amnity) یعنی اخلاص و دوستی قایم کر دیا گیا۔ اور ملاح اس اطمینان بخش معذرت پر پورے مطمئن ہو کر تین نعرے مار کے خوش خوش اپنی راہ ہوے۔

فرانس میں اگر یہ بات ممکن ہوسکتی ہے۔ انگلستان سے بھی زیادہ خوشی کا اظہار کیا گیا۔ فرانسیسی نپولین کے اسقدر مداح تھے اور اُس کی عقل اور ملک دوستی پر اُن کو اسقدر بھروسہ تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ فرسٹ کانسل سے وہ کسی اختیار کو جس کی وہ خواہش کرتا دریغ نہ کرتے تھے۔ وہ اختیارات کو اُس کے قدموں پر رکھ دیتے تھے تمام یورپ میں نپولین کو شجاع صلح کرنے والا خطاب دیا گیا تھا۔ اس کے سوا اس خوشی کے سمندر میں نیچے نیچے بہنے والی ایک لہر تھی یعنی نپولین امرا کا محبوب نہ تھا۔ وہ جمہور کا محبوب تھا۔ اُس کے بڑے بڑے خودسری کے افعال کو فرانس کے جمہور بڑی خوشی سے برداشت کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کو یقین تھا کہ اُنکی بہبودی کے لئے ان افعال کی ضرورت تھی۔ نپولین نے کہا "قدیمی حق والے خاندان اور دول خارجہ کے دربار روبس پیر[1] Robespierre سے بڑھکر مجھ سے

ص ۱۸۵

---

[1] روبس پیر فرانس کے انقلاب عظیم کے حامیوں میں سے ایک شخص تھا۔ بڑا مقرر اور لایق شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ ظالم اور بزدل تھا۔ گرفتار ہو جانے پر اُس نے وہ چال چلی کہ صاف نکل گیا لیکن جب دوبارہ گرفتاری کی نوبت آنے کو ہوئی تو اس نے طپنچہ کے ذریعہ سے خودکشی کرنا چاہی لیکن گولی سے صرف اس کا ایک جبڑہ پاش پاش ہوا اور اسی حالت میں گرفتار ہوا اور گلوٹین کے ذریعہ سے قتل کیا گیا۔ آراس میں ۱۷۵۹ء کو پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۴ء میں قتل کیا گیا۔ ۱۲ مترجم۔

نفرت کرتے تھے"۔ بوناپارٹ کی تعریف کے نعرے جن سے انگلستان کے شہر و دیہات گونج رہے تھے مسٹر پٹ اور اُس کے جرگہ کو ناگوار تھے۔ سمندر کی آزادی نپولین کے عزم و ذکاوت کے سامنے فرانس کی بحری عظمت و شان بڑھانے کے لئے لامحدود میدان کھول رہی تھی برطانیہ کے وزیر (مسٹر پٹ) کو معلوم تھا کہ نپولین کے بے خواب عزم و ثبات ساحر کی چھڑی کی طرح ایک اشارہ پر جہازوں کے بیڑے قایم کردیگی کہ سمندروں میں تجسس کرتے پھریں۔ پٹ بڑے تاسف کے ساتھ اُس صلح پر غور کر رہا تھا جس کے کر لینے پر جمہور نے اُس کو مجبور کردیا تھا اور یہ صلح اُس کی تجویز میں برطانیہ کی بحری فضیلت کے لئے کوئی اچھا شگون نہ تھی۔

یہ طے ہوا کہ وکیل مصالح شرائط صلح کو قطعی طور سے فیصل کرنے کے لئے امینس میں جو پیرس اور لندن دونوں سے برابر فاصلہ پر واقع تھی جمع ہوں۔ انگریزوں کی طرف سے لارڈ کارنوالس وزیر صلح مقرر ہوا۔ اس ممتاز جنرل کو امریکہ والے براندی وین۔ کیمڈن۔ اور یارک ٹون۔ کے حوالہ دشمنان کر دینے کے واقعہ سے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ لیکن کارنوالس بڑا بہادر سپاہی تھا اور بڑا رحمدل عالی دماغ اور قابل عزت شخص تھا۔ اُس نے صاف صاف اپنے یقین کا اعلان کردیا تھا کہ صلح کے ذریعہ سے دنیا کی مصائب کے خاتمہ کا وقت قریب آپہونچا تھا۔ لارڈ کارنوالس۔ کی بے داغ غیرت۔ ذکاوت۔ نیک نہادی اور عالی حوصلگی سے نپولین نے اعتراف کیا ہے۔ فرسٹ کانسل نے جوزیف بوناپارٹ کو فرانس کی طرف سے سفیر مقرر کیا۔ جوزیف کو۔ اُس کی خوبی اطوار۔ نیک مزاجی۔ شائستہ فیاضانہ ملکی خیالات اور مسیحی اخلاق نے جس نے اُس زمانہ کی عالم گیر خرابیوں میں اُس کے چال چلن کو زینت دی تھی فرائض صلح کے انجام دینے کے لئے

مخصوص طور سے موزوں کر دیا تھا۔

شرائط صلح میں یہ طے ہوا کہ فرانس مصر کی نو آبادی سے دست کش ہو۔ اسلئے کہ انگلستان کو اپنے ہندوستانی مقبوضات کی بابت اس سے خدشہ تھا۔ اور درحقیقت فرانسیسی فوج نے مغلوب ہو کر اس وقت مصر خالی کر دینے پر رضامندی کا اظہار بھی کر دیا تھا لیکن ابھی اس واقعہ کی فرانس یا انگلستان میں خبر نہ آئی تھی۔ ان مباحث میں سب سے زیادہ اہم جزیرۂ مالٹا خالی کرنے کا مسئلہ تھا۔ اسلئے کہ مالٹا جس طاقت کے ہاتھ میں ہوتا وہی بحر روم کی مالک تھی۔ نپولین نے اس پر اصرار کیا کیونکہ سب معاملات سے یہی معاملہ اہم تھا کہ مالٹا پر انگلستان کا قبضہ نہ رہے چونکہ جبرالٹر پر انگلستان کا قبضہ موجود تھا تو نپولین پر مالٹا کے متعلق اصرار کرنا کوئی زیادتی کی بات نہ تھی۔ اگر نپولین مالٹا کو فرانس کے لئے چاہتا تو انصاف کی بات تھی کیونکہ اس سے فرانس اور انگلستان کے پلڑے برابر ہو جاتے۔

لیکن اُس کی خواہش صلح اسقدر قوی تھی اور اُس کی نرمی ایسی انوکھی تھی کہ اُس نے جبرالٹر بھی انگریزوں کے قبضہ میں چھوڑا اور مالٹا سے بھی دست برداری کر لی لیکن برطانیہ دونوں مقامات یعنی جبرالٹر اور مالٹا پر تصرف چاہتی تھی۔ اس کو نپولین منظور نہ کرتا تھا۔ وہ اصرار کرتا تھا کہ مالٹا ایسی طاقت کے ہاتھ میں رہے جس کو فرانس و انگلستان کے باہمی تنازعہ سے کوئی تعلق نہو اور اُس نے اپنا مستقل ارادہ ظاہر کر دیا کہ وہ اس بات پر ہرگز راضی نہو گا کہ مالٹا بھی انگلستان ہی کے قبضہ میں رہے۔

انجام کار انگلستان نے مان لیا کہ مالٹا خالی کر کے سینٹ جان کے نائٹ لوگوں کے قبضہ میں دیدیا جاوے۔ مالٹا خالی کر دینے کے متعلق جو نہایت ہی اہم بات تھی صلحنامہ میں بہت صریح الفاظ تھے یعنی لکھا تھا "برطانیہ کی افواج

جزیرۂ مالٹا کو اور اُن مقامات کو جو مالٹا کے ماتحت ہیں صلح کی تصدیق کے بعد تین ماہ کے اندر خالی کر دیں۔"

ان ان معزز اور مستقل کوششوں سے نپولین یورپ میں جس میں خونریزی کا طوفان برپا تھا امن وچین قایم کرنے میں آخرکار کامیاب ہوا[1]۔

بیورین کہتا ہے "ایسی شرائط پر صلح ہو جانے سے جو قوم کے لئے بڑی فخر کی بات تھی سب قوموں کو یہی امید تھی کہ خونریز جدال و قتال کا خاتمہ ہو جائیگا جس میں فرانس ایک مدت سے مشغول رہا تھا اور اب فرانس کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا کہ جس قسم کی افادہ گاہیں وہ مناسب خیال کرے اپنے لئے قایم کرے۔ لیکن امینس کے صلحنامہ نے تو فرانس کی عزت کو بڑھا دیا تھا لہذا اُس کے ہمسایوں کو بڑا حسد ہوا اور اس حسد نے وہ وہ خیالات اُن کے دلوں میں قایم کئے جو قوموں کی آسودگی کے لئے مہلک تھے۔ واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ غیر معمولی خصومت کے ساتھ جنگ پھر چھیڑ دی گئی اور بڑی رکیک رکیک وجوہ اس جنگ کا باعث ہوئیں۔ اس وقت تک کانسل کی شان اور اس کے طرزِ عمل بے داغ تھے اور اُس کی ذات سے بڑی بڑی باتوں کی امیدیں کی جارہی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرسٹ کانسل واقعی صلح کو ترقی دینے اور فرانس کو آسودہ حال کرنے کا خواہشمند تھا۔"

سینٹ ہلینا میں نپولین نے لیس کیس سے کہا "لارڈ کارنوالس پہلا انگریز ہے جس نے واقعی سچے طور سے اپنی قوم کی طرف سے میرے دل میں اچھے خیالات کو جاگزین کیا۔ اور اُس کے بعد فاکس ہے۔ اور اگر ان دونوں کے بعد

---

[1] اس صلحنامہ کے متعلق خط و کتابت میں لارڈ کارنوالس نے بڑی شرافت کا اظہار کیا تھا اور نپولین کو اس سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ مصنف ۱۲

ضرورت ہو تو میں موجودہ اسیر البحر مالکم کا نام اور اضافہ کر سکتا ہوں۔ لفظوں کے ہر پہلو پر نگاہ کر کے کارنوالس۔ لائق۔ نیک دل اور ایمان دار آدمی تھا۔ امینس کے صلحنامہ کے وقت شرائط پر رضامندی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے دن مقررہ وقت پر اُس نے دستخط کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن کسی ضروری وجہ سے اُسے مکان پر دیر ہو گئی۔ مگر وہ وعدہ کر چکا تھا۔ اُسی شام کو لندن سے ایک قاصد کچھ مُراسلات لے کر اُس کے پاس پہونچا جن میں بعض شرائط کی ممانعت تھی۔ لیکن اُس نے کہا کہ "میں دستخط کر چکا" اور وہ فوراً آیا اور اُس نے واقعی دستخط کر دیئے۔ کارنوالس مجھے اور میں کارنوالس کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ میں نے ایک رجمنٹ اُس کے حوالہ کی تھی اور اُس نے اس رجمنٹ کے کام بڑی خوشی سے دیکھے۔ ہر بات کے متعلق کارنوالس کی پسندیدہ یادگار میرے دل میں موجود ہے۔ اور یہ یقینی ہے کہ اگر کارنوالس مجھ سے کوئی درخواست کرتا تو اُس کی وقعت شاید میرے دل میں ایک تاجدار کی درخواست کی وقعت سے زیادہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے خاندان والوں نے میرے اِس خیال کا قیاس کر لیا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے میرے سامنے چند درخواستیں پیش کیں اور میں نے وہ سب منظور کیں۔"

"امینس کے صلحنامہ کے بعد ہی فاکس۔ فرانس میں آیا۔ اُس وقت وہ خاندان اسٹوارٹ کی تاریخ لکھ رہا تھا۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ معاملاتِ مُلکی کے متعلق وہ دفتر کے کاغذات سے مدد لینا چاہتا تھا۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ سب کاغذات فاکس دیکھ سکتا تھا۔ وہ میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا۔ شہرت نے اُس کی لیاقتوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی حوصلہ دماغ کا شخص تھا۔ وہ

جزیرہ مالٹا کو اور اُن مقامات کو جو مالٹا کے ماتحت ہیں صلح کی تصدیق کے بعد تین ماہ کے اندر خالی کر دیں۔"

ان ان معزز اور مستقل کوششوں سے نپولین یورپ میں جس میں خونریزی کا طوفان برپا تھا امن وچین قایم کرنے میں آخر کار کامیاب ہوا[1]۔

بیورین کہتا ہے "ایسی شرائط پر صلح ہوجانے سے جو قوم کے لئے بڑی فخر کی بات تھی سب قوموں کو یہی امید تھی کہ خونریز جدال و قتال کا خاتمہ ہوجائیگا جس میں فرانس ایک مدت سے مشغول رہا تھا اور اب فرانس کو آزاد چھوڑ دیا جائیگا کہ جس قسم کی افادہ گاہیں وہ مناسب خیال کرے اپنے لئے قایم کرلے۔ لیکن امنیس کے صلحنامہ نے تو فرانس کی عزت کو بڑھا دیا تھا لہذا اُس کے ہمسایوں کو بڑا حسد ہوا اور اس حسد نے وہ وہ خیالات اُن کے دلوں میں قایم کیئے جو قوموں کی آسودگی کے لئے مہلک تھے۔ واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ غیر معمولی خصومت کے ساتھ جنگ پھر چھیڑ دی گئی اور بڑی رکیک رکیک وجوہ اس جنگ کا باعث ہوئیں۔ اس وقت تک کانسل کی شان اور اس کے طرز عمل بے داغ تھے اور اُس کی ذات سے بڑی بڑی باتوں کی امیدیں کی جارہی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرسٹ کانسل واقعی صلح کو ترقی دینے اور فرانس کو آسودہ حال کرنے کا خواہشمند تھا۔"

سینٹ ہیلینا میں نپولین نے لیس کیس سے کہا "لارڈ کارنوالس پہلا انگریز ہے جس نے واقعی سچے طور سے اپنی قوم کی طرف سے میرے دل میں اچھے خیالات کو جاگزین کیا۔ اور اُس کے بعد فاکس ہے۔ اور اگر ان دونوں کے بعد

---

[1] اس صلحنامہ کے متعلق خط وکتابت میں لارڈ کارنوالس نے بڑی شرافت کا اظہار کیا تھا اور نپولین کو اس سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ مصنف ۱۲

ضرورت ہو تو میں موجودہ امیر البحر مالکم کا نام اور اضافہ کر سکتا ہوں۔ لفظوں کے ہر پہلو پر نگاہ کر کے کارنوالس۔ لائق۔ نیک دل اور ایمان دار آدمی تھا۔ امینس کے صلحنامہ کے وقت شرائط پر رضامندی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے دن مقررہ وقت پر اُس نے دستخط کر دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن کسی ضروری وجہ سے اُسے مکان پر دیر ہو گئی۔ مگر وہ وعدہ کر چکا تھا۔ اُسی شام کو لندن سے ایک قاصد کچھ مُراسلات لے کر اُس کے پاس پہونچا جن میں بعض شرائط کی ممانعت تھی۔ لیکن اُس نے کہا کہ "میں دستخط کر چکا" اور وہ فوراً آیا اور اُس نے واقعی دستخط کر دیئے۔ کارنوالس مجھے اور میں کارنوالس کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ میں نے ایک رجمنٹ اُس کے حوالہ کی تھی اور اُس نے اس رجمنٹ کے کام بڑی خوشی سے دیکھے۔ ہر بات کے متعلق کارنوالس کی پسندیدہ یادگار میرے دل میں موجود ہے۔ اور یہ یقینی ہے کہ اگر کارنوالس مجھ سے کوئی درخواست کرتا تو اُس کی وقعت شاید میرے دل میں ایک تاجدار کی درخواست کی وقعت سے زیادہ ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے خاندان والوں نے میرے اس خیال کا قیاس کر لیا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے میرے سامنے چند درخواستیں پیش کیں اور میں نے وہ سب منظور کیں۔"

"امینس کے صلحنامہ کے بعد ہی فاکس۔ فرانس میں آیا۔ اُس وقت وہ خاندان اسٹوارٹ کی تاریخ لکھ رہا تھا۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ معاملات ملکی کے متعلق وہ دفتر کے کاغذات سے مدد لینا چاہتا تھا۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ سب کاغذات فاکس دیکھ سکتا تھا۔ وہ میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا۔ شہرت نے اُس کی لیاقتوں سے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور اب مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ بڑے عالی حوصلہ دماغ کا شخص تھا۔ وہ

نیک نہاد۔ آزاد خیال اور فیاض شخص تھا۔ میں اُس کو بنی نوع انسان کا زیور خیال کرتا تھا۔ اور مجھے اُس سے بڑی محبت تھی۔ فاکس اور کارنوالس جیسے چھ آدمی ایک قوم کا اخلاقی چال چلن قائم کر دینے کے لئے کافی تھے۔ میں ایسے شخصوں سے ہمیشہ اتفاقِ رائے کرتا۔ ہم اپنے باہمی جھگڑے جلد طے کر لیتے۔ اور فرانس کی صرف ایک ایسی قوم سے صلح ہی نہ ہو جاتی جو قابلِ عزت ہے بلکہ ہم مل کر بڑے بڑے کام انجام دیتے۔

باب بست و سیوم

قومی اصلاحیں

صفحہ ۱۷۶

عام مسرت۔ لارڈ کارنوالس۔ مسٹر فاکس۔ سوئیزرلینڈ کے وکلا۔ نپولین کی ذہنی برتری۔ سوئیزرلینڈ کے وکلا سے خطاب۔ پیرس میں انگریز۔ انگریزی امرا کی نارضامندی۔ جمہور کا جوش۔ نپولین کا مسیحی مذہب کی حفاظت کرنا۔ ان سائکلوپیڈیا امریکنا اور مسٹر فاکس کی شہادت گرجا کے گھنٹے کی آوازیں۔ نیا پوپ۔ نپولین کا مذہبی کتب خانہ۔ مسیحی مذہب کا پھر سے قایم ہونا۔ عالی حوصلہ اعلان۔ مذہبی تیوہار۔ شادکامی کی یادگاریں تجویز۔ لیڈی مارگن کی شہادت۔ اخلاقی اصلاحیں۔ انگرسال کی شہادت۔

یہ صلحنامہ یکایک واقع ہونے اور پھر بہت جلد ٹوٹ جانے کے لئے مشہور ہے اس سے بڑے بڑے سانحے پیش آئے اور دنیا کی تاریخ میں یہ امئیں کے صلحنامہ کے نام سے موسوم ہے۔ نپولین نے عزم کیا کہ اس مشہور واقعہ کو ایک بڑے جشن سے یادگار بنائے۔ اس جشن کے لئے نومبر ۱۸۰۱ء کی پہلی تاریخ مقرر کی گئی۔ یہی وہ تاریخ تھی جس پر نپولین فرسٹ کانسل بنایا گیا تھا۔ اتنی زمانہ دراز کی مخالفت اور خونریزی کے بعد فرانس اور انگلستان میں پھر سے اتحاد قایم ہونا ایسا واقعہ تھا کہ ہزاروں انگریز

انگلش چینل کو عبور کر کے پیرس میں آگئے۔ سب انگریزوں کو بڑا اشتیاق تھا کہ فرانس کو ایسی تاریکی سے یکایک نکلکر بے نظیر نورانی حالت میں دیکھتے اور خصوصاً اُس شخص کے دیکھنے کی بڑی آرزو تھی جو اس وقت انگلستان اور تمام دنیا کی حیرت کا باعث ہو رہا تھا۔

اُس مسرت نے جو سب کے دلوں میں پیوست ہو رہی تھی اس جشن کو بڑی رونق دے رکھی تھی۔ فرسٹ کانسل کی خوبی اخلاق کی نظیر اس بات سے دیکھی جاسکتی ہے کہ اس جشن والے دن پیرس کی سڑکوں پر لارڈ کارنواس کی گاڑی کے سوا کسی کی گاڑی کے نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ پیرس کے جمہور کا گروہ خوشی سے شادماں نعرے مارتا ہوا انگلستان کی افواج کے وزیر کے سامنے سے نکلتا تھا۔ اس جشن میں نامور فاکس بھی آیا تھا اور نپولین اُس سے بے حد محبت اور اخلاق سے پیش آیا۔ جس وقت سنگین بتوں کی گیلری میں گزر ہوا تو فاکس کی لیڈی نے فاکس کو اُس کا بت ایک طاق پر واشنگٹن اور بروٹش کے بتوں کے پاس رکھا ہوا دیکھایا۔ اس وقت فرسٹ کانسل سے جو شخص ملتا تھا اُس کے اخلاق سے محو حیرت ہو جاتا تھا۔

سوئزرلینڈ کی ریپلک کے لایق سے لایق نو وکلا اسلئے مامور ہوئے کہ نپولین سے سوئزرلینڈ کے نو اضلاع کے ملکی انتظام کے متعلق گفتگو کریں۔ وقت کی پابندی سے فرسٹ کانسل جس کے پیچھے دو وزیر تھے ایک صاف وسیع کمرے میں داخل ہوا۔ ایک لمبی میز پر سبز بانات پڑی ہوئی تھی اور فرسٹ کانسل نے یہی ملاقات کی جگہ نامزد کی تھی۔ ڈاکٹر جونس جو ان وکلا میں سے کئی وکیلوں کا بڑا دوست تھا اور اُن کے ہمراہ اس وقت پیرس میں موجود تھا اس ملاقات کا حال حسب ذیل لکھتا ہے:-

" فرسٹ کانسل آیا اور اُس کے پیچھے پیچھے دو وزیر آگئے۔ ضروری سلام و دعا کے بعد فرسٹ کانسل میز کے پاس صدر کرسی پر بیٹھا اور دونوں وزیر اُس کے راست و چپ دو کرسیوں پر بیٹھے اور اس کے بعد سوئزرلینڈ کے وکلا بیٹھے۔ نپولین

نے وکلاء کے سامنے ایک بڑا سا نقشہ پھیلا دیا اسلئے کہ مضمون زیر بحث کے لئے نقشہ بہت ضروری تھا۔ اور پھر اُس نے وکلاء سے درخواست کی کہ وہ اپنی تجاویز پیش کرتا ہے اور اُن تجویزوں پر وکلاء کو جو اعتراض ہوں وہ آزادی سے اُس کے سامنے پیش کریں۔ وکلاء نے اس سے فائدہ اٹھاکر چند تبدیلیوں کا اشارہ کیا جن کو وہ فرانس اور سوئزرلینڈ کے مقاصد کے مفید خیال کرتے تھے۔ لیکن فوری۔ صاف۔ اور لاجواب وجوہ سے جو نپولین نے اُن کے اعتراضوں کے جواب میں پیش کیں وکلاء کو یقین ہوگیا کہ نپولین کی تجاویز واقعی عاقلانہ تھیں۔ دس گھنٹے کی دلچسپ گفتگو کے بعد وکلاء نے صدق دلی سے اقرار کیا کہ خود اُن کے مقابلہ میں۔ سوئزرلینڈ کے اضلاع کے مقامی حالات اور اُن امور سے جو اُن کی بھلائی کے تھے نپولین زیادہ بہتر طور سے آگاہ تھا۔ تمامی بحث کے درمیان نپولین کے وزراء نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ بعد کو اُن وکلاء نے کہا کہ "نپولین اُن سب شخصوں سے زیادہ حیرت انگیز شخص تھا جن کو ہم نے زمانہ موجودہ میں دیکھا ہے یا جن کا ہم نے قدیم تاریخ میں حال پڑھا ہے"

بانشیور کانسٹینٹ۔ اور بانشیور سسمانڈی جو نپولین کو اچھی طرح جانتے تھے کہتے ہیں "اُس کا معاملہ کی تہ کو فوراً پہونچ جانا اُس کے فقروں کا عمق۔ اُس کی فصاحت کی خوبی اور صفائی اور ان سب سے بڑھ کر اُس کے جوابوں کی سچائی اور بڑے تحمل سے اُس کا خاموش بیٹھا رہنا اور بات کو سننا ایسی حیرت انگیز صفات تھیں جو ہم نے کسی متنفس میں نہیں دیکھیں۔"

اس بحث میں نپولین نے سوئزرلینڈ کے وکلاء سے کہا "تمھارے مقاصد کے مفید جو باتیں ہیں وہ یہ ہیں :-

اول- جملہ متحدہ اضلاع میں حقوق کی ہمسری۔ دوسرے امراء کے خاندانوں کی جانب سے بہ صدق دلی اور بہ طیب خاطر اپنے قدیمی آبائی حقوق سے جناب

کسی اور کو حصہ نہیں ملتا دست برداری کا عمل میں آنا۔ تیسرے ایسا اتفاق پیدا کرنے والا
نظم جس سے ہر جداگانہ ضلع میں اُس کی زبان۔ مذہب۔ رسوم اور اغراض کے لحاظ
سے پورا بندوبست ہوجائے۔ اور مرکزی حکومت کے لئے سامان مہیا رہے۔
لیکن یہ اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ مرکز کے انتظام و ترتیب کی ضرورت ہے
چونکہ تمھارا ملک سوئزرلینڈ ایسے کوہستان پر واقع ہے جس سے فرانس۔ اٹلی اور جرمنی
جدا ہوتے ہیں۔ لہذا عادات و مزاج کے اعتبار سے تم ان ممالک میں شریک ہو۔
تم نے کبھی باقاعدہ افواج نہیں رکھی ہیں اور نہ ان ممالک میں کبھی تمھاری طرف سے (۱۶۶)
با اختیار سفیر رہے ہیں اس لئے تمھارے مفید تو یہی بات ہے کہ تم کبھی کسی کے
جھگڑوں میں شریک نہو کہ تم کو سرسبزی کے ساتھ تجارت کے موقعے ملتے رہیں
اور خاندانوں کے باہم انتظام درست رہیں اور یہی وہ باتیں ہیں جو تمھارے مقاصد
کے عین موافق ہیں۔ ہر ایک ایسا انتظام جو تمھارے باہم قایم ہوسکتا ہو لیکن اسی
کے ساتھ وہ ایسا ہو کہ فرانس کے مقاصد کے خلاف ہو تو وہ تم کو بہت سے ضروری
معاملات میں نقصان پہونچائیگا“

نپولین کا ان وکلا سے اس طرح کہنا گویا ان وکلا کو ممالک متحدہ امریکہ کے
اتفاق قایم رکھنے والے انتظام سے واقف کرنا تھا اور اُن کو ہوشیار کرنا تھا کہ
طاقت کے ایک مرکز پر جمع کرنے سے نقصان اور مصیبتیں پیش آتی ہیں۔
کوئی منصف مزاج شخص انکار نہیں کرسکتا کہ یہ تجویز جو نپولین نے پیش کی عاقلانہ تھی اور اس سے
اُن تمام مناقشوں کا خاتمہ ہوگیا جس سے سوئزرلینڈ میں مصیبت پھیلی ہوئی تھی الیسن کہتا ہے ان
شرائط نے جو بہت نرم تھیں تمام سوئزرلینڈ کو مطمئن کردیا سوئزرلینڈ کے اس انتظام کے وقت نپولین نے
جو یادگار اسپیچ دی تھی بہت سے شخصوں کو تو حیرت میں ڈالدیگی اور سب لوگوں کے لئے لطف سے خالی نہیں ہے
”قدیم وضع پر ان جمہوری اضلاع کا انتظام پھر سے قایم کرنا سب سے بہتر طریقہ

ہے جو تمہارے اور میرے لئے اختیار کیا جا سکتا ہے یہ وہ ریاستیں ہیں جن کی انوکھی وضع حکومت تمام یوروپ کی آنکھوں میں نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خالص جمہوری حکومت میں تم کوئی ایسی شے نہیں دکھا سکوگے جو دوسری جگہ نہ پائی جاتی ہو۔ یاد رکھو کہ ایسی امتیاز کرانے والی شے کو ہاتھ سے کھو بیٹھنا نہیں چاہتا ہوں کہ اس وضع کی جمہوری حکومت میں چند وقتیں ہیں لیکن وہ قایم ہوچکی ہے اور وہ صدیوں سے قایم ہے۔ یہ وضع حکومت لوگوں کی قدیم عادات۔ حالات۔ موقع و محل اور ملک کی خاص ذکاوت سے پیدا ہوئی ہے اور اس کا چھوڑنا خرابی سے خالی نہیں ہے۔ تم کو چاہئے ہے کہ ایک جمہوری جماعت کو اس کے حقوق کی عملی عملدرآمد سے محروم نہ کرو اور ایک مدبّر کی عقل سلیم کا تو یہی تقاضا ہے کہ ایسے عملدرآمد کو وہی راستہ بتایا جاوے جس سے ریاست میں امن کی شکل پیدا ہو۔ قدیم روم میں رائے کا درجہ کے اعتبار سے لحاظ ہونا تھا۔ اور نادار شہری آخر درجہ میں شمار کئے جاتے تھے اور اس طرح اول درجہ میں چند صد مالدار لوگ رہ جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جمہور مطمئن تھے اور اسی بات سے ان کو تشفی تھی کہ وہ رائے دینے میں تو شریک تھے اور اپنی اضافی قیمت و قدر کے لئے بے انتہا فرق کو نہیں دیکھتے تھے"

اب چونکہ فرانس نے سوزرلینڈ میں اس طرح اخلاقی دباؤ حاصل کیا تھا لہذا اس بات سے ہمسایہ طاقتوں کو بڑا بھاری حسد پیدا ہوگیا۔ ایلی سن کہتا ہے۔ "اس موقع پر نپولین کی زبان اور چال چلن کا امتیاز اس کی معمولی لطافت طبع۔ لیاقت۔ اور نہایت عجیب و غیر معمولی نرمی اور بردباری کی مقدار سے ہوگیا اور اپنی آزادی کے نقصان پر اگر کسی شے سے سوئزرلینڈ کو تشفی ہوئی تھی تو وہ صرف نپولین کی ثالثی کے عقل و انصاف ہی سے ہوئی تھی"

انگریز جو اس وقت پیرس میں آگئے پیرس کے اظہار خوش حالی پر حیرت میں

ڈوب گئے کیونکہ اُنھوں نے فرانس کو اُس مکروہ صورت سے بالکل مختلف پایا جیسی وہ لندن کے اخباروں میں ظاہر کی گئی تھی۔ لیکن انگلستان میں دو فریق تھے پٹ اور اُس کے شرکا نے اُس صلح کو جس کے کئے بغیر چارہ نہ تھا نہایت طوعاً و کرہاً منظور کیا تھا۔ لیکن انگلستان کے جمہور اس مکروہ جنگ کے موقوف ہونے پر بڑے شادماں تھے ایلی سن کہتا ہے ''اگرچہ یہ جمہور کے فطرتی خیالات تھے کیونکہ ان ناسمجھ لوگوں کے دلوں ~~دلوں~~ پر فوری اثر حکومت کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ زیادہ تر اُن واقفیتوں سے جن سے معاملات ملکی پر راے زنی کی جا سکتی ہے محروم ہوتے ہیں۔ تاہم بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جن کو پیش بینی اور ذکاوت عطا ہوئی تھی اور اُنھوں نے اسی وقت پیشین گوئی کردی تھی کہ یہ صلح استوار نہیں ہے۔ وہ کہتے تھے جنگ ایک دم موقوف ہو گئی تھی اور ایسا ایک مقصد بھی حاصل نہیں ہوا تھا جس کی خاطر یہ جنگ چھیڑی گئی تھی یہ جنگ تو صرف اس غرض سے شروع کی گئی تھی کہ فرانس کی بلند نظری روکی جاوے اور جمہوری حکومت قایم نہونے پائے''

بقول ایلی سن کے ''یہ لوگ جن کو ذکاوت عطا ہوئی تھی'' اور جن کا سرغنہ ولیم پٹ تھا اب رات دن اسی فکر میں مبتلا رہنے لگے کہ کسی طرح اس صلح کو جو ایسی بے ہنگام تھی شکست کر دیا جاوے۔ سر والٹر اسکاٹ نے حسب ذیل ریمارک سے اُن خیالات کا پردہ فاش کر دیا ہے جن سے اس صلح کے مخالفین کو تحریک ہو رہی تھی۔ یعنی وہ لکھتا ہے ''اس امر کا قیاس غالب سے بھی زیادہ درجہ ہے کہ تمہید صلحنامہ پر دستخط ہو جانے سے لندن کے عوام الناس کی بھیڑ کی خوشی اور اُن کے لارسٹن کی گاڑی کھینچے کھینچے پھرنے اور ''بونا پارٹ جاوید بماناد'' کے نعروں نے فرانس کے فرماں روا کو گمراہ کر کے اس راے پر قایم کر دیا تھا کہ انگلستان کے لئے صلح اشد ضروری تھی۔ اور ممکن ہے کہ بڑی آسانی سے وہ لندن

کے طوفانِ بے تمیزی کی شور وغل کو برطانیہ کے جمہور کی آواز سمجھ گیا ہو[5]

---

[5] عموماً نہیں بلکہ کلیتاً بیان ہوا ہے کہ انگلستان نے امینز کے صلحنامہ کے متعلق حسب ذیل باتوں سے دیکھ لیا کہ فرانس اس صلحنامہ کو شکست کرتا ہے یعنی پیڈمانٹ۔ جزیرۂ ایلبا۔ اور پارما کی ریاستوں کو فرانس نے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اور سوئزرلینڈ کے معاملات میں بزور دخل دیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان واقعات سے ثابت ہوگیا کہ باوجود اپنے زبانی جمع خرچ کے نپولین کو صلح مطلوب نہ تھی۔ کیونکہ اُس نے خواہ مخواہ وہ باتیں کیں کہ شروع ہو۔ لیکن ہم یہ بات فرانس کے وکلاء مصالح کے سردار کے وثوق سے کہتے ہیں کہ اُس نے چند مواقع پر لارڈ کارنواس کے گوش گذار کردیا تھا کہ فرانس اور اٹلی کے باہمی رشتوں کے متعلق فرانس میں چند تبدیلیاں ہونگی۔ پس انگلش گورنمنٹ کو اُن تبدیلیوں سے آگاہ کردیا گیا تھا اور لہٰذا یہ تبدیلیاں صلحنامہ کے شکست کردیئے جانے کا باعث نہیں ہوسکتیں (انسائیکلوپیڈیا۔ امریکنا۔ آرٹیکل نپولین)

میں سوال کرتا ہوں کہ وہ کون تھا جس نے سب سے پہلے سوئزرلینڈ کے سامنے یہ بات پیش کی تھی "کہ وہ اپنی علیحدگی سے دست کش ہوجاوے۔ اور کہا گیا تھا کہ سوئزرلینڈ کی حفاظت کے لئے یہی بات ضروری تھی کہ وہ بھی اس جنگ میں شریک ہو اور فرانس کے خلاف جتھہ میں شامل ہو۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب بھی دیتا ہوں۔ سوئزرلینڈ کے سامنے اس تجویز کا پیش کرنے والا میرا عالی حوصلہ رشتہ دار (لارڈ ہربرٹ فٹزجیرلڈ) تھا اور اُس وقت وہ انگلستان کی طرف سے اضلاع سوئزرلینڈ کا وزیر تھا۔ اس کو ہدایت کی گئی تھی کہ ایک سرکاری مراسلہ کے ذریعہ سے صاف صاف لفظوں میں سوئزرلینڈ کے لوگوں کے سامنے یہ بات پیش کردے کہ وہ اُس محفوظ طریقہ کو جو اُنھوں نے اس بارہ میں اختیار کیا تھا چھوڑ دیں اور اُن کو اطلاع دے دی جاوے کہ وہ ایسی جنگ میں علیحدہ رہنا مجرمانہ فعل تھا" اور اگرچہ میرا لارڈ موصوف سے کچھ تھوڑے عرصہ سے پورا بے تکلفی کا برتاؤ نہیں ہے۔ تاہم میں اُس عالی خیال لارڈ کو ایسی اچھی طرح جانتا ہوں کہ شبہ نہیں کرسکتا کہ اس معاملہ میں اُس نے اپنی انگلستانی سرکار سے صریح ہدایت حاصل کئے بغیر یہ کارروائی کی ہو یا دربار کی ہدایتوں سے اُس نے تجاوز کیا ہو۔ اسپیچ مسٹر فاکس۔ واقعہ پارلیمینٹ

انھیں افکار کی حالتوں میں نپولین نہایت شدید محنت کر رہا تھا کہ فرانس میں مذہب پھر سے قایم کرے اور ایسے بڑے کام کے انجام دینے کے لئے بڑی جرأت اخلاقی (۱۷۸) درکار تھی۔ قریب قریب تمام جنرل اُس کی فوجوں کے ملحد تھے اور ہر وضع مذہب کو بڑی حقارت آمیز بے پروائی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مذہبی عنصر نپولین کے سینہ میں فطرتی طور سے غالب تھا۔ اُس کا مزاج ہی ایسا واقع ہوا تھا کہ وہ سنجیدہ۔ خیال میں ڈوبا ہوا اور اُداس رہا کرتا تھا۔ اُس کی سوچنے والی طبیعت پر ایک گہری فکر چھائی رہتی تھی اُس کا متجسس دل گذرے ہوئے واقعات اور آیندہ کی غیر یقینی حالتوں کو غور سے سوچا کرتا تھا۔ چونکہ اُس نے ایسے وحشی ملک میں تعلیم پائی تھی جہاں کے کاشتکاروں کے دل مذہبی خیالات سے گہرے رنگے ہوئے تھے اور اُس کو ایسی ایک نیکو کار ماں نے تربیت دی تھی جس کے قابلِ عزت چال چلن کے وہ ہمیشہ مدحت طرازیاں کیا کرتا تھا۔ لہٰذا مذہبی رسوم کے پاکیزہ منظر اُس کے اثر پذیر اور رفیع الشان خیال میں بچپن کے نہایت گہرے خیالات تازہ کر دیا کرتے تھے۔

مصر سے واپس آنے پر اُس نے انجیل کا بڑی احتیاط سے مطالعہ کیا اور اُس کے خوبصورت اخلاق کا بڑا ثنا خواں اور قدر داں ہو گیا۔ مونگی۔ لیگرینج۔ اور لیپ لیس سے بحث کیا کرتا تھا اور یہ ایسے عاقل لوگ تھے کہ نپولین اُن کی عقل کی تعریفیں کیا کرتا تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ وہ اکثر ایسے دلائل کی صداقت منطق سے ان بدعقیدہ لوگوں کو ہیچ کر دیتا تھا۔ والٹیر کے ظرافت آمیز فقرات نے جو مذہب کے متعلق وہ لکھ گیا تھا اور بے لگام معصیت نے انجیل کی پاکیزگی کو فرانس کے لئے بدمزہ کر دیا تھا۔ ٹیلرانڈ بھی اپنے ترک مذہب سے دق ہو کر بڑی سختی سے اُس شئے کی مخالفت کرتا تھا جس کو وہ اپنے لفظوں میں "مذہبی صلح" کہا کرتا تھا۔ قریب قریب سٹیٹ کونسل کے سب دوست اور حامی اُس چیز کے بحال کرنے میں بڑی مخالفت کا اظہار کرتے

تھے جس کا نام انھوں نے "ضعیف الاعتقادی کی فرماں روائی" رکھ چھوڑا تھا نپولین کو ایمانداری کے ساتھ اس بات کا یقین تھا کہ فرانس کے مقاصد مقتضی تھے کہ خدا پہچانا جاے اور مذہب کی عزت کی جائے۔

ایک دن نپولین نے مونگی سے بڑی دل سوزی کے ساتھ کہا: "سنئے میں اپنی اس راے پر ایک متعصب زاہد کی طرح ہٹ دھرمی سے نہیں قایم ہوں بلکہ دلائل عقلی میں اپنی راے پر جما ہوا ہوں۔ میرا مذہب بہت سادہ ہے۔ یعنی میں عالم کو دیکھتا ہوں جو ایسا وسیع پیچیدہ اور عالی شان ہے۔ اور میں اپنے جی سے کہتا ہوں کہ یہ سب محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ ایک نامعلوم قادر مطلق کا کام ہے اس کے بنانے سے خواہ اُس کا کچھ ہی مقصد ہو۔ اور یہ قادر مطلق ایسا خالق ہے کہ انسان سے فایق ہے اور اسی طرح اس خالق کی تمام صنعتیں بشری صنعتوں سے فایق ہیں۔ فلاسفہ کے اقوال میں اس کی جستجو کیجئے اور آپ کو اس سے بھی زیادہ واضح براہین نظر آوینگے اور آپ ان براہین کو ہلا نہ سکینگے۔ لیکن یہ صداقت آدمی کے لئے بہت مجمل ہے کیونکہ وہ خود اپنی بابت اور اپنی آیندہ قسمت کے متعلق حالات جاننا چاہتا ہے اور یہ بھیدوں کا ایسا معمہ ہے جو اس عالم کی مثال سے حل نہیں ہوتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ مذہب کو اجازت نہ دی جاوے کہ وہ ہم کو ان باتوں سے باخبر بناوے۔ جن کے جاننے کی ہم کو ضرورت محسوس ہوتی ہے اور پس مذہب کے انکشافات کی ہم کو عزت کرنا چاہیئے"

ایک دن جبکہ اسی مذہبی مضمون پر مجلس فرماں روائی میں بڑے جوش سے بحث ہو رہی تھی۔ نپولین نے کہا "کل شام میں درختوں کے نیچے تنہا ٹہل رہا تھا اور اُس مقام پر سناٹے کا عالم تھا۔ میں نے ایک گھنٹہ کی آواز سنی جو دور گرجا میں بج رہا تھا۔ اضطراری حالت سے میرے قلب پر ایک بڑا زبردست اثر

ہوگیا۔ دیکھو طفلی کی صحبت اور عادت کا ایسا قوی اثر ہوا کرتا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میرے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے تو جمہور کے دلوں پر اس اثر کا کیا اثر ہوگا؟۔ اب تم لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ عقلمند ہوں میرے اس سوال کا جواب دیں اگر وہ دے سکتے ہوں۔ یہ بات ناگزیر ہے کہ جمہور کے لئے مذہب ہونا چاہئیے۔ یہ کہا جائیگا کہ میں پوپ کا پیرو ہوں تو سنئیے۔ میں پوپ کا پیرو نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی طرفداری کروں تو فرانسیسیوں کا ایک حصہ پروٹسٹنٹ ہوجائیگا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ فرانس کا ایک بڑا حصہ رومن کیتھولک رہیگا اور وہ اپنے مخالف پروٹسٹنٹ فرقہ کی بڑی شدت سے مخالفت کریگا۔ اور اُس وقت ہمارے باہم ہوگونو[لہ] Huguenot کی جنگ پھر شروع ہوجائیگی اور وہ وہ فساد ہونگے جو کبھی ختم نہونگے۔ لیکن اُس مذہب کو پھر قایم کردینے سے جو فرانس میں ہمیشہ رہا ہے اور قوت ایمانیہ کی آزادی دیدینے سے سب کو اطمینان ہوجائیگا"

بوریین کہتا ہے کہ "گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے جو اثر نپولین کے دل پر ہوا کرتا تھا میں ہرگز بیان نہیں کرسکتا۔ وہ بڑی مسرت سے اُس کی آواز سنا کرتا تھا۔ جب ہم مالمیسن میں ہوتے تھے اور اُس سڑک پر ٹہلا کرتے تھے جو رویل کو جاتی ہے تو بہت مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ایک گانوں کی گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے ہمارے باہم نہایت اہم معاملات کی گفتگو قطعی رک جاتی تھی۔ نپولین ساکت ٹھہر جاتا تھا کہ قدموں کی آواز سے اس گھنٹہ کی آوازوں میں کوئی ایک آواز بھی جو اُس کی روحانی مسرت کا باعث تھی سننے سے نہ رہ جاوے۔ چونکہ ان آوازوں سے میرے قلب پر نپولین کی طرح اثر نہ ہوتا تھا تو وہ جھنجھلا جاتا تھا۔ گرجا کے گھنٹہ کی آواز سے نپولین نے ان پر

[لہ] ہوگونو Huguenot فرانس میں اُن لوگوں کو عموماً ہوگونو کہتے ہیں جو اصلاح شدہ مذہب کے پیرو تھے لیکن خصوصاً کالون کے پیرو اس ہوگونو کے لقب سے ملقب تھے۔ ۱۲ مترجم

ایسا اثر پڑتا تھا کہ اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہو جاتی تھی۔ وہ مجھ سے کہا کرتا کہ "یہ وہ آوازیں ہیں کہ ہم کبھی طفلی میں برین کی طالب علمی کی حالت میں سنا کرتے تھے۔ ان سے ہمیں اپنے وہی ایام خورد سالی یاد آجاتے ہیں اور یہ وہ ایام تھے کہ جب ہم خوش نصیب تھے" مجھے بیس مرتبہ سے زیادہ بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یعنی گرجا کے گھنٹہ کی آواز نے نپولین کو از خود رفتہ کر دیا ہے۔"

نپولین نے ایک اور موقع پر کہا "کیتھولک مذہب کا جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ مخالف بنایا ہے وہ آئے دن کے مذہبی تیوہار ہیں جو پرانے زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔ سینٹ ڈے بیکاری کا دن ہوتا ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا۔ اپنی روزی حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو محنت کرنا چاہئے۔ تمام سال میں چار تعطیلوں کا تو مضائقہ نہیں لیکن ان سے زیادہ پر میں راضی نہیں ہوں۔ اور اگر رومن کیتھولک جنٹلمینوں کو یہ میری بات ناگوار ہو تو وہ یہاں سے تشریف لیجائیں" نپولین کی رائے میں تضیع اوقات بڑی بھاری مصیبت تھی اور وہ کسی ایسے جشن کو جس کے کئے بغیر چارہ ہی نہ ہوتا کسی ایسے دن کے لئے اُٹھا رکھتا جو پیشتر سے کسی تیوہار کے لئے مقرر ہوتا۔

نیا پوپ باہمی ہمدردی کی مخفی زنجیروں سے نپولین کے ساتھ وابستہ تھا۔ جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان دونوں میں جنگ اٹلی کے دوران میں ملاقات ہوئی تھی۔ موجودہ پوپ پائیس ہفتم اُس وقت آیمولا کا بشپ تھا اور اُسی وقت اُس کو حیرت و مسرت ہوئی تھی کہ ریپبلک کا نوجوان جنرل نپولین جس کی شہرت کا تمام یورپ میں غلغلہ تھا مہذب اعلیٰ ذکاوت کا۔ غور والا۔ سنجیدہ اطوار کا۔ بیداغ پارسائی کی زندگی بسر کرنے والا۔ تیز ادراک کا اور اپنے بدمذہب سپاہیوں کے بُرے میلان سے بچنے والا شخص تھا اور مذہبی افادہ گاہوں کی عزت کرتا تھا۔ وہ بڑی خوبی اور فصاحت سے اٹلی کی زبان بولتا تھا۔ اُن خونخوار بے باک سپاہیوں کے مقابلہ میں جن سے وہ گھرا ہوا تھا اُس کے مہذب

طریقے اور ترتیب و انتظام سے اُس کا شوق نہایت انوکھے معلوم ہوتے تھے اور اُس وقت پوپ کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ پھر کبھی نہ مٹا۔ انصاف اور فیاضی مصالح ملکی کے لئے واقعی ضروری ہیں۔ لیکن اُس شخص کی طبیعت دنی ہے جو اس قاعدہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ فیاضی کا ہمیشہ مصالح ملکی ہی کی خاطر اظہار کیا جاتا ہے۔ پوپ نے ایک نائب پیرس میں بھیجا۔ نپولین نے اُس سے کہلا بھیجا کہ جمع خاطر رکھے اور اُس پر اعتماد رکھے اور کسی مغائرت کا خیال جی میں نہ لاوے۔ وہ مذہب کی اُسی طرح حمایت کریگا جس طرح شارلیمان نے کی تھی۔

نپولین نے مذہب کی تدوین و تاریخ کے متعلق اور مذہب و سلطنت کے باہمی تعلقات کے بارہ میں بہت نادر کتب جمع کیں اور حکم دیا کہ بوسوے کی لاطینی زبان کی کتاب کا اُس کے واسطے ترجمہ کیا جاوے۔ اور صرف اُتنے سے وقت میں جس کی افکار سلطنت کے اوقات میں سے وہ خوشہ چینی کر سکتا تھا اُس نے ان سب کتابوں کو پڑھ ڈالا۔ اپنے ذہن کی بدولت وہ پہلی ہی نظر میں مصنف کی دلیل کو سمجھ لیتا۔ اور دلیل باطل کو فوراً شناخت کر لیتا تھا۔ اُس کا حافظہ اعجازی وضع کا زبردست واقع ہوا تھا اور اُس کا دماغ فلسفیانہ سانچہ کا تھا۔ اور وہ ان تمامی خزائنِ علوم پر حاوی ہو گیا تھا۔ اُس کی صحت تحقیق۔ وسعت نظر اور طرح طرح کی واقفیت نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

نپولین کی عادت تھی کہ جب کسی مضمون سے اُسے گہری دلچسپی ہوتی تو وہ اُن تمام آدمیوں سے جن سے اُس کو اس مضمون کے متعلق آگاہی حاصل ہو سکتی تھی بحث کیا کرتا تھا۔ اور اپنی صاف۔ قاطع۔ اور استوار براہین سے اپنی رائے کی حمایت کرتا۔ اور غلط دلیلوں کو جو یکے بعد دیگرے اُس کے سامنے پیش کی جائیں رد کر دیتا۔ نپولین پر اس بات کا زور دیا گیا کہ اگر ایسا ہی اُس کو مذہب قایم کرنا ہے

تو وہ فرانسیسی گرجا علیحدہ قایم کرے۔ جو روم کی گرجا کے ماتحت نہو لیکن ایسے مواقع پر نپولین کے شاعرانہ عنصر کو غلبہ ہو جایا کرتا تھا۔

اور چنانچہ اُس نے بڑے استعجاب سے کہا " چہ خوش! میں ایک مرد میدان وغا شمشیر و ممیز سے آراستہ اور جنگ و جدال میں ہمیشہ مصروف اور اس بات کی جرات کروں کہ ایک مذہب کا امام بنجاؤں۔ اور گرجا کی ترتیب اور اصولوں کی ہدایت کروں میری آرزو ہے کہ فرانس اور تمام دنیا میں امن و چین قایم کروں تو کیا اُس کے ساتھ اب میں ایک نئے مذہب کا موجد بھی بننے کی خواہش کروں یہ حرکت پہلی خواہش سے زیادہ مہمل اور کچھ کم خطرناک نہیں ہے مجھے ضرور ہے کہ پوپ کو قایم رکھوں اور یہ پوپ ایسا ہو جو لوگوں میں باہم اتحاد پیدا کرے اور تفرقہ نہونے دے اور یہ پوپ لوگوں کو ایک کر دے۔ اور اُن کو اُس گورمنٹ کے حوالہ کرے جو ابھی ابھی انقلاب سے اُبھری ہے اور پوپ کا ایسے متفق لوگوں کو گورمنٹ کے حوالہ کرنا اُن باتوں کی قیمت ہوگی جن کی بابت پوپ آیندہ گورمنٹ سے توقع کریگا۔ اور ایسے مدعا برلانے کے لئے میں سچا پوپ رکھونگا۔ اور ایسا پوپ رکھونگا جو رومن کیتھولک ہو۔ اور جس کا صدر مقام ویٹکن ہو۔ فرانسیسی افواج اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ میں اس پوپ پر حاکم رہونگا۔ اور جب میں گرجے پھر سے قایم کرونگا۔ اور جب پادریوں کی حفاظت کرونگا۔ اور جب میں وظیفے دونگا۔ اور اُن سے وہی برتاؤ کرونگا جس کے وہ ہر ملک میں مستحق ہیں تو ضرور اُس لطف کی وجہ سے جو مخلوق کے فائدہ سے متعلق ہوگا پوپ میرے حسب منشا کام کریگا۔ وہ لوگوں کے دلوں کو مطمئن رکھے گا اور اپنی ہدایت سے اُنھیں متفق کر کے میرے ماتحت کریگا اور اگر اُس میں سے جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے ذرا بھی کمی کی گئی تو اُسی تباہ کرنے والے نفاق کا جاری رکھنا اور بڑھانا ہے جو ہمارے دلوں میں سما رہا ہے اور میرے لئے

بڑے بھاری اور نہ مٹنے والے مضحکہ کی بات ہے۔”

پوپ کے وکیل نے بڑے اصرار سے مذہب کے متعلق چند متکبر دعاوی جن میں کوئی دوسرا شریک نہو پیش کردئے۔

اس پر نپولین نے کہا ” فرانسیسی بھُپلاکر مذہب کی طرف رجوع کئے جاویں اور وہ ڈرا نہ دیئے جاویں۔ یہ کہنا کہ گورمنٹ کا وہی مذہب ہے جو کیتھولک مذہب ہے غیر ممکن ہے۔ یہ بات اُس خیال کے خلاف ہے جو فرانس میں ساری ہے اور کبھی تسلیم نہ کی جاویگی۔ ہاں یہ اعلان کیا جاسکتا ہے کہ فرانس کی جماعت کثیر کا مذہب رومن کیتھولک ہے لیکن اسی کے ساتھ رائے کی آزادی ہونا چاہیئے۔ سب فرقوں کے عقلا اور ایماندار لوگوں کو متحد کرنا میرے عہد کا اصول ہے اور مذہب اور گورمنٹ دونوں میں یہی اصول ملحوظ رہنا چاہیئے۔ اور صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے فرانس کی مصائب کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور میں اس طریقہ پر ایسی مضبوطی سے عمل کرونگا کہ اس سے ذرا بھی نہ ہٹونگا۔”

مجلس فرماں روائی میں مذہب کے از سرنو قایم کرنے کے متعلق بڑے زور شور سے بحثیں ہوئیں اور اُن اعتراضات کے جواب میں جو پیش کئے گئے نپولین نے جواب دیا ” آپ غلطی پر ہیں۔ پادری لوگوں کا وجود باقی ہے اور اُن کا وجود ہمیشہ رہیگا۔ جمہور کے دل مذہب کے رنگ سے گاڑھے رنگے ہوئے ہیں اور یہ رنگ اسی طرح باقی رہیگا اور یہ پادری لوگ موجود رہینگے۔ ہم نے جمہوری حکومتیں اور خود سر بادشاہتیں دونوں دیکھی ہیں اور تاریخ میں ان فرماں روائیوں کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن ایسی بادشاہت کی تاریخ میں ایک نظیر بھی نہیں ملتی جس میں معینہ عبادت نہو اور مذہب نہو اور اور دین کے ہادی نہوں۔ کیا عبادت کا ترتیب دیدینا اور ہادیان دین کو باقاعدہ قایم کردینا اُس سے بہتر نہو گا کہ

کہ مذہب اور ہادیانِ دین دونوں فرماں روائی کی ماتحتی سے آزاد کر دیئے جاویں۔ اب اس وقت ہادیانِ دین ریپبلک کے خلاف علانیہ وعظ کہتے ہیں اسلئے کہ ریپبلک سے اُنھوں نے کسی فائدہ کا تجربہ نہیں کیا ہے۔ لیکن اب کیا اس کی پاداش میں ہم اُن کو فرانس بدر کر دیں؟ نہیں یقیناً نہیں۔ اُن کی بچی کھچی دولت میں جو کچھ اُن کا اختیار باقی رہ گیا ہے یہ اُسی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو وفاداری سے چپٹے ہوئے ہیں اور اُن تمام تکالیف سے جو وہ برداشت کرتے ہیں اُن کی مذہبی وفاداری میں اور زیادتی ہوتی جائیگی۔ تم انگریزوں اور آسٹریا والوں کو جلاوطن کرو کیونکہ کسی قسم کے علاقہ سے وہ ہمارے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ لیکن فرانسیسیوں سے جن کے فرانس میں خاندان موجود ہیں اور سوائے اس کے اُن کی کوئی اور خطا نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہب کو چپٹے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ پس تمھارے لئے ضرور ہے کہ ان ہادیانِ دین کو ریپبلک کا خیر خواہ بنالو۔ اگر پروٹسٹنٹ مذہب کا اعلان کیا گیا۔ تو آدھا ملک یہ مذہب اختیار کرلے گا اور باقی آدھا ملک ضرور ہے کہ کیتھولک رہیگا اور ہم لوگوں کے باہم خونریز مذہبی لڑائیاں پھر واقع ہونگی اور ایسے ایسے نفاق واقع ہونگے جو کبھی ختم نہونگے۔ ان ہادیانِ دین کے پاس کیا دھرا ہے جو ہم چھین لینگے۔ اور اسی طرح نہ ہم کو اُن سے کچھ پوچھنا ہے یہ معاملہ قطعی ملکی معاملہ ہے اور جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے سب سے زیادہ محفوظ ہے جو اختیار کیا جاسکتا ہے۔"

رائے کی تعداد حسب ذیل تھی:-

	موافق	مخالف
ٹریبونیٹ	۷۸	۷
مجالسِ قانون ساز	۲۲۸	۲۱
میزان	۳۰۶	۲۸

اس نتیجہ پر نپولین کو حد سے زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ اب صرف یورپ ہی سے عام صلح ہو گئی بلکہ خود فرانس میں بھی مذہبی اعتبار سے امن چین ہو گئے۔ دیہاتی طبقوں میں جمہور کو اپنے قدیم مذہب اور پیشوایان مذہب کی بڑی تمنائیں تھیں۔ ڈائرکٹری کے دوران حکومت میں لوریٹو کے گرجا سے حضرت مریم کا مشہور چوبی بت اٹھوا کر پیرس کے عجائب خانہ میں ایک نادر شئے کی طرح رکھوا دیا گیا تھا اور اس فعل سے کیتھولک مذہب والوں کو بڑا صدمہ پہنچا تھا اور اس فعل کو انھوں نے بڑا گناہ سمجھا تھا۔ لیکن فرانس اور اٹلی میں بڑی خوشی ہوئی جبکہ نپولین نے پوپ کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ بت واپس کیا جاتا ہے جس کی مخصوص حرمت کی جاتی تھی اور یہی ایلچی گرجا کی صلح کی شرائط بھی لیگیا سن ۱۸۰۱
روم کے ساتھ مذہبی صلح کا نام کنکارڈیٹ Concordat رکھا گیا۔
دنیوی طاقت کے اعتبار سے پوپ مایوسانہ حالت میں تھا۔ کیونکہ جب نپولین کے جی میں آتا اپنی افواج کے ٹڈی دل پوپ کی ریاست میں بھیج سکتا تھا۔

جس وقت یہ فرانسیسی ایلچی ٹولی لرز سے رخصت ہونے لگا تو اس نے فرسٹ کاکنسل سے چند ہدایتوں کی استدعا کی۔ نپولین نے عالی حوصلگی سے جواب دیا ”پوپ سے اس طرح پیش آنا کہ گویا اس کے پاس دو لاکھ فوج ہے“ دوستانہ طریقہ سے معاملات کے فیصل ہو جانے کے رستہ میں بے شمار دشواریاں تھیں۔ فرانس کی فوجیں قطعی بے دین تھیں بہت سے سربرآوردہ جنرل اور مدبران ملک جو نپولین کے گرد تھے مذہب کو بڑی گھن اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اس کے برخلاف کیتھولک گرجا جس نے ایام مصائب کی آفتوں کا مزہ نہ چکھا تھا اپنے مغرور دعاوی میں ذرا بھی کمی نہ کرتی تھی اور ایسی ایسی رعایتوں کا دعوی کرتی تھی جن کا عمل میں لانا نپولین کے اختیار میں بھی نہ تھا۔ لیکن اس صلح کو مکمل کرنے کے لئے فرسٹ کاکنسل ہی کے سے سلیقہ عقل وحلم درکار تھے۔ جوزیف بوناپارٹ جو نہایت ہی لایق سپا

صاحب اخلاق۔ ذکی اور ایماندار آدمی تھا۔ ملکی معاملات میں نپولین کی محفوظ قوت کا کام دیتا تھا۔

صلح کی تمہیدی کارروائیاں طے ہو جانے پر پوپ کے وکلاء ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۰۱ء کو جوزف بوناپارٹ کے مکان پر جمع ہوئے اور اس تمہیدی کارروائی پر دستخط ہو گئے۔ نپولین نے مجلس فرمانروائی میں اس کا اعلان کیا اور ڈیڑھ گھنٹہ برابر اسپیچ دی اور اس کی زبان کی پاکیزگی اور مناسب موقع تقریر نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب کا اتفاق ہے کہ نپولین کی اسپیچ نہایت زبردست ہوا کرتی تھی وہ فلسفی بھی جنھوں نے اپنی رائے میں دنیا بھر کی ضعیف الاعتقاد لوگوں کا نام مذہب رکھ چھوڑا تھا اور انقلاب کی بڑی کامیابی اور شان اس میں سمجھتے تھے کہ مذہب طوفان کے جھوکے سے اڑا دیا جاوے بڑی ترش خاموشی سے اس طاقت کے مغلوب ہو گئے جس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ جمہور یعنی فرانس کے کروڑوں آدمی نپولین کے شریک تھے۔

کنکارڈیٹ۔ کے متعلق اعلان میں نپولین نے حسب ذیل فیاضانہ شریف خیال کا اظہار کیا:۔

" ایام انقلاب میں ایک مجنون حکمت عملی نے یہ کوشش کی تھی کہ مذہبی اختلافات کا شعلہ گرجا کے منہدم ڈھیر اور خود مذہب کی خاکستر کے نیچے داب کر بجھا دیا جاوے۔ اس حکمت عملی کے اختیار کرنے سے وہ سب مذہبی سنجیدگیاں) موقوف ہو گئیں جن سے شہری بڑے محبت آمیز الفاظ سے ایک دوسرے کو اخی کہکر پکارتے تھے اور خدا کی نظر میں سب کے حقوق کے برابر ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ سکرات موت کے وقت فرانسیسی تنہا رہ گئے اور ان تشفی بخش الفاظ کے سننے سے محروم ہو گئے۔ جن سے ایک عیسائی کی بہتر دنیا کی طرف دعوت کی جاتی ہے۔ نیچر کے حضور سے خدا جلاوطن معلوم ہونے لگا۔ اسے ہادیانِ مذہب صلح۔ اب اپنے نفاق۔ اپنی مصائب

اور اپنے عیبوں پر نقاب فراموشی ڈال لو اور اُس مذہب سے جو تم کو متحد کرتا ہے اپنے کو اتفاق کی ڈوریوں سے جکڑ لو کہ اپنے ملک کے مقاصد پورے کر سکو۔ تمھاری مثالوں سے لڑکے بھی سیکھیں کہ صلح اور جنگ دونوں کے خدا ایک ہیں اور یہ خدا اُن لوگوں کو اپنے سایۂ حفاظت میں رکھتا ہے جو فرانس کی آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ اے پروٹسٹنٹ مذہب کے شہریو تمھارے مقاصد کے لئے بھی قانون اُسی طرح وسیع ہے تم کو خدا توفیق دے کہ تم اُس اخلاق سے جو حسنہ۔ بے عیب اور محبت سے بھرا ہوا ہے اور جو تم میں موجود ہے اپنے ملک سے محبت کرنے میں ایک دل ہو جاؤ اور قانون کو نگاہِ عزت سے دیکھو۔ اور اس سب سے بڑھکر فروعی اختلاف کی وجہ سے اُس عام کریم النفسی کو کمزور مت کرو جس کی مذہب نے تعلیم دی ہے اور جس کا حکم دیا ہے"۔

ممالکِ غیر کو یہ بات دیکھنے سے کہ فرانس نے مسیحی مذہب کو خود بخود بحال کر لیا بڑی خوشی ہوئی اور یہ بات اُن کو صلح کی حامی اور امن وچین کی نقیب معلوم ہوئی۔ اس سنجیدہ موقع پر روس اور آسٹریا نے سرکاری طور پر اظہار مسرت کیا اور آسٹریا کے شاہنشاہ نے بلفظیں کہیں "یہ ایسی خدمت ہے جو صدق دل سے تمام یوروپ کے لئے عمل میں لائی گئی ہے اور سب ممالک کے عابد اور دیندار لوگوں نے فرانس کو خود بخود اس طرح مذہب کی طرف آتے ہوئے دیکھ کر کہا "بھلا کہیں ممکن ہے کہ مذہبی اصولوں کے قایم رکھے بغیر کوئی زندہ رہ سکے"۔ اور اُس کو بڑی مذہبی کامیابی خیال کیا۔

۱۱- اپریل سنہ ۱۸۰۲ء کو اس صلح کی تکمیل بڑی دھوم دھام سے مذہبی رسم کو نوٹرڈیم Notre Dame کے گرجا میں ادا کر کے عمل میں لائی گئی۔ اور اس جشن کو اعلیٰ درجہ کی شان وشوکت سے پورا کرنے کے لئے کوئی محنت کا دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ اگرچہ بہت سے جنرل اور گورنمنٹ کے نامدار افسر اس جشن میں شرکت سے کراہت ظاہر کرتے تھے لیکن فرسٹ کانسل کی محبوبیت اور اقتدار کا

وہ حال تھا کہ کوئی دم مارنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ نوٹری ڈیم کا گرجا بڑی شان سے آراستہ کیا گیا۔ متلون مزاج جمہور جو جدت اور تماشہ سے ہمیشہ خوش ہوتے تھے اس وقت پھولے نہ سماتے تھے۔ مگر جنرل ریپ نے شرکت سے قطعی انکار کر دیا اور سپاہیانہ جہالت سے یہ خیال کرکے کہ وہ فرسٹ کانسل کا بڑا جان نثار تھا اور اُس کو سزا نہ ہوگی۔ اُس نے کہا:۔

"میں اس جلسہ میں شریک نہ ہونگا۔ تم چاہے ان پادریوں کو اپنا مصاحب بناؤ یا اپنا باورچی بناؤ مجھے کوئی سروکار نہیں۔"

جس وقت نپولین گرجا جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کیمبے سریز اُس کے کمرہ میں آیا نپولین نے جو فرط مسرت سے باغ باغ ہو رہا تھا کیمبے سریز سے پوچھا "کیمبے سریز لو۔ ہم تو گرجا چلے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ پیرس میں کیا چرچے ہیں؟"

کیمبے سریز نے جواب دیا "بہت سے لوگوں میں تو باہم یہ مشورہ ہوا ہے کہ بھی گرجا چلو اور اگر یہ مذہبی جلسہ پسند خاطر نہ آوے تو خوب آوازے اور فقرے چست کرو"

نپولین نے مضبوطی سے جواب دیا۔ جس کسی کے سر میں یہ سمایا کہ پھبتی اڑاوے اُس کو میں اپنے گارڈ کے گرانڈیلوں سے گرجا کے باہر نکلوا دونگا۔"

کیمبے سریز نے جواب دیا کہ "اچھا یہ تو فرمایئے کہ اگر ان گرانڈیلوں نے خود دوسروں کی طرح آوازے کسے تو کیا ہوگا۔"

نپولین نے جواب دیا "میں اس سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور موچھوں پر تاؤ دے کر دیکھو میں تو یہ نوٹری ڈیم کو چلا اور اُسی طرح جاتا ہوں جس طرح میں قاہرہ کی مسجد میں جاتا تھا یہ گرانڈیل جب مجھے سنجیدگی سے جاتا دیکھینگے تو ادب کا ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے میرے ہمراہ ہو جائینگے اور جو میں کرونگا کرنے لگینگے۔" ص ۱۸۱

جب یہ رسم گرجا میں ادا ہو چکی تو نپولین نے جنرل ڈیلماس سے جو اُس کے قریب

ہی کھڑا تھا پوچھا: "کہو تمھاری اس کی بابت کیا راے ہے" جنرل ویلیاس نے جواب دیا: "کیا کہنے ہیں۔ نقاب پوشوں کا خوب سوانگ ہوا کسی بات کی خامی نہ تھی مگر افسوس وہ لاکھوں آدمی موجود نہ تھے جو اسی شے کے غارت کرنے میں برباد ہوے جس کو آج تم نے پھر سے قایم کیا ہے۔"

بعض پادریوں نے مسیحی مذہب کے بحال ہوجانے پر شیخی میں آکر بہت کچھ تہور کا بھی اظہار کیا۔ تماشہ میں پارٹ کرنے والی ایک بے دین عورت کا انتقال ہوا۔ سینٹ روچ Saint Roche کے پادری نے اُس کے جنازہ کو تدفین کی رسوم ادا کرنے کے لئے گرجا میں لینے سے انکار کردیا۔ نپولین نے دوسرے ہی دن مانیٹیور میں حسب ذیل آرٹیکل شائع کردیا:-

"سینٹ روچ Saint Rache کے پادری نے بڑی خود بینی سے میڈموایسل کیمرنو۔ Mad maiselle Camer کی رسوم تدفین ادا کرنے سے انکار کیا۔ اس پادری کے ہم منصب دوسرے پادری نے جو سمجھدار آدمی ہے سینٹ طامس کی گرجا میں جنازہ اور جنازے کے ہمراہیوں کو آنے کی اجازت دی اور مقررہ رسوم سے نماز ادا کی۔ پیریس کے آرچ بشپ نے سینٹ روچ St. Roche کے پادری کو تین ماہ کے لئے معطل کیا کہ اُس کو یاد کرنے کی مہلت ملے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ اور اس طرح غور و خوض کا موقع پانے سے یہ معطل پادری ممکن ہے کہ سیکھ جائے کہ متعصب دستور جو زمانۂ بے اعتقادی یا مجنونانہ خیالات کے نتیجے ہیں اور سچے مذہب کی طرف سے بے اعتقادی پیدا کردیتے ہیں نئے صلحنامہ کی رو سے جو گرجا کے ساتھ ابھی عمل میں آیا ہے منسوخ کردیئے گئے ہیں۔"

پادریوں کی بڑی کوشش تھی کہ لارڈس سپر Lords Supper میں

نپولین شریک ہوکر حلف کرلے۔ اور اس مثال سے پادریوں کو یقین تھا کہ دوسروں پر بڑا اثر پڑیگا اس کا نپولین نے بڑی عالی حوصلگی سے اس طرح جواب دیا کہ "اس رسم پر میرا کافی اعتقاد نہیں ہے کہ میں اُس میں شریک ہوکر پورا فائدہ اُٹھاؤنگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے اُس پر ایسا زبردست اعتقاد ہے کہ میں اُس سے منحرف ہوکر مجرم نہ بنونگا۔ ہم جیسے ہیں ویسے ہی اچھے ہیں۔ اور اس معاملہ میں مجھ سے آگے بڑھنے کی درخواست مت کرو۔ تم وہ شے جس کی تم تمنا رکھتے ہو نہ پاؤگے۔ میں ہرگز ریاکار نہ بنونگا۔ اور تم کو جو کچھ مل گیا ہے اُسی پر قناعت کرو۔"

اُس سچی خوشی کا حیطہ تحریر میں آنا دشوار ہے جس سے فرانس کی دیہاتی مخلوق نے یوم السبت کی صبح کو گرجوں میں گھنٹوں کو بجتے ہوئے سنا۔ اور گرجوں کے دروازوں کو کھلتے اور جماعتوں کو تبسم اور مبارک باد کے ساتھ جوق جوق آتے اور اس تبرک دن کی استراحت کو دیکھا۔ امینس کے صلحنامہ کے بعد اثنائے گفتگو میں مسٹر فاکس نے نپولین پر جرات کرکے یہ الزام دیا کہ فرانس میں اُس نے پادریوں کی شادی کو جائز نہ رکھا اس پر نپولین نے اپنی زبردست فصاحت سے کہا "مجھے اُس وقت ٹھنڈا کرنے کی ضرورت تھی اور آپ کو چاہیئے ہے کہ علم الٰہیات کے آتش فشاں کو تیل سے نہ بجھائیں بلکہ پانی سے بجھائیں۔ پروٹسٹنٹ مذہب اپنی سلطنت میں قایم کرنے کے لئے مجھے کم وقت نہ تھی۔"

پیرس کے مجسٹریٹوں نے اُن برکات سے شکرگزار ہوکر جو نپولین نے فرانس کو بخشی تھیں اُس سے درخواست کی کہ وہ ایک تجویز کو جو پانچ لاکھ فرانک کی لاگت سے ایک کامیابی کی یادگار اُس کے نام پر قایم کرنے کے لئے کی گئی تھی منظور کرلے۔ نپولین نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

"میں اُن خیالات کو جن سے شہر پیرس کے مجسٹریٹوں کو تحریک ہوئی ہے شکرگزاری

کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ خیال کہ ایسے لوگوں کی یادگاریں قایم کی جاویں جنھوں نے جماعت کی مفید خدمات انجام دی ہوں سب قوموں میں قابل تعریف بات ہے۔ میں اس درخواست کو جو تم میرے لئے یادگار قایم کرنے کے متعلق میرے سامنے پیش کرتے ہو قبول کرتا ہوں اُس کی جگہ نامزد کرو لیکن اُس کی تعمیر کی محنت آنے والی نسل پر چھوڑ دو اور اگر وہ مناسب سمجھیگی تو وہ اس تخمینہ کو جو تم میری خدمات کے صلہ میں تجویز کرتے ہو منظور کریگی"۔ اب انولیڈس کے گنبد کے نیچے وہ تخمینہ دیکھا جا سکتا ہے جو فرانس نے نپولین کی خدمات کے صلہ میں منظور کیا ہے۔

نپولین کے عادات و صفات میں وہ دلفریبی تھی جو کسی دوسرے شخص میں کبھی نہوئی کچھ اعلیٰ درجہ کے فوجی افسروں نے یہ قصد کیا کہ نپولین کے ان ابتدائی ایام حکومت میں ایک موقع پر نپولین سے ایک معاملہ کے متعلق جس سے اُن کو تکلیف پہونچی تھی جا کر شکایت کریں۔ اس گروہ میں سے ایک افسر اس ملاقات کا حسب ذیل بیان کرتا ہے:-

یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے لیکن اُس شخص کے قریب ایک جادو ہے کہ نہ جس کا مقابلہ ہوسکتا ہے نہ جس کا بیان ہوسکتا ہے۔ میں اُس کا کوئی مداح نہیں ہوں بلکہ میں اُس کی طاقت کو جس پر وہ پہونچ گیا ہے ناپسند کرتا ہوں۔ تاہم یہ اقرار کئے بغیر چارہ بھی نہیں ہے کہ اُس میں ایک بات ہے جو یہ کہتے ہوے معلوم ہوتی ہے کہ وہ حکومت کرنے کو پیدا ہوا ہے۔ ہم اس کے کمرہ میں یہ پکّا ارادہ کرکے داخل ہوئے کہ بے دھڑک اپنے دل کی سب باتیں اُس سے کہینگے اور خوب جی کھول کے ردوبدل کرینگے۔ اور جب تک ہماری شکایتیں رفع نہو جائینگی ہرگز نہ ہٹینگے۔ لیکن اُس طریقہ میں جس سے اس نے ہمیں لیا کچھ ایسی بات تھی اور اس درجہ طلسم تھا ایک لمحہ میں ہم آئی گئی سب بھول گئے۔ ہمارے مُنہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا جس کو ہم کہنا چاہتے تھے وہ ہم سے بڑی دیر تک اُس فصاحت سے جو اُس کا حصہ ہوگئی ہے باتیں کرتا رہا

اورنہایت خوبی اور وضاحت سے اُس ضرورت کی تصریح کرتا رہا جو اُس طریق پر مستقل رہنے کے لئے ضروری تھی جو اُس نے اختیار کیا تھا۔ اُس نے کھُلے کھُلے لفظوں میں ہم سے اختلاف نہ کیا بلکہ ہماری راے میں اس لیاقت سے ردّوبدل کیا کہ ہمارے پاس جواب میں ایک لفظ بھی نہ تھا۔ ہم چنانچہ اُس کے پاس سے لوٹ آئے اور اگر کچھ کرکے آئے تو بس اسیقدر کہ خاموش اُس کی باتیں سنتے رہے اور اُس سے کچھ بحث نہ کی اور کم سے کم اُس وقت تو یہی پورا یقین کرلینا پڑا کہ وہ صحیح کہتا تھا اور ہم غلطی پر تھے"

روآن Rouen کے تاجروں کو بھی اسی قسم کی دلفریبی کا تجربہ ہوا ہے جبکہ وہ چند تجارتی معاملات پر نپولین کے پاس شکایت لے کر پہونچے تھے۔ اُس کی بے تکلفی اور صداقت نے ان تاجروں کو بے قوت کردیا اور اُن پر اُس کے خیالات کے عمق اور وسعت کا وہ اثر پڑا کہ وہ یہی اقرار کرتے ہوئے واپس آئے کہ بیشک فرسٹ کانسل اُن کے مقاصد کو اُن سے زیادہ بہتر طور سے سمجھتا تھا۔

لیڈی مارگن کا قول ہے " وہ آدمی جو ایک بڑی سلطنت کا فرماں روا ہو کر عظیم الشان
اور قایم رہنے والے کاموں کے خاکے تجویز کرسکے۔ قوموں کو فتح کرے اور پھر ان باتوں
کے سوا لاپلیس[1] Laplace سے نجوم پر بحث کرے۔ غم ناک واقعات کے تماشوں
پر ٹالما[2] Talma سے گفتگو کرے اور موسیقی پر کیروبینی[3] Cherubini (۱۸۲)
سے اور مصوری پر گراڈ[4] Gerard سے اور علم الاخلاق پر ڈےنن[5] Denon

---

[1] لاپلیس مشہور فرانسیسی ریاضی و ہیئت داں ولادت ۱۷۴۹ء وفات ۱۸۲۷ء۔ مترجم

[2] ٹالما۔ فرانس کا مشہور ڈراما لکھنے والا ولادت ۱۷۶۳ء وفات ۱۸۲۶ء مترجم

[3] کیروبینی۔ اٹلی نژاد علم موسیقی کا اوستاد یگانہ ولادت ۱۷۶۰ء وفات ۱۸۴۲ء مترجم

[4] گراڈ۔ اٹلی کا لاثانی مصور ولادت ۱۷۷۰ء وفات ۱۸۳۷ء مترجم

[5] ڈےنن مشہور عالم و مورخ نپولین کے ہمراہ مصر کو بھی گیا تھا اور سیاحت مصر پر ایک تاریخ بھی لکھی ہے ولادت ۱۷۴۷ء وفات ۱۸۲۵ء - مترجم

سے۔ ادب اور علوم دیگر پر ہر شخص سے گفتگو کرے جو اس کی بات سننا چاہے۔ تو ایسا آدمی یقیناً معمولی آدمیوں کی دنیا سے باہر کا آدمی ہے۔"

اب نپولین نے فرانس کو آسمان ترقی پر پہونچا دینے میں جہاں تک ہوسکا محنت کی۔ ارباب جوہر جہاں جہاں نظر آسکے تلاش کر کے فراہم کئے اور نپولین کی شاہانہ فیاضی سے مصنف۔ مصور۔ علماء۔ کوئی محروم نہ رہا۔ سب مالا مال اور نہال کر دیے گئے۔ بچوں کی تعلیم میں حد درجہ محنت سے کام لیا گیا۔ محکمہ بحر۔ تجارت۔ زراعت۔ حرفت۔ صنعت۔ اُس کے دامن حفاظت وحمایت میں لے لئے گئے۔ اُس نے بڑی محنت اور جرأت اخلاقی سے جس کی تعریف ہو نہیں سکتی اُن سب باتوں کو جو مخرب اخلاق تھیں یا جن سے تماشوں اور مذاق میں ضعف اور بے ہمتی پیدا ہوتی تھی مستاصل کر دینے کی سعی کی۔

فرانس میں جی بہلانے کا سب سے بہتر اور ہر دلعزیز ذریعہ تھیٹر تھا۔ نپولین نے سب واہی اور بے حیائی کے تماشوں کے متعلق اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے تماشوں کی ترغیب دی جو پر اخلاق۔ سنجیدہ اور عالی تھے۔ نپولین کو صرف غمناک واقعات کے تماشوں سے دلبستگی تھی۔ اپنے خانگی طریق زندگی میں وہ نہایت اخلاقی۔ سادگی۔ اور جفاکشی کی نظیر دکھاتا تھا۔ فرانس کے چار کروڑ آدمیوں میں نپولین سے زیادہ پرہیزگار اور جفاکش آدمی نہ تھا اور جب لگاتار رات دن محنت کرنا پڑتی تھی تو نپولین اپنی طبیعت کو صرف لیمونیڈ سے تحریک دیتا تھا۔ وہ خود اپنے خاندان اور احباب سے ایسی محبت کا اظہار کرتا تھا کہ جس کے عوض میں اُن سب کی محبت کا نپولین کے ساتھ یہ حال تھا کہ وہ عالم پرستش میں پرواز کرتی تھی کبھی کسی بشر کے ساتھ بشر نے ایسی محبت نہیں کی جتنی نپولین کے ساتھ کی جاتی تھی۔ اپنی محبت کی وجہ سے ہزاروں آدمی اُس پر سے اپنی جانیں فدا کر دینے کو موجود تھے۔ اور یہ پر راز جادو کچھ ایسا زبردست جادو تھا کہ نپولین کی وفات کے بعد بھی اُس کا وہی حال رہا۔ یعنی اس وقت ہزاروں آدمی ایسے

موجود ہیں جو کسی قسم کی موت کی پروانہ کرینگے - اور اس کا سبب وہی محبت ہے جو اُن کو اب نپولین کے ساتھ ہے[لہ]

[لہ] اگر نپولین ایک سپاہی کی طرح فن حرب میں ممتاز نہوتا تو وہ ایک شاعر - مؤرخ - مہندس - یا کسی اور فن کا نامور شخص ہوا ہوتا - کیونکہ قلم اور زبان دونوں کا وہ بادشاہ تھا - اور اسی طرح وہ صاحب سیف تھا - اُس کی تقریر حد درجہ نتیجہ خیز تھی اور زمانہ حال کے اعلیٰ فصحا میں سے نپولین بھی ایک فصیح تھا - اُس کے یومیہ احکام - اعلان - سرکاری رپورٹیں - اسپیچیں - اڈریس - اڈریسوں کے جواب اور اُس کے اٹلی میں ظاہر ہونے کے دن سے لے کر سینٹ ہلینا میں اُس کے آخری وصیت نامہ تک اُس کی جملہ تحریریں - اُس کے بہت سے فی البدیہہ مقولے - امثال - کنائے - لطیفے - فقرے - اُس کی مخصوص حاضر طبیعت کی شوخی اور آمد کا اظہار کرتے ہیں - جو شاعرانہ کثیر الخیال - منطقی - مدلل - اور تند و پرزور تھی -

نپولین صاف گو شخص تھا - نہ وہ مبہم خاموشی کے غلاف میں لپٹا ہوا تھا - نہ مغلق ایما و کنایہ سے کام لیتا تھا - لیکن باوجود اس کے وہ بڑے غور سے بات کو سنتا تھا - اور یہ صفت لوگوں میں شاذ ہوا کرتی ہے - وہ اپنے فیصلہ کو ملتوی رکھتا تھا تاکہ ہر طرف سے جو کچھ کہا جانے کو تھا وہ سب سن لے - دن میں اکثر پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹہ متواتر بحث ہوا کرتی تھی اور یہ وقت امریکہ کی عدالتوں کی نشست اور مجالس قانون ساز کے اجلاسوں سے زیادہ تھا - شاہنشاہ اس تمام وقت میں کونسل کا شریک ہی نہ رہتا تھا - بلکہ بعض اراکین کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے روک لیتا تھا اور کھانے کے وقت اور کھانے کے بعد اُسی مضمون کو لینا اور ہر طریقے سے اس کی تشریح کرتا - ان اہم اور بعض اوقات بڑے بڑے پیچیدہ اور اصطلاحی مسئلوں میں اُس کی ذکاوت کی حیرت انگیز رسائی اور ملکی و فوجی فرماں روائی میں اُس کی مہارت کی وسعت اور ایسے ایسے معاملات کے متعلق مسئلوں میں جن کی اُس کو تعلیم نہوئی تھی اور جن سے اُس کو اچھی طرح آگاہی نہ دی جاتی تھی اُس کا اصل مدعا کو جلدی اور صفائی سے پہونچ جانا حیرت انگیزی سے ثابت کرتا ہے کہ نپولین اشیاء اور انسان کے علم کا پورا ماہر تھا - انگر سال جنگ دوم - (سلسلہ دوم) -

صفحہ ۱۸۱

بابُ بستُ و چہارم

نپولین کا تمامی عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا

فرانس میں امن وچین۔ جوزیفائن کے تفکرات۔ حالت اخلاقی۔ ہورٹینس کی بابت جوزیفائن کی تجاویز۔ لوئی بوناپارٹ۔ اٹلی کی ریپلک۔ لیانس میں کانگریس۔ نپولین کی ستوار چستی۔ انگلستان میں تردد۔ مدارس۔ لیجن آف آنر کے تمغہ کا آغاز۔ نپولین کا تمام عمر کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہونا۔ لیڈشین اور ایلیزا کی ملامت۔ معائنہ۔ انگلستان کے ساتھ ازسرنو دشواریوں کا پیدا ہونا۔

* * *

اب فرانس کی تمام دنیا سے صلح تھی۔ عام طور سے یہ مسلم امر تھا کہ نپولین بڑا امن دینے والا شخص تھا۔ وہ فرانس کا محبوب تھا۔ یوروپ کے جمہور اُسے ہر مقام پر اپنا حامی اور دوست خیال کرتے تھے اور غاصب امراء کا دشمن جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ جمہور میں برابر حقوق قایم کرنے کا وہ ساعی ہے۔ فرانس کے جمہور اب آزادی نہ مانگتے تھے۔ رنج ومصائب کے زمانہ دراز نے اُن کو سکھا دیا تھا کہ اس نعمت سے دست برداری اولی تھی۔ اُن کو صرف ایک فرماں روا کی حاجت تھی جو اُن کی پرداخت کرتا اور اُن پر فرمانروا

کرتا۔ اور منتخب خود سر بادشاہوں کے زور و ظلم سے اُن کی حفاظت کرتا اور اُن کو برابر حقوق عطا کرتا۔ اگرچہ نپولین کو صرف فرسٹ کانسل کا خطاب حاصل تھا اور فرانس میں برائے نام جمہوری حکومت تھی لیکن فی الحقیقت وہ یوروپ کا سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ تھا اُس کا تخت قریب قریب چار کروڑ آدمیوں کے دلوں میں قایم تھا۔ اُس کی منہ کی بات قانون تھی۔

یہ بات یاد رہیگی کہ جوزیفائن بڑے تردد سے اُس حیرت انگیز اقتدار پر جس پر اُس کا شوہر پہونچ گیا تھا غور کیا کرتی تھی وہ دیکھتی تھی کہ شاہی اختیارات سے زیادہ اختیار اُس کے ہاتھوں میں پہونچ گئے تھے اور اُس کو بڑی پرشوق خواہش تھی کہ اس طاقت و اقتدار کا کوئی وارث ہوتا۔ وہ جانتی تھی کہ بہت لوگ اب کہہ رہے تھے کہ فرانس کی امن و چین کے لئے ایک وارث کی ضرورت تھی۔ جوزیفائن کو پوری آگاہی تھی کہ امور سلطنت کی ضروریات کو وجہ گردان کر نپولین پر طلاق کا زور دیا جا رہا تھا۔ ایک روز جبکہ نپولین تنہا اپنے کمرہ میں کام کر رہا تھا۔ جوزیفائن ایک بغلی دروازہ سے بہ آہستگی کمرہ میں داخل ہوئی اور بڑے پیار سے اُس کے زانو پر بیٹھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی اور کہنے لگی:۔

” میرے اچھے شوہر۔ میں التجا کرتی ہوں کہ تم اپنے کو بادشاہ مت بنانا۔ لیوسئین ایسا کرنے کے لئے تم پر زور دیتا ہے تم اُس کی بات نہ سننا “

نپولین نے مسکرا کر جواب دیا ” اے غریب جوزیفائن۔ تم سڑن ہوگئی ہو۔ تم اُن کہانیوں پر توجہ نہ کرو جو پُرانی بادشاہ بیگموں کی تم نے سنی ہیں تم اس وقت میرا ہرج کر رہی ہو۔ مجھے بہت کام ہے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو “

اکثر جوزیفائن کو اُس خوفناک مصیبت کے خطرہ سے جو اُس کو ڈراتا رہتا تھا بڑی سخت پریشانی گریباں گیر رہا کرتی تھی۔ وہ اپنے شوہر کی شدت محبت کو جانتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس کی لاانتہا بلند نظری سے بھی واقف تھی اور وہ اس ضرورت کی طرف سے بے خبر نہ تھی کہ سلطنت کی حکمتِ عملی کے لئے نپولین کو ایک وارث کی بڑی ضرورت تھی۔

وہ یہ بات بھی خوب جانتی تھی کہ تمام فرانس میں شادی صرف باہمی رضامندی کا نام تھا اور وہ اپنی مرضی کے موافق قایم کی جا سکتی اور شکست کی جا سکتی تھی۔ میڈیم ڈی اسٹیل کا مقولہ تھا: کہ "زنا کے جواز کا نام شادی ہے"۔ قوم جس پر ان خیالات کا اثر تھا جوزیفائن پر الزام لگاتی تھی کہ وہ (۱۸۰۲ خودغرضی سے ایسی تجویز سے انکار کر لی تھی جو فرانس اور یوروپ میں امن وچین کے لئے ضروری تھی۔ کبھی کوئی عورت ایسی روح فرسا پریشانی کی حالت میں نہوئی ہوگی۔ اور کبھی کوئی بلند نظر مرد ایسے سوزاں اغوا کے سامنے نہوا ہوگا۔

مذہبی احکام کو علیحدہ کر کے اور معاملہ پر صرف نگاہِ ضرورت سے غور کرنے سے نپولین اور جوزیفائن دونوں کا یہ فرض معلوم ہوتا تھا کہ علیحدہ ہو جائیں۔ لیکن معاملہ موجودہ میں بڑی شان کے ساتھ خدا کی نہ مٹنے والی الفاظ کی صداقت کی مثال ملتی ہے کہ ایسی اشد ضرورت کے وقت بھی جیسا یہ معاملہ تھا وہی طریقہ جو انجیل مقدس نے بتا دیا تھا صرف امن وصلح کا راستہ تھا۔ یعنی نپولین نے بعد کو کہا ہے:۔

جوزیفائن کو طلاق دینے اور میریا لوئیسا سے شادی کرنے سے میں نے ایسے غار کے منہ پر قدم رکھا جو پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا"

جوزیفائن کی بیٹی ہورٹنس جو حسین طرحدار اور نیک نہاد تھی اس وقت اٹھارہ برس کی تھی اور نپولین کے افسر ڈیوراک سے جو بڑا خوبصورت اور وضعدار شخص تھا محبت رکھتی تھی۔ لیکن جوزیفائن کی یہ تجویز تھی کہ ہورٹنس کی لوئی بوناپارٹ سے شادی ہو جو نپولین کا چھوٹا بھائی تھا۔ ایک دن جوزیفائن نے بیورین سے کہا:۔

"نپولین کے بھائی میرے بیری ہیں۔ تم اُن کے سب کرتوتوں کو دیکھتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ وہ میرے جی کی کیسی کیسی فکروں کا باعث ہوتے ہیں۔ ڈیوراک سے ہورٹنس کی شادی کے جو منصوبے ہو رہے ہیں اُس سے میں بے آسرے رہجاؤنگی اگر نپولین کا سایہ نہ رہے تو ڈیوراک کچھ نہیں ہے۔ نہ وہ صاحب رتبہ ہے نہ صاحب

ثروت ہے نہ صاحبِ شہرت ہی ہے۔ ان بھائیوں کی عداوت سے بھلا وہ مجھے کیا بچا سکتا ہے میرے لئے ضروری ہے کہ اپنے آگم کے لئے کوئی زیادہ بھروسہ کا سامان بہم پہونچاؤں نپولین لوئی کو بہت چاہتا ہے اگر میں ہورٹنس کی لوئی کے ساتھ شادی کر دینے میں کامیاب ہو جاؤں تو لوئی دوسرے بھائیوں کے طعن اور ستاوے سے میری آڑ ہو جائیگا۔"

یہ باتیں نپولین سے دوہرائی گئیں۔ اُس نے جواب دیا "جوزیفائن بے فائدہ اپنا جی جلاتی ہے۔ ڈیوراک اور ہورٹنس میں باہم الفت ہے اور اُن کی ضرور شادی ہوگی۔ مجھے ڈیوراک سے محبت ہے اور وہ اچھے خاندان کا شخص ہے۔ میں نے کیرولائن کی مرات سے اور پالائن کی لی کلرک سے شادی کر دی ہے اور میں ہورٹنس کو ڈیوراک سے منسوب کرونگا۔ وہ بہادر ہے اور ویسا ہی اچھا آدمی ہے جیسے دوسرے ہیں اور وہ فوج کے ایک حصہ کا جنرل ہے۔ اس کے علاوہ لوئی کے واسطے میں نے ایک اور تجویز کی ہے۔"

ایک ایوان شاہی میں بھی افکار اور مسرت سے اُسی طرح جی دھڑک سکتا ہے جس طرح ایک جھونپڑے میں دھڑک سکتا ہے۔ اس مجوزہ شادی کی امید واثق تھی کہ اتنے میں ڈیوراک ایک خاص سفارت پر اسکندر شاہنشاہ روس کے دربار میں اُس کی تخت نشینی پر اُس کو مبارکباد دینے کے لئے بھیجا گیا۔ اس غیر حاضری کے دوران میں ڈیوراک ہورٹنس کو اکثر خطوط لکھتا رہا۔ اور ٹوئی لریز کے جگمگاتے ہوئے گروہ کے درمیان جب پریویٹ سکرٹری ہورٹنس کے کان میں کہتا کہ اُس کے پاس ایک خط آیا ہے تو ہورٹنس فوراً اپنے کمرہ میں تنہا چلی جاتی اور اُس کی واپسی پر اُس کے رفیق دیکھتے کہ محبت اور خوشی کے اشکوں سے اُس کی آنکھیں نم ہوتیں۔ جوزفاین کو امید تھی کہ اگر وہ ہورٹنس کی لوئی بوناپارٹ سے شادی کرنے میں کامیاب ہوگئی اور ہورٹنس کے بیٹا ہوگیا تو نپولین

اُس کو اپنا وارث خیال کریگا۔ لڑکے کا نام بوناپارٹ ہوگا۔ بوناپارٹ کا خون اُس کی رگوں میں دوڑتا ہوگا۔ اور وہ ہورٹنس کا بچہ ہوگا جسے نپولین اپنی بیٹی تصور کرتا ہے اور اُس سے پدرانہ شفقت کرتا ہے اور اس طرح خوفناک طلاق کی مصیبت دفع ہوجائیگی۔ پس ایسی ہی وجوہ سے ترغیب پاکر جوزیفائن نے اس مدعا کے پورا کرنے میں محنت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

لوئی بوناپارٹ طالب علم وضع کا ایک پرخیال اور بڑی اخلاقی خوبیوں کا شخص تھا۔ اور اُس کی عادات وصفات میں کوئی تیزی وتندی نہ تھی۔ اپنے عشق میں اُسے بڑی مایوسی ہوئی تھی اور دنیا اُس کو وبال ہوگئی تھی۔ لوئی کی صرف اُنیس ہی سال کی عمر تھی کہ اُس کو ایک نوخیز لیڈی سے محبت ہوگئی۔ جس سے پیرس میں اُس کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ ایک تارکِ وطن امیر کی دختر تھی اور اُس کے عشق کا خدنگ لوئی کے جگر پر پورا کاری بیٹھا۔ نپولین کی اُس وقت اُن فتوحات کا زمانہ تھا جن سے اُس کی بادشاہت کا راستہ تیار ہوا۔ اور اُس کو خیال ہوا کہ اگر فریق شاہی کے حامی کی دختر سے لوئی کی شادی ہوگئی تو خود اُس کی بلند نظر تجاویز میں خطرہ راہ پائیگا۔ اور پس اُس نے لوئی کو ایک فوجی سفارت پر بھیجدیا اور ادھر اپنی زبردست وساطت سے اُس لیڈی کی ایک دوسرے شخص سے شادی کردی۔ اس ناکامی نے لوئی کے دل کو اندر ہی اندر سے چاٹ لیا اور اُس کی بلند نظری اور حوصلہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اب وہ خلوت پسند ہوگیا اور کاروبار دنیا اور نام ونمود سے بڑی جد وجہد کے ساتھ بچنے لگا۔ نپولین کو اپنے بھائی کے ایسے زبردست عشق کی خبر نہ تھی اور جب اُس نے اس زخم کو جس کا وہ خود باعث ہوا تھا دیکھا تو اب اُس کے اندمال کی حتی المقدور سعی کی۔ ہورٹنس بڑی حسین خوش ادا اور خوش اوصاف تھی اور انجام کار نپولین نے جوزیفائن سے اتفاق رائے کرکے لوئی اور ہورٹنس کی شادی کا عزم بالجزم کیا۔ اور حتی الامکان تلافی مافات کی نیت سے دونوں

پر نواز شہائے بیکراں کرنے کا قصد کیا۔

لیکن اس بارہ میں کہ لوئی ہورٹنس کو قبول کرے بڑا عرصہ لگا اُس کا دل تو اُسی صیاد کا صید ہو رہا تھا اور کسی دوسرے سے شادی کا خیال وہ بغیر بڑی تکلیف برداشت کئے ہوئے نہ کر سکتا تھا۔ اور فی الحقیقت لوئی۔ اور ہورٹنس کی شادی سے بڑھ کر نااتفاقی اور بےدلی کی دوسری کسی کی شادی ہو بھی کیا سکتی تھی۔ کسی ایک بات میں دونوں کا مذاق مطابق نہ تھا۔ لیکن جوزفائن کے سلیقہ اور نپولین کے زور کا کون مقابلہ کر سکتا تھا۔ سب موانع صاف ہو گئے۔ اور یہ نوجوان لیڈی جو زندگی کی خوشی و انبساط کو عزیز رکھتی تھی اور جشنوں کے نہایت خوشنما منظروں اور دھوم دھام کی دلدادہ تھی ایک ساکت اور خیال میں ڈوبے ہوئے طالب علم کے آغوش میں بےدلی سے دے دی گئی جس نے طوعاً و کرہاً اُس کو اپنی زوجہ تسلیم کیا۔

ہورٹنس اس شادی پر کسی قدر راضی ہو گئی تھی کیونکہ نپولین نے بڑی بڑی مہربانیوں کے وعدے کر لئے تھے۔ لیکن لوئی نے تو اپنے کو قسمت کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور یقین کر لیا تھا کہ بس زمین پر اب کوئی خوشی اُس کی تقدیر میں باقی نہ تھی۔ اس شادی کی خوشی میں ایک بڑا جشن ترتیب دیا گیا جس میں تمامی قدیم بادشاہی دھوم دھام کا اظہار کیا گیا۔ لوئی نپولین بوناپارٹ جو لوئی فلپی بادشاہ فرانس کی خلع سلطنت کے بعد فرنچ ریپلک کا پریسیڈنٹ منتخب کیا گیا اور بعد کو فرانس کا شاہنشاہ ہوا۔ لوئی اور ہورٹنس کا اکلوتا بیٹا تھا جو اپنے والدین کے بعد زندہ رہا۔

نپولین نے اٹلی کے وسط میں ایک ریپلک کی ترتیب دی تھی جس میں پچاس لاکھ آدمی تھے۔ یورپ کے بادشاہوں کے مقابلہ میں یہ ریپلک قایم نہیں رہ سکتی تھی اگر فرانس اُس کی مدد نہ کرتا۔ نپولین نے چونکہ مخالف بادشاہوں سے گھرا ہوا تھا یہ بات ضرور خیال ص ۱۸۴ کی کہ فرانس کی امن و حفاظت کے لئے لازمی تھا کہ اٹلی میں ایک قوم کو جس کے مدعا د

و مقاصد فرانس کے موافق ہوں سرگرم دوست بنا لیا جاوے۔ اٹلی والے جو خود اپنی حکومت اپنے ہاتھوں سے انجام دینے میں ناتجربہ کار تھے صرف نپولین کو اپنا محسن اور معاون یقین کرتے تھے۔ اور اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اُن کی طرز حکومت کو ترتیب دے دے سِس الپین ریپلک کے تین سب سے زیادہ نامور شخص وکیل بنا کر پیرس کو اس مدعا سے بھیجے گئے کہ حکومت کی وضع کے بارہ میں فرسٹ کانسل سے مشورہ کریں۔ نپولین کی ہدایت کے موافق چنانچہ ایک مسودہ تحریر کیا گیا۔ جو اٹلی والوں کی عادات و اطوار کو دیکھتے اور اُس مخالفانہ بادشاہی دباؤ کا لحاظ کرنے سے جس سے یہ اٹلی والے گھرے ہوئے تھے بڑا مفید تھا۔ نپولین نے تجویز کیا تھا کہ دس سال کے واسطے ایک پریسیڈنٹ اور ایک وائس پریسیڈنٹ منتخب ہو۔ آٹھ اراکین کا ایک سینیٹ ہو اور پچھتر اراکین کا ایک ہوس اف ریپریزنٹیٹو (مجلس وکلا) ہو۔ اور یہ تین سو زمینداروں۔ دو سو تاجروں اور سو پادریوں اور نامور علما میں سے منتخب کئے جاویں اور لہذا ریاست کے جملہ سربرآوردہ گروہوں کے وکلا، کی یہ مجلس قایم ہو سکتی ہے۔

اس وقت یورپ کے دیگر ممالک کی طرح اٹلی میں بھی تین سربرآوردہ گروہ تھے فریق شاہی کے طرفدار تو چاہتے تھے کہ بادشاہ پھر تخت نشین ہو جاویں اور بادشاہ اور امرا کے حقوق بلا شرکت غیرے قایم ہو جاویں۔ متوسط خیال کے جمہوری چاہتے تھے کہ مضبوط فرماں روائی قایم ہو جس سے ملک کو انتظام و ترتیب نصیب ہو اور سب کو برابر حقوق عطا ہوں۔ مخالفین سرکار چاہتے تھے کہ کسی قسم کا امتیاز باقی نہ رہے اور انبوہ عوام کے اندھا دُھند عزم و ہمت سے جائدادیں تقسیم ہوں اور نظام حکومت عمل میں آئے۔ اٹلی پر ہمیشہ سے دو قسم کی حکومت رہی تھی۔ ایک تو پادریوں کی جو روحانی خطرات کی برابر دھمکیاں دیتے رہتے تھے اور دوسری حکومت آسٹریا کی سنگینوں کی۔ مدتہائے دراز سے غلامی کرتے کرتے جمہور ناتواں ہو گئے تھے اور اب اٹلی میں ایسے مدبر

نہ تھے۔ جو فرماں روائی کے جہاز کی اس طوفانی مصائب کے سمندر میں ناخدائی کرتے۔ نپولین نے اس ریپلک کا پریسیڈنٹ خود اپنے کو منتخب کرانے کا عزم کیا کہ اعلیٰ اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھکر جملہ کارہائے فرماں روائی ممتاز اٹلی والوں کے ہاتھوں سے انجام دلوائے۔ یہاں تک کہ ایسے کام کے لئے جو اُن کے واسطے قطعی نیا تھا اُن کی کسیقدر تعلیم و ترتیب ہوجائے۔

تھیرس۔ کہتا ہے "نپولین کی یہ تجویز خود اُس کی کوئی بلند نظری نہ تھی بلکہ یہ بڑی نیک نیتی کا کام تھا۔ اس موقع پر اُس کے خیالات بڑے پاک اور بلند پایہ تھے۔" لیکن نپولین کے اعجازی عزم و ثبات کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ فرانس کی اہم فرمانروائی کی انکار کے علاوہ اُس میں ایسی خود اعتمادی موجود تھی کہ اُس نے پچاس لاکھ آدمیوں کی ایک دوسری قوم کے ترتیب و انتظام کو اپنے ہاتھ میں لینے کی جوابدہی اپنے ذمہ لے لی۔ یہ واقعہ سنہ۱۸۰۲ء کا ہے اور اس وقت نپولین صرف ۳۲ برس کا تھا۔

ان اٹلی والوں کو جو وقت ضرورت میں فرانس کے شریک ہوئے تھے پھر آسٹریا کے ہاتھوں میں دے دینا ناسپاسی تھی اور حالت ناتجربہ کاری میں خود اُن کا انتظام اُن پر چھوڑ دینا کہ ادھر تو انبوہ عوام اور اُدھر موافقین سرکار اُن پر اپنی سازشوں کی چھریاں تیز کریں ریپلک کو جان بوجھ کر ستیاناس کرانا تھا۔ جملہ امور کی تفصیلی فرماں روائی خود اٹلی والوں سے انجام دلوانا اور طاقت اعلیٰ کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اور قوی ہاتھ سے اُن کی رہنمائی کرنا یقینی امر تھا کہ ریپلک خوش حال اور مالامال ہوجاتی اور خود مختار بن جاتی۔

چونکہ نپولین پر کثرت کار کا ہجوم تھا وہ فرانس چھوڑ نہ سکتا تھا اس لئے شہر لیانس جو میلان اور پیرس سے برابر فاصلہ پر تھا۔ ایک بڑی کانگرس کے لئے تجویز ہوا کہ وکلا وہاں جمع ہوں اور ریپلک کی کانسٹیٹیوشن منظور کی جائے۔

چارسو باون ۴۵۲ وکلا کا انتخاب ہوا کہ ماہ دسمبر میں برف سے ڈھکے ہوئے کوہستان

آلپس کو عبور کریں۔ فرسٹ کانسل کی دور اندیشی اور نگرانی نے راستہ میں اُن کے آرام کے متعلق ہر شے کا اہتمام کر دیا تھا۔ لیائنس میں اُن کی دعوت اور خاطر و مدارات کے بڑے بڑے سامان ہوئے۔ بڑے بڑے عالی شان کمرے اعلیٰ سامانوں سے آراستہ اس جلسہ کے لئے سجائے گئے۔ مصر کی فوج جس کا افریقہ کی گرمی نے رنگ کالا کر دیا تھا ابھی حال میں فرانس واپس آئی تھی اور زرق برق وردیوں سے سجی ہوئی اس موقع کی رونق کو دوبالا کر رہی تھی۔ لیائنس کے نوجوان جو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ایک قابل دید رسالہ میں ترتیب دئے گئے۔

۱۱۔ جنوری سنہ۱۸۰۲ء کو نپولین مع جوزیفائن کے لیائنس پہونچا۔ قرب و جوار کی سب مخلوق راستہ میں مشتاق دیدار جمع ہوتی تھی۔ راتوں میں پہاڑ کے دامنوں اور گھاٹیوں میں بڑی بڑی روشنیاں کی جاتی تھیں۔ پیرس سے لیائنس تک نپولین کی گاڑی کے ہمراہ "بونا پارٹ زندہ باد" کے نعروں سے برابر ہوا گونجتی رہی۔ نپولین لیائنس میں زیادہ رات گئے پہونچا۔ شہر میں اس کثرت سے روشنی کا اہتمام ہوا تھا کہ دوپہر کا عالم ہو گیا تھا۔ نپولین کی گاڑی ایک محراب میں ہو کر گذری جو اس موقع پر خاص اہتمام سے تیار کی گئی تھی جس پر ایک سوتا ہوا شیر بنا تھا جو فرانس کی علامت تھی۔

فرسٹ کانسل نے ہوٹل ڈی وایل میں قیام کیا جو بڑی شاہانہ وضع سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اٹلی والے نپولین کی پرستش کرتے تھے۔ اُس کی شہرت کو وہ اپنا ذاتی فخر خیال کرتے تھے کیونکہ اُس کو وہ اپنا ہموطن سمجھتے تھے۔ اٹلی کی زبان اُس کی مادری زبان تھی جس کو وہ بڑی شستگی اور فصاحت سے بولتا تھا۔ اور جس وقت وکلاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ نپولین اٹلی کی ریپبلک کا پریسیڈنٹ مقرر ہو تو بڑے شادمانی کے نعروں کے ساتھ یہ تجویز منظور کی گئی۔

فرسٹ کانسل کے پاس ایک سفارت بھیجکر تجویز ہوا کہ کانونشن کی اس دلی تجویز

کا اُس کے سامنے اظہار کیا جاوے کہ وہ ریپبلک کے عہدۂ پریسیڈنٹی کو منظور کر لے۔ جس وقت
یہ تجاویز عمل میں آ رہی تھیں نپولین نے اپنی بہادر اٹلی اور مصر کی فوج کا ملاحظہ کیا۔ عناصر
نے بھی اس موقع پر مساعدت کی۔ آسمان ابر سے صاف تھا۔ بڑی ضیا سے آفتاب
روشن تھا۔ تند ہوا بھی نہ چلتی تھی۔ طبیعتیں شگفتہ تھیں اور آس پاس سے آکر مخلوق بڑی
کثرت سے جمع ہوئی تھی۔ اُس مسرت کا جس سے اس ہیرو کا جبکہ وہ اپنی آزمودہ کار
فوج کے سامنے سے جس کو وہ اکثر فتح کے میدان میں لیجا چکا تھا گھوڑے پر سوار
ہو کر گزرا بیان کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ سپاہی مجنونانہ جوش سے خوشی کے نعرے
صہ ۱۸۵ مار رہے تھے۔ اور بوڑھے جوان اور لڑکے اس جوش میں شریک ہو گئے تھے
اور متواتر نعروں سے سڑکیں گونج رہی تھیں۔ بوڑھی خاتونیں اور دوشیزہ لڑکیاں جھنڈیاں
اور رومال ہلا کر فرط جوش سے رو رہی تھیں۔ کھڑکیوں سے گلدستوں اور پھولوں کی ایسی بوچھاڑ
ہو رہی تھی کہ نپولین کے راستہ میں فرش گل ہو گیا تھا۔ اور اس موقع پر محبت کے وہاں
تک ثبوت دیئے گئے جہاں تک ممکن تھے۔

نپولین پر خود اس منظر سے بڑا اثر تھا۔ چند گرانڈیلوں کو اُس نے پہچانا اور اُن کو
صفوں سے آگے بلایا اور بڑی محبت سے اُن سے باتیں کرتا رہا اور اُن کے جراحتوں
اور حاجتوں کے متعلق استفسار کیا۔ اُس نے چند افسروں سے باتیں کیں جن کو اُس نے
کئی معرکوں میں دیکھا تھا اور اُن سے ہاتھ ملایا۔ سب کے دلوں میں اُس وقت عجیب
جوش پیوست تھا۔ ہوٹل ڈی وائل Hotel de Ville میں آکر وہ کانونشن
Convention کے وفد سے ملا۔ جنھوں نے اُس کے سامنے ایڈریس پیش
کیا اور اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ وہ سس آلپین ریپبلک Cis alpine
کی پریسیڈنٹی منظور کر لے۔ نپولین نے ایڈریس لیا اور پریسیڈنٹی کی منظوری کا اظہار کیا۔
اور دوسرے دن کانونشن سے ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسری صبح کو آفتاب بڑی ضیا کے ساتھ طلوع ہوا۔ اس جلسے کے لئے ایک بڑا گرجا جس کی دیواروں پر تلافتے آویزاں تھے آراستہ کیا گیا تھا۔ نپولین گرجا میں داخل ہوا۔ اور بلند چبوترہ پر متمکن ہوا۔ اُس کے گرد اُس کے خاندان کے لوگ۔ فرانس کے وزرا اور بہت سے نامور جنرل اور مدبر بیٹھے تھے۔ اٹلی کی زبان میں اُس نے جماعت کے سامنے ایسی فصیح اور شستہ خوبی و لطافت کے ساتھ تقریر کی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اُس نے تمام عمر اسی فن کی تعلیم پائی تھی۔ اُس نے پریسیڈنٹ کے عہدہ کی منظوری کا اعلان کیا۔ پھر اُس نے اُن تجاویز پر بحث کی جو اُس کی رائے میں اس اٹلی کی ریپبلک کی خوش حالی کے لئے یقینی تھیں۔ اُس کی تقریر کے دوران میں تحسین و آفرین کے ایسے نعرے بلند ہوتے تھے کہ تقریر روک دینا پڑتی تھی۔ اور تقریر کے اختتام پر پسندیدگی اور خوشنودی کے جوش اظہار نے ثابت کر دیا کہ جماعت نے اس کی تجاویز کو بڑی خوشی سے منظور کیا۔

نپولین لیانس میں بیس دن رہا اور بظاہر بڑے اہم معاملات میں جن کا ہجوم اُس کے دماغ میں ہو رہا تھا وہ مصروف تھا لیکن باوجود اس مشغولی کے وہ روزمرہ پیرس کو مراسلات بھیجنے کا بھی وقت نکال لیتا تھا تاکہ فرانس کی نئی فرماں روائی کی مستحکم بالشان تجاویز کی ترقی کو آگے بڑھائے۔ اس مخفی خط و کتابت کا خلاصہ حسب ذیل ہے اور اس سے اس دلچسپ مقصد کی ایک جھلک جو نپولین کو اس وقت تحریک کر رہی تھی اور نیز اُس کی بلند نظری کے بڑے مدعا کا حال ظاہر ہو جائیگا،،۔

"میں اپنی تجویزوں میں آہستہ آہستہ کارروائی کر رہا ہوں اور میرا تمام صبح کا وقت ہمسایہ محکمجات کے وفدوں سے گفتگو کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ فرانس کی خوش حالی ظاہر ہے۔ گذشتہ دو برس میں لیانس کی آبادی بیس ہزار کے بقدر زیادہ ہو گئی ہے۔ سب دستکاروں سے مجھے معلوم ہوا کہ کام میں خوب ترقی ہے سب کے دل

عزم وہمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ عزم وہمت وہ نہیں ہیں جو سلطنتوں کو الٹ دیتے ہیں یہ وہ عزم وہمت ہیں جو سلطنتوں کو قایم کرتے ہیں اور اُن کو خوش حال و امیر بناتے ہیں۔

"میں تمھاری خاص طور سے التجا کرتا ہوں کہ یہ بات خاص طور سے دیکھو کہ وہ تمامی سرکش ارکین جو ہمارے مقررہ عہدوں پر ممتاز ہیں علحدہ کر دیئے گئے یا نہیں۔ قوم کی یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ کے راستہ میں رفاہِ خلائق کے لئے کوئی موانع پیش نہ آنا چاہیئے اور میڈیوسا[1] Medusa کا سر ہماری عدالتوں اور ہماری جماعتوں میں اب پھر ظاہر نہوگا۔ اس موقع پر سیائی Sieyes کا طرز عمل پوری طرح سے ثابت کرتا ہے کہ سنہ ۱۷۹۱ء سے وہ برابر حکومتوں کی وضع کو برباد کر رہا ہے اور اب موجودہ فرماں روائی پر وار کرنا چاہتا ہے سیائی کو گھی کے چراغ جلانا چاہیئے کہ ایسی خوش قسمتی کے ساتھ اور ایسا غیر متوقع طور سے وہ مصیبت سے کورا بچکر نکل گیا۔ لیکن جتنا میں بوڑھا ہوتا جاؤنگا مجھے یہ دیکھنے کا موقع ملتا جائیگا کہ ہر شخص اپنی تقدیر کا لکھا کس طرح پورا کرتا ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ یقینی طور سے دریافت کر لو کہ سینٹ ڈومنگو کو رسد بھیجدی گئی یا نہیں اور اس کو تمیں

---

[1] زمانہ قدیم کی روایتوں کے موافق فورسی اور کیٹو کی تین بیٹیاں تھیں جن کے نام استھینو۔ یوریل۔ اور میڈیوسا تھے۔ یہ بہنیں سوائے میڈیوسا کے مر نہیں سکتی تھیں ان کے بالوں میں مار سیاہ پیچاں تھے ہاتھ برنج کے تھے اور جسم ایسے سنوں سے ڈہکا ہوا تھا کہ جن میں کوئی چیز اثر نہ کر سکتی تھی اور اُن کے دانت جنگلی سوئر کے دانتوں کی طرح لمبے تھے۔ ان کی صورت ایسی ڈراونی تھی کہ جس کسی کو وہ نگاہ بھر کے دیکھتی تھیں وہ پتھر کا ہو جاتا تھا۔ پرسیس نے اُن کو فتح کیا تھا کیونکہ دیوتاؤں نے اُس کو اپنے اسلحہ مستعار دیئے تھے اُس نے میڈیوسا کا سر کاٹ لیا اور منروا کو دیدیا جس نے اُس سر کو مند میں ڈھال پر رکھدیا۔ لیکن اُس میں اب بھی یہ تاثیر باقی تھی کہ سامنے جانے والا پتھر ہو جاتا تھا میڈیوسا کے سر سے خون کے قطرے گرے تھے اور افریقہ میں انھیں سے بکثرت سانپ پیدا ہو گئے ہیں ۱۲ مترجم۔

فرض کئے لیتا ہوں کہ تم نے چیٹلیٹ Chatelet کو تو منسوخ ہی کر دیا ہوگا اگر وزیر صیغہ بحر کو بادشاہ نیپلس کے جہازوں کی ضرورت ہو تو وہ اُن کو کام میں لا سکتا ہے جنرل جورڈن نے پیڈ مانٹ کے متعلق قابل اطمینان اطلاع بھیجی ہے۔

" میری خواہش ہے کہ سٹیزن Citizen روائر فوجی ڈویژن نمبر ۱۶ کو بھیجا جاوے کہ پے ماسٹر Pay Master (تنخواہ تقسیم کرنے والا افسر) کا حساب جانچے۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ نمبر ۱۳۔ اور نمبر ۱۴ کے ڈویژن کے پے ماسٹروں کا بھی حساب جانچا جاوے۔ اور سٹیزن روائر کی طرح کوئی شخص اس کام کے واسطے بھی مامور کیا جاوے۔ اس بات کی شکایت ہوئی ہے کہ تحویلدار اور پوسٹ ماسٹر جہاں تک ہو سکتا ہے روپیہ دینے میں تساہل کرتے ہیں۔ سلطنت میں ان سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

" کل میں نے چند کارخانے دیکھے۔ میں محنت اور سخت کفایت شعاری پر جس سے ان کارخانوں میں کام لیا جا رہا ہے بہت خوش ہوا۔ اگر سرما کی شدت کا یہی حال رہا تو میری رائے میں سوا لاکھ فرانک ماہانہ جو وزیر صیغہ داخلی خیراتی مد میں دیتا ہے کافی نہوں گے۔ بیس ہزار فرانک لکڑی تقسیم کرنے اور گرجوں اور دوسری بڑی عمارتوں میں جہاں بہت سے لوگ تاپ سکتے ہیں آگ روشن کرنے کے لئے اور دینا ضروری ہوگا۔"

۳۱- جنوری کو نپولین پیرس واپس آیا۔ اس عرصہ میں ٹریبیونیٹ Tribunate اور لجیلیٹو کونسل Legislative Council کے اراکین کا انتخاب ہو چکا تھا۔ جملہ اراکین جنھوں نے مذہب مسیحی کے بحال کرنے کی تجاویز اور نئے ضابطہ دیوانی کے اختیار کرنے میں نپولین کی مخالفت کی تھی علیحدہ کر دئیے گئے۔ اور اُن کے بجائے ایسے اراکین قایم ہوئے جنھوں نے فرسٹ کانسل کی تجاویز کو پسند کیا تھا۔ اب نپولین

کا کوئی مخل نہ تھا اور ہر طرف سے اطاعت کا اظہار ہو رہا تھا۔ نپولین کی مراجعت پر سلطنت کے تمام افسر حصولِ ملازمت کو حاضر ہوئے اور اُسی پُرجوش زبان میں جس کی نپولین کی صفات وعادات اور عالی شان کارگذاریوں نے اُن کو تحریک کی تھی اُس کو مبارکباد دی۔ وہ بادشاہ ہو چکا تھا۔ اُس کو وہ شاہی اختیارات حاصل تھے جو یورپ کے کسی بادشاہ کو حاصل نہ تھے۔

صفحہ ۱۸۶

ایک ہی مقصد پر اُس کے زبردست عزم وہمت مصروف تھے۔ فرانس اُس کی ریاست تھی۔ اُس کا تاج تھی اُس کا سب کچھ تھی۔ فرانس کی عظمت اُس کی عظمت تھی فرانس کی خوش حالی اُس کی خوش حالی تھی اور فرانس کی تونگری اُس کی تونگری تھی۔ جیسی ان تھک نفس کشی۔ تعلق خاطر۔ شبانہ روز کی محنت ومشقت سے نپولین نے فرانس کی بہبودی کے واسطے کام کیا تھا۔ کسی باپ نے اپنی اولاد کے لئے کبھی نہ کیا ہوگا۔ اُس کو تن پروری کا شوق نہ تھا۔ اُس کو آرام وآسایش سے محبت نہ تھی۔ خواہشہائے نفس کی طرف اُس کا رجحان نہ تھا۔ فرانس کو ترقی دے کر خوش حال کر دینا۔ دولتمند بنا دینا اور طاقتور کر دینا اُس کی لامحدود بلند نظری تھی۔ قریب قریب فوق العادت کامیابی جو اُس کی کوششوں میں اب تک ہوئی تھی اُس کی خواہشوں کو بڑھاتی تھی اور اُس کی امیدوں کو تحریک کرتی تھی۔ اُس کی یہ خواہش نہ تھی کہ دوسری قوموں کو برباد کر کے فرانس کو ترقی دے بلکہ اُس کی یہ تمنا تھی کہ فرانس کو جامع صفات بنا دے اور سب قوموں کا ہادی کر دے۔ کہ وہ فرانس کو خوش حالی سرسبزی۔ اور ذکاوت کا ایک نمونہ سمجھیں۔ اس وقت نپولین کی اعلیٰ بلند نظری ایسی تھی۔ اور یہ بلند نظری ایسی عالی اور محیط تھی کہ کسی انسان کے خیال میں اس سے بڑھ کر نہ آئی ہوگی۔

یہ قدرتی ہے کہ ایسی بلند نظری دوسری قوموں کو کیوں پسند آنے لگی تھی۔ نپولین کا تو یہ عزم بالجزم تھا کہ فرانس سب سے اول ہو جائے۔ لیکن اُس نے اپنا یہ رجحان

ہرگز ظاہر نہ کیا تھا کہ دوسری قوموں کی سرسبزی کو برباد کردیگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ آراستگی دماغ۔ خوبی اخلاق۔ خانگی محنت و دستکاری۔ بیرونی تجارت۔ عظیم الشان قومی عمارتوں سے فرانس میں ایسا جوش پیدا کردے کہ میدان سعی میں فرانس کے سمند کو کسی قوم کا سمند نہ پہونچے۔

اس میدانِ سعی میں فرانس کا ایک حریف تھا یعنی۔ انگلستان۔ فرانس کی آبادی قریب چار کروڑ کے تھی۔ اور برطانیہ اعظم میں ڈیڑھ کروڑ باشندے آباد تھے۔ لیکن اپنی نوآبادیوں سے وہ دنیا کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔ اور اپنے جہازوں سے سمندروں پر حکومت کر رہا تھا۔ نپولین کہتا تھا کہ فرانس کی بھی اسی طرح جہاز اور نوآبادیاں ہوں برطانیہ اعظم کے مدبر اس کا یہ جواب دیتے تھے کہ اگر فرانس کو اس بات کی اجازت دیدی گئی تو برطانیہ اعظم درجہ دوم کی طاقت رہ جائیگی۔ اور فرانس کا محکوم بننا پڑیگا۔

اس میں کلام بھی کیا تھا۔ کیا تاریخ کی ایسی فاش غلطی کی طرف سے آنکھیں بند رکھتیں؟ کیا فتحمند بلند نظری کے لمحہ میں بشر ایسا متوسط الخیال ہوسکتا ہے کہ ہم اُس کی طاقت پر پہونچ جانے پر راضی ہوجاویں اور اُس کے محکوم بنجاویں۔ برطانیہ اعظم سمندروں پر بڑی کامل حکومت رکھتی تھی۔ وہ متکبر ہوگئی تھی اور اُس نے اپنی طاقت کا بیجا استعمال کیا۔ وہ سب قوموں کو نقصان پہونچانے لگی۔ لیکن اسی طرح نپولین کے عادات و اطوار بھی کوئی مخصوص حلیم عادات و اطوار نہ تھے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ برطانیہ اعظم کی طرح طاقت پر پہونچکر جس کا کوئی قوم مقابلہ نہ کرسکے وہ بھی برطانیہ اعظم کی طرح نہوگا بلکہ اُس سے بڑھ کر اعتدال والا اور میل جول والا ثابت ہوگا پس کوئی راستباز شخص اس بارہ میں برطانیہ اعظم کو متہم نہیں کرسکتا کہ وہ اپنے اعلیٰ رتبہ اور بحری برتری سے دست بردار ہوکر فرانس کی خواہ مخواہ محکوم بنجاتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرانس کی اس

خواہش پر کون نکتہ چینی کر سکتا ہے کہ وہ بھی اپنی نو آبادیاں قایم کرے۔ اپنی تجارت کو وسعت دے دوسری قوموں سے اتحاد پیدا کرے۔ جہاز تیار کرے اور خشکی و تری میں اپنے کو محفوظ کرے۔

پنولین نے خود اُسی عالی حوصلگی سے جس سے اُس کے صفات و عادات ممتاز رہے ہیں اگرچہ بعض اوقات وہ اُن مخاصمتوں سے جھلا بھی اٹھتا تھا جو اس وقت مقابلہ کر رہی تھیں۔ اُن اختیارات و مراتب کا جن سے اُس کے دشمنوں کے اور بھی زیادہ حوصلے بڑھتے جاتے تھے اچھے کلمات سے ذکر کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اُس کے مخالف اس عالی حوصلگی کا نہایت ہی شاذ بدل کرتے تھے۔ اس شدید باہمی مخاصمت میں ضرور ایک بات حق تھی اور ایک ناحق تھی لیکن اس کا پورا موازنہ کرنا آدمی کے لئے بہت دشوار کام ہے۔ اس تنقیح کا فیصلہ تو خود عادل حقیقی کے دربار سے ہوگا۔ اور خیال جس وقت قوت ایمانیہ اور جذبہ اور نیک نیت مقاصد اور ناپاک بلند نظری کی بھول بھلیاں میں ڈانواڈول پھرتا ہے تو مغموم ہو جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا بڑی زبون شئے ہے۔ قوموں کا سوانگ ایک غم اندوز واقعہ کا ناٹک ہے۔ آدمی کی قسمت غمناک ہے۔

اُن بڑی ترقیوں کو جو اس وقت فرانس کر رہا تھا اب انگلستان روزافزوں خطرات کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ فرسٹ کانسل کے عزم و ہمت فوق العادت معلوم ہوتے تھے وہ نہایت ہی گہری ذہانت اور نہایت ہی بعید رس دور اندیشی کا اظہار کر رہا تھا۔ لیجئے لندن میں آج خبر آئی ہے کہ فرسٹ کانسل اٹلی کی ریپلک کا پریسیڈنٹ ہو گیا اور پچاس لاکھ آدمی اُس کی سلطنت میں اور اضافہ ہو گئے۔ اور کل لندن میں دوسری اور خبر پہونچتی ہے کہ فرسٹ کانسل جزیرہ ایلبا میں نو آبادی قایم کر رہا ہے اور ایک جرار فوج سینٹ ڈومنگو کو جا رہی ہے کہ وہاں بھی نو آبادی قایم ہو۔ اور ان خبروں سے

انگلستان گھبرا گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور اعلان ہوا کہ نپولین نے اسپین سے لوئی سینا خرید لیا اور دریائے مسی سپی[1] Mississippee کی شاداب وادی میں فرانسیسی آبادی قایم کر رہے ہیں۔ پھر اسی کے ساتھ فرانس میں اندرونی اعتبار سے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا تھا۔ کارخانے۔ سڑکیں۔ پل۔ اور قلعے ہر جگہ تعمیر ہو رہے تھے فرانس کے ہر ایک بندرگاہ میں جہاز کے ہتوڑے کی آواز گونج رہی تھی اور ہر مہینہ میں جہازوں کی تعداد بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اس ترقی کو انگلستانی حیرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن انگلستان کے مدبر اس ترقی کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اپنی دوسری افکار کے درمیان نپولین چند ماہ سے فرانس کے بچوں کی تعلیم کی عظیم الشان تجویز کو پختہ کر رہا تھا۔ اُس نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کے مدارس کے لئے ایک تجویز کا مسودہ لکھا۔ اور تعلیم کا کورس تجویز کیا۔ لیکن یہ بات ذرا تعجب کی ہے کہ باوجود اپنے علوم وفنون کے رجحان کے کلاسیکل (یونانیوں اور رومیوں کی مستند علم ادب کی تصانیف) تعلیم کو اُس نے اعلیٰ طبقہ میں رکھا۔ شاید اس کا یہ سبب ہو کہ شجاعان قدیم کا وہ مشہور معترف تھا۔ یونان اور روم کے واقعات کے ذخیرے سے خود اُس کا دماغ معمور تھا۔ یہ جملہ مدارس۔ حربیہ مدارس کے نمونہ پر قایم ہوے۔ اسلئے کہ فرانس مخالف قوموں کے عین وسط میں واقع ہوا تھا۔ نپولین نے ضروری خیال کیا کہ حربی تعلیم عام ہونا چاہیئے ان مدارس میں مذہبی تعلیم پادری دیتے تھے۔ اور حربی تعلیم پرانے فوجی افسر دیتے تھے جو فوج سے علحدہ ہو گئے تھے اور علوم وفنون کی تعلیم یورپ کے لایق ترین اشخاص دیتے تھے۔

فرسٹ کانسل نے تعلیم نسوان کی طرف خاص توجہ کی۔ اُس کا مقولہ تھا کہ "فرانس کو اپنے نئے جنم کے لئے کسی شئے کی اسقدر ضرورت نہ تھی جتنی لایق ماؤں کی ضرورت

---

[1] ممالک متحدہ امریکا کا عظیم الشان دریا۔ ۱۲ مترجم

صفحہ ۱۸۷

تھی“۔ فرانس کی لڑکیوں کو ان مدارس میں لبھانے کے لئے پچاس لاکھ فرانک چھ ہزار مدارس کو جہاں مفت تعلیم دی جائے عنایت کئے گئے۔ دس مدرسے قانونی تعلیم کے لئے کھولے گئے۔ نو طبیہ مدارس جاری ہوئے اور ایک مدرسہ صنعت وحرفت کا کھولا گیا جس کا نام ”سڑکوں اور پلوں کا مدرسہ تھا“ تھا علوم وفنون کے مدارس کا یہ پہلا نمونہ بے بہا سمجھا جاتا ہے اور یہ مدارس فرانس میں آجتک جاری ہیں۔ ان مدارس میں بلاشرکتِ غیرے کسی کو حقوق حاصل نہ تھے۔ اور قطعی برابری کا لحاظ رکھا گیا تھا۔ سب مدارج کے طلبہ کی ایک حالت تھی اور ایک بے روک میدانِ ترقی اُن کے سامنے کھول دیا گیا تھا۔ نپولین نے کہا ”ابھی تو یہ ابتدا ہے۔ رفتہ رفتہ ہم اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کام کرینگے“۔

اب نپولین نے ایک تجویز اور پیش کی جس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور یہ تجویز لیجن آف آنر کے متعلق تھی۔ پہلا اور بڑا زبردست انقلاب کا اصول یہ تھا کہ خطاب معدوم کر دئے گئے تھے اور ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو سٹیزن (شہری) کے لفظ سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ نپولین نے چاہا کہ انعام کا ایک طریقہ قایم کرے جس سے بہادری کے کام کرنے کی طرف لوگوں کا حوصلہ بڑھے۔ اور اُن اشخاص کی عزت افزائی ہو جو عزت کے مستحق ہوں۔ جس وقت سے صلح ہوئی تھی بہت سے معزز معزز لوگ فرانس میں آئے تھے۔ نپولین بڑی آرزو کی نظر سے دیکھتا تھا کہ رعایا اُن لوگوں کے تمغوں اور ریشمیں فیتوں کو جن سے اُن کے سینے آراستہ تھے بخوشی دیکھتی ہوئی اُن کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی۔ اور جب یہ نامور لوگ آتے اور جاتے تھے تو ٹولریز کا صحن فرانس کے لوگوں سے بھر جاتا تھا۔ کونسل میں جہاں نپولین کی فصاحت مشہور تھی اور جہاں اُس کو اختیار حاصل تھا اُس نے اپنی رائے پر حسب ذیل بحث کی

”ذرا ان نمایشی کاموں کو دیکھئے جن کو ہمارے وحشی لوگ حقارت کی نظر سے

دیکھتے ہیں لیکن ان ذکی اصحاب کی طرح جمہور ان نمایشی کاموں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔ وہ ان رنگا رنگ فیتوں کو اُسی شوق کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے وہ مذہبی دھوم دھام کو دیکھتے ہیں۔ یہ جمہوری حکمار فرماتے ہیں کہ یہ محض نمایش ہی نمایش ہے۔ اچھا اسے نمایش ہی تصور کیجیے۔ لیکن یہ نمایش تو وہ کمزوری ہے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ اور اس نمایش سے ہم بڑی بڑی نیکوکاریوں کے نتیجے نکال سکتے ہیں۔ انھیں نفرت کیے گئے نمایش پسند لوگوں میں سورما پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی خیالات کے لیے عبادت ضروری ہے۔ لیکن پرشکوہ شریفانہ خیالات کے لئے ایسی نمایش کی حاجت ہے جو آنکھوں سے نظر آتے۔ قوموں کو چاہیے کہ وہ بھی افرادِ انسانی سے بڑھ کر اپنے کو انوکھا نہ بنالیں۔ دنیا کے راستہ سے خلاف چلنا ایسی بات ہے جس پر سمجھدار اور باحیا آدمی ملامت کرتے ہیں تمام ممالک میں ایسے فیتوں کا رواج ہے اور ان فیتوں کو فرانس میں بھی استعمال ہونے دو اور اس سے یوروپ کے ساتھ ہمارا ایک اور اتحاد کا ذریعہ پیدا ہو جائیگا ہماری ہمسایہ قومیں یہ فیتے خاندانی لوگوں کو دیتی ہیں اور میں یہ فیتے ارباب جوہر کو دونگا یعنی اہل سیف اور اہل قلم میں جن کی اعلیٰ خدمات ہونگی یا اہلِ حرفت میں جو اعلیٰ درجہ کی صنعت کا کام بناویگا۔"

اس پر اعتراض ہوا کہ لیجن آف آنر کا بحال کرنا تو قدیم شاہی رواجوں کی طرف رجوع کرنا ہے جن کو انقلاب نے منسوخ کیا ہے۔ نپولین نے تعجب کے لہجہ سے پوچھا" اس میں بھلا بادشاہی رواجوں کی کونسی بات ہے یہ فیتے شخصی ہونگے اور حین حیاتی ہونگے۔ اور صرف اُن اشخاص کو دیے جائینگے جن سے نمایاں خدمات کا اظہار ہوا ہوگا۔ خواہ یہ اشخاص اہل سیف سے ہوں یا اہل قلم سے ہوں۔ یا دوسرے پیشوں سے متعلق ہوں۔ اور صرف اُن کی ذات تک محدود ہونگے اور صرف اُن کی حیات تک محدود ہونگے۔ ترکہ میں اُن کی اولاد کو نہیں پہونچینگے۔ یہ بات

امراے زمانہ کے عملدرآمد سے بالکل خلاف ہوگی۔ کیونکہ امرا کی حکومت کا لب لباب تو یہی تھا کہ خطابات باپ سے بیٹے کو وراثت میں منتقل ہوتے تھے چاہے بیٹے میں باپ کے سے جوہر ہوں یا نہوں۔ پرانی حکومت جن کو انقلاب کی کَل نے منہدم کیا ہے ابھی ایسی منہدم نہیں ہوئی ہے جیسا یقین کر لیا گیا ہے۔ ونڈی[1] کے باشندے خفیہ درج رجسٹر ہو رہے ہیں۔ پادری دل سے ہمارے طرف دار نہیں ہیں اور ان دو لفظوں پر "شرعی بادشاہ" ہزاروں آدمی مسلح ہو جائینگے۔ لہذا ضرور ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے انقلاب میں شرکت کی ہے ایک معاہدہ کی رو سے متحد ہو جاویں۔ اور اُس اتفاقیہ امر پر کہ صرف ایک شخص (بادشاہ) کا سر قلم کر دیا جا سکے بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ دس برس سے ہم متواتر منہدم ہی منہدم کر رہے ہیں لیکن اب ہم کو چاہیئے کہ ایک ایوان کی بنیاد رکھیں۔ باور ہے کہ یورپ سے ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی ہے اور یقین جانیئے کہ یہ جنگ پھر چھڑیگی"

اب اس پر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ لیجن آف آنر صرف فوجی صیغہ سے محدود رہنا چاہیئے۔ نپولین نے جواب دیا "نہیں ہرگز نہیں۔ صرف فوج ہی میں انعام تقسیم نہیں ہونے سب اہل جوہر باہم بھائی بھائی ہیں۔ کانونشن کے پریسیڈنٹ کی جرات کو جسے جمہور کا مقابلہ کرنا ہے کلیبر Kleber کی شجاعت سے تشبیہ دینا چاہیئے جو ایکری پر دھاوا کرنے کے لئے اپنے رہوار پر سوار ہوا تھا۔ یہ بات حق بہ جانب ہے کہ اہل سیف اور اہل قلم دونوں کو انعام ملنا چاہیئے۔ اور وہ لوگ جو اس راستہ میں سنگ راہ ہیں وحشیوں کی طرح دلیل پیش کر رہے ہیں۔ یہ مذہب تو حیوانوں کا ہے جس کی وہ ہم سے تعریف کر رہے ہیں۔ قلم کو سیف کے مقابلہ میں ضرور استحقاق حاصل ہے شجاعت

---

[1] ونڈی۔ فرانس کا ایک مقام جہاں کے سرداروں نے ۱۷۹۳ء سے ۱۸۰۰ء تک ریپلک کی فوجوں کا بڑے تشدد سے مقابلہ کیا تھا ۱۲ مترجم۔

بے علم و فضل کے ہیچ ہے۔ زمانۂ جہالت میں شہ زور آدمی سردار ہوا کرتا تھا اور اب وہ شخص جنرل ہوتا ہے جو بہادروں میں سب سے زیادہ لایق اور ہوشیار ہوتا ہے۔

قاہرہ میں مصر والوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ باوجود ایسے لحیم شحیم جثہ کے کلیبر سپہ سالار کیوں نہ تھا۔ جب مراد بے نے ہمارے طرز جنگ کو بغور دیکھا تو وہ سمجھا کہ سوائے میرے (نپولین) اور کوئی ایسی فوج کا جنرل نہ ہو سکتا تھا جس کی نقل و حرکت اور طرز جنگ ایسے مخصوص تھے۔ تم بالکل مصر والوں کی طرح حجت پیش کرتے ہو جب کہ تم صرف اس بات پر زور دیتے ہو کہ انعام فوجی خدمات سے محدود کر دیے جاویں۔ تم سے تو سپاہیوں کی سمجھ اچھی ہے۔ ذرا شب میں اُن کے قیام گاہ پر جاؤ اور غور سے سنو کہ وہ کیسی باتیں کرتے ہیں تمھارا یہ خیال ہوگا کہ سب سے قدآور اور سب سے وجیہہ افسروں کی اُن کے دل میں سب سے زیادہ وقعت ہے۔ کیا تمھارا یہی خیال ہے کہ وہ سب سے زیادہ بہادر کی سب سے زیادہ عزت کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایسے شخص سے ضرور نفرت کرتے ہیں جس کی بہادری میں شبہ ہو۔ لیکن ایسے شخص پر جو صرف بہادر ہی بہادر ہو وہ ایسے شخص کو ترجیح دیتے ہیں جو سب سے زیادہ زیرک اور دانا ہو۔

"رہا میں تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں فرانس پر اس وجہ سے فرماں روائی کر رہا ہوں کہ میں ایک بڑا مشہور جنرل ہوں۔ نہیں اس کا سبب یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا یہ سبب ہے کہ ایک مُدبّر اور مجسٹریٹ کی صفات مجھ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ تلوار کی حکومت کو فرانس ہرگز برداشت نہ کریگی۔ اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں بڑی بھاری غلطی میں ہیں تلوار کی حکومت برداشت کرنے کے لئے پچاس برس کی غلامی بڑی ذلت کے ساتھ پہلے درکار ہے فرانس ایسا شریف اور ایسا ذہین ہے کہ مادی زور کا مطیع نہ ہوگا۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ارباب علم و فضل۔ نیکوکار۔ اور فن و ہنر والے

لوگوں کی عزت کریں "

(۱۸۸) جمہوری حکومت کی سچی روح حقوق میں برابری ہے۔ اور اکتساب زر و جبر منفعت و عزت نہیں ہے۔ اور ایسے موروثی خطابات اور حقوق کا منسوخ کر دیا جانا ہے جن کی بنا لیاقت پر نہو۔ لیجن آف آنر کا نشان اُن سب لوگوں کو دیا جانے کو تھا جنھوں نے ذہانت۔ نفس کُشی اور محنت سے شہرت پیدا کی ہو۔ یہ ایسا انعام تھا جو ملک کے ادنیٰ سے ادنیٰ دہقان کو دیا جا سکتا تھا۔ تاہم اُن کارروائیوں سے جن میں پرانی شاہی باتوں سے ذرا بھی مشابہت ہوتی تھی اُس وقت فرانس میں سخت مخالفت کی جاتی تھی اور معاملہ موجودہ میں اگرچہ ایک جماعت کثیر نے موافق رائے دیدی تھی پھر بھی سخت مخالفت موجود تھی۔ نپولین کو اس سے سخت تعجب ہوا اور وہ بیوریَن سے کہنے لگا۔

"بیوریَن تمھاری رائے صحیح ہے۔ لوگوں کو اب بھی میرے ساتھ بیجا عداوت موجود ہے۔ مجھے انتظار کرنا چاہئے تھا۔ اور اس معاملہ کو پیش کرنے کی کوئی جلدی نہ تھی لیکن اب تو یہ معاملہ پیش ہو ہی چکا اور تم جلد دیکھ لوگے کہ لوگوں کا مذاق ان باتوں کی طرف سے ابھی مُردہ نہیں ہوگیا ہے۔ یہ وہ مذاق ہے جو فطرتی ہے اور تم دیکھوگے کہ اس سے حیرت انگیز نتائج پیدا ہونگے "

اس عزت میں چھ ہزار آدمی شریک کئے جانے کو تھے۔ اور اس کے چار درجے قایم کئے گئے ۱ بڑے بڑے جلیل القدر افسر۔ ۲ کمانڈر اور ۳ معمولی افسر اور ۴ خانگی لوگ۔ یہ نشان صرف ایک سُرخ ریشمین فیتہ تھا۔ جو بٹن کے سوراخ میں نصب کر دیا جاتا تھا۔ پہلے درجہ کے لوگوں کا پانچ ہزار فرانک سالانہ تھا۔ دوسرے درجہ والوں کا دو ہزار تیسرے درجہ والوں کا ایک ہزار اور چوتھے درجہ والوں کا ڈھائی سو فرانک سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔ معمولی سپاہی۔ تارک الدنیا۔ عالم۔ کاریگر اور صنّاع

لوگوں کے سینوں پر وہ ہی عزت کا نشان لگایا گیا تھا۔ جو جنرلوں۔ امیروں اور بادشاہوں کے سینوں کو رونق دے رہا تھا۔ اور لیجن آف آنر کا عین فرانس کے مذاق کے موافق ہونا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد کو فرانس کی حکومت میں اگرچہ خوب خوب انقلاب واقع ہوئے لیکن لیجن آف آنر کا طریقہ منسوخ نہیں ہوا۔ تھیرس کہتا ہے ”لیجن آف آنر کو مقرر کئے گئے اگرچہ بہت تھوڑا زمانہ ہوا ہے۔ لیکن تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے رواج کو صدیاں گذر گئی ہیں۔ ہر قسم کے جوہر۔ لیاقت۔ علم اور شجاعت کا یہ بڑا معاوضہ ہوگیا ہے۔ اور اس اعزاز کی بڑے بڑے امراء و شاہزادگان یورپ جن کو اپنے خاندانوں پر پورا فخر ہے بڑی تمنائیں کرتے ہیں“۔[1]

اب نپولین کی ہر دلعزیزی لا محدود تھی اور بالعموم ہر ایک آرزو قوم کا میلان خیال اب یہ ہو رہا تھا کہ فرسٹ کانسل کے سامنے قومی شکرگذاری کا ایک عالی شان ثبوت پیش کیا جاوے اور یہ ثبوت ایک ایسی سند کے ذریعہ سے دیا جاوے جو خود اسی طرح عالی شان اور اُس بڑے آدمی کے شایاں ہو جس کے سامنے وہ قبولیت کے لئے پیش کی جاوے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ سند اُس ڑبی

---

[1] جن اشخاص کو لیجن آف آنر کا فیتہ عطا کیا جاتا تھا اُن کو اس طرح قسم دی جاتی تھی۔ ”میں اپنی غیرت و آبرو کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ریپلک کی خدمت میں اپنے کو ہمہ تن مصروف کر دونگا۔ اور ریپلک کی ملک محروسہ کا اپنے عزم و ثبات کے ساتھ حامی رہونگا۔ اُس کی گورنمنٹ کا مطیع رہونگا اور حفاظت کرونگا۔ اُس کے قوانین اور اُس کی ملکیت کا جو ان قوانین کی حفاظت میں ہوگی محافظ رہونگا اور ہر طریقہ سے جس کی انصاف عقل اور قانون کے ذریعہ سے اجازت ہوگی میں اُن تمامی امور کی مخالفت کرونگا جن سے امرائی حکومت قایم ہوسکتی ہو یا وہ خطابات اور اعزاز جو خودسر حکومت سے متعلق ہوں ازسرنو زندہ ہوتے ہوں اور جہاں تک میری طاقت میں ہے آزادی اور ہمسری کے قایم کرنے میں ساعی ہونگا“۔ جب پھر سے بادشاہت قایم ہوئی تو اس قسم میں خفیف مناسب موقع ترمیم کر دی گئی۔

قوم کے حسب شان ہو جو اُس کو عطا کرے۔ ٹریبیونل کے پریسیڈنٹ نے ٹریبیونل کے سامنے حسب ذیل تقریر کی:۔

" سب قومیں ایسے شخص کو جس نے نمایاں کارگذاریوں سے اپنے ملک کی خدمت کی ہو اور اُس کو خطرات سے بچایا ہو عزت دیتی ہیں اور قومی شکرگذاری پر نپولین بوناپارٹ سے بڑھکر کسی شخص کا کبھی استحقاق نہوا ہوگا جنرل بوناپارٹ کی شجاعت اور ذکاوت نے فرانسیسی قوم کو طوائف الملوکی کی شدائد سے بچایا ہے اور جنگ کی مصائب سے محفوظ کیا ہے۔ اور فرانس ایسا شریف اور ایسا عالی حوصلہ نہیں ہے کہ ایسی فیض رسانی اور احسان کا معاوضہ دئے بغیر خاموش بیٹھا رہیگا "

نپولین کے پاس فوراً ایک وفد روانہ ہوا۔ کہ اظہار الفت اور شکرگذاری کے متعلق اُس سے مشورہ کیا جاوے۔ نپولین نے معہ اپنے دوسرے ہم منصبوں اور ریپلک کے افسروں کے اس وفد کا دوسرے دن ٹوئی لریز میں استقبال کیا اور بڑی سنجیدگی اور کسر نفسی کے ساتھ سکوت سے اپنے کارہاے نمایاں کی پرآب و تاب تعریفوں کو سنتا رہا اس کے بعد اُس نے حسب ذیل جواب دیا۔

" میں بڑی صدق دلی سے اُس خواہش کو جس کا ٹریبیونیٹ نے اظہار کیا ہے قبول کرتا ہوں۔ میں سوائے اس کے اور کسی شان و شوکت کا متمنی نہیں ہوں کہ اُس کام کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے مکمل کردوں۔ میں کسی اور انعام کا خواہشمند نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میرے شہری مجھ سے محبت کریں۔ میں اپنے کو خوش نصیب خیال کرونگا اگر اُن کو اس بات کا کامل یقین ہو جاوے کہ وہ سب مصائب جو اُن پر واقع ہو سکتی ہیں میرے لئے ہمیشہ بڑی بدقسمتی کا باعث ہیں اور یہ کہ زندگی مجھے صرف اسی لئے عزیز ہے کہ میں اپنے ملک کی خدمات کرنے کے قابل ہو سکوں اور موت میرے واسطے کوئی تلخی کی بات نہوگی اگر مرتے دم میں

ریپلک کی خوش حالی کو اُسی طرح مستحکم دیکھ سکوں جس طرح اُس کی شان و شوکت مستحق ہے"۔

یہ سب کچھ تھا لیکن وہ انعام کیا تھا جو نپولین کو دیا جا سکتا تھا۔ اور یہی بڑا اہم اور مشکل سوال تھا۔ کیا نپولین کو دولت دی جاتی؟ لیکن دولت کی اُسے کوئی پروا نہ تھی۔ کروڑوں روپیہ اُس کے اختیار میں تھا لیکن اُس نے وہ سب ریپلک کے خزانہ میں داخل کر دیا آرام و عیش اور تن آسانی اُس کے لئے کوئی دلفریب چیزیں نہ تھیں۔ کیا اُس کی یادگاریں قایم کی جاتیں اور اُس کے نام کے ساتھ خطابات اضافہ کئے جاتے؟ لیکن نپولین ان چیزوں کو تو صرف مقصد براری کے ذریعہ خیال کرتا تھا۔ اور یہ یادگاریں خود کوئی شئے نہ تھیں۔ صرف ایک شئے جس کی اُس کو خواہش تھی وہ یہ تھی کہ اُس کے اختیارات وسیع کئے جاتے۔ اور یہ اختیارات ایسے تھے جن سے وہ دوسروں کے لئے بڑے نتیجے نکال سکتا تھا۔ اور پھر اس طرح اپنا نام اور اپنی شہرت مستحکم کرتا جو بے لوث اور لافانی ہوتی۔

لیکن نپولین کے اختیارات میں وسعت کس طرح دی جا سکتی تھی۔ اُس کو قریب قریب کامل اختیارات تو حاصل ہی تھے۔ اور جو اُس کے جی میں آتا تھا کر سکتا تھا۔ جملہ مجالس کے اراکین صرف اس لئے کام میں مصروف تھے کہ اُس کی تجاویز زیادہ عزم و ثبات کے ساتھ پوری ہوں۔ یاد ہوگا کہ نپولین دس سال کے واسطے کانسل مقرر ہوا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اب واقعی کوئی ایسی شئے باقی نہ تھی جو اُس کو دی جاتی اور اُس سے اُس کو خوشی ہوتی۔ اور اگر کوئی ایسی شئے تھی تو صرف یہی تھی کہ اُس کی میعاد حکومت میں اضافہ کیا جاتا۔ اور یہ میعاد یا تو دس سال کے لئے اور بڑھا دی جاتی یا وہ اپنی تمام زندگی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر ہو جاتا۔

اب یہ عام ٹٹول تھی کہ نپولین کیا چاہتا ہے۔ ہر ایک ممکن ذریعہ سے چارہ جوئی کی گئی کہ خود اُس کے مُنہ سے اُس کی خواہش کا حال معلوم کیا جائے لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا

سینیٹ کا ایک رکن کمبے سرز کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا " وہ کونسی بات ہے جس سے جنرل بوناپارٹ کو خوشی ہوگی۔ کیا وہ بادشاہ ہونا چاہتا ہے؟ صرف اُس کو اپنے منہ سے ایسی بات کہدینا چاہیئے اور بادشاہت کے پھر سے قایم کردیئے جانے کی بابت ہم رائے دینگے۔ یہ کام ہم اُس کے لئے بڑی خوشی سے کرینگے کیونکہ وہ اس عہدہ کے لایق ہے "

صفحہ ۱۸۹ لیکن فرسٹ کانسل نے سخت خاموشی اختیار کی تھی۔ اور اُس کے نہایت بےتکلف دوست بھی اُس کی پوشیدہ خواہشوں کی ایک جھلک نہ پا سکے۔ اور انجام کار یہ سوال صاف صاف اور بڑے اصرار کے ساتھ خود اُس کے سامنے پیش کردیا گیا۔

اُس نے ظاہرا بڑے انکسار سے کہا " میں نے کسی بات پر اپنی رائے کو قایم نہیں کیا ہے۔ اور جمہور اپنے اطمینان کے متعلق جس قسم کی شہادت کا اظہار کرینگے وہی میری خوشی کا باعث ہے "

اب اس سوال پر بحث ہوئی کہ آیا نپولین کی میعاد حکومت میں وسعت دینے کے لئے دس سال اور اضافہ کردیئے جاویں یا وہ جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر کردیا جاوے۔ کمبے سرز نپولین کی بے پایاں بلند نظری کو خوب اچھی طرح جانتا تھا اور وہ واقف تھا کہ اختیارات کا کوئی محدود زمانہ نپولین کی مرضی کے موافق نہوگا۔ اور اُس نے جرأت کرکے نپولین سے کہا:-

" اپنی رائے کا اظہار نہ کرنے میں آپ غلطی کر رہے ہیں۔ باوجود آپ کی بڑی بڑی بڑی خدمات کے بعض آپ کے بدخواہ جن کو آپ نے سینیٹ میں چھوڑ دیا ہے آپ کی خاموشی کا بُرا استعمال کرینگے "

نپولین نے استقلال کے ساتھ جواب دیا " ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ سینیٹ کی جماعت غالب اُس سے زیادہ کرنے کو ہے اور ہمیشہ کرنے کو تیار

ہے جو مانگا جاویگا۔ اور وہ اُس سے زیادہ کرو کھائیگی جو مانگے جانے کے علاوہ تمھارا خیال ہو سکتا ہے ‘‘

۸۔ مئی سنہ ۱۸۰۲ء کی شام کو نپولین کی میعادِ حکومت میں دس سال اور اضافہ کرنے کا رزولیوشن پیش ہوا۔ اس سے نپولین کو غالباً تعجب اور مایوسی ہوئی ہو گی مگر اُس نے اس کا جواب شکر گذاری کے ساتھ دینے کی نیت کی اور یہ کہنے کا بھی ارادہ کر لیا کہ صرف سینیٹ ہی کی راے سے وہ اپنی میعادِ حکومت میں اضافہ کو منظور نہ کر سکیگا بلکہ تمام فرانسیسیوں کی راے کے موافق کاربند ہوگا کیونکہ اُنھیں کی راے سے وہ پہلے فرسٹ کانسل کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا تھا۔ اور چنانچہ دوسری صبح کو ٹریبونیٹ کے پاس حسب ذیل اعلان بھیجا گیا۔

’’ اس قابلِ قدر عزت افزائی کا ثبوت جو آپ نے اپنی ۸ تاریخ کی بحث میں دیا ہے میری لوحِ دل پر ہمیشہ نقش رہے گا۔ ان تین سال میں جو میری حکومت کے متعلق گذرے ہیں اقبال مندی ریپلک کی مساعد رہی ہے۔ لیکن یہ اقبال مندی کوئی پایدار شے نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جن پر فرانس نے اپنی عنایتوں کا مینہ برسایا چند ہی سال زیادہ زندہ رہے۔ میری شان و شوکت۔ خوش حالی کے مقاصد۔ اور میری پبلک خدمات کی زندگی کا اس لمحہ نے تعین کر دیا ہے جبکہ فرانس کی صلح کا تمام دنیا کے ساتھ اعلان ہوا ہے۔ لیکن ایک شہری کی شان و شوکت اور خوش حالی کو اُس وقت تک خاموش رہنا مناسب ہے جب تک مقاصد فرماں روائی اور پبلک کی حمایت اُس کو نہ پکارے۔ تم اندازہ کرو کہ جمہور کے واسطے ایک اور نئی قربانی میرے ذمہ واجب الادا ہے اور میں یہ قربانی کرونگا اور اگر جمہور مجھے حکم دینگے اور اگرچہ تم اس بات کو جائز تسلیم کر چکے ہو لیکن جمہور کی راے سب سے زیادہ ضروری ہے ‘‘

اب نپولین فوراً پیرس سے اپنی دیہی قیام گاہ کو مال میسن میں چلا گیا۔ یہ خوبصورت کوٹھی پیرس سے بارہ میل تھی اور اٹلی کی پہلی مہم کے دوران میں جوزیفائن نے اسے نپولین کی درخواست کے موافق خریدا تھا۔ پھر اس کے بعد زر کثیر کے صرف سے اس کو وسعت دی گئی اور اس کو آراستہ کیا گیا تھا۔ نپولین اور جوزیفائن کی یہ عزیز قیام گاہ تھی۔

کمبے سریز نے مجلس شاہی کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا اور بہت طولانی مباحثہ کے بعد غلبہ آرا سے یہ بات تجویز ہوئی کہ جمہور کے سامنے حسب ذیل سوال پیش کیا جاوے کیا نپولین بوناپارٹ اپنے جیتے جی کے واسطے فرسٹ کانسل مقرر کر دیا جاوے" پھر تجویز ہوا کہ ایک سوال اور پیش کیا جاوے "کیا فرسٹ کانسل کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اختیار دیا جاوے؟" فی الحقیقت ریپلک کے پردہ میں یہ بادشاہت کا قایم کرنا تھا۔

کمبے سیریز فوراً مالمیسن گیا اور یہ دونوں سوال اُس کے سامنے پیش کئے اور اس بات سے سب کو تعجب ہوا کہ نپولین نے دوسرے سوال کو فوراً ناپسند کیا۔ اور اُس نے بڑا زور دے کر کہا :-

تم میرا جانشین کسے مقرر کرنا چاہتے ہو۔ کیا میرے بھائیوں کو مقرر کرنا چاہتے ہو؟۔ لیکن فرانس جو میری فرماں روائی پر راضی ہو گیا ہے کیا جوزیف اور لیوشین کی فرماں روائی پر راضی ہو جائیگا؟ کمبے سریز کیا میں تم کو فرسٹ کانسل کر دونگا؟ تم کو!۔ تم میں ایسی جرات ہے کہ ایسے کام کو اختیار کر سکو۔؟ اور جب لوئی چہاردہم کی وصیت پر عمل نہوا تو یہ ضرور قرین قیاس ہے کہ میری وصیت پر عمل ہوگا۔ آدمی جب مرجاتا ہے تو وہ چاہے کوئی بھی ہو اُس کی حقیقت نہیں رہتی"

باوجود بہت بڑے اصرار کے نپولین نے دوسرے سوال کو قطعی نامنظور کر دیا

اور کہا کہ صرف پہلا سوال جمہور کے سامنے پیش کیا جاوے۔ اُس علت کا پتہ لگانا جس کی وجہ سے نپولین نے اُس وقت دوسرے سوال کو ایسے غیر متوقع طور سے نامنظور کر دیا ناممکن ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باوجود اس انکار کے نپولین کو سلطنت اور ایسی بادشاہت کا خیال تھا جو ورثتاً اُس کے خاندان کو پہونچے اور وہ ترتیب سلطنت میں آیندہ کی تبدیلی کے لئے بطور وجہ کے یہ ایک غار چھوڑنا چاہتا تھا دوسرے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اس رقابت سے خائف تھا جو اُس کے بھائی بھتیجوں میں فرانس کی فرماں روائی جیسی نعمت کی بابت پیدا ہوتی۔ لیکن مورخ جب واقعات کی علتوں کا اندازہ کرنا شروع کرتا ہے تو وہ ایک خطرناک زمین پر گام فرسائی کرتا ہے۔ جو کچھ نپولین نے اس موقع پر کیا نہایت ہی اعلی درجہ کی اوسط روش اور عالی حوصلہ فعل تھا۔ یعنی اُس نے اپنے جانشین کے نامزد کرنے کے اختیار سے انکار کیا اور اپنے انتخاب کئے جانے کو جمہور کی رائے پر چھوڑ دیا۔ پینتیس لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو پچاسی رائیں تو اُس کے موافق تھیں کہ وہ اپنی تمام عمر کے لئے فرسٹ کانسل مقرر کیا جاوے اور آٹھ ہزار کوئی سو اُس کے خلاف تھیں۔ سوائے لوئی نپولین کے انتخاب کے کہ وہ تو ایک مستثنی امر ہے۔ نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کبھی دنیوی فرمانروائی ایسی یک دلی سے قایم کی گئی ہے۔ اور کبھی کسی بادشاہ کو اس سے بڑھ کر غیر قابل اعتراض تخت کا حق حاصل نہیں ہوا ہے۔

لافیٹ نے اپنی رائے کے علاوہ حسب ذیل الفاظ اور اضافہ کئے " ایسی مجسٹریٹی کے لئے میں اُس وقت تک رائے نہیں دلسکتا جب تک جمہور کی آزادی کی پوری ذمہ داری نہ کرلیجاوے۔ جب یہ ذمہ داری کرلیگی تو میں نپولین بوناپارٹ کے لئے رائے دیتا ہوں"۔ اور فرسٹ کانسل سے ایک نجی کی ملاقات میں لافیٹ نے کہا "آزاد حکومت ہو اور تم اُس کے سردار ہو۔ اور یہی بات ہے جو میری سب خواہشوں

کا احاطہ کرتی ہے" اس کے جواب میں نپولین نے کہا۔ "اصول کے اعتبار سے شاید لافیٹ راستی پر ہے۔ لیکن اصول کیا شے ہے۔ صرف ایک خیال ہے۔ جب وہ آدمیوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ لافیٹ خیال کرتا ہے کہ وہ ہنوز ممالک متحدہ امریکہ میں ہے۔ یعنی فرانسیسی گویا امریکا والوں کی طرح ہیں۔ لافیٹ کو اس کا اندازہ نہیں ہے کہ اس ملک فرانس کے لئے کس کی حاجت ہے۔

اس بڑے اعزاز کے جشن کے لئے ایک دن منتخب ہوا۔ کہ جملہ مجالس اور دول خارجہ کے ایلچی نپولین کو اس اختیار کے حاصل ہونے پر مبارکباد دیں۔ سپاہی زرق برق وردیوں سے سجے ہوئے لوڈی گریز سے لکسم برگ تک دورویہ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ فرسٹ کانسل نہایت نفیس جرٹ پر سوار تھا جسے آٹھ گھوڑے کھینچتے تھے۔ ایک مصاحب نہایت اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے ہوئے۔ اُس کی جلو میں سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ پیرس کی تمام سڑکوں پر جدھر سے یہ گاڑی گذرنے کو تھی مخلوق کا اژدہام ہو رہا تھا نہایت پُرجوش نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ سینیٹ کی مبارک باد کی ایڈریس پر نپولین نے حسب ذیل جواب دیا:۔ صفحہ ۹۰۱

ایک شہری کی جان اُس کے مُلک کی مِلک ہے۔ فرانسیسی قوم چاہتی ہے کہ میری جان بالکل فرانس کے کام آوے میں اُس کے حکم کا فرماں بردار ہوں۔ اے سینیٹ کے اراکین۔ میری کوششوں۔ تمھاری مدد۔ اور افسروں کی امانت اور زبردست قوم کے اعتماد و معاونت سے۔ آزادی۔ ہمسری۔ اور فرانس کی سرسبزی باوجود گردش زمانہ اور آئندہ غیر یقینی حالت کے محفوظ و مامون رہیگی۔ سب سے زیادہ نیکوکار قوم سب سے زیادہ خوش حال ہوا کرتی ہے جیسی وہ مستحق ہے۔ فرانس کی خوش حالی تمام یورپ کی خوش حالی کے معین ہوگی۔ اور اس طرح اُس بڑے قادر کے حکم سے جس سے تمام کائنات کا نظام قایم ہے اپنے فرائض کا انجام

دینے کو مامور ہو کر کہ میں ترتیب انصاف اور حقوق کی برابری پھر قایم کروں۔ فخر کرتا ہوا اپنے آخری لمحوں میں میں رضا و تسلیم کے ساتھ اپنی جان قابض ارواح کو سونپ دونگا اور آیندہ نسلوں کی راے کے متعلق مجھے کوئی تردد نہو گا"۔

دوسرے دن ایک نیا آرٹیکل اُس تبدیلی کے لحاظ سے جو فرسٹ کانسل کے عہدہ میں واقع ہوئی تھی کانسٹیٹیوشن میں کچھ ترمیم کرنے کے واسطے مجلس فرماں روائی میں پیش کیا گیا۔ فرسٹ کانسل میر مجلس تھا۔ اور اپنی معمولی فصاحت اور وضاحت کے ساتھ اُس نے آرٹیکل کو دفعہ بدفعہ پڑھا اور اُس کی وجہ کی صراحت کی۔ آرٹیکل میں یہ شرط بھی تھی کہ نپولین اپنا جانشین نامزد کر کے سینیٹ کے سامنے پیش کریگا۔ اس دفعہ کی نپولین نے خفیف مخالفت کر کے آخر میں اُس کو مان لیا۔ فرانس کو اس سے بڑی تسلی ہو گئی حتی کہ جوزیفائن کو بھی اطمینان و خوشی ہوئی کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ بادشاہت اور موروثی ترکہ کے خیالات اب گاؤ خورد ہو گئے۔ جوزیفائن۔ مگر اُس اختیار کو جو نپولین کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی بابت حاصل ہو گیا تھا بڑے تردد سے غور کر رہی تھی۔ نپولین جوزیفائن کا بڑی ہمدردی سے رفیق تھا۔ ہورٹنس کے جلد بچہ پیدا ہونے والا تھا اور یہ بچہ جوزیفائن اور نپولین کے دل میں تھا۔ اور نپولین کا یہی منتخب وارث تھا۔

۱۵۔ اگست کو نپولین کی سالگرہ کا بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ منجملہ شاہی رسوم کے ایک یہ بھی رسم تھی۔ تمام بڑے بڑے کلیسائی حکام اور سلطنت کے اعلیٰ افسر اور دول خارجہ کے وکلا مبارک باد دینے کو اُس کے پاس آئے۔ اور دوپہر کو تمامی گرجوں میں اس بات پر ترانہ حمد گایا گیا کہ خدا نے نپولین جیسی نعمت فرانس کو عطا فرمائی تھی۔ رات میں شہر میں روشنی کی گئی۔ شاہی جلوس اور دھوم دھام کے منظر اب جلد جلد پھر سے قایم ہو رہے تھے اور وہی متلون مزاج جمہوری جو ابھی بہت دن ہوئے

تھے تخت اور بادشاہ کو خاک و خون میں ملا چکے تھے ان ملعون نمائشوں کے دیکھنے سے خوش ہو رہے تھے نپولین نے اب سینٹ کلاوڈ کے خوبصورت ایوان میں جس کی بڑی شان سے اُس نے درستی کرائی تھی اپنی سکونت اختیار کی۔

اتوار کو نپولین اور جوزیفائن بلا ناغہ گرجا میں جا کر شریک عبادت ہوتے تھے اور بہت سے درباریوں نے ان کی مثال کی پیروی شروع کر دی۔ اور قوم ایک جماعت ہو کر مذہب مسیحی کی طرف واپس آئی۔ جو اپنی بگڑی ہوئی حالت میں بھی انسان کو بہت سی خرابیوں سے بچاتا ہے جن میں انسان الحاد کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد فوراً نپولین اُن اشخاص سے جو ایوان میں اُس کی ملاقات کے منتظر ہوتے تھے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اُس کی ذکاوت کی آب و تاب اور اُس کی بلند شہرت نے اُس کو ایسا بنا رکھا تھا کہ لوگ اُس کے قریب جانے سے مرعوب ہوتے تھے۔ اُس کی لفظیں بڑی آرزومند توجہ سے سنی جاتی تھیں۔ وہ مشاہدہ اور توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ کسی دنیوی بادشاہ کو ایسی بے لوث اور سچی اطاعت میسر نہیں آئی جیسی اس وقت فرسٹ کانسل کی ہو رہی تھی۔

نپولین کو بڑی آرزو تھی کہ اُس کا دربار تہذیب اور اخلاق کی شائستگی کا نمونہ بن جائے۔ نیولی میں لیوشین کا ایک خوبصورت محل تھا۔ ایک موقع پر اُس نے نپولین کو مدعو کیا کہ اپنے مالمیسن کے سب رفقا کے ساتھ آکر نجی تھیٹر کا تماشہ دیکھے لیوشین اور ایلیزا تماشہ کے ایک جزو میں جس کا ایلزائر Alzire نام تھا ایکٹر تھے اُن کے جوش۔ انداز و ادا کی آزادی۔ اور اس سب سے بڑھ کر اُن کے لباس کی آوارگی نے نپولین کو حد درجہ ناخوش کر دیا۔ اور جیسے کہ تماشہ ختم ہوا نپولین نے کہا:-

"بڑی فحش حرکت ہے۔ مجھے ایسی فحشیات جائز نہ رکھنا چاہیئے۔ اچھا۔ میں

لیوشن کو سبق دونگا کہ یہ حرکت میں پھر نہ دیکھونگا۔" اور جب لیوشن اپنی معمولی پوشاک پہنکر کمرہ میں آیا۔ نپولین نے تمام جماعت کے سامنے اُس کو تنبیہ کی کہ آیندہ یہ فعل نہ ہوگا اور پھر کہنے لگا "عجب لطف ہے - میں تو یہ کوشش کروں کہ اطوار و عادات میں شائستگی پیدا ہو - مگر خود میرے ہی بھائی اور بہن اسٹیج پر اس طرح آزادی سے پارٹ کریں واقعی سخت توہین ہے۔"

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ بیورین مالمیسن سے رویل کو جا رہا تھا اور اُس کی خوبصورت جیبی گھڑی گر گئی - اُس نے رویل میں منادی کے ذریعہ سے اپنے نقصان کا اعلان کیا - ایک گھنٹہ بعد جب بیورین کھانے پر بیٹھا ہوا تھا ایک کسان کا لڑکا وہی گھڑی جس کو اُس نے سڑک پر پایا تھا اُس کے پاس لے آیا - نپولین نے اس واقعہ کو سنا - اور فوراً اُس لڑکے کے خاندان کے متعلق تحقیقات کرائی اور جب اُس کو اس خاندان کے بارہ میں اچھی اطلاع ملی تو اُس نے تینوں بھائیوں کو ملازمت عطا کی اور اس نوجوان کو پورا انعام دیا - بیورین کہتا ہے "نپولین کی عادات و صفات میں مہربانی بڑا نمایاں جوہر تھی"

اب اگر مختصر طور سے اُن سب کارگذاریوں پر نظر ثانی کی جاوے جو نپولین نے اپنی مصر کی واپسی سے اس وقت تک کی تھیں تو یہ ماننا پڑیگا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث فعل ہوگا - اس سے قبل اتنے قلیل عرصہ میں کسی بشر نے نہ اتنا کام کیا اور نہ ایسی خوبی سے انجام دیا -

آئیے ایک لمحہ کے واسطے ہم ۸ - اکتوبر ۱۷۹۹ء سے جبکہ نپولین مصر سے واپس آکر جزیرہ فریجس میں جہاز سے اُترا تھا - اگست ۱۸۰۲ء تک جبکہ وہ اپنی تمام عمر کے واسطے فرسٹ کانسل منتخب کیا گیا اور جو پورا تین سال کا بھی زمانہ نہیں ہے اُس کی کارگذاریوں پر ایک سرسری نظر ڈالیں - وہ یکہ و تنہا پیرس آیا اُس نے ڈائرکٹری کو میٹ دیا - طاقت اعلیٰ

ص ۱۹۱

اپنے ہاتھ میں لے لی۔ نظام حکومت میں ترتیب قایم کی۔ ٹیکس وصول کرنے کا نیا اور نہایت کافی طریقہ مقرر کیا۔ گورنمنٹ کے اعتبار کو بڑھایا۔ مصیبت زدہ فوج کی حاجتوں کو پورا کیا۔ بڑے عزم و ثبات اور رحم دلی سے اُس نے اُس غیر قدرتی جنگ کو ختم کیا جو برسوں سے لاونڈی Lavendee کو برباد کر رہی تھی۔ اور عاجزی سے صلح کی یورپ سے درخواست کی۔

یوروپ نے صلح نہ کی جنگ کو منتخب کیا۔ اعلیٰ حربی لیاقت سے نپولین نے مورو Moreau کو بڑی جرار فوج کے ساتھ دریائے رین Rhine پر بھیجا۔ مسینا کو جینوا Genoa کی جنگ کے متعلق جوش سے بھر دیا۔ طلسمی سرعت سے ایسے سپاہیوں کی فوج کے ساتھ جس پر اعدار ہنستے تھے وہ توپخانوں رسالوں اور سامانِ حرب کے ساتھ کوہستان آلپس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر چڑھ گیا اور میرنگو Marengo کے میدان میں اپنے دشمنوں پر بجرالثلج کے مثل جا ٹوٹا۔ اور اپنی بہت تھوڑی فوج سے کثیر التعداد غنیم کی فوج کے مقابلہ میں فاتح دشمن کے ہاتھ سے فتح کو چھین لیا اور ایسے بڑے فاخر فتح کے پرخون میدان سے جیسا میرنگو کا تھا اُس نے پھر صلح کی التجا کی اُس کے دشمنوں نے جو عاجزی سے اب اُس کے قدموں پر پڑے تھے بڑی خوشی سے اُس کے رحم سے فائدہ اٹھایا اور صلح کا وعدہ کیا۔ لیکن مکر سے وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ اپنی طاقت پھر سے قایم کرنے کے لئے مہلت حاصل کریں۔ اس پر نپولین نے مورو کو ہوہنلنڈن کو روانہ کیا۔ اور وائنا کی دیواروں کے نیچے یورپ سے صلح حاصل کی۔

انگلستان اب بھی جنگ پر آمادہ رہا۔ فرسٹ کانسل نے اپنی لیاقت سے پال شاہنشاہ روس کو اپنی طرف کر لیا۔ پروشیا۔ سویڈن اور ڈنمارک کو اپنا دوست بنا لیا۔ اور سمندروں کی ملکہ انگلینڈ کے مقابلہ میں جتھہ قایم کیا۔ پھر ایسی مصروفیت

کے ساتھ ہی اُس نے فرانس کا قرض ادا کیا۔ اور فرانس کا بنک قایم کیا۔ راہزنوں کا استیصال کر کے فرانس کے سب صوبوں میں امن و امان کر دی۔ کوہستان آلپس پر عالیشان سڑکیں کاٹیں۔ آلپس کی چوٹیوں پر اسپتال قایم کیئے غیر محفوظ شہروں کی حفاظت کے لئے فصیلیں تعمیر کیں۔ نہریں کھُدوائیں۔ پل تعمیر کیئے۔ بڑی بڑی سڑکیں بنوائیں۔ اور ایسے مجموعۂ قوانین کی تدوین کی کہ اُس کی محنت اور ذہانت کی لازوال یادگار قایم ہوگئی۔ اپنے بہترین دوستوں کی مخالفت کے باوجود اُس نے مذہب مسیحی بحال کیا اور اُس کے ساتھ حریت ایمانیہ کی آزادی کا عام اعلان کیا۔ افادۂ عام کی عمارتیں بنوائیں۔ کہ محنتی لوگوں کو ہمت ہو۔ مدرسوں اور کالجوں کی بنیادیں ڈالیں۔ اور بڑے بڑے انعاموں سے اہل جوہر کی قدر افزائیاں کیں۔

پیرس کو بڑی ترقی دی۔ کوچے صاف کیئے گئے۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ ہوئے اور ان سب افکار کے درمیان وہ دنیا بھر کے دشمنوں کے مقابلہ میں فرانس کی حفاظت کرتا رہا اور بالآخر مجبور و ناچار ہو کر اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ خود انگلستان میں گھس جانے اور جنگ کرنے کا عزم کیا۔ باوجودیکہ تمامی انگلستان اُن بہتانوں اور تہمتوں سے بھر دیا گیا تھا جو نپولین پر لگائے گئے تھے تاہم بڑی آب و تاب سے اُس کی شہرت اُن پر غالب رہی اور وہ انگلستانیوں میں ہر دلعزیز رہا بہت سے انگلستان کے نامآور مدبر اُس کے حامی تھے۔ اُس کا قوی دشمن مسٹر پٹ اُس کی ذہانت سے مغلوب ہو کر مستعفی ہوا اور عہدہ وزارت سے علحدہ ہوگیا۔ اور دنیا میں صلح قائم ہوگئی۔

وہ دقتیں۔ پریشانیاں۔ اور حیرانیاں جو ان امور کے سرانجام میں برداشت کرنا پڑیں لامحدود تھیں اور نپولین نے بڑی عالی حوصلگی سے جسے تاریخ کو تسلیم کرنا چاہیئے کہا ہے۔

"ہم سے کہا گیا ہے کہ فرسٹ کانسل کو جو بات دیکھنا چاہیئے تھی وہ یہ تھی کہ وہ انصاف کرتا

لیکن وہ کس کس کے ساتھ انصاف کرتا۔ کیا وہ اُن مالکانِ جائداد کے ساتھ انصاف کرتا جن کو انقلاب کے ظلم نے اُن کی جائدادوں سے محروم کر دیا تھا۔ اور صرف اس لئے انصاف کرتا کہ وہ اپنے جاباپتا اور ان اصولوں کے ساتھ جن سے اُن کو وراثتاً عزت پہونچی تھی وفادار رہے تھے۔۔ فرسٹ کانسل اُن نئے مالکوں کے ساتھ انصاف کرتا جنھوں نے یہ جائدادیں خریدی تھیں اور اُس قانون پر بھروسہ کیا تھا جو ایک ناجائز حکومت نے نافذ کیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو فریق شاہی کے طرفداروں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا۔ جو لاونڈی۔ کوئی برن Quiberon اور جرمنی کے میدانوں میں مجروح و پامال ہوئے تھے اور بوربون کے سفید جھنڈے کے صف بستہ ہوئے تھے اور یقین واثق رکھتے تھے کہ وہ حق بجانب ہیں اور شرعی بادشاہ کی حمایت و طرفداری میں ایک ظالم اور غاصب حکومت کا مقابلہ کر رہے ہیں یا فرسٹ کانسل اُن لاکھوں جمہوریوں کے ساتھ انصاف کرتا جنھوں نے فرانس کی سرحدوں پر اپنے کو ایک برجی دیوار کے مثل قایم کر دیا تھا اور اپنے ملک کو بہت دفعہ اُس کے سخت دشمنوں سے بچایا تھا اور فرانس کے عقابی جھنڈہ کو ایسی رفیع الشان بلندی تک پہونچا دیا تھا۔ کیا فرسٹ کانسل کو ان پادریوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا جو ہر ایک مسیحی نیکوکاری کی مثال اور نمونہ تھے۔ اور جن کا وہ حق پیدایش چھین لیا گیا تھا جو پندرہ سو برس کی ریاضت کا انعام تھا۔ یا فرسٹ کانسل کو اُن نئی جائدادوں کے حاصل کرنے والوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے تھا جنھوں نے صومعوں کو دکانوں سے مبدل کر دیا تھا اور گرجوں کو گوداموں سے بدل دیا تھا اور اُن رسوم کو جو قرنہا قرن سے متبرک اور واجب الاحترام چلے آتے تھے سب سے زیادہ گندہ اور ناپاک قرار دیا تھا۔؟"

تھیرس کہتا ہے "ایسا زبردست فاتح ہونے کے باوجود نپولین نے وہ میانہ روی

اختیار کی تھی اور نہایت بڑا سپہ سالار ہو کر وہ ایسا بڑا آئین داں اور مُقنِّن ثابت ہوا تھا اور فنِ حرب میں سب پر فایق ہو کر اُس نے امن و صلح کے علوم و فنون سے ایسا شوق ظاہر کیا تھا کہ فرانس اور تمام دنیا میں اگر یہ سب باتیں خیالی نظر آئی ہوں تو بیجا نہیں ہے۔ منجملہ اُن اشخاص کے جو اُس کی مجالس میں داخل تھے وہ چند اشخاص جو حال سے استقبال کا اندازہ کر سکتے تھے۔ نپولین کی خواہشوں کی تیزی اُس کے ارادہ کے عزم و ثبات اور اُس کے جسم و دماغ کی ان تھک چستی دیکھ کر ایک سا تھ حیرت و تردد سے بھر گئے تھے۔ جس طریقہ سے نپولین نیکی کرتا تھا وہ اُس طریقہ ہی کو دیکھکر کانپتے تھے کیونکہ اُس کی تکمیل میں وہ حد درجہ کی بے صبری ظاہر کرتا تھا اور اُس کو بڑے بھاری پلّہ سے کرنا چاہتا تھا۔ عاقل و فرزانہ ٹرونچٹ Tronchet جو نپولین کا مداح اور خیر خواہ تھا اور اُسے فرانس کا نجات دہندہ یقین کرتا تھا ایک دن بڑے متردد لہجہ میں کمبے سیرز سے کہنے لگا "یہ جوان سیزر کی طرح کام کا آغاز کر رہا ہے اور مجھے خوف ہے کہ اُس کا سیزر[1] ہی کی طرح کہیں انجام نہو"

ڈیوک آف گیٹا کا قول ہے یہ جب سے نپولین کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوئے اُس کے پیش نظر ایک اہم سوال بہت عرصہ تک رہا اور بہت دنوں تک اُس کے خیال کو اپنی طرف مصروف رکھا اور وہ سوال یہ تھا۔ کہ آیا فرانس میں جمہوری حکومت کا قایم رہنا ممکن ہے یا نہیں ؟

"جمہوری وضع حکومت کا طریقہ ہمارے باہم کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ انقلاب کی یادگاریں تازہ تھیں۔ ہم کو خوف تھا کہ اُس وقت جبکہ فرانس نے اپنی قسمت کو صرف ایسے ایک شخص کے حوالہ کیا جو اُس کو طوائف الملوکی سے بچا سکتا تھا کہیں وہ مظالم پھر دوبارہ اور زیادہ شدت سے پیش نہ آویں لیکن اس شخص کو کیا یہ امید ہو سکتی تھی کہ وہ

---

[1] سیزر (قیصر) روم کا زبردست بادشاہ تھا اور آخر میں اُس کو بروٹس نے قتل کیا۔ مترجم ۱۲

کسی مدت تک اپنی ذہانت کی برتری سے اُن جذبات کا انتظام کرسکتا تھا جو متواتر ہر قسم کے ترتیب وانتظام کو دھکی دے رہے تھے اگر وہ اس قسم کا ملکی انتظام قایم کرتا جس سے ان جذبات کے مہلک اثر کی تائید ہوتی۔

صہ ۱۹۲ " یہ سچ ہے کہ جمہوری حکومت امریکہ میں کامیاب ہوئی۔ لیکن ہماری طبیعی اور اخلاقی حالت اور اُس ملک میں کتنا بڑا فرق ہے جو قطعی نیا ہے۔ اور پورا آباد بھی نہیں ہوا ہے۔ جس کے عادات واطوار عموماً بالبس ہیں اور جو علاوہ ان سب باتوں کے براعظم یورپ سے بذریعہ ایک بحر اعظم کے جدا بھی ہے اور اس لئے یورپ کے تاجداروں کو اُس سے ایسا خطرہ بھی نہیں ہے کہ جمہوری رنگ سے خود اُن کے ممالک پر کوئی اثر پڑیگا۔ اس کے برخلاف یورپ کے بادشاہ امریکہ کی جمہوری مثال کو فرانس میں جو اُن کا ہمسایہ ملک ہے کیونکر نگاہ طمانیت سے دیکھ سکتے تھے۔ اور پھر فرانس اپنی مقامی حالت اور مقبوضات کے اعتبار سے ایک قوی ملک تھا۔ کیا شیرخوار ریپبلک کے مقابلہ میں تمام یورپ نے ایکا نہیں کرلیا تھا۔؟ کیا اس عالمگیر جنگ کی بدولت فرانس کی پامالی بسر رسیدہ نہ تھی جبکہ فرانس نے امور انتظامی نپولین کے سپرد کئے۔

جب ان سب امور پر لحاظ کیا جاتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اُس قسم کے نئے انتظام جو انقلاب نے قایم کئے تھے کامیابی سے قایم رکھے جاسکتے تھے۔ اور بلا شبہہ ایک مشہور کپتان کی ماتحتی میں جس کو قوم نے افتخار بخشا تھا بادشاہی وضع حکومت قایم کرنے میں اسی قسم کے موانع پیش آتے۔ یہ بھی ضروری ہوتا کہ قدیمی یوروپ کے خاندانوں کے حملوں کے مقابلہ میں ویسی ہی زبردست تیاریاں کی جاتیں جو کم وبیش عرصہ تک قایم رکھی جاتیں اور ان حملہ آوروں کو فرانسیسی فتوحات ہی روک سکتی تھیں۔

" باینہمہ جہاں تک امکان میں تھا۔ انگلستان کی وضع حکومت کے قریب پہونچکر نپولین نے فخر کیا کہ وہ کم وقت کے ساتھ فرانسیسیوں کے لئے خاص خاص حقوق

محفوظ رکھ سکا جن کو فرانس نے بڑی گراں قیمت پر حاصل کیا تھا۔ اور نپولین نے فرانس کو اُسی قسم کی حکومت دی جس کے وہ صدیوں سے عادی تھی اور شاید اُس نے دوسری طرف یوروپ کے بادشاہوں کی خصومت کو اس جدید فرانس کی فرماں روائی کی طرف سے کم کر دیا جو قریب قریب اُسی قسم کی فرماں روائی تھی جیسی یوروپ میں جاری تھی"

ڈیوک آف گیٹا کی یہ راے جو اُس نے تحریر کی ہے بیشک تمام سوچنے والے شخص مان لینگے۔ جو فرانس کی اُس وقت کی حالت پر غور کرینگے۔ اور کسی قسم کی طرفداری کو کام میں نہ لائینگے اور اس میں ذرا کلام نہیں کہ نپولین نے یہ جملہ کارروائیاں صدق دلی سے اختیار کی تھیں اور کوئی دانا آدمی انکار نہیں کر سکتا کہ فرانس کے جزو اعظم نے ان کو بڑے خلوص سے قبول کیا تھا۔

باب بست و پنجم

امینس کے صلحنامہ کی شکست

نپولین کے پاس دول یوروپ کا مبارک باد کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجنا۔ انگریزی گورمنٹ کی بے اطمینانی۔ پیلٹیر بوربون رسالوں کا مصنف۔ الجزائر والوں کی حرکات۔ امینس Amiens کے صلحنامہ سے انگلینڈ کا انحراف۔ فاکس کی موجبات گلہ گذاری۔ نپولین کا غیظ۔ فرانس کی غیر محفوظ حالت۔ لارڈ وائٹ ورتھ Whitworth سے ملاقات۔ انگلینڈ کا جنگ کو شروع کر دینا۔ انگرسال Ingersoll تھیرس ۔ Thiers ہیزلٹ Hazlit اسکاٹ Scott ایلی سن Alison اور لاک ہارٹ Lockhart کی شہادت۔ نپولین کے ریمارک۔

نپولین کا تمام عمر کے واسطے اعلیٰ اختیارات پر فائز کیا جانا یوروپ کے بہت سے بادشاہوں کے اطمینان کا باعث ہوا کیونکہ اس بات سے جمہوری اثروں کے خدشے کم ہو گئے اور فرانس اور یوروپ کی دوسری سلطنتوں میں مشابہت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ

انگلستان میں وزیر اعظم نے فرانسیسی سفیر کو یقین دلایا کہ اس واقعہ سے انگلستان کی گورنمنٹ کو اطمینان ہوا کیونکہ اب فرانس میں امن وچین ہو جائیگا۔ پروشیا کے بادشاہ اور روس کے شاہنشاہ اسکندر اور آرچ ڈیوک چارلس نے نپولین کو دوستانہ طریقے سے مبارک باد دی۔ اور نیز کیتھرائن نے جو شاہنشاہ آسٹریا کی ماں اور نیپلس کی معزور ملکہ تھی اور اس وقت وائنا میں موجود تھی اپنے جوش اطمینان کی حالت میں فرانسیسی سفیر سے یہ لفظیں کہیں "جنرل بوناپارٹ بڑا آدمی ہے۔ اُس نے مجھے بہت نقصان پہونچایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اُس کی ذہانت کی تعریف نکروں۔ فرانس میں بدنظمی کا خاتمہ کرکے اُس نے یورپ کی خدمت کی ہے اُس نے اپنے ملک کی فرماں روائی اس لئے حاصل کی ہے کہ وہ اُس کا اہل ہے۔ شاہی خاندان کے شاہزادوں کے سامنے میں اُسے بطور نمونہ کے ہر روز پیش کیا کرتی ہوں۔ میں اُن کو نصیحت کیا کرتی ہوں کہ اس حیرت انگیز شخص کی حالت پر غور کریں اور اُس کی مثال سے سیکھیں کہ ذہانت اور شان وشوکت کے ذریعہ سے حکومت کا جوا کس طرح قابل برداشت بنائیں"۔

نپولین کا قول تھا "اگر ہم اپنے صلح نامہ کا قیام ودوام چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہمارے گرد کی حکومتیں یا تو ہماری وضع حکومت اختیار کریں یا ہمارا خود طرز فرمانروائی اُن کی حکومت سے مشابہ ہو جاوے۔ کیونکہ نئی جمہوری حکومت اور پرانی بادشاہتوں میں مخالفت کی روح باقی رہنا لازمی سی بات ہے اور یورپ میں نفاق کی یہی بنا ہے"۔

ڈیوک آف گیٹا Duke of Gaeta جس سے نپولین نے یہ بات بیان کی تھی کہتا ہے "فرسٹ کانسل اس سے بہتر طریقہ کے ساتھ اُن مقاصد اور اغراض کا اظہار نہ کرسکتا تھا جن کی طرف اپنی تدابیر رجوع کرنے کا اُسے میلان تھا اور ایسا فیصلہ کرنے پر وہ اس لئے مجبور تھا کہ اُس کی رائے میں پائدار اور مستحکم صلح کرنے کی اگر کوئی تھی تو یہی تدبیر تھی"۔

لیکن فرانس اور انگلستان میں دشواریاں جلد جلد پیدا ہو رہی تھیں۔ انگلستانیوں کی توقع کے موافق اُن کی ساختہ اشیاء کی نکاسی بخوبی روئی اور لوہے کی اشیاء انگلستان کی دستکاری کی سب سے زرخیز شاخیں تھیں۔ نپولین نے خود فرانس کی دستکاری پر حد درجہ توجہ کی تھی اور اُن کو اس طرح رواج دیا کہ باہر کی اشیاء درآمد کا استعمال قطعی بند کر دیا۔ ولیم پٹ اور اُس کے رفقاء کو اب بھی بہت رسوخ حاصل تھا اور وہ نپولین کی تیز ترقیوں کو نگاہِ حسد سے دیکھتا تھا اور رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے فرانس کی بلند نظری کے خلاف بڑی واویلا مچا رکھی تھی۔ فریق شاہی کے وہ معاون جنھوں نے فرانسیسی حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اب تک بوربون کے حامی تھے انگلستان میں پناہ گیر تھے۔

انگلستان اور فرانس کی طویل جنگ میں وہ انگلستان کے رفیق رہے تھے۔ اور اُن کی مصائب میں انگلستان اُن کی ہمدردی کرنے سے اجتناب نہ کرتا تھا۔ اور اگر انگلستان ایسا نہ کرتا تو فیاضی کے خلاف بھی تھا۔ بہت سے تارکان وطن کو انگلستان سے پنشن ملتی تھی اور اسی کے ساتھ وہ نپولین کی جان کے خلاف ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ صہ ۱۹۳
اور اس غرض سے قاتل بھیجتے رہتے تھے کہ نپولین کو گولی سے مار دیں۔ نپولین نے ایک مرتبہ حالتِ غیظ میں کہا تھا۔ میں بوربون کو بتاونگا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو کتّے کے مثل گولی سے مار دیا جاوے۔" نپولین کو سخت شکایت تھی کہ وہی لوگ جو اُس کی جان کے خواہاں تھے سرکارِ برطانیہ سے تنخواہیں پا رہے تھے۔ فرانس کی پولیس ان تارکانِ وطن کی سازشوں کا روز بپتہ لگا رہی تھی۔

ایک بوربون رسالہ نویس نے جس کا نام پلٹیر تھا۔ نپولین۔ اُس کی بیوی۔ بچوں بھائیوں اور بہنوں کے خلاف نہایت ہی مذموم بہتانوں سے بھری ہوئے۔ رسالوں کا تمام انگلستان میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ ان رسالوں میں نہایت ہی شرمناک باتیں نپولین اور اُس کے خاندان سے منسوب کی گئی تھیں۔ ان رسالوں سے بڑا گہرا اثر ہوا۔

ان پر یقین کیا گیا۔ ان بیہودہ اخبارات کے شائع کرنے میں بہت سے لوگوں کو جو نپولین کی ہردلعزیزی کو برباد کرنا چاہتے تھے بڑا لطف تھا۔ کہ اس ذریعہ سے انگلستان والوں کو نپولین کے خلاف پھر جنگ پر آمادہ کریں۔ نپولین سخت شاکی تھا کہ ایسے بہتان اُس کے خلاف انگلستان میں روا رکھے جاتے تھے۔ لیکن اُس کو معلوم تھا کہ انگلستان میں مطابع کو آزادی حاصل تھی۔ اور ان باتوں کا سوائے اس کے کوئی علاج نہ تھا کہ انگلستان کی عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کی جاتی۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ سچی عظمت اسی میں تھی کہ ان بہتانوں پر کوئی توجہ نہ کی جاتی لیکن نپولین کو معلوم ہوا کہ ان بہتانوں سے یوروپ کی قوموں کے خیال خراب ہو رہے تھے اور یہ بہتان یوروپ کو جنگ کے سیلاب میں مبتلا کردینے کا راستہ تیار کر رہے تھے۔ اور ایسے افعال جن کے ایسے مذموم نتائج پیدا ہونے کو تھے اس قابل نہ تھے کہ خاموشی اختیار کی جاتی۔

الجزائر کے باشندوں نے بحر روم میں قزاقی کی گرم بازاری کر رکھی تھی اور عیسائی طاقتوں سے روپیہ وصول کرتے تھے۔ ساحل پر ایک فرانسیسی جہاز غارت ہو گیا تھا اور اُس کے ملاح قید کر لئے گئے تھے اس کے علاوہ دو اور فرانسیسی جہاز اور ایک نیپلس کا جہاز گرفتار کر لئے گئے تھے اور الجزائر کو بھیج دیئے گئے تھے۔ اس پر نپولین کو بڑا غصہ آیا اور ڈے Dey کو اُس نے فوراً ایک مراسلہ بھیجا اور لکھا کہ اگر قیدی اور جہاز فوراً رہا نہ کر دیئے گئے اور فرانس اور اٹلی کے جھنڈوں کی اگر عزت نہ کی گئی تو بہت جلد ایک فوج گراں بھیجکر الجزائر برباد کر دیا جاویگا۔

ڈے مصر کے متعلق نپولین کے حالات سن چکا تھا۔ وہ ڈر گیا اور اُس نے فوراً قیدی اور جہاز چھوڑ دیئے اور معذرت لکھی اور وحشیانہ انصاف سے اُن لوگوں کے قتل کا حکم دے دیا جنھوں نے خود اُس کے حکم سے ان قیدیوں اور جہازوں کو

گرفتار کیا تھا۔ اور اگر وزیر فرانس سفارش نہ کرتا تو یہ لوگ بے شک قتل کر دیے جاتے۔ اب نپولین نے پوپ کے ساتھ نہایت عالی حوصلگی کا ایک کام کیا۔ پوپ کے پاس ایسے ذریعے نہ تھے کہ اپنے ساحل کو ان غارت گروں سے جو اب بھی سمندر میں بکثرت جمع تھے محفوظ رکھ سکتا۔ نپولین نے ٹولون کی بندرگاہ سے دو عمدہ جہاز منتخب کئے اور اُن کو عمدہ سامان حرب سے اچھی طرح آراستہ کر کے ایک کا نام سینٹ پیٹر اور دوسرے کا نام سینٹ پال رکھا اور پوپ کو نذر بھیجے۔ اور یہاں تک احتیاط کی کہ ایک اور چھوٹا جہاز ان جہازوں کے ساتھ اس غرض سے کر دیا کہ دونوں جہازوں کے ملاح اس جہاز پر واپس آئیں اور پوپ کے خزانہ پر مصارف ہ بار نہ پڑے۔ پوپ اس بات سے ایسا خوش ہوا کہ ان ملاحوں کو بڑے اصرار سے شہر روم میں بلایا اور بڑے تپاک سے اُن کی مدارات کیں اور سینٹ پیٹر کے گرجا کی سیر کرائی اور اپنی شان و شوکت سے ان ملاحوں کو دنگ کر دیا۔ یہ ملاح اپنے ہمراہ بہت سے تخالف لائے۔ اور پوپ کی تواضع سے بہت مسرور تھے۔

ایمنیس کے صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ انگلستان اور فرانس مصر کو خالی کر دیں اور اور انگلستان مالٹا کو اس کے فرمانرواؤں کے سپرد کر دے۔ چونکہ مالٹا کی فصیلیں اور قلعہ نہایت بے گزند اور مستحکم تھے لہذا مالٹا کا قابض بحر روم کا مالک تھا اور مالٹا مصر کی کلید تھا اور صلح نامہ کے وقت جب نپولین نے خود اس جزیرہ کے خالی کر دینے پر رضامندی ظاہر کی تھی تو اس بات پر بہت زور دیا تھا کہ انگلستان اس جزیرہ کو ضرور خالی کر دے۔ اور اس سوال پر کہ مالٹا ایسی طاقت کے حوالہ کر دیا جاوے جسے فرانس اور انگلستان کے باہمی جھگڑے سے کوئی واسطہ نہ ہو صلح نامہ اٹکا رہا تھا۔ اس کے بعد صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ اور نپولین نے بڑی احتیاط سے صلح نامہ کی جملہ شرائط کو پورا کر دیا۔ لیکن کچھ ایسے مواقع پیش آئے جن کا ذمہ دار انگلستان نہیں ہے کہ مالٹا خالی کرنے میں انگلستان کو دیر لگی۔

لیکن اب وہ موانع بھی رفع ہو گئے اور صلحنامہ کے دستخطوں کو بھی ایک سال ہو گیا۔ لیکن انگلستان کی افواج مصر اور مالٹا دونوں میں موجود ہیں اور انگلستان کی پارلیمنٹ اور اخبارات میں اب اس بات پر شدت سے بحث شروع ہوئی کہ آیا امینس کے صلحنامہ کی شرائط پورا کرنے کا انگلستان پابند بھی ہے یا نہیں کیونکہ فرانس ایسا قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ باعثِ خوف و خطر ہے۔

مسٹر فاکس نے بڑی عالی حوصلگی اور فصاحت سے کہا "اُن سب باتوں پر جو میں سن رہا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور خاصکر اس وجہ سے اور حیرت ہو رہی ہے کہ ایسی باتیں کون لوگ کر رہے ہیں۔ فی الحقیقت فرانس کی بڑھتی ہوئی ترقی پر جو یورپ اور امریکہ میں اپنی طاقت کو روزانہ ترقی دے رہا ہے مجھے مسٹر پٹ کے ہر ایک دوست اور ہر ایک ہم منصب سے بڑھ کر افسوس ہے۔ یہ وہی فرانس ہے جس پر اب دوسروں کے معاملات میں دخیل ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اسی فرانس پر ہم نے اس غرض سے یورش کی تھی کہ اُس پر بزور ایسی فرماں روائی قایم کریں جس کو وہ تسلیم نہ کرتا تھا اور اس کو بوربون بادشاہ کی اطاعت پر مجبور کر دیں جس کی حکومت کے جوئے کو وہ نگاہِ نفرت سے دیکھتی تھی۔ لیکن اس عظیم الشان عزم و ثبات سے جو تاریخ میں قابل پیروی ہے اور جس کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے فرانس نے سب حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ گو انگلستان سے ہمارا بڑا گرم جوشی اور محبت کے ساتھ تعلق ہے تاہم بڑی بے خودی سے ہم اُس جوشِ آزادی کے ہمدرد ہیں جو فرانس نے ظاہر کیا اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے خیال و ہمدردی کو چھپائیں۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس بڑا ہے اور اُس سے زیادہ بڑا ہے کہ ہر پکا انگلستانی اس کو اتنا بڑا ہونا نہ چاہیگا۔ لیکن یہ سب باتیں سنجیدہ عہدناموں کے شکست کر دینے کی وجوہ نہ ہونا چاہیئے۔ یا اس وجہ سے کہ فرانس ہم کو بے حد زبردست نظر آ رہی ہے اور اُس سے زیادہ بڑی ہو گئی ہے جتنا ہمارا خیال تھا ہم واثق عہد کو

ص ۱۹۴

توڑ دیں۔ مثلاً ہم مالٹا پر اپنا قبضہ قایم رکھیں تو یہ معاہدہ شکنی کا ایسا نازیبا فعل ہے کہ برطانیہ کی آبرو میں داغ لگ جائیگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر پریس میں ایسی ہی جماعت ہوتی جیسی آج یہاں بحث کر رہی ہے تو برطانیہ کی بحری طاقت اور بحری سلطنت کا اُنھیں لفظوں سے ذکر کیا جاتا جیسا آج ہم فرانس کی برّی افواج اور برّی سلطنت کا اس مکان میں ذکر کر رہے ہیں"

نپولین صلح کا صدق دل سے خواہشمند تھا اور وہ فرانس کو ترقی اور زینت دینے کے بڑے بڑے سامان کر رہا تھا۔ ہزارہا کاریگر کوہ آلپس پر سڑکیں کاٹنے میں مصروف تھے نپولین بڑے پرشوق لطف سے استحکامی عمارتوں یعنی فصیلوں وغیرہ اور نہروں کی ترقی کو دیکھ رہا تھا۔ اُس کو قطعی خودمختارانہ اختیارات حاصل تھے۔ ہر طرف اُس کے مداح موجود تھے۔ پوری امن وچین تھی اور وہ اپنے تئیں مبارکباد دیتا تھا کہ اُس نے یورپ میں امن وچین قایم کیا تھا۔ اس نے افواج برخاست کردیں اور تمامی عزم وثبات کو دستکاری اور حرفت کی ترقی کی طرف متوجہ کردیا تھا۔ اور اسی لئے اُس نے بُردباری اور عاجزی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا کہ پھر جنگ کی مصیبت برپا ہو۔

اُس نے انگریزی سفیر لارڈ وائٹ ورتھ کا پیرس میں بڑی عزت سے استقبال کیا اور اُس کی لیڈی یعنی ڈچیز آف ڈارسٹ Dorset کی بڑی تپاک سے خاطر ومدارات، کی گئیں اور ٹولی لریز میں تفریح کے بڑے بڑے سامان کئے گئے۔ ٹیلرانڈ نے خاطرداری اور تواضع میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ لبرن اور کمبے سیریز نپولین کے ہم منصب کانسل بھی سرگرم مہماں داری رہے۔ لیکن ان سب کوششوں کے باوجود جو نپولین نے برطانیہ کے ساتھ ارتباط واتحاد قایم رکھنے میں کیں کوئی نتیجہ نہوا۔ اور برطانیہ نے امینس کے صلح نامہ کے شرائط سے علانیہ پہلو تہی کر کے اب بھی مالٹا پر قبضہ قایم رکھا۔ اس صلحنامہ کی شرائط کو پورا کرانے کی بابت کہ یہ سنجیدہ معاہدہ تھا اب فرانس کی آبرو

بازی پر چڑھی ہوئی تھی۔ مالٹا ایسا کارآمد اور ضروری مقام تھا کہ انگلستان کے قبضہ میں نہ چھوڑا جا سکتا تھا اور ابجا مکار انگلستان نے گستاخی سے اس بات کا دعوی کر دیا کہ فرانس ہالینڈ کو تو قطعی خالی کر دے اور مالٹا انگلستان کے قبضہ میں قطعی چھوڑا جائے۔ اس پر نپولین کو سخت غصہ آیا اور اُس نے کہا "پامپے ڈور[1] اور ڈیوبارس[2] کے دَور دَورے ہو چکے۔ فرانسیسی صدق دل سے صلح کے طالب ہیں لیکن ایسی صلح کے طالب ہیں جو غیرت دار آدمیوں کے شایان ہے" نپولین نے لارڈ وائٹ ورتھ سے خود ملاقات کی اور بڑی بے تکلفی سے اُس کے سامنے اپنے خیالات اور ارادوں کی تصریح کی۔

۱۸۔ فروری سنہ ۱۸۰۳ء کو اُس نے لارڈ وائٹ ورتھ کا ٹوئی لریز کے ایوان میں اپنے دربار کے درمیان استقبال کیا۔ کمرہ کے بیچ میں ایک بڑی لکھنے کی میز بچھی تھی ایک سرے پر اس نے وائٹ ورتھ کو بٹھالا اور دوسرے پر خود بیٹھا اور کہا "میں نے چاہا ہے کہ میں خود تم سے باتیں کروں تاکہ میں پوری طرح سے اپنے اصلی ارادوں اور رائے کی بابت تم کو پورا یقین دلا دوں" اور پھر اُس زور تقریر اور فصاحت سے جس سے کوئی

---

[1] پامپے ڈور کا اصل نام جین اینٹوانے نیٹ مارشنس آف پامپے ڈور تھا یہ لوئی پانزدہم بادشاہ فرانس کی آشنا تھی۔ پہلے سینارٹ کے بن میں شکار کے وقت بادشاہ اس پر مائل ہوا۔ پھر اس عورت نے بادشاہ پر پورا قبضہ کر لیا۔ فرانس کے ظلموں کی یہی بانی تھی۔ بہت سے عہدوں پر اسی کے رفیق مامور تھے۔ مصنف ۱۲

[2] ڈیوبارس۔ پامپے ڈور کی جانشین تھی۔ دربار میں اس کا بہت زبردست اثر تھا اور اپنے اختیارات اور سلطنت کے محاصل سے اپنے عزیزوں کو فائدہ پہونچاتی تھی اور فرانس کے انقلاب میں بڑی بُری گت سے قتل ہوئی۔ ۱۲ مصنف

نپولین طنز سے کہتا ہے کہ وہ دن ہو چکے کہ فرانس میں ایسی بدکردار عورتوں کی بادشاہ پر حکومت تھی اور انگلستان کے جو جی میں آتا تھا کرتا تھا۔ ۱۲ مترجم

سبقت نہ لے جا سکا اُس نے اپنے اور برطانیہ کے باہمی معاملات شروع سے بیان کئے اور کہا "کانسل ہوتے ہی مینے برطانیہ سے صلح کی درخواست کی۔ برطانیہ نے صلح سے انکار کیا۔ پھر دوبارہ نہایت ہی مناسب موقع پر مینے صلح کی درخواست کی اور امینس کے صلح نامہ سے مینے بڑے بڑے نقصان منظور کئے"

پھر کہا "پھر کہا اُن کوششوں کے بدلہ میں کہ میں برطانیہ کے ساتھ اتحاد قایم رکھوں مجھے کوئی دوستانہ جواب نہ ملا۔ برطانیہ کے اخباروں میں کیا ہے۔ صرف یہی ہے کہ وہ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ تارکان وطن کو اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ مجھے دشنام دیں ایسی اجازت دینے میں برطانیہ نے اپنے تئیں حق بجانب ثابت نہیں کیا۔ جارجیز Georges اور اُن کے شرکار کو جو میرے قتل کی سازش اور گھاتیں کر رہے ہیں پنشن دی جا رہی ہے۔ یہ تارکان وطن جن کا ملجا و ماوا برطانیہ ہے برابر فرانس پر تاخت کرتے رہتے ہیں کہ خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کریں۔ بوربوں شاہزادوں کا اس احتشام سے کہ وہ گویا بادشاہ ہیں استقبال کیا جاتا ہے۔ سوئزرلینڈ اور اٹلی میں اس اس غرض سے گماشتے مقرر کئے گئے ہیں کہ فرانس کے مقابلہ میں شورشیں پیدا کی جاویں۔ آنے والی ہوا میرے پاس انگلستان سے توہین و نفرت کے سوا کچھ نہیں لاتی اور اب ہمارے مابین حالات اُس تنگی کو پہونچ گئے ہیں کہ اب اُن سے خلاصی پر ضرور ہے ارشاد فرما دیجیئے کہ امینس کے صلحنامہ پر آپ عملدرآمد کرینگے یا نہیں۔ اور میں تو اپنی طرف سے اس صلحنامہ کی تعمیل وہمی آدمیوں کی طرح ذرا ذرا کر چکا۔ اس صلحنامہ کی رو سے مجھ سے چاہا گیا تھا کہ میں نیپلس Naples ٹارنٹو Tarenta اور روم Rome کی ریاستوں کو تین ماہ کے اندر خالی کردوں چنانچہ میں نے دو ہی ماہ کے اندر ان ممالک سے تمام فرانسیسی افواج علیحدہ کر لیں۔ لیکن برطانیہ کی افواج مالٹا اور اسکندریہ میں ہنوز موجود ہیں اور صلحنامہ کے دستخطوں کو دس ماہ ہوچکے۔ اور

اس موقع پر مجھے فریب دینا بے کار ہے۔ اب آپ فرما دیجئے کہ صلح نامہ پر عمل کرینگے یا آپ لڑینگے۔ اگر جنگ کا عزم ہو تو ویسا فرما دیجئے۔ اور ہم بے تکلف جنگ کے واسطے حاضر ہیں اور اگر یہ منظور ہے کہ صلح قایم رکھی جاے تو بس اسکندریہ اور مالٹا کو فوراً خالی کر دیجئے۔

" یہ تسلیم ہے کہ مالٹا کی پہاڑی جس پر کثرت سے فصیلیں اور برج بنے ہوے ہیں بحری لحاظ سے نہایت کارآمد شے ہے۔ لیکن اب چونکہ فرانس کی آبرو اُس سے وابستہ ہے اسلئے میری راے میں مالٹا کی عظمت و وقعت حد درجہ زیادہ ہو رہی ہے۔ اگر ہم ایک صلح نامہ پر دستخط کر کے اور اس طرح اُس کے شکست کر دیے جانے کو گوارا کر لینگے تو دنیا کیا کہے گی۔ اس سے ہمارے عزم و ہمت کے دامن پر دھبہ لگے گا۔ میں اپنا تو آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے عزم میں پختہ ہوں اور مجھے یہ گوارا ہے کہ[1] مامارٹر کی بلندیوں پر برطانیہ کا قبضہ ہو جاے لیکن مالٹا پر برطانیہ کا قبضہ مجھ سے نہ دیکھا جائیگا۔

" اگر تم کو میری طرف سے شبہ ہو کہ میں صلح نہیں چاہتا تو یہ بات میں تمھارے لئے تجویز کرنا چھوڑتا ہوں کہ میں سچا ہوں یا نہیں۔ عمر کے اعتبار سے میں ابھی بالکل جوان ہوں تاہم ایسی شہرت حاصل کر چکا ہوں کہ اب اُس میں اضافہ کرنا دشوار کام ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایسی جنگ میں مصروف ہو کر جس میں فتح کی مجھے امید نہیں میں اپنے اختیارات اور شہرت کو معرض خطر میں ڈالونگا۔ اگر میری آسٹریا سے جنگ ہوئی تو میں وانا تک پہونچنے کی کوئی نہ کوئی تجویز نکالونگا اور اگر میری تم سے جنگ ہوئی تو براعظم یورپ کے تمھارے ہر ایک شریک کو میں تم سے چھین لونگا۔ تم سمندر میں ہمارا راستہ بند کر دوگے لیکن میں براعظم یورپ میں تمھارا راستہ بند کر دونگا۔ تم ہمارے لئے براعظم کو زندان کر دوگے

---

[1] مامارٹر۔ گاؤں ہے جو خاص دارالسلطنت پیرس کے شمال ملحق واقع ہے اور اتنا متصل ہے کہ فصیلوں کے اندر آگیا ہے ۱۸۱۴ء میں اس مقام پر خوب جنگ ہوئی تھی۔ اتوار کے دن پیرس کے لوگ یہاں تفریح کو جایا کرتے ہیں۔ مترجم ۱۲

میں تمھارے لئے بحر اعظم کو زندان کر دونگا لیکن جنگ کو ختم کرنے کے واسطے پھر بڑے بڑے سامانوں کی ضرورت ہوگی یعنی ڈیڑھ لاکھ فوج اور جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑہ تیار کرنا پڑیگا۔ میں انگلش چینل کو عبور کرنے کی ضرور کوشش کرونگا اور شاید اپنی قسمت عظمت اور حیات کے ساتھ سمندر میں ڈوبونگا۔ جناب بندہ انگلستان پر حملہ کرنا کھیل نہیں ہے بڑا خوفناک بے باکی کا فعل ہے۔"

اس موقع پر لارڈ وائیٹ ورتھ کو سخت ہی تعجب ہوا جبکہ نپولین نے بڑے زور اور وضاحت سے اُن خطروں کا جو اس مہم کے ساتھ توام تھے اور جہازوں۔ سپاہ اور سامان حرب کو مہیا کرنے کی عظیم الشان تیاریوں اور انگلستان کے بیڑے کو دھوکا دینے کی دقت کو بیان کیا نپولین نے کہا" بربادی کا پلہ زیادہ جھکتا ہوا ہے۔ کامیابی کی اسقدر امید نہیں ہے۔ لیکن جناب والا۔ اگر آپ مجبور کرینگے تو میں اس بے باک حملہ اور ایسی مایوسانہ جنگ پر بھی حاضر ہوں مگر اتنا گذارش کئے دیتا ہوں کہ جتنے میرے ساتھ اس مہم میں کامیابی کے اتفاق ہیں اُتنے دوسرے شخص کے ساتھ نہیں ہوسکتے۔ پس دیکھئے ایسی بے باک مہم میں میں اپنی خوش حالی اختیارات اور امن وچین کو خطرہ میں ڈالنا کس طرح پسند کرونگا۔ اور اب ایسی حالت مین جبکہ میں مُنہ سے یہ کہتا ہوں کہ میں صلح کا خواستگار ہوں تو کون خیال کرسکتا ہے کہ میں صدق دل سے ایسا نہیں کہتا ہوں۔

"تمھارے اور میرے دونوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ حد و صلحنامہ سے متجاوز نہوں تم کو مالٹا خالی کردینا لازم ہے۔ تم کو چاہیئے ہے کہ میری جان کے دشمنوں کو انگلستان میں پناہ مت دو۔ اگر تمھارا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو انگریزی اخباروں کو مجھے برا کہنے دو لیکن اُن ناہنجار تارکان وطن سے مجھے گالیاں مت دلواؤ جو تمھاری دی ہوئی حفاظت کو بے عزتی کا داغ لگاتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کے باہمی قانون کی منشا سے تم ان تارکان وطن کو انگلستان بدر کردینے کے مجاز ہو میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرو اور

میں تم سے اپنی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے اتحاد رکھونگا۔ دیکھو اگر ہم دونوں باہم ایک ہو جائیں تو دنیا میں وہ کونسی شے ہے جس پر ہم فرماں روائی نہیں کر سکتے ہیں تمھاری بحری فوج اتنی قوی ہے کہ اگر میں برابر دس برس محنت کروں تو ویسے تیار نہیں کر سکتا اور میرے پاس پانچ لاکھ بڑی ایسی سپاہ ہے کہ جس سرحد پر چاہوں لیجا سکتا ہوں اگر تم تری کے مالک ہو تو میں خشکی کا مالک ہوں۔ پس ہم کو لازم ہے کہ اتحاد کا خیال کریں اور جنگ کا سودا سر سے نکال ڈالیں۔ پھر اپنی مرضی کے موافق ہم دنیا کی قسمتوں پر حکومت کرینگے۔ اگر فرانس اور انگلستان ایک ہو جائیں تو وہ کونسی بات ہے جو بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے نہ کی جا سکیگی"

لیکن باوجود ان سب باتوں کے فرانس کی التجاؤں پر کچھ توجہ نہ کی گئی اور برطانیہ نے مالٹا اب بھی نہ خالی کیا۔ فریقین میں آتش غیظ زیادہ مشتعل ہوئی اور رفتہ رفتہ جنگ پر آمادگی ہوئی۔ بعض وقت نپولین اپنے غصہ کا بڑی آزادی سے اظہار کرتا تھا۔ اُس نے کہا "مالٹا کا مالک بحر روم کا فرماں روا ہے۔ ہر شخص یہی یقین کریگا کہ میں انگلستان سے ڈر گیا اور اسی وجہ سے میں نے مالٹا حوالہ کر دیا۔ اگر میں نے مالٹا چھوڑ دیا تو دنیا کا سب سے کار آمد سمندر میرے ہاتھ سے نکل جائیگا اور یورپ کی نگاہ میں میری کوئی آبرو نہ رہے گی۔ بحر روم کے قبضہ کے واسطے تو جب تک دم میں دم ہے میں جنگ کرونگا۔ اگر ڈوور[1] کو میں نے ایک مرتبہ لے لیا تو ان بحری ظالموں کا (انگریزوں کا) خاتمہ ہو جائے گا۔ علاوہ اس کے ایسے لوگوں سے جو فرانس کی سرسبزی کو دیکھ ہی نہیں سکتے جنگ تو ہونا ہی ہے خواہ یہ جنگ جلد ہو یا بہ دیر ہو تو ابھی میں جوان ہوں۔ انگلستان ناحق پر ہے اور اس سے بڑھ کر جیسا وہ اس وقت ہے وہ ناحق پر ہو بھی نہیں سکتا۔ پس بہتر ہے کہ معاملہ فوراً ہی

---

[1] ڈوور Dover انگلستان کے جنوبی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے جو فرانس سے نہایت ہی قریب ہے۔ مترجم ۱۲

ایک طرف ہو جائے۔ مالٹا تو میں اُن کو نہ دونگا"

باوجود ان باتوں کے نپولین اس بارہ میں برطانیہ کے ساتھ خط وکتابت کرنے پر راضی تھا کہ علاوہ مالٹا کے برطانیہ کو بحر روم میں جہاز لنگر انداز کرنیکے واسطے کوئی اور بندرگاہ دیدیا جاوے۔ اور کہا کہ "اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس بات پر میں ہرگز راضی نہیں ہو سکتا کہ بحر روم میں برطانیہ کو دو جبرالٹر یعنی ایک تو بحر روم کے دہانہ پر اور دوسرا وسط میں دیدئے جاویں۔ لیکن انگلستان نے اس تجویز سے انکار کیا۔

اس کے بعد نپولین نے یہ تجویز کی کہ جزیرۂ مالٹا اُتنے زمانہ کے لئے جب تک انگلستان اور فرانس کے باہمی معاملات طے ہوں شاہنشاہِ روس کے حوالہ کر دیا جاوے۔ اور اس وقت ایسا اتفاق ہوا کہ شاہنشاہِ روس نے اس شرط پر کہ اگر فریقین پسند کریں انگلستان اور فرانس کے باہمی جھگڑے کو طے کر دینا چاہا۔ لیکن انگریزی گورنمنٹ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ اُس کی رائے میں زار اُس خدمت کی انجام دہی جو اُس سے چاہی گئی ہے اپنے ذمہ نہ لے گا۔ اب دربار انگلستان سے لارڈ وایٹ ورتھ کے نام ہدایت موصول ہوئی کہ وہ فرانس سے درخواست کرے کہ دس برس کے واسطے مالٹا انگلستان کو دیدیا جاوے اور اس کے معاوضہ میں انگلستان اٹلی کی ریپبلک کو تسلیم کر لے گا اور اس وکیل کو یہ ہدایت بھی آئی تھی کہ اگر سات روز کے اندر یہ شرایط منظور نہ کر لیجائیں تو وہ اپنا پروانہ رہداری طلب کر کے انگلستان کو واپس چلا آئے بھلا ایسی توہین کرنے والی تجویز کو فرانس کیونکر منظور کر سکتا تھا چنانچہ انگلستان کے وکیل لارڈ وائٹ ورتھ نے راہداری کا پروانہ لیا۔ اور فرانس سے رخصت ہو گیا اور فوراً ہی انگریزی جہازوں نے فرانسیسی تجارتی جہازوں پر جہاں کہیں وہ دستیاب ہوئے حملہ کیا اور دنیا پھر طوفان جنگ کی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔

تاریخ کا کوئی واقعہ اس سے بڑھ کر دلائل و براہین کے ساتھ ثابت نہیں ہے جتنا یہ

واقعہ ثابت ہے کہ امینس کے صلح نامہ کی شکست کے بارہ میں نپولین جواب دہ نہیں ہے اور چونکہ اس واقعہ کا انفصال نہایت ہی اہم تاریخی مسئلہ ہے اسلئے ہم اس کے متعلق مزید شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا۔ امینس کے صلح نامہ سے مجھے یقین ہو گیا تھا۔ کہ فرانس۔ یوروپ اور خود میری تقدیر کا مستقل طور سے قیام و دوام ہو گیا۔ لیکن دربار انگلستان نے شعلہ جنگ کو پھر مشتعل کیا۔ اور اس وقت سے جسقدر مصائب یوروپ پر پڑیں ان کا ذمہ دار انگلستان ہے۔ رہا میں تو میرا یہی ارادہ تھا کہ فرانس کی بہبودی میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤں۔ اور مجھے اعتماد تھا کہ میں معجزے کر کے دکھا دیتا۔ شان و عظمت کے پلہ میں کوئی شے ایسی نہ رہتی جس کو میں حاصل نہ کر لیتا اور شہرت کے پلہ میں میں کوئی چیز باقی نہ چھوڑتا۔ تمام یوروپ میں اخلاقی فتح حاصل کرتا اور باوجود مخالفوں کی لاانتہا کوششوں کے اس اخلاقی فتح کو قریب ہی تھا کہ میں بزور شمشیر حاصل کروں۔ لیکن صد ہزار افسوس بہت بڑی ناموری سے میں محروم کیا گیا۔ میرے دشمن ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ میں جنگ کو بڑا محبوب رکھتا تھا لیکن کیا ہمیشہ میں حفاظت ذاتی میں نہیں لڑتا رہا اور اپنی ہر ایک فتح کے بعد کیا مینے فوراً ہی صلح کی تجویزیں پیش نہیں کیں۔؟

" اصل یہ ہے کہ میں کبھی اپنے افعال کا مختار نہیں رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اپنی مرضی کے موافق کام کر سکتا۔ میں بہت سی تجویزیں سوچتا تھا لیکن یہ بات میرے امکان میں کبھی نہ ہوئی کہ ان میں سے ایک تجویز پر بھی عمل کرتا میں نے بڑے زبردست ہاتھ سے باگ کو پکڑا۔ لیکن موجوں کا زور اسقدر قوی تھا کہ میری طاقت اس کے مقابلہ میں ہیچ تھی اور مینے جان بوجھ کر باگ ہاتھ سے چھوڑ دی اور یہ خطرہ عائد حال نکیا صفحہ ۱۹۶ کہ ان موجوں کا بزور مقابلہ کروں اور ڈوب جاؤں اور واقعی میں اپنا مختار کبھی نہ ہوا

بلکہ حالات اور معاملات نے مجھ پر حکومت کی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میرے آغاز اقبال پر اور اُس زمانہ میں جبکہ میں کانسل میں تھا میرے نہایت مخلص احباب اور سرگرم شرکا ریا ہیں غرض کہ اپنے افعال میں اُن کو ہدایت ہو مجھ سے بڑی بیتاب نیتی سے ہمیشہ سوال کیا کیا کرتے تھے کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اور اس سوال کا میں ہمیشہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اُن کو اس جواب پر تعجب ہوتا تھا اور غالباً اطمینان نہ ہوتا ہوگا لیکن میں واقعی سچ جواب دیتا تھا۔ اس کے بعد دوران شاہنشاہی میں جبکہ لوگوں سے بے تکلفی کم ہوگئی تھی بہت سے بُشروں سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہی سوال کر رہے ہیں اور اتفاقاً بھی اگر میں جواب دیتا کہ مجھے نہیں معلوم میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ مختصر آنکہ میں اپنے افعال کا کبھی مختار نہ رہا۔ پس میں اتنا احمق نہ تھا کہ واقعات کو کھینچ تان کر میں اپنے نظریہ کے موافق کرنے کی کوشش کرتا بلکہ اس کے خلاف میں نے اپنے طرز عمل کو ڈھال کر اُس سلسلہ واقعات کے مطابق کر دیا تھا جو مجھے پہلے سے نظر نہ آتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ میرا طرز عمل اکثر غیر مقرر اور مختلف نظر آتا تھا اور اس خامی کے متعلق بعض اوقات مجھ پر نا انصافی سے الزام لگایا گیا ہے۔"

از ایمل چارلس۔ بے۔ انگرسال۔ کا قول ہے" اس زمانہ میں جس طرح واقعات پیرس میں سمجھے گئے تھے وہ یہ ہے کہ امینس کے صلحنامہ اور فرانس کی جمہوری ترقی پر شکستہ دل ہو کر انگلستان نے جنگ کا عزم کیا تھا اور اسی جنگ پر ٹوری پارٹی کی قطعی فضیلت منحصر تھی اور پھر پٹ ضرور وزیر اعظم ہو جاتا۔ بوناپارٹ کو گورنمنٹ برطانیہ کے ارادۂ جنگ اور صلحنامہ کو شکست کر دینے کے بہانوں کی خواہش سے پوری آگاہی تھی۔"

تھیرس کا مقولہ ہے" غور کامل کے بعد دونوں قوموں کے باہم از سر نو جنگ شروع ہو جانے کے متعلق ہم فرانس پر الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس موقعہ پر

فرسٹ کانسل نے نہایت ہی پوری نیک نیتی سے کام کیا۔ انگلستان کے بودے وزرا اگرچہ صلح قایم رکھنا چاہتے تھے تاہم اُس فریق سے ڈر گئے جو جنگ کا حامی تھا اور اُس شور و غل سے گھبرا گئے جو سوئزرلینڈ کے متعلق برپا کیا گیا تھا۔ اور مالٹا خالی کرنے پر حجت و تکرار کر کے بدقسمتی سے غلطی کر بیٹھے اور اُس وقت سے پھر صلح کا ایسا خون ہوا کہ علاج باقی نہ رہا۔ اسلئے کہ مالٹا جیسی سونے کی چڑیا جب ایک مرتبہ انگلستان کی ہوس کے نذر ہو چکی تو اب کیسے ممکن تھا کہ یہ چڑیا بعد کو اُس سے چھین لی جاوے چونکہ فرانس نے سوئزرلینڈ کے معاملہ میں بڑے اعتدال اور نہایت مستعدی سے تمامی شکایات کا جو سوئزرلینڈ سے پیدا ہو رہی تھیں خاتمہ کر دیا تھا اسلئے دربار انگلستان کو بڑی خوشی سے مالٹا خالی کر دینا لازم تھا لیکن دربار انگلستان مالٹا خالی کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

فرسٹ کانسل نے منصفانہ زبان اور مجروح تکبر کے ساتھ دربار انگلستان کو امینس کے صلح نامہ پر عمل کرنے کی اطلاع دی۔ لیکن پے در پے اطلاعوں کا یہی نتیجہ ہوا کہ صلحنامہ کی افسوسناک شکست عمل میں آئی جس کا ہم ابھی اوپر تذکرہ کر چکے ہیں"۔

ولیم ہیزلٹ Hazlit نے لکھا ہے: "۱۸ مئی سنہ ۱۸۰۳ء کو برطانیہ اعظم نے فرانس کے مقابلہ میں جنگ کا اشتہار دیا۔ حیف یہ وہ زمانہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے مہلک اور یادگار ہے اور جس سے مصائب کے ایک اور ایسے جنگ کا آغاز ہوا کہ جب تک دنیا باقی ہے یہ مصائب فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ پہلی جنگ میں تو برطانیہ کو ناکامی ہوئی اور دوسری جنگ سے جو اب شروع کی گئی یہ مدعا تھا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو بزور شمشیر آفتاب کے اُس نمونہ کو مٹا دے جس نے ایک مکروہ لیکن پرانے ظالم بوربون خاندان کا اورنگ اولٹ دیا تھا اور یہ انقلابی نمونہ وہ تھا کہ ہر ایک داخلی اور خارجی کوشش پر جو اُس کی پامالی کے لئے کی گئی تھی غالب آچکا تھا۔

" اُن تمامی جھوٹی کہانیوں میں جو امر طشت از بام ناانصافی پر پردہ ڈالنے کے

لئے گھڑی گئی تھیں اس موقع پر انصاف اور رحم دلی کے عذر سب سے زیادہ جھوٹے تھے۔ اس موقع پر کچھ زیادہ چنیں چناں سے کام نہیں لیا گیا۔ صرف مغرور اور تاکیدی لہجہ کو ابھارا گیا۔ مالٹا۔ صرف ایک مجرمانہ عذر تھا جب صلح نامہ کے عملدرآمد کا وقت آیا تو فرانس کی دست درازی اور اُس کی اثر کی وسعت کا نام لیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہمارے ہندوستان کے انگریزی مقبوضات کو خطرہ تھا۔ اور مزید ضمانت میں مالٹا مانگا گیا۔ لیکن کیا یہ وہی زمانہ نہ تھا کہ ہم انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے مقبوضات کو بڑھا لیا تھا۔ اور اگر مقبوضات ہی کے بڑھا لینے کو فرانس اپنی طرف سے اس صلحنامہ کو شکست کی وجہ قایم کرتا تو کیا ہم انگریز فرانس کے اس عذر کو جائز عذر مان لیتے۔ لیکن کیا مزے کی بات ہے کہ ہم انگریز اُن قواعد سے خود مستثنٰی رہتے ہیں جو ہم دوسروں کے لئے دھینگا مشتی سے وضع کرتے ہیں“

سر والٹر اسکاٹ نے کہا ہے ” وزراے انگلستان نے اپنے دعوے کو یہاں تک گھٹا دیا کہ مالٹا صرف دس ہی برس کے لئے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہا۔ لیکن اس کے خلاف بوناپارٹ نے صلح نامہ میں کسی قسم کی ترمیم کو جائز نہ رکھا۔ چونکہ نیپلس کی افواج پر جو مالٹا میں تھیں اعتراض کیا گیا لہذا بوناپارٹ نے یہ بات تجویز کی کہ مالٹا میں روس اور آسٹریا کی افواج رکھی جاویں لیکن اس تجویز کو برطانیہ نے نہ مانا۔ ۱۰۔ مئی ۱۸۰۳ء کو لارڈ وائٹ ورتھ نے پیرس سے کوچ کر دیا اور برطانیہ نے فرانس کے خلاف جنگ کا اشتہار دیا۔ امینس کی براے چندے صلح کے بعد جس جنگ کا آغاز ہوا تو اُس کی وجہ کے متعلق اگر ہم ایک ہجوگو کی لفظیں استعمال کریں تو یہ کہینگے کہ یہ خونریز جنگ مغرورانہ لفظوں بغض وحسد اور خطرات کی وجہ سے چھیڑی گئی اور اس کی کوئی معین یا خاص وجہ نہ تھی جو کسی صفائی معذرت۔ یا عذرخواہی سے دور ہو سکتی ہو“

مسٹر لاک ہارٹ کہتے ہیں ” ۱۸ مئی ۱۸۰۳ء کو برطانیہ اعظم نے جنگ کا اشتہار دیا فرانسیسی جہازوں کی گرفتاری کے متعلق جہاں کہیں یہ جہاز دستیاب ہوں پہلے ہی حکم

صادر ہو چکے تھے - اور کہا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ اعلان جنگ کی اطلاع پیرس میں پہنچے دو سو فرانسیسی جہاز جن میں تیس لاکھ پونڈ کا مالیتی اسباب بار تھا - گرفتار کئے جا چکے تھے - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسے حالات میں رعایا کے مال کو یوں بے تکلف چھین لینا جائز فعل ہے یا ناجائز فعل ہے - لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ بہت دنوں سے جاری تھا اور ایسے تمامی مواقع پر انگلستان اس پر عملدرآمد کر رہا تھا اور ایک مدت دراز کے گزر جانے اور بے شمار عہدناموں کے ہو جانے کے بعد یورپ کے طرز جنگ کا یہ ایک جزو ہو گیا تھا

سر آرچی بالڈ الیسین کا قول ہے " ان حالات پر بغور توجہ کرنے کے بعد جن سے یہ جنگ دوبارہ چھڑی - اس امر سے انکار کرنا غیر ممکن ہے کہ انگلستان نے جنگ چھڑنے کے متعلق اپنی بڑی پر جوش خواہش کا اظہار نہیں کیا - اور جہاں تک انگلستان اور فرانس میں باہمی تعلقات موجود ہیں اُن پر نظر ڈالنے سے اس موقع پر پیش قدمی انگلستان ہی کی طرف سے ہوئی "

جب یہ نئی جنگ چھڑی تو نپولین نے ایسے عالی حوصلہ الفاظ میں جن کی ہر فیاض داد دیگا اپنے وزراء سے کہا " دیکھو اب ہم کو انگلستان مجبور کرتا ہے کہ ہم اس خندق کو پھاند جائیں (انگلش چینل کی طرف اشارہ ہے مترجم) - تو - اچھا ہم پھاند جائینگے - اب چاہے انگریز ہمارے بہت سے جہازوں اور نو آبادیوں پر قبضہ کرلیں لیکن میں لندن کی سڑکوں پر خطرہ اور بربادی لے جا کر انگریزوں کو ایسی تنبیہ کرونگا کہ اس جنگ کے نتیجہ پر وہ خون کے آنسوؤں سے روئینگے - انگلستان کے وزراء نے اپنے بادشاہ سے تمامی یورپ کے روبرو جھوٹ بلوایا - فرانس میں تو کوئی فوجی تیاریاں نہ ہو رہی تھیں یا کسی قوم سے خط وکتابت یا ساز باز نہ ہو رہا تھا - ص ۱۹۷ پھر کیا وجہ تھی کہ انگلستان نے مجھے ایک پرزہ بھی لکھ کر نہ بھیجا - دیکھو لارڈ وائٹ ورتھ کو ان سب باتوں کا اقرار کئے بغیر نہ بنی - اور تا ہم ایسے دنی کنایات سے ایک قوم دوسروں کے غصہ کو مشتعل کرنا چاہتی ہے - دو ماہ گزشتہ

سے انگلستان کی طرف سے میں برابر توہین برداشت کر رہا ہوں۔ اور میں نے یہاں تک چشم پوشی کی کہ انگلستان نے اپنے جرایم کے پیمانہ کو آخر لبریز کر دیا۔ میری چشم پوشی کو انگلستان نے میری کمزوری پر محمول کیا اور اپنے متکبر دعاوی کو یہاں تک بلند کیا کہ اپنے سفیر سے کہلوایا:" چنیں کیجیے اور چناں کیجیے۔ نہیں تو بندہ سات دن میں رخصت ہوتا ہے کیا یہی لہجہ ہے جس سے انگلستان ایک بڑی قوم کو مخاطب کرتا ہے۔

" انگلستان کے سفیر سے کہا گیا کہ اچھا جو کچھ وہ زبان سے کہتا ہے۔ اپنی قلم سے لکھ دے کہ اُس کی تحریر اُس کی گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جاسکے۔ اس کا اُس نے صرف یہی جواب دیا۔ نہیں۔ مجھے تو صرف زبانی گفتگو کرنے کا حکم ہے۔" بھلا آج تک کہیں ایسی سفارت بھی سنی گئی ہے۔ اس حرکت سے کیا یہ بات نہیں ظاہر ہوتی۔ کہ انگلستان حیلہ حوالہ کرے۔ مبہم الفاظ بولے۔ جیسا جی میں آئے گول مال کرے۔ اور پھر بھی اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ چھوڑے۔ جب انگلستان سچے واقعات ہی کو جھٹلاتا ہے تو دوسری باتوں میں بھلا اُس کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اگر انگلستان کا یہ منشا ہے کہ فرانس کے چار کروڑ جمہور کے لئے اپنے زور و جبر سے قانون نافذ کرے تو انگلستان لال باغ میں ہے۔ اس کو یہ یقین کرا دیا گیا ہے کہ نپولین جنگ سے اسلئے خائف ہے کہ اُس کے اختیارات ہل جائیں گے۔ لیکن کیا انگلستان کو یہ نہیں معلوم ہے کہ اگر ضرورت ہو تو نپولین بیس لاکھ فوج قایم کرسکتا ہے۔ پہلی جنگ کا نتیجہ کیوں نہیں دیکھتے کہ فرانس کی ایسی عظمت بڑھی کہ پیڈمانٹ اور بلجیم اُس میں شامل ہوگئے اب دوسری جنگ کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یوروپ کی فرماں روائیوں میں باہمی اتحاد کا رشتہ اور مضبوط ہو جائیگا۔ بڑی قوموں میں باہمی اتحاد کی ضمانت اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہی ہوسکتی ہے کہ انصاف کے ساتھ وہ باہمی عہدناموں کی تعمیل کریں۔ لیکن جس قوم کے خلاف۔ ایسے عہدنامے شکست کئے جاویں تو وہ قوم اس کو کیونکر گوارا کرسکتی ہے

اس لئے کہ یہ تو اُس کی بڑی ذلت کا موجب ہے۔ اگر یہ قوم ایک موقع پر بھی ایسی حالت میں دب جائے گی تو اُس کی بربادی میں کیا شبہ باقی رہیگا۔ فرانسیسی افواج کے لئے ایک معنیٰ سے یہ بہتر ہے کہ بادشاہ انگلستان کا تخت پیرس میں قایم ہو جانے دیں اور اُس کی اطاعت میں گردن جھکا دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ کے ہٹ دھرم دعاوی اور اُس کی متلون مزاجی کے مطیع ہو جائیں۔

" اسی طرح ایک دن وہ ہمارے جہازوں سے سلامی کے مدعی ہونگے پھر کہینگے کہ فلاں عرض البلد سے فرانس کے جہاز نہ گزریں۔ اور اس وقت بھی تو وہ ہماری بندرگاہوں کی درستی اور ہماری بحری فوج کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وہ شکایت کرتے ہیں اور ضمانت مانگتے ہیں۔ ابھی کچھ بہت دن نہیں ہوئے ہیں کہ ہمارا نائب امیر البحر لیسین مالٹا کے قریب گیا۔ اُس وقت اُس کے ہمراہ کوئی جہاز نہ تھے۔ قریب ہی پندرہ انگریزی جہاز موجود تھے اور اُنھوں نے لیسین Lesseignees سے سلامی مانگی۔ اُسنے انکار کیا۔ باہم کچھ رد و بدل کی نوبت پہونچی۔ لیکن لیسین نے سلامی نہیں دی۔ اور اگر لیسین سلامی دے دیتا تو میں اُسے گدھے پر چڑھاتا اور تمام شہر میں ہنڈاتا۔ اور اور ایسی تشہیر گلوٹین پر قتل کئے جانے سے زیادہ ذلیل ہے۔ میں فخریہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے عادات وصفات کا اظہار ہوگا تو یورپ کے ہرگوشہ سے صداے آفریں بلند ہوگی جس وقت انگلستان نے صلح پر رضامندی ظاہر کی تھی تو اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسی ایک دوسرے کو پھاڑ کھائینگے یعنی خبرلون کے ہاتھ سے فرانس کو تکلیف پہونچیگی۔ اور جہاں تک ہو سکا انگلستان اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ لیکن اُس کی سازش سے کوئی نتیجہ نہ ہوا کیونکہ ہر ایک فرانسیسی اپنے نقصان کی تلافی میں مصروف ہے۔ اب چونکہ جلد یا بدیر جنگ تو ضرور ہی ہوگی۔ لہٰذا فوراً ہی جنگ شروع ہو جانا چاہیے اور ہم کو اپنی بحری تجارت کے بحال ہونے کا انتظار نہ کرنا چاہیے "

جب یہ حالات لیجسلیٹو کونسل میں ظاہر کئے گئے تو مانسیٹور فان ٹین نے حسب ذیل تقریر کی:-

"فرانس پھر انھیں اسلحہ سے پناہ لے گا جو ایک مرتبہ یورپ کو فتح کر چکے ہیں۔ فرانس اپنی طرف سے جنگ کا اعلان نہیں دیتا ہے۔ مگر ہاں بلا خوف و خطر پیغام جنگ کو قبول کرتا ہے۔ فرانس جانتا ہے کہ جنگ میں ثابت قدم کس طرح رہتے ہیں۔ ہمارا ملک از سر نو شائستہ یوروپ کا مرکز بن گیا ہے۔ اب انگلستان کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ بغاوت یا طوائف الملوکی کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ نہ انگلستان سوسائٹی کے ناگزیر اصولوں کی حفاظت کر رہا ہے اور اگر جنگ ہوئی تو ایسا کہنے والے ہم ہونگے کہ صلح اور امن کے اصولوں کی ہم حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم ہی انگلستان کے حملوں کو رد کر کے جو قطعی ناانصافانہ ہیں قوموں کے حقوق کی حفاظت کرینگے۔ انگلستان صرف فریب دہی کی غرض سے صلح کی بات چیت کرتا ہے کہ جنگ کی تیاری کرے اور عہد ناموں پر صرف اس غرض سے دستخط کرتا ہے کہ اُن سے انحراف کرے۔ ایک اشارہ پر متفقہ حرکت کے ساتھ تمام فرانسیسی اپنے محبوب سورما کے گرد جمع ہو جائینگے۔ جملہ فریق جو اس سورما کے حسن انتظام و ترتیب کی وجہ سے اُس کا دم بھر رہے ہیں آپس میں صرف اسی بات پر جھگڑینگے کہ اُن میں سے دیکھیں سب سے زیادہ بہادری اور جوش کا اظہار کون کرتا ہے۔ سب اُس کی دانائی کی حاجت کو محسوس کرینگے اور سب اقرار کرینگے کہ بیشک ان جدید واقعات کے بار کو صرف وہی اٹھا سکتا ہے"

ڈیوک آف گیٹا۔ جو نپولین کی کونسل کا ایک ممتاز رکن تھا اپنے دلچسپ تذکرہ میں لکھتا ہے کہ نپولین صلح کا آرزو مند تھا لیکن یورپ کے تاجدار یہی کہے جاتے تھے کہ وہ شعلہ جنگ کو مشتعل کرتا ہے۔ پس نپولین کے دشمن نپولین کی نیک نامی پر دھبہ

لگانا چاہتے ہیں۔ اس بات سے کوئی ناواقف نہیں ہے کہ اعلیٰ مرتبہ پر پہونچکر نپولین نے انگلستان کے ساتھ صلح قایم رکھنے میں حددرجہ کوشش کی لیکن ہمیشہ اُس کی کوشش رد کردی گئیں۔ دوران خط و کتابت میں۔ جس سے نپولین کو توقع تھی کہ صلح ہوجائیگی۔ انگلستان کے سکرٹری آف اسٹیٹ مسٹر ڈنڈاس Mr Dundas نے فرانسیسی کمشنر مانسیور آٹو (Otto) کو اطلاع دی:۔

"بادشاہ انگلستان نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ فرانسیسی ماہی گیروں کی کشتیاں گرفتار کرلے اور کشتی والوں کو قید کرنے کے حکم کی از سر نو تعمیل کی جاوے۔"

"جیسے ہی فرسٹ کانسل کو اس امر کی اطلاع ہوئی اُس نے فرانسیسی کمشنر کو فوراً حکم بھیجدیا کہ لندن سے چلا آوے اور رخصت کے وقت حسب ذیل تحریر برٹش گورنمنٹ کے سامنے پیش کردے۔

"میںنے اپنی گورنمنٹ کو برطانیہ کے وزیر کا وہ اعلان بھیجا جس میں لکھا ہوا ہے کہ فرانس کے ماہی گیروں کا تعاقب کیا جاوے اور وہ گرفتار کئے جاویں اور جس اعلان کی تعمیل میں بہت سے بجرے اور کشتیاں گرفتار ہوچکی ہیں۔ فرسٹ کانسل نے خیال کیا ہے کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ کا یہ فعل شائستہ اقوام کے عملدرآمد اور نیز اُن قوانین کے جو اِن شائستہ اقوام میں نافذ ہیں خلاف ہے۔ حتیٰ کہ ایام جنگ میں بھی ایسا فعل ناجائز ہے اور اس فعل سے اصلی جنگ میں بے نظیر درشتی اور تلخی پیدا ہوگی اور دونوں قوموں کے باہم مخاصمت زیادہ بڑھیگی اور مدت صلح میں اور زیادہ فصل پیدا ہوجائیگا۔ لہذا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایسے ملک میں اب نہ ٹھہروں۔ جہاں صرف معاملات صلح میں ۱۹۰
ہی خود سری نہیں برتی جاتی ہے بلکہ جنگ کے قوانین اور نافذہ قواعد سے انحراف کیا جاتا ہے اور نفرت کی جاتی ہے۔ لہذا مجھے حکم موصول ہوا ہے کہ میں انگلستان کو چھوڑ دوں۔ جہاں اب میرا قیام محض فضول ہے۔ اسی کے ساتھ مجھے اس بات کا

اعلان کردینے کا بھی حکم موصول ہوا ہے کہ فرانسیسی گورمنٹ جس کی عین آرزو اور تمنا ہمیشہ یہی ہی ہے کہ امن وچین قایم رہیں اور جہاں تک ممکن ہو مصائب جنگ میں کمی ہو اپنی طرف سے اس بات پر راضی نہیں ہے کہ طولانی عداوتوں کا شکار بیچارے ماہی گیر بنائے جاویں۔ چنانچہ اُس کو اس قسم کی کارروائیوں سے اجتناب ہے اور اُس نے اپنے امیرالبحر کو حکم دیا ہے کہ انگریزی ماہی گیروں سے خبردار کوئی تعرض نہ کیا جائے اور وہ آزادی سے جہاں چاہیں شکار کرتے رہیں۔

۲۰ مئی ۱۸۰۳ء کو نپولین نے امینس کے صلحنامہ کی شکست کا فرانس میں حسب ذیل اعلان کیا:-

"ناانصافانہ دست درازی کو روکنے کے لئے ہم جنگ پر مجبور کئے گئے ہیں پس ہم اس دست درازی کو ایسا روکینگے کہ فرانس کی چار دانگ عالم میں دھوم ہوجاویگی۔ اگر شاہ انگلستان کی یہی مرضی ہے کہ وہ اُس وقت تک جنگ کرے جب تک کہ فرانس یہ تسلیم نہ کرلے کہ برطانیہ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جس طرح چاہے صلحناموں کو قایم رکھے یا شکست کرے اور فرانس گورمنٹ کے سرکاری اور خانگی معاملات میں جس طرح چاہے دخیل ہو اور فرانس کو شکایت کی بھی اجازت نہ دے تو رحم و انصاف کی پھوٹی قسمت پر ہم کو رونا لازمی ہے۔ بےشک وشبہہ ہماری یہی تمنا ہے کہ ہم اپنی اولاد کے سامنے فرانس کو معزز اور بےداغ چھوڑ جائیں۔ کچھ ہی حالات کیوں نہوں سب موقعوں پر ہم یہ بات انگلستان ہی کے لئے چھوڑینگے کہ صلح کی شکست اور قوموں کی آزادی کے خلاف پہلے وہی پیشقدمی کرے اور ہماری طرف سے اُس کو اعتدال کی ایسی مثال ملیگی کہ اگر کسی واقعی تمدنی ترتیب اور رعایا کی خوش حالی کی نظیر ملیگی تو اسی اعتدال سے ملیگی"

نپولین نے سینٹ ہلینا میں اس ناانصافانہ اور بےوجہ حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے

کیا۔ پچھلے چار سال میں میں نے اُن تمام فرقوں کو جن میں فرانس میری تحت نشینی کے وقت تقسیم تھا متحد کر دیا تھا۔ تارکانِ وطن کی فہرست بند کر دی گئی تھی۔ پہلے تو میں نے ان ناموں پر نشان کئے پھر یہ نشان مٹا دئے اور آخر میں اُن سب کی جو فرانس واپس آنا چاہتے تھے میں نے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کر لی۔ اور اُن کی تمامی موجودہ اور ایسی جائدادیں جو فروخت نہ ہو گئی تھیں واپس کر دیں۔ لیکن جنگلات اس قاعدہ سے مستثنیٰ رہے کیونکہ یہ لوگ صرف محاصل ہی پا سکتے تھے۔ اُس فہرست میں پھر سوائے اُن لوگوں کے جو براہ راست بوربون شاہزادوں سے ذاتی تعلق رکھتے تھے کسی اور کا نام نہ رہا اور ان لوگوں نے معافی سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا۔ ہزاروں تارکانِ وطن واپس آگئے اور اُن سے کسی اور بات کی خواہش سوائے اس کے نہ کی گئی کہ وہ ریپبلک کے ساتھ وفادار رہنے کا حلف کریں ان قوانین سے سرکاری معاملات میں بہت بہتری پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ان قوانین کی نرمی اور اعتدال نے کانسل کی حکومت کے دشمنوں یعنی فریق شاہی اور ہمارے خارجہ دشمنوں کی گستاخی کو بڑھا بھی دیا تھا۔"

انگلستان کی گورنمنٹ نے توہین کے ساتھ نپولین کی صلح کی درخواست کو جب وہ کانسل بنایا گیا تھا نامنظور کیا تھا۔ لیکن آخر کار انگلستان کی گورنمنٹ نے اپنی رعایا کی شکایتوں سے خوف زدہ ہو کر طوعاً و کرہاً صلح کی۔ لیکن یہ گورنمنٹ موقع کی منتظر رہی کہ جنگ پھر شروع کرے اور اُس نے امینس کے صلحنامہ کی نہایت ہی محترم شرائط کو شکست کیا۔ اور فرانس کے جہاز اور کشتیاں گرفتار کیں جن میں ساٹھ کروڑ فرانک کا مال موجود تھا اور قبل اس کے کہ اعلانِ جنگ کو پیرس پہونچنے کی مہلت ملے انگلستان نے فرانس کی تجارت کو برباد کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُس بڑے شخص کو بدنام کرنے کی غرض سے جس نے نہایت عالی ہمتی

سے اپنی قوم کو اُس کی حفاظت پر آمادہ کیا انگلستان نے یہ فریادیں بلند کیں کہ نپولین اپنی نہ سیر ہونے والی بلند نظری اور خونخوار مزاجی کی بدولت جنگ کو چھیڑتا ہے۔ برطانیہ کی روسیاہی کا یہ فعل اب اور زیادہ سیاہ رنگ سے نہیں رنگا جا سکتا۔

صفحہ ۱۹۰

باب بست و ششم

بولون[1] کا لشکرگاہ

تاریخ کا فیصلہ۔ انگلستان کی طاقت۔ فرانسیسی جہازوں کی گرفتاری۔ معاوضہ میں انگریز سیاحوں کا قید کیا جانا۔ انگلستان پر حملہ کی تیاری۔ بلجیم کا دورہ۔ آبنائے ڈوور[2] کو عبور کرنے کی تجویز۔ نوجوان انگریزی ملاح۔ سکرٹری۔ بولون میں افواج کا جمع ہونا۔ انگلستان میں پریشانی۔ ولنگٹن صاحب کی شہادت۔ نپولین کے قتل کی تجویزیں۔

غیر طرفدار تاریخ امیین کے صلحنامہ کی شکست کی جواب دہی بلا اختلاف گورنمنٹ برطانیہ کے ذمہ ڈالیگی۔ نپولین کو جنگ سے کسی قسم کے فائدہ کی توقع نہ ہوسکتی تھی بلکہ اُس کو ہر طرح سے خطرہ ہی خطرہ تھا۔ صرف ایک راستہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے قوی دشمن انگلستان تک پہونچ سکتا تھا یہ تھا کہ سمندر کو عبور کر کے اپنے دشمن پر حملہ کرے۔ نپولین خود اقرار کرتا تھا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ایسا فعل جان پر کھیلنا تھا۔ انگلستان

---

[1] بولون بندرگاہ ہے فرانس کے شمال میں جہاں سے انگلستان کا ساحل بہت قریب ہے مترجم ۱۲

[2] آبنائے ڈوور فرانس اور انگلستان کو جدا کرتا ہے اور یہ انگلش چینل کا ایک حصہ ہے۔ مترجم ۱۲

سمندروں کا بلا شرکت غیرے مالک تھا۔ اور کوئی بحری طاقت اُس کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی تھی اور یہ مقولہ قطعی سچا مقولہ ہے۔ "کہ برطانیہ کو قلعوں کی حاجت نہیں اُس کی گڑھیاں تو موجوں پر ہیں اور سمندر اُس کا گھر ہے"

اپنے لا فتح جہازوں سے انگلستان فرانس پر ہر سمت سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔ انگلستان بشر خوار رپبلک کے جہازوں کو سمندر کی سطح سے ناپدید کر سکتا تھا۔ اور سب ممالک کی تجارت کا آپ مالک ہو سکتا تھا۔ لہذا جنگ سے انگلستان کو سراسر فائدہ تھا اور دولت حاصل ہو سکتی تھی۔ اور انگلستان کے خوفناک رقیب فرانس کی تجارت کی جنگ سے بربادی ظاہر تھی۔ فرانس کی خوش حالی اور طاقت نے انگلستان کو خوف زدہ کر دیا تھا لہذا وزراے دربار انگلستان کے سامنے جنگ کو از سر نو آغاز کرنے کا لالچ نہایت دل فریب تھا۔ اور اس لالچ سے بچنے کے لئے اُس معمولی نیکو کاری سے زیادہ نیکو کاری کی ضرورت تھی جتنی عموماً شاہی درباروں کی قسمت میں ہوا کرتی ہے۔ اور افسوس مصیبت زدہ انسانوں کی یہ بدقسمتی تھی کہ انگلستان اس لالچ میں آگیا۔ انگلستان نے ایسے صلحنامہ کی شرائط کی تعمیل سے انکار کیا جو نہایت ہی واثق عہد و پیمان کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ اور اپنے ایمان کے خلاف مالٹا سے قبضہ نہ ہٹایا۔ اور فرانس پر حملہ کر دیا۔

نپولین نے اُس اطلاع میں جو صلح کے شکست ہوتے ہی اُس نے لیجسلیٹو کونسل کو وہی حسب ذیل کہا:

" انگلستان میں برتری حاصل کرنے کی غرض سے دو فریق آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک فریق نے تو صلح کر لی ہے اور دوسرے فریق کو فرانس سے بلا کی نفرت ہے اور اسی وجہ سے انگلستان کے دربار کی تجاویز اور مشوروں میں یہ تزلزل ہے اور یہ حالت ایسی ہے کہ کبھی تو صلح کی طلبگار ہے اور کبھی جنگ کی دھمکی دیتی ہے۔ جب تک یہ ۱۹۹ عمر

جھگڑہ باقی ہے ریپبلک کو اپنی تجویزوں میں بڑی دور اندیشی سے کام کرنا چاہیے اور فرانس کی حفاظت اور توہین کا انتقام لینے کو پانچ لاکھ سپاہ کے تیار رہنے کی حاجت ہوگی اور وہ تیار رہیگی۔ عجب ضرورت ہے کہ ناقص جذبات نے دونوں قوموں پر عاید کی ہے ۔

درحالیکہ اپنے منجالس فوائد اور اغراض کے اعتبار سے ان قوموں میں صلح رہنا چاہیے لیکن ہمیں امید رکھنا چاہیے کہ بہتر وقت آیگا اور ہم کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہنوز انگلستان کے دربار سے زیادہ عاقلانہ مشوروں اور رحم دلی کی صدا ہمارے کان میں آئیگی ۔“

ایک دن پیرس میں مسٹر فاکس نپولین کے ہمراہ معہ دیگر شرفا کے لووری کی گیلری میں تھا جہاں کہ عجائب خانہ میں نہایت نفیس زمین کا ایک کرہ رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص اس کرہ کو دیکھکر کہنے لگا کہ ”دیکھو برطانیہ اس کرہ پر کیسی ذرا سی جگہ پر واقع ہے“ اس پر مسٹر فاکس اس کرہ کے قریب آیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اُس کو اپنے ہاتھوں کے حلقہ میں لینا چاہا اور کہنے لگا ”ہاں برطانیہ اس کرہ پر بہت ذرا سی جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ لیکن اپنی طاقت سے اُس نے تمام کرہ پر قبضہ کر رکھا ہے“

فاکس کی یہ شیخی نہ تھی کیونکہ برطانیہ کے مقبوضات ہر جگہ موجود تھے یعنی اسپین بحر روم۔ جزائر مشرقی۔ جزائر مغربی۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اور بحر اعظم کے بے شمار جزائر پر اُس کی طاقت پھیلی ہوئی تھی۔ اُس زمانہ میں بھی جبکہ سلطنت روم کا ستارہ اوجِ اقبال فلک ہفتم پر پہونچا ہوا تھا اُس کی سلطنت برطانیہ کی برابر وسیع نہ تھی لہذا نپولین کو برطانیہ کی یہ شکایت محض ناچیز معلوم ہوتی تھی۔ کہ فرانس کی شیر جوار ریپبلک جو یوروپ کے مخالف بادشاہوں سے جھگڑ رہی تھی اپنی بلند نظری سے دنیا کو معرض خطر میں ڈال رہی تھی۔ کیونکہ اُس نے پیڈمانٹ۔ سوس۔ اسپین ریپبلک اور پارما کی کمزور ریاست پر اپنا اثر قایم کر لیا تھا اور جزیرہ ایلبا میں نو آبادی قایم کی تھی۔ نپولین کی دلائل اور حجتوں کا برطانیہ کوئی جواب نہ دیسکتی تھی اگر اُس کے

پاس کوئی جواب نہ تھا تو یہی تھا کہ وہ اپنے جہازوں سے گولے مارنے لگتی تھی۔

انگلستان۔ "تم جلاوطن بوربون کے تخت پر بیٹھے ہو"۔

نپولین۔ "اور تمھارا بادشاہ جلاوطن اسٹوارٹ کے تخت پر بیٹھا ہے"

انگلستان۔ "لیکن فرسٹ کانسل تو سِس آلپین ریپلک کا پریسیڈنٹ بھی ہے"

نپولین۔ "اور بادشاہ انگلستان بھی تو ہینوور کا ایلکٹر Elector ہے"

انگلستان۔ "اور تمھاری فوجیں سوئزرلینڈ میں ہیں"

نپولین۔ "اور تمھاری فوجیں بھی تو اسپین میں ہیں اور جبرالٹر کی پہاڑی کو کیسا مستحکم کیا ہے"

انگلستان۔ "تم بلند نظر ہو اور ممالک غیر میں اپنی نو آبادیاں قایم کرنا چاہتے ہو"

نپولین۔ "تمھاری دس نو آبادیوں کے مقابلہ میں ہماری ایک ہے"

انگلستان۔ "ہم کو یقین ہے کہ تم مصر پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہو"

نپولین۔ "اور تم تو ہندوستان پر اپنا قبضہ کر چکے ہو"

اس پر انگلستان غصہ سے جھلا کر کہتا تھا۔ "نیلسن لاتو۔ بحری افواج۔ ولنگٹن بن تو بری سپاہ کا سپہ سالار یہ آدمی پال ہونا چاہیئے۔ اس کی بلند نظری نے تو دنیا کی آزادی کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے۔ اے انگلستان کے مورخو۔ ذرا قوموں کو آگاہ تو کر دینا کہ غاصب بوناپارٹ اپنی دست درازی اور غرور سے یوروپ کو خون کے طوفان میں ڈال رہا ہے"

پیرس سے برطانیہ کے سفیر کے رخصت ہوتے ہی اور قبل اس کے کہ فرانس کا وزیر لندن سے رخصت ہو انگلستان نے کسی قسم کے اعلانِ جنگ کے بغیر فرانس پر حملے شروع کر دیئے۔ فرانسیسی ریپلک کے تجارتی جہاز جو قیمتی مال سے لدے ہوئے تھے اور جن کو کسی قسم کے خطرہ کا شبہ نہ تھا۔ خود انگلستان کے بندروں میں

اور جہاں جہاں ہاتھ اُس کے گرفتار کر لئے گئے۔ فرانس کے دو جنگی جہازوں پر بھی حملہ ہوا اور گرفتار کئے گئے۔ اور پہلی خوفناک یہی خبر تھی جو نپولین کو جنگ شروع ہو جانے کے متعلق پہونچائی گئی۔

نپولین کو نہایت سخت غصہ آیا اور اُس نے بھی انتقام میں وہ سخت کارروائی کی جو نپولین جیسے شخص کے شایاں تھی۔ آدھی رات کو اُس نے وزیر صیغہ پولیس کو اپنے حضور میں طلب کر کے حکم دیدیا کہ ۱۸ سال سے لے کر ۶۰ برس کی عمر تک کا ہر ایک انگریز جو فرانس میں موجود ہو گرفتار کر لیا جاوے اور ان سب کو اُن قیدیوں کے عوض میں جو انگلستان نے سمندر میں گرفتار کئے ہیں قید کر دیا جاوے۔ اس وحشت خیز خبر سے انگلستان کے گھروں میں کہرام مچگیا۔ اس لئے کہ یوروپ میں اس وقت ہزاروں سیاح موجود تھے اور اُن کو کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ آغاز جنگ سے قبل اعلانِ جنگ ضرور مشتہر کیا جائیگا۔ لیکن اس خوفناک جنگ کے یہ پہلے پھل تھے جس میں اب دنیا مبتلا کی گئی تھی۔

ان سیاحوں کی گرفتاری پر ہزاروں گھروں میں رنج و مصیبت کا وہ حال تھا کہ اُس کے بیان کا کسی زبان کو یارا نہیں ہے۔ ان لوگوں میں سے بہت سے بڑے بڑے لایق اور تعلیم یافتہ انگریز تھے۔ ان میں باپ۔ بیٹے اور بھائی بھی تھے جو محض تفریح کی غرض سے یوروپ کی سیر کر رہے تھے۔ ان بیکسوں نے بارہ برس متواتر جلاوطنی کی مصیبتیں جھیلیں۔ اور بہت سے تو مر کر فرانس ہی کی خاک میں خاک ہو گئے۔ انگلستان میں بچے جوان ہو گئے اور اپنے اسیر باپوں کی صورت تک نہ دیکھی اور نہ جانا کہ وہ جیتے بھی تھے یا مر گئے تھے۔ بیویاں اور بیٹیاں اُجڑے ہوے گھروں میں مصیبت و انتظار کی برسیں جھیل کر قبر میں مایوسی سے جا سوئیں اُدھر انگلستان نے اپنے پرانے جہازوں کے کولوں کو فرانسیسی قیدیوں سے

بھر دیا تھا جن میں صاحبِ اولاد اور بیوی بچوں والے بھی محسوس تھے۔ فرانس کے ہزارہا جھونپڑوں میں بھیک اور فاقہ کشی کی حکومت تھی جو فرانس کی وادیوں میں اور لبِ سمندر واقع تھے اور جہاں۔ اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو صلح امن اور مسرت کا مسکن ہوتا۔ جیسا عموماً ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہے خاص کر مصیبت بے گناہوں پر پڑی تھی جہاں گھر کی بیویوں اور بیٹیوں اور بہوؤں نے سالہا سال بے پایاں رنج و مصیبت میں گزارے۔

جنگ کی معمولی مصائب کا خیال کرنے سے روح لرزتی ہے۔ ولیم پٹ جو اس جنگ کا بانی تھا بڑے زبردست ذہن اور عزم و ہمت کا شخص تھا لیکن وہ اُن رحم دلی کے خیالات سے خالی تھا جو انسان کی فطرت کو آب و تاب بخشتا (۲۰۰)
کرتے ہیں نہ اُس کے بیوی ہی تھی نہ اُس کے بیٹا ہی تھا۔ پس محبت اور دردمندی کا خیال اس کی بے درد۔ غیر متحرک اور ظالم سرد مہر روح کی سطح کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔

فرانس کے موجودہ انگریزوں کی گرفتاری کا حکم سرکاری اخبار مانیٹور Moniteur میں اس طرح شائع کیا گیا تھا:۔

"نوآبادیوں اور بحری صیغہ کے وزیر نے برسٹ Brest کے بحری افسر کی ایک رپورٹ ریپبلک کی گورنمنٹ کے حضور میں پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ خلیج آڈریو Audrieu میں دو انگریز جنگی جہازوں نے فرانس کے دو تجارتی جہازوں کو بغیر کسی اعلانِ جنگ کے قومی قوانین سے انحراف کر کے گرفتار کر لیا۔

لہذا سب انگریز ۱۸ سال سے لے کر ۶۰ برس کی عمر تک اور نیز وہ اشخاص جو برطانیہ کی طرف سے کسی خدمت پر مامور ہیں۔ اور اس وقت فرانس میں موجود ہیں ریپبلک کے شہریوں کے معاوضہ میں جو برطانیہ کے جہازوں اور اُس کی

رعایا نے گرفتار کر لیے ہیں اور اعلانِ جنگ سے قبل یہ کارروائی کی ہے فوراً گرفتار کر لیے جاویں۔"

(دستخط)

بوناپارٹ

نپولین نے انگریزی قیدیوں سے بڑی مہربانی سے برتاؤ کیا اور صرف انھیں لوگوں کو قید کیا جو فوجی خدمات پر متعین تھے اور باقی لوگوں کو گڑھیوں میں آزاد چھوڑ دیا اور اُن کے گرد پہرہ کر دیا۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو پرانے جہازوں میں قید کیا تھا۔ جہاں کثرت کی وجہ سے اُن کو لا بیان تکلیف تھی۔ نپولین کے جی میں کئی دفعہ یہ بات آئی کہ فرانسیسی قیدیوں کی حفاظت کے لئے جو انگلستان کے جہازوں میں قید تھے وہ بھی اپنے انگریز قیدیوں کو اسی قسم کی تکلیف پہونچاوے جیسی فرانسیسیوں کو دیجا رہی تھی۔ لیکن پھر اس کی جبلی رحم دلی غالب آئی اور اُس نے ان بدقسمت قیدیوں کو جو اُس کے اختیار میں تھے محفوظ رکھا۔ انگلستان کے دربار نے اس بات کی شکایت کی کہ نپولین نے صلح جو سیاحوں کو فرانس میں قید کر لیا تھا۔

اس کا نپولین نے یہ جواب دیا کہ تم نے بھی تو شبہ نہ کرنے والے فرانسیسیوں کو سمندر میں گرفتار کیا ہے۔"

انگلستان نے جواب دیا" ہمارا تو یہ قاعدہ ہے کہ ہم سمندر میں دشمن کے متعلق جو کچھ پاتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور اسلئے ہمارا یہ فعل حق بجانب ہے۔"

نپولین نے جواب دیا۔ اب میں بھی یہی قاعدہ مقرر کرونگا کہ خشکی میں دشمن کے متعلق جو کچھ پاؤں گرفتار کر لوں اور میرا بھی یہ فعل حق بجانب ہو جائیگا۔"

یہاں پر بحث کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن مصیبت بیچارے قیدیوں کی تھی یعنی اُدھر تو فرانسیسی پرانے جہازوں میں اسیرِ بلا تھے اور ادھر انگریز پرانی گڑھیوں

ہیں خانہ برباد تھے۔ نپولین نے تجویز کیا کہ قیدیوں کا تبادلہ کرلیا جاوے۔ لیکن انگلستان کے دربار سے اس کا یہ جواب ملا کہ اگر قیدیوں کا تبادلہ کرلیا جاویگا تو یہ بات مسلّم ہو جائیگی کہ فرانس کا انگریزوں کو قید کرنا حق بجانب فعل تھا۔ پس اس رحیمانہ تجویز سے انکار کردیا گیا اور بے دردی سے دونوں قوموں کے قیدیوں کو اُن کی قسمت کے حوالہ کیا گیا۔ نپولین نے اپنے قیدیوں کو اپنی ہمدردی کا یقین دلایا اور کہا کہ تمھاری رہائی خود تمھاری گورنمنٹ کے ہاتھوں میں ہے اور تم اُسی سے استغاثہ کرو۔“

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا ”تمھارے وزرا نے اس بات پر کہ میں نے فرانس میں انگریزوں کو قید کرلیا تھا بڑا غوغا مچایا۔ لیکن پہلے اس کی نظیر کس نے دکھائی تھی؟ فرانسیسی جہازوں کو گرفتار کرکے اور جہازیوں کو قید کرکے جو خود اُن کی بندرگاہوں میں اور سمندروں میں اُن کے ہاتھ آسکے تھے۔ اعلانِ جنگ سے قبل اور اس سے پیشتر کہ میں انگریزوں کو قید کروں۔ خود اُنھوں نے پہلے مثال دکھائی تھی۔ اس پر مینے بھی کہا کہ اگر تم میرے فرانسیسیوں کو سمندر میں جہاں تم کو سب اختیارات حاصل ہیں قید کروگے تو میں تمھارے انگریزوں کو خشکی میں جہاں میں سب کچھ کرسکتا ہوں قید کرونگا۔ مگر اس کے بعد مینے یہ بات چاہی کہ اعلانِ جنگ سے قبل اس شرط پر انگریزوں کو رہا کردوں کہ برطانیہ سب فرانسیسیوں کو مع مال کے چھوڑ دے اس بات سے تمھارے وزرا نے انکار کیا۔ تمھارے وزرا کی یہ عادت ہے کہ جب تک اُن کا بس چلتا ہے کبھی پوری صداقت کا اظہار نہیں کرتے اور صداقت کا جب ہی اعلان کرتے ہیں جبکہ معاملہ اُن کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے یا وہ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ دوسرے ذرائع سے پبلک کو صحیح صحیح معلوم ہو جائیگا اور نہیں تو دوسری حالتوں میں وہ اپنے مفید مطلب معاملہ کو پھیرتے ہیں۔ دوسرے پرتو سے ظاہر کرتے ہیں یا پوشیدہ کرتے ہیں۔“

اگر دو شائستہ قوموں میں بھی جنگ ہو جیسی کہ فرانسیسی اور انگریزی قومیں ہیں تو بھی نتیجے ویسے ہی ہولناک ہوتے ہیں جیسے اوپر بیان ہوئے۔ جنگ کی بدولت نہایت ہی شدید انتقام لئے جاتے ہیں اور جب جنگ کے درخت میں خوشے اور کلیاں آتی ہیں تو سب سے پہلے پکنے والے پھل یہی ہوتے ہیں کہ بے گناہوں کے سروں پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔ نپولین کو نہایت سخت صدمہ پہونچایا گیا تھا اور اُس نے بھی بدلہ میں ویسا ہی سخت خوفناک انتقام لیا۔ اب دونوں قوموں کے غصہ کی کوئی حد باقی نہ رہی تھی۔ تمامی فرانس کی طاقت اور ذہن و فراست ایک شخص میں جس کو فرانسیسیوں نے یک زبان ہو کر اعلیٰ اختیارات سپرد کر دیئے تھے جمع تھی لہذا جنگ نے ایسا رنگ اختیار کیا کہ گویا انگلستان نے ایک شخص واحد پر حملہ کیا تھا۔ مگر ایسی اچانک اور غیر متوقع جنگ کے واسطے فرانس تیار نہ تھا۔ نپولین کو فرانس کی اندرونی اصلاحوں کے لئے ملک کے کل محاصل کی حاجت تھی اور اُس نے فوجوں کا بہت بڑا حصہ برخاست کر دیا تھا اور یہ سپاہی اب زندگی کے مفید صلح اور امن کے اشغال میں مصروف تھے۔

مگر نپولین کے چست عزم و ثبات نے تمام فرانس کو جوش سے بھر دیا۔ منجملہ دیگر یوروپی مقبوضات کے ہینوور Hanover کا صوبہ بھی بادشاہ انگلستان کے قبضہ میں تھا اور انگلستان کے جہازوں کی توپوں کی پہلی باڑھ کو ابھی دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ فرانس کی بیس ہزار فوج نے ہینوور پر حملہ کرکے اُس کی سولہ ہزار سپاہ کو قید کر لیا[۳۵] اور چار سو توپیں تیس ہزار بندوقیں۔ اور تین ہزار پانسو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے چھین کر تمام صوبہ پر اپنا قبضہ و دخل کر لیا۔ یہ وحشت ناک خبر سن کر کہ اُس کا موروثی صوبہ فرانسیسیوں نے چھین لیا انگلستان کے بادشاہ کو بڑا جانکاہ صدمہ ہوا۔

اس کے بعد فرسٹ کانسل نے فوراً انگلستان کو پیغام صلح بھیجکر لکھا" کہ ہینوور فتح کر لینے سے میرا صرف اسیقدر منشا ہے کہ تم مالٹا خالی کر دو اور امینس کے صلحنامہ پر کاربند ہو" اس کا جواب برطانیہ کے وزیر نے درشتی کے ساتھ یہ دیا کہ ہم جرمن کے فرماں روا سے اس کا اپیل کرینگے"

نپولین اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر کبھی بھی عام صلح ہوئی تو اُس وقت میں ظاہر کرسکونگا کہ میں اصل میں کیا ہوں۔ اور اُس وقت میں یوروپ کا مصلح کہلاؤنگا۔ فرانس جس میں خودسر حکومت کا مطلق خیال باقی نہیں ہے اپنی اعلیٰ شائستگی کی وجہ سے اس قابل ہے کہ دو انتہائی اصولوں[۱] کے دعاوی کے درمیان جن سے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو رہی ہے حائل ہو جاوے اور شعلۂ جنگ کو فرو کر دے اور اس کے وہ وہ نیک نتائج پیدا ہونگے جو ابھی ہم میں سے کسی کو نظر بھی نہیں آتے ہیں لیکن اس کام کو انجام دینے کے لئے مجھے دس برس تک امن وچین کی حاجت ہے لیکن افسوس۔ برطانیہ کے وزرا بھلا مجھے اتنی کیوں مہلت دینے لگے"

نپولین کو انگریزوں نے تنگ کر کے جنگ پر مجبور کیا تھا۔ چنانچہ یوروپ کے متحدہ بادشاہ اُس کی مخالفت پر آمادہ کئے گئے۔ اس بات نے فرانس کو مجبور کر دیا کہ وہ سب کا سب ایک لشکرگاہ ہو جاوے اور نپولین بالکل مختار مطلق بنا دیا جاوے۔ اگر وسیع بحر اٹلانٹک بیچ میں نہ حائل ہوتا تو یوروپ کے متحدہ بادشاہ ممالک متحدہ امریکہ پر بھی اسی طرح چڑھائی کرتے جس طرح فرانس پر کی۔

نپولین کی مرغوب تجاویز میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ نوآبادیوں کی تعداد میں ترقی دی جاوے تاکہ فرانس کی بحری خوش حالی بڑھے چنانچہ اسی نسبت سے اُس نے

---

[۱] یعنی طوائف الملوکی اور خودسر حکومت ۱۲ مترجم

صوبہ لوئی سیانا[1] اسپین سے خریدا تھا اور اُس کی بڑی تمنا تھی کہ دریائے[2] مسی سپی کی زرخیز وادی میں فرانس کی ایک خوش حال نوآبادی قایم کی جاوے۔ یہ صوبہ جو فرانس کی نظروں میں ایسا قیمتی تھا اب انگریزوں کے اختیار میں تھا اور انگریز اُس کو اپنے قبضہ میں لا سکتے تھے۔ لیکن نپولین نے فوراً یہ صوبہ ممالک متحدہ امریکہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اگرچہ اس کے بیچنے سے نپولین کے بڑے مدعا کا خون ہوا۔ لیکن کیا " کیا جا سکتا تھا ضرورت ہی ایسی سخت آپڑی تھی۔

انگلستان کی بحری فوجوں کے حملہ سے فرانسیسی کسی مقام پر محفوظ و مامون نہ تھے اور فرانس پر بڑی شدت کے ساتھ ضرب کے بعد ضرب پڑنا شروع ہوئی یعنی فرانس کے شہر گولوں سے اڑائے جانے لگے اُس کی نوآبادیوں پر انگریزوں کا قبضہ ہونا شروع ہوگیا اور اُس کی تجارت برباد ہونے لگی۔ انگریزوں کی بحری طاقت ایسی مسلّم تھی کہ جہاں اُن کا پرچم لہراتا تھا اُن کی فتح میں شک نہ ہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کے جزیرۂ انگلستان خود اس طرح واقع ہوا تھا کہ اُس تک کسی کی رسائی نہ تھی۔ اُس کی بحری فوج اُس کی محافظ تھی اور انگریز بڑی حفاظت اور امن سے بیٹھے چین کر رہے تھے اور روئے زمین پر خود ہر جگہ بربادی پھیلا رہے تھے۔

نپولین خود برطانیہ کے سفیر سے کہہ چکا تھا۔ جناب والا۔ انگلستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا نہایت ہی خطرناک فعل ہے"

لیکن اگرچہ نپولین انگلستان پر حملہ کرنے کے فعل کو مایوسانہ فعل کہتا تھا۔ مگر اب سوائے اس کے کہ انگلستان پر حملہ کرے اور دوسرا چارہ بھی کیا تھا چنانچہ اس مہم کے جہاز میں وہ ایسے انوکھے عزم وثبات اور ایسی دور اندیشی اور ایسی فراست

---

[1] صوبہ شمالی امریکہ میں واقع ہے ۱۲ مترجم

[2] یہ شمالی امریکا کا سب سے بڑا دریا ہے اور خلیج میکسیکو میں گرتا ہے ۱۲ مترجم

سے سوار ہوا کہ دنیا کو اُس کی عظیم الشان تجویز پر حیرت ہوگئی اور تمام انگریزوں کے مُنہہ پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ انگلستان پر یورش کرنے کی غرض سے انگلش چینل پر بڑی بڑی تیاریاں ہونے لگیں اور گویا بزور طلسم تین لاکھ فوج فوراً قایم ہوگئی تمام فرانس کام میں مصروف ہوا اور توپوں کی دو ہزار کشتیاں تیار ہوگئیں کہ ڈیڑھ لاکھ سپاہ پیدل۔ دس ہزار سواروں۔ اور چار ہزار توپوں کو انگلستان کے ساحل پر جا اُتاریں۔ فرانس کے سب کارخانے رات دن مستعدی سے بڑی چھوٹی ہر قسم کی توپیں تیار کرنے لگے اور فرسٹ کانسل کی فوق العادت عزم وہمت نے رپبلک کے تمامی صوبجات میں جوش کی روح پھونک دی۔

نپولین جملہ کارروائیوں کی ذرا ذرا سی تفصیلی نگرانی خود کرتا تھا اور اگرچہ اُس کا اعتقاد تھا کہ سب معاملات تقدیر ہی سے ہوتے ہیں تاہم تقدیر کے لئے پورا کرنے کو وہ کوئی کام چھوڑ نہ دیتا تھا ہر ایک ممکن الوقوع ضرورت کا پہلے سے خیال کر لیا گیا تھا اور اُس کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ قومی جوش کا وہ حال تھا اور اس بات کا یقین یہاں تک واثق ہوگیا تھا کہ انگلستان کی دست درازی اب بزور شمشیر ہی روکی جا سکتی ہے کہ نپولین نے بڑے فخر سے صوبہ لاونڈی کے اُنھیں باغی موافقین فریق شاہی کو جو چند ماہ قبل رپبلک کے خلاف جنگ کر چکے تھے ایک فوج میں ترتیب دیا اور انھیں لوگوں میں سے افسر مقرر کئے اور یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ متحدہ فرانس کی محبت پر نپولین کو واثق یقین تھا۔

ایسی عظیم الشان جنگ کے لئے اس بات کی بڑی ضرورت تھی کہ رعایا پر بھاری ٹیکس قایم کیا جاوے اور اس ٹیکس کو فرانسیسیوں نے صرف بڑی خوشی کے ساتھ ہی دینا منظور نہ کیا بلکہ رپبلک کے ہر گوشے سے خزانہ میں نہایت گراں بہا نذرانے اور عطیے آنا شروع ہو گئے اور اس سے ثابت ہوتا تھا کہ فرسٹ کانسل کے

ساتھ فرانسیسیوں کو بہت محبت تھی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کو یقین واثق تھا کہ وہ اس جنگ میں حق بجانب تھے۔ ریپبلک کے ایک محکمہ میں جنگی جہاز تعمیر کیا گیا اور سامان جنگ سے پورا آراستہ کر کے مفت نذر کیا گیا۔ فرانس میں برقی تحریک پیدا ہوگئی تھی تمام فرانس کے باشندے کھڑے ہوگئے تھے اور نیک نیتی میں ایک دوسرے سے بازی لیجانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چھوٹے قصبوں نے چھوٹے پیندوں کے جہاز دیے اور زیادہ بڑے شہروں نے بڑے بڑے جنگی جہاز مہیا کئے۔ پیرس نے اکیسو بیس۔ لیانس نے سو۔ بورڈو Bordeaux نے چوراسی اور مارسیلس Marseilles نے چوہتر توپوں سے آراستہ جہاز دئیے اور اٹلی کی ریپبلک نے بھی بڑی شکرگزاری کے ساتھ پچاس لاکھ فرانک دو جہازوں کی تیاری کے لئے بھیجکر یہ درخواست کی کہ ایک جہاز کا نام پریسیڈینٹ اور دوسرے کا اٹلی کی ریپبلک نام رکھا جاوے۔ تمام تجارتی کارخانوں اور سرکاری جماعتوں نے بڑی کشادہ دلی سے روپیہ دیا۔ سینیٹ نے بھی ایک جہاز ایسا دیا جس میں ایک سو بیس توپیں معہ ساز وسامان کے موجود تھیں۔ عطیوں کی تعداد پانچ کروڑ فرانک سے متجاوز ہوگئی تھی۔

نپولین نے بولون میں صدر مقام مقرر کیا جہاں وہ اپنا بہت سا وقت صرف کرتا تھا۔ بڑی ہوشیاری سے ساحل کی پڑتال اور جانچ کرتا تھا۔ سمندر کا روزمرہ حال دیکھتا تھا اور اس تجویز کی تکمیل میں بدل مصروف تھا جس کا اس نے منصوبہ کیا تھا۔ ہر ایک ٹھیکہ میں بڑی کفایت شعاری سے کام ہو رہا تھا اور قومی خزانہ کا روپیہ بڑی احتیاط سے صرف ہوتا تھا لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ فرانس اور انگلستان جیسی دو بڑی قوموں میں معرکہ آرائیوں کی یہ تیاریاں ہو رہی ہوں اور یورپ پر اس کا اثر نہ ہو یہ دیکھکر کہ شعلۂ جنگ پھر مشتعل ہوا۔ اسکندر شاہنشاہ روس کو بڑی شکایت ہوئی اور اس نے یہ بات چاہی کہ دونوں قوموں میں پنچایت کر دے۔

نپولین نے فوراً جواب دیا ”میں بخوشی پنچایت پر راضی ہوں اور شاہنشاہ روس جیسا کچھ فیصلہ کردیگا مجھے منظور ہے۔“

لیکن برطانیہ نے انکار کیا اور کہا کہ یہ فیصلہ اُس کو منظور نہیں ہے۔ اس پر وزرائے روس نے فرانس اور انگلستان کی مخاصمت کو ختم کردینے کی نیت سے کچھ تجویزیں پیش کیں۔

نپولین نے جواب دیا ”میں اب بھی راضی ہوں کہ خود زار روس فیصلہ کردے کیونکہ شاہنشاہ کو اپنی نیکنامی کا خیال ہے اور وہ انصاف کریگا۔ لیکن میں اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ روس کے وزرا ایسی تجویزوں کے متعلق خط وکتابت کریں جو فرانس کے حق میں ذرا بھی مفید نہوں۔“ اور اُس نے حسب ذیل مشہور الفاظ سے اس جواب کو ختم کیا ”فرسٹ کانسل سے جہاں تک ہوسکا اُس نے یہی چاہا کہ جنگ نہو۔ لیکن اُس کی سعی سے کوئی نتیجہ نہوا۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ جنگ تقدیر ہی میں لکھی ہوئی ہے لہذا وہ جنگ کریگا۔ اور انگریزوں کی متکبر قوم کے سامنے سے نہ جھکے گا جو پچھلے بیس سال سے اس قابل ہوگئی ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کا سر اپنے سامنے جھکانا چاہتی ہے۔“

اب نپولین نے بلجیم جانے اور دریائے رین Rhine کے محکمجات کے ملاحظہ کا عزم کیا۔ جوزیفائن بھی اُس کے ہمراہ تھی۔ نپولین جہاں پہونچتا خیر مقدم میں نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھالیا جاتا۔ اُس کے ساتھ شاہانہ عزت کا برتاؤ کیا گیا ہر مقام پر اسی قسم کا اظہار مسرت ہوتا کہ جمہور کو گویا اُس سے غایت درجہ ذاتی مسرت تھی۔ اور انگریزوں سے نفرت تھی۔ اور یہ لوگ فرانس کے سخت جانی دشمن سے جنگ کرنے کو آمادہ تھے۔ لیکن نپولین جہاں جاتا جہازوں کی تعمیر کے کارخانوں کو بڑی احتیاط سے دیکھتا۔ میگزینوں اور سامانوں کو ملاحظہ کرتا۔ اور تحقیقات کرتا کہ یہ ملک کیا کیا سامان

مہیا کرسکتا تھا۔ ہر ساعت محنت کی ساعت تھی اور محنت اُس کی قلبی مسرت تھی۔ اور اس مختصر دورہ سے نپولین بولون کو واپس آیا۔ کیلے[1] Calais کی آبنائے جسے نپولین باوجود برطانیہ کی بے شمار بحری افواج کے عبور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تیس میل عریض تھی۔ چار موقعے ایسے تھے جن سے توقع ہوسکتی تھی کہ آبنائے کا عبور کیا جانا غیر ممکن نہ تھا۔ موسم گرما میں اکثر اڑتالیس اڑتالیس گھنٹے سمندر میں ہوا قطعی بند ہو جاتی تھی اور اس وقت برطانیہ کے بڑے بڑے جنگی جہاز مجبوراً غیر متحرک کھڑے رہتے تھے۔ اور اس وقت نپولین کی ہموار پیندے کی بڑی جنگی کشتیاں ڈاں ڈوں کے زور سے آبنائے کو عبور کرسکتی تھیں اور انگریزی جہاز کچھ نہ کرسکتے تھے۔ دوسرے موسم سرما میں کثرت سے کہر گرتا تھا اور اُس کے ساتھ ہوا بھی بند ہو جاتی تھی اور کہر کے پردہ میں آبنائے عبور کی جاسکتی تھی۔ ایک اور تیسرا موقع تھا اور وہ ان دو سے بھی بہتر تھا یعنی اکثر اس شدت سے طوفان بھی چلتے تھے انگریزی جنگی جہاز مجبور ہوکر آبنائے چھوڑ دیتے تھے۔ اور سمندر میں جا کھڑے ہوتے تھے۔ اور طوفان کم ہوتے ہی شاید ممکن تھا کہ جہازوں کی واپسی سے قبل نپولین کی کشتیاں آبنائے کو عبور کرلیتیں۔ ایک چوتھا موقعہ یہ بھی تھا کہ ایک مقررہ وقت پر سب فرانسیسی جہاز جمع ہو جاتے اور اُن کی توپوں کی آڑ میں کشتیاں آبنائے عبور کرجاتیں۔ اس مہتم بالشان مہم کی تکمیل کے لئے نپولین نے تین سال متواتر اپنی ان تھک عزم و ہمت سے کام لیا۔

تاہم نپولین کے سوائے کسی دوسرے شخص کو اُن خطرات سے پوری آگاہی بھی نہ تھی جو اس مہم کے ساتھ تھیں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ انگلستان کے زبردست بیڑہ اور فرانس کی بے شمار کشتیوں کے باہم جن میں ڈیڑھ لاکھ جرار سپاہ موجود ہوتی اگر جنگ واقع ہوتی تو کیا نتیجہ ہوا ہوتا کیونکہ یہ کشتیاں بڑے جہازوں کو چاروں طرف سے

---

[1] کیلے فرانس کے شمالی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے ۱۲ مترجم

بالکل گھیر لیتیں اور اپنی توپوں سے اُن کو چھلنی کر کے اپنی بندوقوں سے اُن کے عرشوں کو صاف کر دیتیں اور گولیوں سے طوفان برپا کر دیتیں اور یہ بڑے جہاز بڑی تیزی سے اپنے سب پال کھولے ہوئے ان کشتیوں کے درمیان گھس پڑتے اور اپنی ٹکر سے کشتیوں کو غرق آب کر دیتے اور اپنی گولہ باری سے اُن کو برباد کر دیتے۔ اڈمیرل ڈیکریز جس کی عادت تھی کہ مشکلات کا بیان کرتے ہوئے ذرا مبالغہ بھی شامل کر دیا کرتا تھا کہتا تھا کہ ” اپنے سو چھوٹے بجروں اور دس ہزار سپاہیوں کو قربان کر کے یہ غیر قرین قیاس نہیں ہے کہ دشمنوں کا حملہ رد کر دیا جائے اور آبنائے عبور کر لی جائے“

نپولین کہتا تھا کہ ” اتنی تعداد تو یومیہ لڑائیوں میں کام آتی ہے لیکن ایسی جنگ کونسی ہوئی ہے جس سے اُن نتائج کی توقع ہو سکتی ہو جو انگلستان کی سرزمین پر پہونچکر ہم حاصل کرنے کی امید کر سکتے تھے“

نپولین پر کثرت کار کا اب وہ ہجوم تھا کہ یقین نہیں کیا جا سکتا۔ تمامی یوروپ کا ملکی توڑ جوڑ تھا اور وہ تنہا دماغ سے اُس پر غور کر رہا تھا۔ اسپین بظاہر تو دوستانہ کا دم بھرتا تھا۔ لیکن درپردہ مخالفت کر رہا تھا۔ چارلس رابع Charles IV جو تمامی دنیا کے تاجداروں میں ذلیل ترین تھا اس زمانہ میں اسپین کا بادشاہ تھا اور اس کی ملکہ بے شرم فاحشہ عورت تھی۔ اور اس ملکہ کے آشنا گوڈوے Godoy کی جو شاہ صلح پسند کے نام سے مشہور تھا اور ضعیف دماغ۔ خود بین اور تھکا ہوا عیاش تھا اس ذلیل مملکت پر حکومت تھی۔ نپولین اسپین کی دغا اور اُن ظلموں کی وجہ سے جو اسپین کے سبب سے فرانس پر ہوا کرتے تھے بڑا شاکی تھا۔ اور ذلیل گوڈوے کی طرف سے جو جواب آتے تھے وہ پر فریب۔ رکیک اور خوشامدانہ ہوتے تھے۔ نپولین بڑی ترشی سے اپنا سر ہلا کر کہتا تھا ” بادل کی ایک ہی گرج میں یہ سب ختم ہو جائیگا“

اگرچہ ہجوم کار کا یہ حال تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ تاہم نپولین اپنی فیاضانہ عادات

وصفات کا اُسی عالی حوصلگی سے اظہار کر رہا تھا جس نے تمام دنیا کو جو اُس سے واقف تھی اُس کا شیفتہ بنا دیا تھا۔ اندرونِ فرانس سے ایک نوجوان انگریز ملاح قید سے فرار ہو کر بولون کے قریب سمندر کے کنارے چلا آیا اور اُس نے نہایت شاقہ محنت سے درختوں کی چھال اور شاخوں سے ایک ایسی کمزور اور نکمی کشتی بنائی کہ وہ اُس کے بوجھ کو بھی نہ برداشت کر سکتی تھی اور اس ملاح نے ارادہ کیا کہ اس کشتی میں سوار ہو کر آبنائے کو عبور کر جائے۔ آبنائے میں ہر وقت طوفان برپا رہتے تھے اور اس جوان کو توقع تھی کہ کوئی انگریزی جہاز اُس کو سمندر میں دیکھکر اپنے ہمراہ لے لیگا اور انگلستان پہونچا دیگا کسی نے اس ملاح کو دیکھ لیا اور نپولین سے کشتی ملاح اور اُس کے عزم کا حال کہہ دیا۔ نپولین کو اس ملاح کے ایسے نڈر عزم پر حیرت ہوئی اور اُس نے فوراً اس کو اپنے سامنے بلایا۔

نپولین۔ کیا اس ناکارہ کشتی میں آبنائے عبور کرنے کا واقعی ارادہ تھا؟

ملاح۔ اب اجازت دیکر تماشہ دیکھ لیجیے۔

نپولین۔ وطن لوٹنے کی اس چاہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تیرا کسی حسین محبوبہ سے دل اٹکا ہوا ہے۔

ملاح۔ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے۔ لیکن ہاں ایک غریب۔ ضعیف۔ اور بوڑھی ماں ضرور ہے۔ جس کے دیکھنے کو جی بے کل ہے۔

اس فقرہ پر نپولین کا دل پگھل گیا اور اُس نے زور دیکر کہا "ہاں بے شک تم اپنی ماں کو دیکھو گے۔ اور لو یہ اشرفیوں کی تھیلی لو۔ اور میری طرف سے اپنی ماں کو نذر دینا کیونکہ یہ ماں کوئی معمولی ماں نہیں ہے جس نے ایسے محبت والے سعادت مند بیٹے کو تربیت کیا ہے"

اس کے بعد نپولین نے فوراً حکم دیا کہ ایک کشتی پر صلح کا جھنڈا کھڑا کیا جاوے

اور وہ ملاح اُس پر سوار کر کے سب سے پہلے ملنے والے انگریزی جہاز پر پہونچا دیا جاے ایسے حالات میں جب فرانسیسی اور انگریزی دو جہازوں کے ملنے کی اخلاقی عظمت کا خیال کیا جاتا ہے جن پر صلح کے سفید جھنڈے لہرا رہے تھے تو ممکن نہیں ہے کہ خوفناک جنگ کے وحشیانہ اور ظالمانہ حالات پر نہایت سخت افسوس نہ کیا جاوے ۲۰۳ ممکن ہے کہ اپنی دوسری ملاقات میں یہ دونوں جہاز گھنٹوں لڑے ہوں اور ایک نے دوسروں پر گولوں اور گولیوں کی بوچھار کی ہو اور کانپتے ہوے جسموں کو پارہ پارہ کر دیا ہو اور مجروحوں اور مقتولوں میں ایسے لوگ بھی ہوں جن کے بھائی۔ بیویاں اور بیٹے موجود ہوں۔

ان دنوں دفتر میں نپولین کو اسقدر شاقہ محنت کرنا ہوتی تھی اور فرانس کے گماشتوں اور تمامی یوروپ کے سفیروں کو اسقدر کثرت سے تحریرات لکھوانی پڑتی تھیں کہ تین سکرٹری ہر وقت برابر لکھتے رہتے تھے۔ ان میں ایک نوجوان سکرٹری بھی تھا جو خود محل میں رہتا تھا اور سرکار ہی سے کھانا پاتا تھا۔ چھ ہزار فرانک اس کی تنخواہ تھی جو سالانہ مقرر تھی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ بہت مقروض تھا۔ اور قرض خواہوں کے تقاضوں سے بہ تنگ آگیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس قسم کی بے عنوانیوں سے نپولین سخت ناراض ہوا کرتا تھا۔ لہذا اُس کو خوف تھا کہ اگر یہ خبر نپولین کے کان تک پہونچ گئی تو بس شامت ہی آجائیگی ایک شب افکار سے اس نوجوان کو تمام رات نیند نہ آئی اور وہ ان فکروں سے سبکدوش ہونے کو نہایت ہی تڑکے اُٹھ کر دفتر میں اپنی میز کے سامنے آبیٹھا۔ نپولین اس سے بہت پہلے سے اٹھا ہوا کام کر رہا تھا اور اب وہ غسل کو جاتے ہوے دفتر کے دروازہ پر سے گذرا۔ اور اُس نے اس جوان سکرٹری کو کچھ گنگناتے ہوئے سنا۔

نپولین نے دروازہ کھولا اور اس سکرٹری کی طرف دیکھ کر بڑی مسرت سے

تبسم کیا اور کہنے لگا :-

نپولین - آخاہ ! اتنے سویرے سے تم کام پر آگئے - واقعی یہ مستعدی قابل پیروی ہے - تمھاری محنت سے مجھے بڑی خوشی ہوئی - تمھاری تنخواہ کیا ہے - ؟

سکرٹری - چھ ہزار فرانک سالانہ -

نپولین - تمھاری عمر کے اعتبار سے یہ تنخواہ بہت معقول ہے - اور اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ تم کو مکان اور خوراک بھی ملتی ہے -

سکرٹری - حضور والا - ہاں مجھے مکان بھی دیا گیا ہے اور خوراک بھی ملتی ہے -

نپولین - تو پھر تمھارا گانا کوئی تعجب کی بات نہیں - واقعی تم خوش نصیب ہو -

سکرٹری - حضور والا - مجھے خوش نصیب ہونا تو چاہئے تھا - لیکن افسوس کہ میں خوش نصیب نہیں ہوں -

نپولین - ہیں ! یہ کیوں -

سکرٹری - میں اسلئے خوش نصیب نہیں ہوں کہ کثرت سے انگریزوں نے میری جان کو عذاب میں ڈال دیا ہے - اس کے سوا میرا ایک باپ ہے جو قریب قریب نابینا ہے اور ایک بہن ہے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور ان کی مجھے کفالت کرنا پڑتی ہے

نپولین - اپنی بہن اور اپنے باپ کی خبرگیری میں تم کو صرف اوسیقدر کرنا ہوتا ہوگا جیسے نیک بھائی اور سعادتمند بیٹے کیا کرتے ہیں - لیکن میں یہ بات نہیں سمجھتا کہ تم کو انگریزوں سے کیا واسطہ ہے -

سکرٹری - یہ لوگ وہ ہیں جن کا میں مقروض ہوں اور اُن کا روپیہ مجھ سے ادا نہیں ہوتا اور سب مقروض فرانسیسی اپنے قرض خواہوں کو انگریز کہا کرتے ہیں -

نپولین - بس بس صاحب - میں سمجھ گیا - تو آپ مقروض ہیں - یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی معقول تنخواہ کے باوجود تم قرضدار ہو - میں اپنے قریب ایسے شخص کو رکھنا نہیں

چاہتا جو انگریزوں کے زر سے واسطہ رکھتا ہو۔ آپ اسی لمحہ سے برخاست کئے گئے

اچھا صاحب۔ سلام

یہ کہکر نپولین وہاں سے چلدیا اور اپنے کمرہ میں چلا گیا اور اس نوجوان سکرٹری پر مایوسی کی ایسی گھٹا چھائی کہ حواس جاتے رہے۔

لیکن چند ہی لمحوں کے بعد ایک مصاحب آیا اور اس سکرٹری کو یہ کہکر ایک لفافہ دیا کہ نپولین نے دیا ہے" یہ نوجوان تردد سے کانپنے لگا اور اُس کو یقین کامل ہو گیا کہ اس لفافہ میں برخاستگی کا پروانہ تھا۔ چنانچہ ڈرتے ڈرتے اُس نے لفافہ کو کھولا تو حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی:۔

"جی تو میرا یہی چاہتا تھا کہ تم کو اپنے دفتر سے نکال دوں۔ کیونکہ تم اسی کے مستوجب تھے لیکن تمھارے بوڑھے اور نابینا باپ اور جوان کنواری بہن کا مجھے خیال آتا ہے اور صرف انھیں دونوں کی بدولت میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ اور چونکہ تمھاری بدچلنی سے تمھارے باپ اور تمھاری بہن ہی پر سب سے زیادہ اثر پڑ رہا ہے لہذا میں تم کو ایک دن کی رخصت دیتا ہوں اور دس ہزار فرانک بھیجتا ہوں۔ یہ رقم لو اور فوراً اپنے انگریزوں (قرض خواہوں) کا روپیہ ادا کرو۔ جو تم کو ستاتے ہیں اور آئندہ ایسی روش اختیار کرو کہ پھر اُن کے قبضہ میں نہ آنا اور اگر اس کے بعد میں نے سُنا کہ تم مقروض ہو تو برخاست ہی کر دونگا۔"

بولون کی سرد پہاڑی پر جہاں باد و باراں کے طوفان برپا رہتے تھے نپولین نے اپنے لئے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنوایا تھا اور اکثر رات میں تمام دن کی شاقہ محنت کے بعد وہ سینٹ کلاوڈ کے محل کو چھوڑ کر ۱۸۰ میل کا فاصلہ بڑی تیزی سے طے کر کے دوسرے دن دوپہر کو بولون جا پہونچتا اور بظاہر اُس پر تکان کے کوئی آثار نہ ہوتے۔ پہلے سب چیزوں کا معائنہ کرتا اور پھر چند لمحوں کے واسطے سو رہتا۔ انگریز جہاں تک

ممکن تھا اس عظیم الشان مہم میں حارج تھے۔ اُن کے گشتی جہاز ہر وقت آبنائے میں پھرتے رہتے تھے۔ اور فرانس کی عمارتوں اور دمدموں پر گولے مارتے تھے۔ اور یہ گولے پہاڑی کو پار کر کے پر اژدہام لشکرگاہ میں پھٹتے تھے۔ تمام مزدور اور کاریگر نپولین کی موجودگی پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور برابر کام میں مصروف تھے۔ یہ لوگ کام کرتے ہوتے تھے اور انگریزی جہازوں کے گولے اُن کے گرد ہوا میں سنسناتے تھے

جب یہ حال ہوا تو نپولین نے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے بڑی بڑی باڑیاں تیار کیں جہاں سے چوبیس پونڈ کا گولا تین میل تک برابر مارتا تھا اور اب انگریزی جہاز قریب نہ آسکتے تھے۔ اگر بولون کی تیاریوں کی پوری تفصیل کی جائے تو پورا ایک دفتر درکار ہوگا۔ سپاہیوں کی صحت اور آسایش کے متعلق نپولین نے اسقدر محنت برداشت کی تھی کہ اندازہ سے باہر ہے۔ سب سپاہیوں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ نہایت گرم وردیاں دی گئی تھیں اور نہایت مقوی غذا دی جاتی تھی۔ کیمپ کے بیچ میں سے چوڑی چوڑی سڑکیں نکال دی گئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت نفیس صاف شہر ہے چنانچہ سپاہیوں کی تندرستی کی نہایت اچھی حالت تھی اور بڑے اطمینان سے اس مہم کی تیاریاں کر رہے تھے جو اب قریب پیش آنے والی تھی یہ سپاہی جب اپنے محبوب سردار کو دیکھتے تھے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور مسرت کے نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھا لیتے تھے۔

اگرچہ بولون کا گھاٹ نہایت وسیع تھا تاہم سب جہازوں کے ایک قطار میں کھڑے ہونے کے لئے گنجایش نہ تھی۔ اسلئے جہاز نو قطاروں میں کھڑے کئے گئے تھے۔ جھولے کے ذریعہ سے گھوڑے ایک جہاز سے دوسرے میں پہونچا لئے جاتے
تھے اور یہ کام دو منٹ میں ہوجاتا تھا۔ ہر موسم یعنی گرمی اور جاڑے میں اگر ہوا کا طوفان ۲۰۴
نہ چلتا ہوتا تھا۔ کشتیاں سمندر میں جاتیں اور دشمن کے سامنے فوجی مشق کرتیں۔ اور روزانہ کشتیوں سے ساحل پر اُترنے کی مشق کی جاتی۔ یعنی پہلے تو ان کشتیوں

ین سے ساحل پر خالی توپیں اور بندوقیں فیر کی جاتیں کہ گویا ساحل کو دشمن سے صاف کر دیا گیا اور پھر ساحل کے قریب پہونچکر کشتیوں سے سپاہی اور گھوڑے اور توپیں اتاری جاتی تھیں۔ اس کام میں ایسی کامل مشق پیدا کی گئی تھی کہ کسی قسم کے حادثہ کا شبہہ بھی باقی نہ رہا تھا اور حملہ آوروں کو جو کچھ نقصان ہوسکتا تھا وہ غنیم کی باڑیوں سے ہوسکتا تھا اور اُس کی تدبیر یہی ہوسکتی تھی کہ فرانسیسی اپنے دشمن کی باڑیوں کو حملہ کرکے چھین لیں

ان پرجوش ورزشوں میں نپولین ہر موقع پر موجود رہتا تھا اور فرانسیسی سپاہ کبھی تو اُسے گھوڑے کی پشت پر سوار پہاڑی پر کھڑا دیکھتی کہ وہ مسرت سے سپاہ کی جانفشانیوں کو دیکھ رہا ہے اور کبھی دیکھتی کہ وہ ساحل کی چکنی زمین پر گھوڑا خیز کئے ہوئے سرپٹ چلا جا رہا ہے۔ اور کبھی وہ ایک کشتی میں سوار تیز بڑھا چلا جاتا ہے کہ دشمن کی کشتی سے اُس کی طاقت کو آزمائے۔

اگرچہ نپولین بہت سخت خطرناک موقعوں پر چلا جاتا اور کسی کا کہنا نہ مانتا۔ ایک مرتبہ طوفان کی حالت میں وہ لنگر انداز جہازوں کے معائنہ کو چلا گیا۔ لیکن اُس کی کشتی الٹ گئی۔ یہ دیکھ کر ملاح فوراً سمندر میں کود پڑے اور اُس کو بہ حفاظت کنارہ پر نکال لائے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے بادشاہان فرانس کی عیاشی اور ان کو اپنی نفس پرستیوں پر قوم کے خزانے اڑاتے دیکھا تھا اگر نپولین کو دیکھتے اور اُس کو کسی اور قوم کا سمجھتے۔

ایک دن مطلع بہت صاف تھا اور نپولین نے اُفق میں بولون کی پہاڑی سے انگلستان کی پہاڑیوں کو دیکھا اور اس منظر سے جوش میں آکر اُس نے کمبے سیریز کو لکھا۔

" امبلیٹوز Ambleteuse کے ٹیلہ سے آج میں نے انگلستان کے ساحل کو ایسا صاف دیکھا جیسے ٹوئی لریز سے کیلویری Calvary

کی بلندیاں نظر آتی ہیں۔ میں نے انگلستان کے مکانات اور لوگوں کے ازدہام دیکھے یہ آبنائے تو ایک خندق ہے اور اگر کوئی ہمت کرے تو اُسے پھاند سکتا ہے۔"

اگرچہ دنیا کے سب سے زیادہ دل چلے شخصوں میں سے نپولین بھی ایک دل چلا شخص تھا لیکن اسی کے ساتھ وہ حد درجہ کا محتاط اور دور اندیش بھی تھا۔ اُس نے اپنے دل کی تجویز پر کسی کو آگاہ نہ کیا تھا اور وہ تجویز یہ تھی کہ ٹولون Toulon فیرول Ferrol اور لاروچیل La Rochelle کے جہاز جو طیار اور سامانِ حرب سے آراستہ تھے ایک مرکز پر دفعتاً جمع کر کے اس غیر متوقع اتحاد کے ساتھ انگلستان کے بڑے بڑے سے جنگ کرے۔

اُس کا قول تھا کہ "رات کے آٹھ گھنٹے جو میرے موافق ہوں اب دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر دینگے۔"

ایسی بڑی بڑی تیاریوں سے متحیر ہو کر اب انگلستان نے گھبرانا شروع کیا۔ اُس نے اپنے تئیں صرف اسی وجہ سے محفوظ و مامون خیال کیا تھا کہ وہ چاروں طرف سے سمندر سے محصور تھا۔ لیکن اب اُس نے دیکھا کہ اُس کے ساحل سے ۳۰ میل کے اندر ہی اعلیٰ درجہ کی قواعد داں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کی فوج تیار تھی اور اس فوج کو آبنائے عبور کرانے کے لئے اور دس ہزار سواروں۔ چار ہزار توپوں۔ اور سامان کو انگلستان کے ساحل پر اُتارنے کے لئے دو ہزار جنگی کشتیاں جمع تھیں اور نپولین جیسا شخص جو تمام زمانوں کے جرنلوں سے سبقت لیجا چکا تھا اس فوج کا سردار تھا۔ کہ "لندن پر حملہ آور ہو اور یہ خیال کہ ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ بوناپارٹ آتا ہے"۔ ایسا خیال تھا کہ دنیا کی زبردست سے زبردست قومیں خوف سے کانپنے لگتی تھیں۔ اور انگلستان کے بحری افسروں نے صاف کہہ دیا تھا کہ "کہر یا ہوا کے گر جانے کی حالت یا سرما کی طولانی شب میں اگر فرانسیسی انگلستان کے

ساحل پر حملہ آور ہونگے تو اُن سے بچنا غیر ممکن ہے ہیں خونخوار جارج کیڈ وڈیل کے ہر طرح شریک
اس خطرہ سے بچنے اور اس کا مقابلہ کرنے۔ اُس شخص کا خاتمہ کردیں جس نے جمہور
میں ہوئیں وہ نہایت بارود سے بھری ہوئی اور پرزور تخریب کرسکتے تھے۔ انگریزی گورنمنٹ
کہ ۱۷ سال سے لے کر ۵۵ سال تک کی عمر کے انگریزوں کو ذریعہ گورنمنٹ ایمان کی
اختیار دیدیا جاوے۔ ہر شہر میں دیکھا جارہا تھا کہ صبح سے سب آدمی قواعد سیکھتی تھی۔
ہوتے تھے۔ کمن سال بادشاہ جارج سیوم ان خام سپاہیوں کی قواعد کو خود ملاحظہ
کیا کرتا تھا۔ اور اُس کے ہمراہ جلاوطن بوربون شاہزادے ہوتے تھے جو دوسری
قوم کی مدد سے اُس تخت کو پھر حاصل کرنا چاہتے تھے جس سے فرانس کے جمہور
نے اُنھیں اُتار دیا تھا۔

جزیرہ وائٹ Wight سے لے کر دریائے ٹمیس Thames
کے دہانہ تک خبر رسانی کا ایک سلسلہ قایم کیا گیا تھا کہ ہر مقام پر خطرہ کی اطلاع دیدی جاے
اور یہ اہتمام ہوگیا تھا کہ خطرہ کی خفیف سی اطلاع پر تمامی بلندیوں پر اطلاعی روشنیاں
مشتعل کردیجاویں۔ گاڑیاں تیار کی گئی تھیں کہ بسرعت تمام لوگوں کو اُن مقامات پر
پہونچا دیں جہاں دشمن کا بہت زور ہو۔ خوبصورت اور بے غم انگلستان کے تردد
کا اب وہ حال ہوگیا تھا کہ رات کو عورتیں خواب میں اوچھل اوچھل پڑتی تھیں۔
کیونکہ جنگی شکاری کتے کھلے ہوئے تھے اور خود انگلستان نے اُن کو کھولا تھا۔
اپنی کردار کی پاداش میں انگلستان کو مزہ بھی خوب چکھنا پڑا یعنی انگلستانیوں پر
اب تک نہایت سخت ٹیکس بندھا ہوا ہے جو اس خونریزی کے منحوس زمانہ نے
انگلستان کی اولاد پر ترکہ میں چھوڑا ہے۔

واقعی ترکہ کا سبب بھی معقول تھا اسلئے کہ نپولین دراصل تنگ آگیا تھا اور اب
اس کا قطعی عزم تھا کہ جنگ کا پلہ یا تو ادھر ہوجاے یا اُدھر ہوجاے اور اب وہ ایسی زبردست تیاریاں

ں میں پس انگلستان کے ساحل کی حفاظت کرنا پڑا
ں آف ولنگٹن نے کہا ہے :-
ے ساحل کو نارتھ فورلینڈ Northforeland سے لیکر
ہ Selsey تک جو پورٹسمتھ Portsmouth کے قریب
ں نگاہِ تحقیق سے دیکھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ سوائے اُس مقام کے جو خاص
ڈوور Dover کے قلعہ کی مار میں ہے۔ باقی تمام ساحل پر ایک مقام بھی ایسا نہیں ہے کہ مدوجزر کے کسی وقت میں اور ہوا کی کسی حالت میں اور کسی موسم میں پیدل سپاہ وہاں نہ اُتاری جاسکے اور یہ پیدل سپاہ جو اس طرح ساحل پر اُتاری گئی ہو ساحل سے پانچ ہی میل کے اندر۔ اندرونِ انگلستان کے لئے سڑکیں نہ پاجائے اور اس ساحل پر سات چھوٹے چھوٹے بندر یعنی دریاؤں کے دہانے ہیں اور اگر ان کی پوری حفاظت نہ کی جاوے تو دشمن ساحل پر اپنی پیادہ سپاہ اُتار کر ان پر قابض ہوجائیگا۔ اور یہاں سے اپنی توپیں سامان حرب اور اپنے سوار اُتار لائیگا۔ اور قایم ہو کر اپنی خط و کتابت اور تعلقات فرانس سے جاری کرلیگا“

جب معاملات کا یہ حال تھا تو گورنمنٹ برطانیہ نے اُن شاہی سازش کرنے والوں کو جو نپولین کی جان کے خواہاں تھے اور لندن میں موجود تھے خوب ہی جی کھول کھول کر مدد دی۔ برطانیہ کی وزارت سے اُن کو روپیہ کی امداد ملتی تھی اور برطانیہ اعظم کے جہاز ہر وقت اُن کی خدمت میں موجود رہتے کہ اُن کو فرانس کے ساحل پر جاکر اُتاریں۔ ملعون جارج کیڈوڈیل جو آتشیں کل کی سازش میں شریک ہوچکا تھا ہنوز لندن میں موجود تھا۔ فرانس کے فراری اُس کے ہمراہ تھے اور وہ بڑی عیش سے بسر کر رہا تھا۔ کونٹ ڈی آرٹوائیس جو بعد کو چارلس دہم ہوا اور اُس کا بیٹا ڈیوک آف بری اور ان کا رشتہ دار ڈیوک ڈی اینگھین کا باپ اور بہت سے دوسرے اشخاص

جو بوربون خاندان کے خاص جانب دار تھے اس خونخوار جارج کیڈوڈیل کے ہرطرح شریک تھے۔ کہ جس طرح ایمانداری یا بے ایمانی سے ہوسکے اُس شخص کا خاتمہ کردیں جس نے جمہور کو اس بات کا مجاز سمجھا تھا کہ وہ اپنا فرماں روا خود منتخب کرسکتے تھے۔ انگریزی گورنمنٹ ان سازش کرنے والوں کو بڑی فیاضی سے مالی مدد دیتی تھی۔ اور یہ گورنمنٹ ایمان کی خاطر ان لوگوں کی تجویزوں کی تفصیل کے متعلق ان سے کچھ بھی نہ پوچھتی تھی۔

ڈیوک ڈی انگھین۔ ڈیوک آف بوربون کا بیٹا چونتیس برس کا جری سپاہی تھا۔ یہ شخص دریائے رین کے دہانہ سے ذرا اوپر گرانڈ ڈیوک آف بے ڈین کے ملک میں ایٹن ہیم کے درمیان جو ایک موضع ہے مقیم تھا۔ اس مقام پر ڈیوک ڈی انگھین اسٹراس برگ سے جو فرانس کا اُس سمت میں سرحدی شہر ہے صرف تیرہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ فرانس کی سرحدوں کے قریب دوسری ریاستوں میں انگلستان کے گماشتے صرف اس غرض سے موجود تھے کہ نپولین کے زوال کی بے شمار تجویزوں میں معاون ہوں۔ چنانچہ ڈریک میونچ میں تھا۔ اسپنس اسمتھ اسٹٹ گارٹ میں تھا ٹیلر۔ کاسل میں تھا۔ وِک ہم۔ برن۔ میں تھا اور روم بولڈٹ۔ ہیمبرگ میں تھا۔ برطانیہ کے ان گماشتوں کے پاس کثرت سے روپیہ موجود تھا کہ وہ فرانس کے فراریوں کو جو انگلستان [illegible] ہیں پاتے تھے اور فرانس کی حدود پر منڈلائے نپولین کے قتل کی گھاتوں میں پھر رہے تھے مدد دیں۔

نپولین کے قتل کے لئے ان دلیروں نے بے شمار سازشیں کیں منجملہ جن کے تیس پولیس نے دریافت کرلیں آخر میں نپولین بہت غصہ سے بھر گیا اور اُس نے یقین کر لیا کہ انگلستان بڑی رذالت سے اُن لوگوں کی مدد کر رہا تھا جو اُس کے قتل کے متلاشی تھے اُسے اس بات پر سخت غصہ تھا کہ بوربون شاہزادے یہ چاہتے تھے کہ چونکہ جمہور نے اُس کو اعلیٰ اختیارات عطا کئے تھے

لہذا وہ حفاظت قانونی سے خارج خیال کیا جاوے اور قاتل اُس کا پیچھا کرتے پھریں چنانچہ اُس نے صاف کہدیا کہ "میرا خون ایک خندق کا پانی نہیں ہے۔ میں ان بوربونوں کو ایسا مزہ چکھاؤنگا کہ انھیں بہت دنوں تک یاد رہیگا۔" فقط

تمت بالخیر

مترجم سید معین الدین۔
شاہجہانپوری

خو ڈھے ۵۶

اعلان

اِس کتاب کا حق تالیف ایم اے او کالج بک ڈپو نے مترجم سے خرید لیا ہی۔ اور یہ کتاب جناب **میر ولایت حسین** صاحب آنریری منیجر بک ڈپو مذکور اور منیجر صاحب احمدی پریس علی گڈہ سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہی۔